U7599 5-12-9.

Title - SUKHAN SHORA.

Creator - Abdul Ghafoor Khan Nisaakh.

Publisher - Nawal Kishore (Lucknow).

Date - 1874

Pages - 582.

Subjects - Urdu Shayari - Tareekh-o-Tanqeed; Tazkira Shora - Urdu.

ہو الغفور الرحیم
الشعراء تلامیذ الرحمٰن
تذکرۂ شعرای زبان اردوی معلّے موسوم بنام تاریخی
سخن شعرا
۱۲۹۱
مولوی عبد الغفور خان صاحب
بحسن تصحیح وزیبا تسطیر باوان سعادت اقتران
مطبع منشی نولکشور میں طبع ہوا
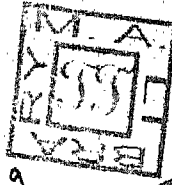
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اوس نخلبند گلستان جہانکی رونق افروز چمنستان معانی ہے اور ثنا اوس گلبین آرا ے
زمین وزمان کی بہار افزاے ریاض نکتہ دانی ہے جسنے عرائس معانی کو رنگا رنگ جامہ عبارت سے
پیراستہ اور ابکار افکار کو روائح ازہار بلاغت اور فوائح گلہاے فصاحت سے آراستہ فرمایا
اور نونہالان گلشن لطائف کو حمائل ظرائف سے مزین فرماکے حجب بطون سے منصہ شہود پر
جلوہ نما کیا اور اپنے سحاب لطف وکرم کی آبیاری سے شورستان عدم استعداد کو روضہ
رضوان بنایا سرو قدان باغچہ احسن تقویم اوسکے بہار خلق کی تعلیم سے مالامال اور نو بادہ ہاے
گلشن تکریم برگ و بار حسن تنظیم سے چمن چمن نہال ہوے شعر

اے موج نسیم کرم الطاف سے تیرے ۔ دیکھا نہین اس گلشن بیخار مین کھٹکا

اور گلدستہ ورود وثنا محمود و درود وصلوٰۃ غیر معدود پیشکش بہار گلستان رسالت رونق بوستان
نبوت آفتاب دوسرا آسمان اہتدا تاجدار لی مع اللہ خدیو انجم سپاہ ہے جسکی نکہت
مرحمت سے معطر ہر دماغ اور نسیم مکرمت سے ہر غنچہ دل باغ باغ ہے خاک پا اوسکا غازہ رخسار
گلشن صنائع کو غازہ ہے اور چمن زار فصاحت بدائع اوسکی آبیاری سے تر و تازہ بدبای علوم

اوس

اوس منبع جود و احسان سے اپنی موجون مین لہراتا ہے اور محیط شرائع اوس گوہر بے بہا کی
ہتھنان سے آب و تاب مین چشمۂ خورشید کا پہلو دباتا ہے صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ
الاتقیاء الابرار باطمی البحر الذخار و عتب العجاج التیار بعد اسکے ہیچمیرز ابو محمد عبد الغفور
خاں دی متخلص بہ نسّاخ ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع راجشاہی معروف بہ رامپور بولیہ
ابن منشی قاضی فقیر محمد مرحوم صاحب جامع التواریخ وکیل عدالت عالیہ صدر دیوانی کلکتہ
ابن قاضی محمد رضا مغفور متوطن ضلع فریدپور باشش گزین دار الامارۃ کلکتہ نکتہ فہمان سخن سنجان
زمن کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ جیان ہنوز باغچہ عمر مین نسیم شعور کی آمد آمد اور فرش سبزہ
رشد و فضای سن و سال مین ممتد بھی نتھا کہ سر مین سوداے گلریزیان مضامین پیدا ہوا دل
غنچہ لبان معانی کا شیدا ہوا کلام اساتذہ کا شوق رہا غیرون کے سخن سے ذوق رہا سو بڑے
دنون مین بہت سی دواوین نظر سے گذرے عرصۂ قلیل مین تذکرہ ہاے کثیر دیکھے جنہون نے
داد سخن کی دی ہے جانفشانی و جانکاہی کی ہے ہر مضمون شیرۂ حیات ہے ہر معنی شاخ نبات
ہے ہر انداز شیرین غیرت شان انگبین ہے ہر طرز نمکین رشک لب شیرین ہے میرے بھی
چاہا کہ شربت تالیف سے کوزے بھرون اور اس قند کو مکرر کرون یعنی اس طرح کا
تذکرہ لکھون جسمین اشعار آبدار مین اطناب و ایجاز ہو اور احوال شعرا مین اختصار و ایجاز
اور حالات ابناے زمان کو بقدر طاقت بشری جامع اور حشو و زوائد کو مانع ہو بحمد اللہ
کہ یہ ناوک عزم ہدف مراد مین دو سار ہوا کہ بارہ [۱۲] برس کی محنت مین یہ تذکرہ شعراے
ریختہ مسمے بنام تاریخی سخن شعرا تیار ہوا و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب

ردیف الالف

آباد تخلص محمد یعقوب علی خان خلف محمد اسحاق خان باشندۂ دہلی

ان خراباتیون کی صحبت نے	تجھکو آباد کیا خراب کیا

آباد تخلص مہدی حسن خان ولد غلام جعفر خان باشندۂ لکھنؤ ناسخ سے اصلاح لیتے تھے
سال تولد انکا ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری ہے انکے تین واسوخت اور ہر بحر مین
غزل کے ایک ایک دیوان ہے بعض دیوان اور واسوخت نظر راقم سے گذرے

ہمیشہ تذکرہ ہے مصحفِ رخسار جانان کا
کوئی ثروت مین بھی انداز غربت بیسی جاتی ہے
ہجر مین ای رشک شیرین جان شیرین تلخ ہے
کیا عجب شوقِ اسیری مین اگر منقار سے
روشنی پائے سخاوت سے جہان مین نام سے
پائیگا اکدن کمال سربلندی شکل بدر
ہے بجا اے گل اگر کہتے تجھے رشکِ بہار
رکھ لیا پردہ مرا قاتل تری تلوار نے
بجلیان روشن کرینگی قبر پر میرے چراغ
تیرے ہر ایک سخن مین ہین بہم دو پہلو
فورا آتر پڑے کے حرف سے ہر حرف ہو جدا
گر سکندر کی طرح ہوتے میرے بخت رسا
طور کم کر نہ مرے بعد جفا کاری کا +
زلف دراز و ابرو خمدار و چشم و لب
واللہ کیا ہے حسن بتِ پرغرور کا
بگڑ گیا جو نکلتے ہی روح کے نقشا +
شعبدے دکھلائے حسن یار نے ہر دم نئے
بیتاب وہ ہون چین نہ آئے لحد مین بھی
ہاتھ کیا اوسنے اوٹھایا سیکڑون بسمل ہوگئے
خون گرفتہ نہ کوئی عشق مین مسا ہو گا
فقط امید ہے بخشش کی تیری رحمت سے
مثالِ قصر گردون جنکے لاکھون قصر عالی تھے
مجھے یاد آگیا سجدہ بتون کی آستانے کا

کتاب عشق نے حافظ کیا ہے مجھکو قرآن کا
نہ بھولا تخت پر یوسف کو صدمہ چاہ کنعان کا
کام نالے کر رہے ہین تیشۂ فرہاد کا
بلبلین دامن کرین وہ ٹکر صیاد کا
ہر درم گویا چراغ مرقدِ حاتم ہوا
ماہ نو کی طرح جو بھرتوا ضع خم ہوا
پھول مرجھاتا نہین تیرے گلے کے ہار کا
جسم عریان پر ہے احسان زخم دامن دار کا
کشتہ ہون اک برق وش کی تیغ نگاہ ناز کا
کبھی اقرار سے ہوتا نہین انکار جدا
لکھدون جو خط مین حال کبھی اضطراب کا
ہفت کشور چھوڑ کر مین کنج عزلت اکتا
حوصلہ تا کسی دشمن کو نہ ہو یاری کا
مارا ہوا ہون مین تو انھین تین چار کا
ہندون کو شک ہوا ہے خدا کے ظہور کا
طلسم تھا کوئی یا اپنا خانۂ تن تھا
سامنے آنکھون کے میان کیا کیا تماشا ہو گیا
میرے جنازے کو نہ آرام دوش پر
دے رہا ہے عاشقونکو موت کا پیغام رقص
دمبدم سنتِ جلاّد کیا کرتے ہین
وگر نہ عفو کے قابل مرے گناہ نہین
اب اونکی خاک اوڑتی پھرتی ہے دشت بیابان
کسی مسجد مین جب دیکھا کسی مین نے نمازی کو

دل لگانے مین تو ہے جزا و ٹھانے کا مزا — لطف کیا ہے کہ جو معشوق ستمگار نہو

لطف جینے کا یہ ہے جان کسی پر نکلے — نہ جینے وہ جسے مرنے سے سروکار نہو

کہین فرقت مین جائین اشک ہین پھر آنکھون — تماشا ہی لیے پھرتے ہین ہم کشتی مین طوفانکو

در سے اونکے لگ گئی تقدیر پشت آئنہ — مہر سے الا ہوئی توقیر پشت آئنہ

خیاط قطع کر تو سمجھ کر لباس یار — رشتہ مری حیات کا اوس پیرہن مین ہے

آبر تخلص تفضل حسین شاگرد اسیر

خاکساری کا اگر مرتبہ حاصل ہو جاے — ہے دلا پھر طلب نسخۂ اکسیر عبث

آبرو تخلص نجم الدین معروف بہ شاہ مبارک باشندۂ دہلی شاگرد و عزیز سراج الدین علیخان آرزو حضرت محمد غوث گوالیاری کے نبیرون مین تھے محمد شاہ جنت آرامگاہ کے عہد مین وفات پائی بیشتر صنعت ایہام مین شعر کہتے تھے

کیون چھپا ظلمت مین گر اوس لب سی شرمندہ تھا — جان تجھ پانی مرے ہے چشمۂ حیوان کی جگہ

سر سے لگا کے پانون تلک دل ہوا ہون مین — یہان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین

دور خاموش بیٹھ رہتا ہون — اسطرح حال دل کا کہتا ہون

شور ہے اوسکی اشکباری کا — آبرو چشم تر قیامت ہے

نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین — اگر باور نہ ہو تو مانگ دیکھو

وا ابن رضا تخلص و نام سید ابن رضا لکھنوی کلکتہ مین آئے تھے راقم نے انکو دیکھا ہے

تجھے رقیبون کے دل مین ہزارون ہی کانٹے — گلون کے گجرے جو ہم یار کو پہنانے لگے

آتش تخلص مرزا غلام حسین ولد مرزا اکریم اللہ بیگ باشندۂ ڈھاکہ شاگرد و داماد میر اعجاز طپش عدالت دیوانی ڈھاکہ مین وکالت کرتے تھے

آپ تو محو فنا تھے جس طرح کا سنٹکی اوس — جنبش باد صبا کا اک بہانہ ہو گیا

آسق خواجہ حیدر علی خلف خواجہ علی بخش لکھنوی شاگرد مصحفی ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا و دیوان اونکے نظر راقم سے گذرے سواے غزل کے اور کسی صنف سخن پر قادر نہ تھے اشعار انکے پر مضمون و بامزہ ہوتے ہین

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
وصال یار کا وعدہ ہے فردای قیامت پر
نہیں مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہیں
نہیں دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہے آتش نے
حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اوسکا
وہ یاد ہے اوسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
بیچارے خط شوق کبوتر غریب کیا
آتش یہی دعا ہے خدا سے کریم سے
کونسا دل ہے نہیں جس میں خدا کی منزل
کیا قتل اوسنے کہنے سے رقیب تیرہ باطن کے
عالم منطق مشہور ہے تری تصویر کا
کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہیں گلے
حیف کی جا ہے نہ دے مرہم [illegible] زبان
دہن اوس روے کتابی میں ہے پیدا
گھڑی بھر رو کے کوی یار میں یون رنگ لال اوٹھا
آئے تھے لوگ بیٹھے بھی اوٹھے بھی کھڑے ہوئے
حال مجنون تو نہیں نوع دگر دیکھا تجھے
دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
سامنے ہوتی نہیں اوس شمع رو کی اپنی آنکھ
اسقدر نازاں نہو اے شیخ اپنی زہد پر
کسی کے محرم آب رواں کی یاد آئے
شب فراق میں مجھکو سلانے آیا تھا
عذاب گور سے واعظ نہایت ہے ڈرایا

نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا
یقین مجھکو نہیں ہے گور تک اپنی رسائی کا
رہے گا پاے بت پر نقش اپنی جبہ سائی کا
بجا ہے اے صنم گر تجھکو دعوی ہو خدائی کا
ہشیار وہی ہے کہ جو دیوانہ ہے اوسکا
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اوسکا
وہاں جس جگہ مقام نہیں جبرئیل کا
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا
شکوہ کس منہ سے کرون میں بت ہرجائی کا
رکھا گردن پہ اپنی دوست نے احسان دشمن کا
منہ کتابی قطعی ہے خط حاشیہ ہے میر کا
نقش حب ای ترک جوہر ہے تری شمشیر کا
پرورش پایا ہوا ہے اوسی سے شیر کا
اسم اعظم وہی قرآن میں نہان ہے کہ جو تھا
[illegible] مفلس نے گلے کاٹ جا کلیجا
میں جا رہی ڈھونڈھتا تری محفل میں گیا
ساربان آج ہی کیون جدا لیلی اوٹھا
قیس بن لے محمل باقی نہ رکھا عذر خواہی کا
اے صبا محفل سے پروانہ کے خاکستر اوٹھا
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائے گا
حباب کر جو برابر کوئی حباب آیا
جگا یا نیند سے افسانہ گو کو خواب آیا
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

اے صنم تیری کجی آنکھ سے ثابت ہوا
طبل و علم ہے پاس نہ اپنے نہ ملک و مال
یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
تکیہ تک پہلو مین اوس گل نے نہ رکھا آتش
سیل گریہ سے مرے نیند اوڑی مردم کی
آہ و نالے سے سوا چرچا خموشی کا ہوا
چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
خط دیکھے کیسوا کی زبانی ہے نامہ بر
جو کہ شاکر ہوا مقدر پر
خط نے غرور حسن کو کھو دیا ہے مہربان
تار تار پیرہن مین بس رہی ہے بوے دوست
واہ رے شانہ کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مرے
دو مرینگے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
اوس بلا سے جانتے آتش دیکھیے کیونکر بنے
اللہ رہی صبح عید کی اوس حور کو خوشی
اے ماہ چار وہ یہ گریزاب نہین ہے خوب
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا
جو پہنے اوسکو جامہ عریانی ٹھیک ہو
جانب شیشہ جو دیکھون تو مغان کہتے ہین
میرے مرنے کی دعا مانگی وہ بت جھکر گیا

رنگ اوڑجاتا ہے روے مردم بیمار کا
ہم سے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا
پاس رسوائی نے ہمکو اور رسوا کر دیا
ہر قدم پر ہے یقین یہان رہگیا وہان رہگیا
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب
خط پیشانی کا پڑھا مطلب
مجبور ہو گئے ہین قضا و قدر سے آپ
مثل تصویر نہالی مین ہون یا پہلوے دوست
پنجہ شل سے کھلینگے عقدہاے موے دوست
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
چار تلوارون مین شل ہوجاینگے بازوے دوست
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات
پہلے کیا تھا کس لیے خوگر تمام رات
کٹتی ہے ہجر یار مین کیونکر تمام رات
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست
آنکھون مین دختر رز کو پیتے جاتے ہو عبث
کس طرف جاکر کرون مین سجدہ شکرانہ آج

بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا
پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
پانشین ہیں یار کو مسیل سخن ہنوز
کوچہ یار میں سائے کی طرح رہتا ہوں
کرتے ہیں عبث یار سر داغ پہ طاؤس
حرص دنیا حسن عمارت گر کو کرتی ہے خراب
حسرت جلوہ دیدار ہوئی ہے مجھ کو
مرتے ہیں رشک کے مارے لب و بوسہ رقیب
لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اوسنے وصف
جوشش وحشت میں جو ہون مائل رفتار قدم
یہ سعادت لکھی ہے قسمت میں کسکی دیکھیے
برابر جان کے رکھا ہے اوسکو عمر بھر تک
عطر گلاب ملکر حلقہ میں یار بیٹھا
خضر و مسیح کاٹتے ہیں رشک سے گلا
یہ کہکے گشت گلبر اون کو اوبھارتے ہین
مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
دیدار عام کیجیے پردہ اوٹھا کے
رخ انور دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
برہمن آنکھوں کو ملتا ہے جو پا سے بت پہ
شہر منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
دست رنگین سے تری بیعت اولے کے ادا
تمہیں دیکھتے تو مجنون سے سوا لیلی ہوئی دیوانی

کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ بن کی شاخ
باندھی ہے اپنے پر کمر کھولون قرا غلوار بند
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
زخمی کو نہیں اوسکے دماغ پر طاؤس
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
چاہیے میرے لیے آئینہ خانہ شب وصل
شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم
شہر ہستی سے ہے صحرائے عدم چار قدم
خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
ہماری قبر پہ رویا کرے گی آرزو برسون
بلبل پکارنے آئے با صیاد انجمن مین
تو بھی تو کر شہیدون کی اپنی زیارتین
سیر چمن کو چلیے بلبل پکارتی ہین
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون
پریون نے کھڑکیون کے پردے اوٹھا دیے ہین
تا چند بند ہائے خدا آرزو کرین
حسین ہونے سے طوفان نوح کے فرزند کر آئے
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار کو
نیلگون گنبد تھا یا مردم بیمار کو
ہاتھ آجاتا اگر تختہ مرجان مجھکو
تمہاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہین جسپر ہر قدم
کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
بوسۂ خال کے سودے مین ہوا ہون بیمار
شمع رو نے مرے اولٹا سر مجلس جو نقاب
آدمی کے واسطے کچھ اور ہو دے یا نہو
پیالہ میسر نہ ہوا تو خوب ہوا +
گو جہ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
کرینگے یار کو عریان شب وصل
جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
مہمان ہون مین جگہ دین مجھے تکلیف کرین
سے عشق لوگ کہتے ہین ماہ عیار رہ
تصویر کھینچی اوسکے رخ سرخ فام کی
یہ صدا دیتی ہے خلخال اونکی ہنگام خرام
اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تمکو
جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
مشتاق اس قدر ہون خدا کے حضور کا
جنکا کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
شب کو وہم دیدکے لیجاتا ہے کوے یار مین
سے چلتے ہین نازسے جو وہ رفتار آفتاب
کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
کرے جسقدر شکر نعمت وہ کم ہے
کچھ عشق مین مجنون سے ہے سودا ہے نہ تو فرہاد

کام وہ کرتے ہو تم جسمین کسیکا کام ہو
تم کسے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ
تولی مجھسے ترازو مین تو ہو تل بھاری
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری
ساقی و مے سبزہ و آب رواں درکار ہے
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے
عیان ہو جائیگا راز نہانی
کسی پردہ نشین کی لنترانی
اوسکے اصحاب لیبارا ورہین تھوڑی سی
جنکر مقرر ہوتے ہین تمھاری کمان کے
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی
خاک مین ملجاے جسکو حسرت پابوس ہے
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے
بلاسے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی
سجدہ کرون جو بت بھی ملے کوہ طور کا
کشتہ ہی دل مرا شرف امتیاز کا
مین تو سمجھا ہی مجھسے بھی مرشد مرا دل ہوگیا
پاؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب
بہتر ہے سے کھیٹر بچانے سے کے در پر اندنون
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
لیلی ہے نہ جھوٹی ہے نہ شیرین ہی بڑی ہے

نیرنگی زمانہ سے آتش عجب نہین — چھلا اوتارے دزد حنا دست یار سے

ازل تخلص میر عبد الجلیل باشندۂ دہلی شاگرد معنوی جعفر زٹل

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے — جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

آشفتہ تخلص حسین علیخان لکھنوی خلف امیر الدولہ حیدر بیگ خان نائب آصف الدولہ بہادر ناسخ کے شاگرد ہین شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی گذری کلکتہ مین بھی آئے تھے

گر تصور مین وہ رشک مہ کنعان ہوتا — دل مرا یوسف یعقوب کا زندان ہوتا

نہین چلتا صنم پر زور اپنی سینہ زوری کا — نہ ٹوٹا وصل کی شب ایک تار انگیا کی ڈوریکا

کسیکی گوری گوری چھاتیون پر مرگیا ہون مین — پیالہ ہو مرے پہلون مین انگیا کی کٹوری کا

دلا سوتے مین قند لب کا خاطر خواہ بوسہ لے — مثل مشہور ہے دنیا مین گڑ میٹھا ہے چوری کا

تعجب کا محل کیا ہے جو اڑ سکتی نہین چڑیا — بندھا زر رشتہ پر یا ہے تری انگیا کی ڈوری کا

بسکہ ورد آٹھون پہر نام اوس مہ تابان کا ہے — بنگیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا

سنکے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا — شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

عالم بالا پہ کس خوبین کی رہتی ہے نظر — نصب ہے جو مہر کا چرخ کہن مین آئینہ

کیا دین دہن کو نقطۂ موہوم سے مثال — عنقا کا ذکر کیا کرین عنقا کے سامنے

اثر تخلص سید محمد میر برادر خورد حضرت خواجہ میر درد دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری اشعار انکے پُر درد ہوتے ہین

بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر — مجھکو میری وفا ہے راس نہین

مر تو چلے کہان تلک اب در گذر کرین — یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین

نہ لگا لے گیا جہان دل کو — آہ لے جائیے کہان دل کو

صرف غم ہم نے نوجوانی کے — واہ کیا خوب زندگانی کے

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا — دشمنی پر تو پیار آتا ہے

ہر دم فزون ہین کجرویان روزگار کی — کچھ سیکھتا چلا ہے روش میرے یار کی

اور تو کوئی نہین دام و قفس دامنگیر — تنگ آیا ہون فقط دل کی گرفتاری سے

چھپ چھپ کے دیکھنے کے فریب سب یہ اثر
معلوم ہونگے تجھ کبھی اوسنے نگاہ کی

ہین حیرت ہی اپنی تجھکو دیوین کیا جواب اسکا
کہ تجھ مین اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

اثر تخلص عبد الرزاق ولد عبد الرحمن تمنا مقیم دہلی

ترا ہر ایک سے ملنا بہت وفا دشمن
کرے گا دیکھیے کس کس سے آشنا مجھکو

گر چال کا نام آتا ہے آتی ہے قیامت
مضمون تری رفتار کا باندھا نکرین یارگے

کیا جانتا تھا وہ کہ ستم کیا ہے مجبور کیا
باتین یہ سب ہین اس دل الفت شعار کی

مین اور یار اور شب ماہتاب ہے
یارب مجھے خیال ہے یہ یا کہ خواب ہے

پامال غیر ہے مری نعش اوس گلی مین آج
مرکر بھی میری خاک پہ کیا کیا عذاب ہے

عشق بتان مین خاک بسر ہے تو اے اثر
دنیا خراب اور ترا دین بھی خراب ہے

ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پہ وہ
حیلہ اک اور بھی باقی ہے سوم دیکھینگے

اظہر تخلص سید غلام مصطفے زمیندار موضع مصطفے آباد متعلقہ اله آباد

کب تصور مین تری زلف گرہگیر نہین
مجھے سودائی کو کچھ حاجت زنجیر نہین

اکمل تخلص شیخ ہزبر حسین ولد شیخ اسد اللہ بلگرامی

انکار مین بوسے کے کہین [illegible]
کیا وصل کی شب آہ یہ تکرار نکالی

اجمل تخلص شاہ محمد اجمل الہ آبادی برادر غلام قطب الدین مصیبت نبیرہ شاہ خوب اللہ
سنہ ۱۲۳۶ بارہ سو چھتیس ہجری مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

ہو گیا تھا کہتے کہتے اندنون مین [illegible]
پھر جو دیکھا کل مین اجمل کو وہی دیوانہ تھا

احسان تخلص حافظ عبد الرحمن خان خلف حافظ غلام رسول خان استاد و مختار
مرزا فرخندہ بخت بہادر ابن شاہ عالم بادشاہ باشندہ دہلی سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ
ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گذرے

کبھی شادی کبھی غم ہے یہی عالم ہے عالم کا
مہ عید اسکو کہتے گذرا تو چاند آیا محرم کا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
بھید کہتا ہے کسی سے کوئی دانا دل کا

کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا
کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

موسے یہ کون ہے اپنا گا یہ سنگ مزار
برائے نام فقط اب سر مزار رہا

مجھ پر نہ بیک یار ہی کچھ خشمگین ہوا
نامہ بھی وا کیا تو وہ چین بر جبین ہوا

سیاہ بختون کے رہنے کو اہل دید سے پوچھ
کہ مثل سرمہ رکھے ہین وہ چشم یار مین جا

گلے سے لگتے ہی چھٹنے لگے تھے پھول سے تنے
وگرنہ یاد تھین ہم کو نشانیاں کیا کیا

ہماری جان پہ گرتی ہے برق غم ظالم
تجھے تو سہل سا ہے شغل مسکرانے کا

یہ شام ہجر آئی شامت زدہ کہان سے
ہو روسیاہ ایسے ناخواندہ مہمان کا

مجھکو مت ٹھکراؤ بس چلتے سمجھکر دیکھکر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر

فائدہ تم جو مجھے نزع مین یاد آئے نظر
ہے نہ یارائے سخن اور نہ یارائے نظر

مین جو مے پینے پہ آؤن تو سبو پی جاؤن
گر عسس منع کرے اوسکا لہو پی جاؤن

بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی
تجھے یاد کافر بہانے بہت ہین

اوسے پوچھے ہے جو احسان وفا پیشہ کبھی
پیر فا کون ہے کہتا ہے وہ عیار کہ تو

کچھ سانس رکا آئے ہی رہ رہ کی یہ ڈر ہے
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو

مرنے کے بعد آن کے کٹوائین بیڑیان
آج آپ اپنے کشتے کی سنت بڑھا چلے

کہتے ہین پلٹ گیا وہ رہ سے
تقدیر اولٹ گئی ہماری

چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے
تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے

آشنا کس کے ہین سب دیدہ ہین یہ دیدہ و دل
ہین یہی دیدہ و دل البتہ ڈوبانے والے

اونکے رونے پہ ہنسی آتی ہے مجھکو احسان
دوڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

احسن تخلص مولوی محمد احسن ولد مولوی حسن بخش متوطن کاکوری مقیم ٹین پوری

تجھسے دشمن کو دوست سمجھا
دل نے مرے ساتھ دشمنی کی

خال ابرو نے مار ڈالا
کعبہ والون نے رہزنی کی

رونے پر آگئے ہنستے تھے ہم
اب روتے ہین بات پر ہنسی کی

احسن کیون چپ ہو کس کی ہے یاد
کچھ ہمسے کہو تو اپنے جی کی

احسن تخلص شیخ فرزند حسن ولد شیخ حسین الدین ساکن قصبہ بالی

مو باف جب پڑے گا تو کیا حال ہوئیگا
بالون کی بوجھ ہی سے وہ بل کھائے جاتے ہین
قربان جاؤن اونکے مین اللہ ری نازکی
پڑتی ہے چاندنی تو وہ کملائے جاتے ہین

احسن تخلص محمد احسن اللہ معصر آبرو کے تھے

نازک بدن یہ اپنے کرتے ہو تم جو تحریر
مو ہی کمر نے تم کو فرعون سا بنایا
آگ سی سینہ میرے دل کو لگتی ہے
جل گیا ہون جا کے ہاتھون سے
یہی مضمون خط ہے احسن اللہ
کہ حسن خوبرویان عارضی ہے

احسن تخلص میرزا احسن علی خوشنویس دہلوی تلمیذ سودا و ضیا نواب آصف الدولہ مرحوم کی سرکار مین صیغہ شاعری مین ملازم تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

حسن پر اپنے ہر اک مہ پارہ گرم لاف تھا
گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
ٹکڑے ہو جائینگے سینہ مین جگر کے احسن
تیرے نالون کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند
یہ رگ سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
جو دل وہان گیا سو وہ مٹی مین مل گیا
تیری گلی مین خاک کرون جستجوے دل
گل جو اوس ترک ستمگر نے دکھائین آنکھین
برق نے ابر کی چادر مین چھپائین آنکھین
مل گئے خاک مین ہم پھر بھی تو اوس ظالم نے
نہ ملائین نہ ملائین نہ ملائین آنکھین
بزم مین اوسکی جو ہوتی ہے کبھی سرگوشی
دل دہلا کہتا ہے کہ میری آنکھین نہ کور نہو
بوٹا سا قد اوسکا ہے اور چال ہے جو چل پل ہے
ہو کیون نہ بہار اوسپر اٹھتی ہوئی کونپل ہے

احسن تخلص حسین علیخان خواجہ سرا مخاطب بہ احسن الدولہ شاگرد محمد رضا برق باشندہ لکھنؤ
راقم نے انکو کا یتہ مین دیکھا ہے صاحب سراپا سخن نے انکا تخلص حسین لکھا ہے

صنم کی آنکھون کی ڈورون کی خلق بسمل ہے
ہر شش مین رکھتی ہے تلوار کا اثر رگ سنگ
صنم کو دیکھ کے بیچین اگئین مری آنکھین
عجب نہین ہے جو ہو رشتہ نظر رگ سنگ
بتون کے ہجر مین وہ سخت جان ہون عالم مین
بجا ہے رشتہ جان کو کہون اگر رگ سنگ

احسن تخلص احسن اللہ دہلوی شاگرد قاسم صاحب تذکرہ

اوسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا | یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہے

احقر تخلص سید غلام نبی باشندہ دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

جسوقت فاتحہ کو اوٹھے دلربا کے ہاتھ | ماتم سے شل ہوئے مرے اہل عزا کے ہاتھ
ٹوور بازار جنون سے پوچھتے ہو حال کیا | کردیا شہری غزالون نے بیابانی مجھے

احقر تخلص بلدیو پرشاد ولد مہاسکھ رائے فرخ آبادی

فراق یار مین اس درجہ ضعف و ناتوانی ہے | کہ اے دل سخت مشکل ہے بدلنا ہمکو کروٹ کا

احقر تخلص مرزا جواد علی قزلباش باشندہ لکھنؤ میر حسن سے اصلاح لی تھی کربلا اور نجف اشرف کی زیارت کی تھی

بزم مین اوسکے جو شب چاند کا مذکور چلا | اوٹھکے مجلس سے وہین وہ بت مغرور چلا
ہووے نصیب جلد کہین وصل یار کا | احوال بے طرح ہے دل بیقرار کا

احمد تخلص صمصام الدین خلف انعام اللہ خان یقین مقیم دہلی سپاہی پیشہ تھے

تن کو جلائے یا کہ تو آنسو بہائے شمع | بنتی نہین بیان سمجھے بن سر کٹائے شمع
فراق گلرخان مین کھا کے داغ آہستہ آہستہ | کیا سینے کو اپنے مین نے باغ آہستہ آہستہ

احمد تخلص حافظ میر احمد علی شاگرد میر عزت اللہ عشق مقیم دہلی

ایسی تقصیر کیا ہوئی ہم سے | وہ خفا ہم سے ہے خدایا کیون
کیا غضب ہے کہ تو نے احمد کو | اسقدر دل سے ہے بھلایا کیون

احمد تخلص احمد بیگ قزلباش باشندہ دہلی قواعد سپاہگری مین خوب دخل رکھتے تھے

غضب سے ہاتھ مین جب اسنے تیغ کین پکڑی | نہ اوٹھ سکا تری بسمل نے یہ زمین پکڑی
دل نہین وہ شے کہ جو کافر بنے اور ٹوٹ جائے | ہم نہ مانینگے خدا کا گھر بنے اور ٹوٹ جائے

احمد تخلص حافظ غلام احمد باشندہ پنجاب

گر یہی ہین دست اپنے نارسا | اون کے پاؤن تک رسائی ہو چکی
نہ مجھکو رسائی ہے نہ خواہش ہے تمہین مجھسے | پھر کون سی صورت جو ملاقات کی ٹھہرے

احمد تخلص مولوی احمد خان باشندۂ شاہجہان پور

کیا پریشانی مین ڈالا دل کو آج مار ڈالے چاہنے والون کو وہ
مین نہ جانون کسنے کی تقدیر زلف دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف

احمد تخلص احمد علی سررشتہ دار سرسری مقام الہ آباد باشندۂ سکندرہ

روبرو آئینہ رویون کے رہے ہے رات دن
بل بے قسمت واہ ری تقدیر روے آئینہ

احمد تخلص شیخ غلام احمد ولد شیخ امام بخش خان برادرزادہ کرنیل محمد زمان خان شاگرد الٰہی بخش خان عشقی والد انکے شیخ امام بخش ٹیپو سلطان کی فوج مین کپتان تھے انکا مولد و مسکن کانپور ہے صاحب دیوان ہین

درد دوئی سے صاف رہی کیون نہ عشق مین
پہلو مین شیشہ ہے وحدت ہی جاے دل

احمد تخلص نواب احمد علیخان بہادر مرحوم مسند نشین رامپور حالات انکے مشہور ہین حاجت بیان نہین کبھی رند تخلص بھی کرتے تھے

شوق میخواری تو دیکھو کہ مین بیخود ہوکر
رات دوڑا اسنے لگا ساغر مہتاب پہ ہاتھ

احمد تخلص مرزا احمد شاہ دہلوی چھوٹے بھائی مرزا جمعیت شاہ ماہر کے

بہلے بلبل بیدل کا جب لہو صیاد بچاے جان کدھر عندلیب زار ای گل
تو کیون نہ سامنے گل کے ہو سرخرو صیاد پھرین تلاش مین جب اوسکے چار سو صیاد

احمد تخلص مرزا احمد بیگ عم زادہ مرزا فاضل بیگ مقیم دہلی تسخیر اجنہ مین مشہور تھے احمد بیگ قزلباش متخلص بہ احمد اور یہ ایک ہین یا نہین معلوم نہ ہوا اسلیے انکا نام جدا گانہ لکھا گیا

ہوئی جو خاک اوس کوچے مین تو یہ آبرو پائی
لگی سو بار قدمون سے لگے سو بار دامن سے

احمدی تخلص مولوی نور الدین حسین ولد مولوی نصیر الدین حیدر وطن انکا امیٹھی مسکن الہ آباد

باغ مین زلفون کو اپنے تم نے جو شانہ کیا
سنبل تر رشک غیرت سے پریشان ہو گیا

احمدی تخلص شیخ احمد باشندۂ قصبۂ زمانیہ

عالم کی تیری چشم نے حالت تباہ کی حیران کریگی آئینہ رویون کی دوستی
دور فلک سے کم نہین گردش نگاہ کی صورت کوئی نظر نہین آتی نباہ کی

من شعرا

احمدی تخلص خواجہ احمد علی مرحوم دہلوی شاگرد جرأت

جلتے ہی بزم میں جو اوسنے جھکائیں آنکھیں ۔ جب تلک بیٹھے رہے ہم نہ اوٹھائیں آنکھیں

اخگر تخلص میر اکبر علی خلف میر عبد اللہ سرہندی پیرزادے تھے صنعت آتشبازی میں ید بیضا رکھتے تھے جرأت سے اصلاح لیتے تھے

تماشے کی ہے جا قرکانپہ جو لخت جگر نکلا ۔ عجب یہ نخل ہے جسمین بشکل گل ثمر نکلا
خواب راحت میں رلا اوسکو نہ تو ہاتھ لگا ۔ چونک اوٹھے گا ابھی وہ جو کبھو ہاتھ لگا
اللہ اللہ رے تری جلوہ گری کا عالم ۔ نہ لگی گرد کو بھی جسکی پری کا عالم
بزم میں کس کے رات جاگے تھے ۔ ہے جو اب تک خمار آنکھوں میں

اختر تخلص خواجہ عبد الغفار رئیس اعظم شہر ڈھاکہ خلف خواجہ عبد الغفور مرحوم شاگرد حافظ اکرام ضیغم متوطن کشمیر الاصل مولد و مسکن ڈھاکہ اشعار فارسی و اردو خوب کہتے ہیں راقم کے دوستون میں ہیں یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

حیرت ہے اوسکے آنے پہ کیا پیشکش کروں ۔ سینے میں دل رہا ہے نہ جان آہ تن میں ہے
پھولا ہوا خوشی سے ہر اک گل ہے اے نسیم ۔ کس نوبہار حسن کی آمد چمن میں ہے
شمع روشن نہ سیہ خانۂ عاشق میں ہوئی ۔ جلوہ گر دہ نہوا کلبۂ احزان میں کبھی

اختر تخلص واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ دیوان اور مثنوی انکی نظر سے گذری ہیں آجکل کلکتہ کے مٹیا برج میں تشریف رکھتے ہیں

داغ دل سے رخ روشن نہ ملاؤ صاحب ۔ مہر کو آتشی شیشہ نہ دکھاؤ صاحب
حلقۂ چشم کو پابوسی کی حسرت ہے بہت ۔ آنکھ میں آج بھی پاپوش سماؤ صاحب
طفل غنچہ کے تو یوں کان مروڑا نکرو ۔ خندہ زن ہوکے گلستان کو ہنساؤ صاحب
میکدے میں تن لاغر مرا بیلو سا تھے ۔ بادبان کشتی مے کا جو بنا وصاحب
غمزہ و عشوہ و انداز و ادا نے مارا ۔ ناتوان ایک یہ جو رنگ ہوا چار کے ہاتھ

اختر تخلص قاضی محمد صادق خان بہادر مرحوم ولد قاضی محمد لعل مرحوم باشندہ ہوگلی شاگرد مرزا قتیل لکھنؤ و اطراف لکھنؤ میں ہمیشہ عہدہ عمدہ پر مامور رہے تذکرہ آفتاب عالمتاب

وصحائف حیدری و دیوان فارسی و ریختہ و گنج نیرنج وغیرہ بہت سی تالیفات اونکی مشہور ہین زبان فارسی خوب جانتے تھے فن شعبدہ مین کمال تھا کیمیاگر مشہور تھے اور بہت سے فنون مین دخل رکھتے تھے بہت سی تصنیفات اونکی نظر سے گذری تھوڑا عرصہ گذرا کہ انتقال کیا

سوز دل دیوان کا اپنی باعث تنظیم تھا
صفحۂ رنگین خیالی باغ ابراہیم تھا +

کر لیا بند اوسنے در کو دیکھتے ہی میری شکل
کھولتا تھا بند مین جسکے قبا سے ناز کا

اسے ہے تو سرخرو ہے اس بزم مین مدام
تو نے اوٹھایا یار سے پردہ حجاب کا

لخت دل پیہم جو آتے ہین چلے اشکون کے ساتھ
اشک کا ہر تار اک تسبیح مرجان ہو گیا

لطف بیجا سے ترے سب دشمن جان ہو گئے
ابر رحمت ہاے میرے حق مین طوفان ہو گیا

قطعہ

کل شیخ جی نے محتسب عصر سا تھیا
دکھلا کے باغ سبز ثواب و عذاب کا

کہنے لگا زراہ تبختر مجھے یہ طنز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

مین نے کہا کہ مین بھی ہون یہ خوب جانتا
پر کیا کرون کہ ہے ابھی عالم شباب کا

گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا

مے ہو او کنج باغ ہو ساقی ہو ماہ وش
اور کوئی بھی مخل نہو باعث حجاب کا

گردن مین ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحجاب
یہ ریش جس پہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

کھینچ اسکو اوپر اپنے ملا کر وہ منہ سے منہ
دے ذائقہ زبان کو دہن کے لعاب کا

منت سے یہ کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نجائیے جلد یہ پیالہ شراب کا

اوس وقت مین سلام کرون قبلہ آپ کو
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا

اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا کلام
قائل نہین ہے قبلہ کبھی شیخ و شاب کا

مستی و ہوش کسی نے کہین یکجا دیکھا
ہان تری آنکھون مین ہم پاتے ہین مستاری خود آ

نیند بیمار کو ہرگز نہین آتی ہے مگر +
مردم چشم تری سکتے ہین بیماری و خواب

جگر آتش دل آتش دیدۂ تر شعلۂ آتش
ہوا ہون سوز الفت سے سراسر شعلۂ آتش

تہمت سے قبا لاکھ ہو پیراہن یوسف
ہے جامۂ عصمت سے مبرّا تن یوسف

ہر سر مو مرا فوارۂ خون ہے اختر
نہ فقط دیدۂ پرنم ہے مرا مخبر اشک

ہے سوز دل کوہ مین بھی لب سے جو تیرے
ہر سنگ سے نکلی ہے شرار شفقی رنگ

کوچے مین پریزادون کے جاتا ہے تو اختر
اوس راہ مین ہم سنتے ہین اکثر خطر دل

دیا بوسہ دہن کا اوسنے ہمت اسکو کہتے ہین
یہ تنگی اور بخشش سخاوت اسکو کہتے ہین

ڈر ہے بیگانے نہ میرے بعد اوسکے یار ہون
ورنہ جی دے بیٹھنا کچھ عشق مین مشکل نہین

آہ آتشدم جو شمع خانۂ زنجیر ہو
اشک کا ہر قطرہ وہان پروانۂ زنجیر ہو

عمر جو گذری سو گذری فکر باقی کیجیے
ہے یہ آتش یادگار کاردان سوختہ

بسکہ اوسکا جلوۂ جبین جبین آنکھون مین ہے
ہر نگہ اک مد حیرت آفرین آنکھون مین ہے

کیون نہ سوجھا حیف یہ نمرود اور فرعون کو
اوسکے بندے ہوکے عالم مین خدائی کیجیے

روز عاشق کو ترے بادیہ پیمائی سے ہے
شب کو بے چینی سے جو ابلی ہے تنہائی ہے

کیا تاسف سے تڑپتے ہین اسیران قفس
کچھ ہوا اوڑتی سی سنتی ہے کہ بہار آئی ہے

ہون نالہ کش اون سرمئی آنکھون کا جو اختر
دود نفس سوختہ سینے مین فغان سے ہے

ہاتھ سے دل لے گئے جی سے قرار آنکھون سے خواب
چشم جادو بھی تری کیا صاحب تسخیر ہے

عجب ڈھب کی یہ تعمیر خراب آباد ہستی ہے
کہ پستی یہان بلندی ہے بلندی یہانکی پستی ہے

حصول جاہ کی تدبیر جو ہم لوگ کرتے ہین
ہماری سعی باطل دیکھکر تقدیر ہنستی ہے

دور اب وہ ہے کہ اختر جانیے جس بزم مین
ہے شراب دشمنی سے پر ایاغ دوستی

جگر ہے مائل سوز آنکھ بھی رونے ہی پر خوش ہے
الٰہی کیا کرون یہ سخت کار آب و آتش ہے

ہم آغوشی بستر کسکو ہوا سے سیمبر تیری
ولی اس فیض پر نازان ترا ملبوس زرکش ہے

قلق ہے درد ہے کاہش ہے غم ہے ناتوانی ہے
فراق یار ہے یہ یا بلائے آسمانی ہے

اودھر قاصد گیا ہے اور ادھر جاتا ہے جی اپنا
جواب نامہ تک کسکو امید زندگانی ہے

اختر تخلص مرزا وحید الدین دہلوی نبیرۂ مرزا سلیمان شکوہ بہادر یہ شعر اونکے ایام نابالغی کا ہین

وان اوسنے بلایا ہے کہ تو رات کو آنا
یہان دکو نکلنا بھی میسر نہین آتا

یہ ہجر اور عشق کا آزار دیکھنا
اور دل پہ پھر یہ صدمہ شب انتظار کا

اخگر تخلص حکیم اصغر حسین فرخ آبادی ولد منشی غلام غوث وکیل ملازم نواب سکندر بیگم فرمانروای بھوپال

نہ پڑھا اوسنے کبھی مثل خط پیشانی
نامۂ شوق کو تحریر مقدر جانا

اخگر تخلص شیخ محمد عسکری عرف حیدری باشندہ اٹاوہ

رفتار کی ٹھوکر سے جگر تھا تہ و بالا
بجلی جو گری اوڑ گئی اوسان ہمارے

جان عشق نے لی ہے حیدری کی
سوگند ہے مرتضے علی کی

اخگر تخلص منشی فرزند علی وکیل عدالت مرزاپور باشندہ عظیم آباد

خود نما تھا سب حسینان زمن مین آئنہ
ہے مگر حیران تیری انجمن مین آئنہ

اخگر تخلص احمد نور خان کوتوال ہوبا متعلقہ بوندیل کھنڈ ولد نور محمد خان امیوری صاحب دیوان ہین

کیا خاک ناتوانی مین خط اوسکو لکھہ سکون
باقی نہین ہے قدرت تحریر ہاتھ مین

اخگر تخلص مرزا آغا جان باشندہ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش

ہوا ہون ہجر مین تیرے وہ ناتوان صیاد
کہ ایکسان ہے مرا جسم اور جان صیاد

ادب تخلص سید احمد حسین خان خلف سید رمضان علی خان شاگرد اصغر علیخان نسیم

ابتدا مین نہ یہہ سمجھے تھے کہ رسوا ہونگے
آخر کار مرے قتل سے پچھتا ئے بہت

صبح تک جوشش تمنا مین رہا مین گستاخ
بیقراری سے مرے رات وہ جھنجھلائے بہت

ادراک تخلص مرزا باقر ولد مرزا انور علی اوستاد نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنو
شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا
تو پھوٹ پھوٹ کے رو دیگا آبلہ دل کا

آدم تخلص جہانگیر خان فرخ آبادی تلمیذ قوت

گرمی صحبت اغیار سے کر دل ٹھنڈا
مجھکو بہاتا نہین جھوٹا یہہ ترا پیار تجھیسے

آذر تخلص ذوالفقار علیخان ابن حیات علیخان ابن معتمد الدولہ احمد علیخان ابن نواب
یعقوب علیخان قلعہ دار دہلی برادر شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب

شکر پر وہان زبان کھلتی ہے
شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین

مرے ستانے نے کام اوس سے اک جہان کے لیے
جو مین نہون تو ہو گردش آسمان کے لیے

آرام تخلص خیر اللہ خان تیرگر باشندۂ دہلی ملازم نواب ظفریاب خان صاحب تخلص شروع جوانی مین انتقال کیا

جی مین رکنا تو غبار راہ رشک گلشن چھوڑ دے
خاک عاشق پر جھٹکتا کیون ہے دامن چھوڑ دے

آرام تخلص پریم ناتھ راے کھتری باشندۂ دہلی تیر اندازی اور خوشنویسی مین اچھا دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گذرے

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا
دل کا فوارہ اوچھلتا ہی رہا

آرام تخلص لچھمن لال کایتھ شاگرد انشاء اللہ خان باشندۂ دہلی

ہمدمو مجھسے یہہ کہتے ہو نہ تو یار سے مل
اوسکو سمجھاؤ ذرا یہہ کہ نہ اغیار سے مل
تری سلک در دندان کے ایسی آبداری ہے
کہ جسکے سامنے پانی ورخوش آب ہوتے ہین

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادی شاگرد میر عبد الصمد سخن مقیم دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے ریختہ کمتر سنہ ۱۱۶۹ گیارہ سو انہتر ہجری مین لکھنؤ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گذری

اوس تندخو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے
ہر کوئی مانتا ہے میری دلاوری کو
جان تجھبیر کچھ اعتبار نہین + +
زندگانی کا کیا بھروسا ہے
میخانہ بیچ جاکر شیشے تمام توڑے
زاہد نے آج اپنے دل کے پھپولے پھوڑے
رکھے سیپارۂ دل کھول آگے عندلیبون کے
چمن مین آج گویا پھول ہین تیرے شہید ونکے

آرزو تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا ابو جعفر تحصیلدار آوریہ ضلع کانپور باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

زاہد مین نوجوان ہون بھلا کسطرح نہ لون
دے جام سے جو پیر خرابات ہاتھ مین

آرزو تخلص مرزا علاء الدین عرف مرزا کالی خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

پھنکے ہے آگ سے ہر دم یہ آسمان کیسا
چڑھا ہے زور یہ اب نالہ و فغان کیسا
کرے ہے پند ہمین پندگو خدا کی ہے شان
کہان کا آج ہمارا یہ غمگسار آیا

وہان بے نیاز یون سے نہین کچھ خیال بھی — ہم لب کو کس امید پہ کھولین دعا کے ساتھ

محفل مین تو اعدا کو بلایا مرے آگے — اور باتین بنانے لگے کیا کیا مرے آگے

آرزو کو بھی نہ افسوس قضا نے چھوڑا — عاشقون مین ترے اک یہ ہی رہا تھا باقی

آرزو تخلص سید طالب حسین

کبھی ہے آنکھ مین یہ حسن گلبدن کی بہار — کہ دل پسند نہین ہے کسی چمن کی بہار

ارشد تخلص مفتی ارشد علی خان بہادر وکیل نواب ناظم مرشدآباد کلکتے مین رہتے تھے تھوڑے دن ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے

نزدیک اپنے یار ہے اور ہے وہ دور بھی — ہے قلب مین ہمارے سیاہی بھی نور بھی

ارشد تخلص مرزا عبدالغنی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

صاحب ہماری جان بھی صدقے ہے دل تو کیا — بندہ کچھ ان ہٹون سے ہٹایا نہ جائے گا

دل کیا ملائین دل مین کدورت ہے آپ کے — دل ہم سے خاک مین تو ملایا نہ جائے گا

غم ہجر اور اوس پہ رشک رقیب — مرض مین مرض دوسرا ہو گیا

ارمان تخلص شاہ علی برادر بیات جعفر علی حسرت شاگرد جرأت

کون کہتا ہے اجی تم سے نہ گھر جاؤ تم — پر کوئی بات تسلی کی تو کر جاؤ تم

تا سر بالین اوسے آنا قیامت شاق ہے — یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہے

دلا تو بستر غم پر جو یون کراہے ہے — بتا تو چاہے ہے وہ بھی جسے تو چاہے ہے

ارمان تخلص راجہ جنم جی متر نبیرہ راجہ تیمبر متر شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم حوالی شہر کلکتہ مین سونڑھی مین رہتے ہین راقم سے انسے ملاقات ہے انکا ایک تذکرہ شعرائے اردو نظر سے گزرا

کام اپنا نہ کبھی تجھسے مری جان نکلا — تن سے جان نکلی مگر دل کا نہ ارمان نکلا

رات بھر نالے کیا کرتا ہون گریہ دن کو — پوچھتے کیا ہین حقیقت مری اوقات کی آپ

آزاد تخلص خواجہ ضیاء الدین دہلوی

کہتے ہین نعش پر ترے آیا نہ جائے گا — تو خاک مین بھی اون سے ملایا نہ جائے گا

دعوی آپ وہ تاب اور اوس پہ شک ٹھہرے — منہ بھی تو آئنے سے دکھایا نہ جائے گا

شام وصال کم نہین روز وداع سے ۔ کہتے ہین اُنکی جاکے پھر آیا نہ جائے گا

آزاد تخلص غلام علیخان مرحوم بلگرامی معاصر خان آرزو بیشتر فارسی و عربی کہتے تھے بہت سی تصنیفات اُنکی نظر سے گذری

کیا دھوان دھار اوس مسی سے اوسکی ہو گیا ہے لب ۔ دل جلو نکلا یہ سب ہے دود آہ دامنگیر لب

آزاد تخلص محمد امیر الدین باشندۂ بریلی شاگرد عشرت

بن ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ ۔ خندۂ گل نے ہمین خوب رولایا ہوتا

غفلت مین آپکی مین گیا اپنی جان سے ۔ فرمائیے تو آپکا کیا مہربان گیا

وصل دلبر نہوا سیکڑون تدبیرین کین ۔ سچ کہا ہے کہ ہر اک کام ہے تقدیر کے ہاتھ

آزاد تخلص سید محمد امین

پھیلا کے پاؤن قبر مین آزاد سو رہین ۔ در کار ہے ہوا ہمین دو گز زمین کے بعد

آزاد تخلص مرزا اعظم شاہ دہلوی ولد مرزا عادل بن مرزا سلیمان شکوہ بہادر سلیمان تخلص

ہم یہ سمجھے تھے چھپائے گا گنہگارون کو ۔ پر بہت تنگ ہے محشر ترا دامان دیکھا

آزاد جیکا رہنا آٹھون پہر بڑا ہے ۔ پھٹ جائیگا کلیجہ کچھ بات بھی کیا کر

وہ بن سنور کے ترا بیٹھنا وہ شرمانا ۔ وہ دیکھ آئینہ کہنا کہ دیکھنا مجھکو

آزاد تخلص رام سنگھ باشندۂ دہلی بعد تحصیل کے اونکی بصارت زائل ہو گئی تھی

اندنون پیارے تری طرز تکلم اور ہے ۔ طور چشمک اور ہے وضع تبسم اور ہے

آزاد تخلص کپتان الگزنڈر ہیڈرلی خلف مسٹر جیمس ہیڈرلی شاگرد زین العابدین خان عارف سرکار اودھ مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے ۱۸۶۱ء اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین بتیس ۳۲ برس کی عمر مین قضا کی دیوان اُنکا نظر سے گذرا

سامان قتل میرے لیے کیا ضرور ہے ۔ خود نقص آپ مین نہ مری جان نکالیے

ابرو نہو تو تیغ ستم پر نہ کھینچیے ۔ مژگان نہ ہو تو خنجر براں نکالیے

آزاد تخلص میر فقیر اللہ دکھنی

سب منتقین جہان کی آزاد ہم کو آئین ۔ پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

آزردہ تخلص مخدوم اعظم جناب مولانا محمد صدر الدین خان بہادر دہلوی متوطن کشمیر صدر الصدور دہلی خلف مولوی لطف اللہ راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا حضرت کے علم و فضل کا حال مشہور ہے حاجت بیان نہین ۱۲۸۵ ہجری مین انتقال کیا

مرکر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا ۔ کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا
پرزے پرزے نہ کرو نامہ مرا ان دیکھے ۔ یہ بھی چھاتی سے لپٹتا ہے کہ منظور نہین
کاش مقبول ہو دعاے عدو ۔ کیا کرون وہ بھی مستجاب نہین
تیری آنکھون کے دور مین کیا کیا ۔ سحر رسوا نہین خراب نہین
مختصر حال چشم و دل یہ ہے ۔ اسکو آرام اوسکو خواب نہین
عشقبازی کا منہ چڑاتا ہے ۔ اب وہ موسم نہین شباب نہین
گھر سے گھبرا کے کھلی بالون ہر اک کھٹکے پر ۔ کیون نکل آتے ہو دھوکے مین جو بیتاب نہین
اوسی کے سے کہنے لگے اہل حشر ۔ کہین پرسش داد خواہان نہین
فلک نے بھی سیکھے ہین تیرے سے طور ۔ کہ اپنے کیے سے پشیمان نہین
اے بلبلان شعلہ دم اک نالہ اور بھی ۔ گم کردہ راہ باغ ہون یاد آشیان نہین
اے دل تمام نفع ہے سوداے عشق مین ۔ اک جان کا زیان ہے سو ایسا زیان نہین
اچھا ہوا نکل گئی آہ حزین کے ساتھ ۔ اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہین
کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق ۔ شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین
مین اور ذوق بادہ کشی لیگئین مجھے ۔ یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین
تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا ۔ لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین
یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جاے شرم ۔ حضرت یہ باتین پھبتی ہین عہد شباب مین
تری مجروح کے سینے مین کچھ گرمی سی باقی تھی ۔ وہین بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیر پیکان کو
ادھیڑنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہے صاحب ۔ لگایا ہاتھ کسنے آپ کی زلف پریشان کو
مصر مین آج تجھے دیکھکے پچھتاتے ہین ۔ سادہ لوحی سے جو یوسف کے خریدار ہوے
عالم خراب ہے نہ نکلنے سے آپ کے ۔ نکلو تو دیکھو خاک مین کیا گھر کے گھر ملے

ول سے نے ملا دین خاک مین سب وضعداریان جون جون زرکے وہ ملنے سے ہم پیشہ سے ملے

باہم ملاپ تھا یہ ترے دورِ حسن مین یہ رسم اوٹھگئی کہ بشر سے بشر ملے

ازل تخلص مرزا آغا حسن خلف مرزا عباس لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

او گل بغیر تیرے جو رہتا ہون باغ مین روتی ہے میرے حال پہ شبنم تمام شب

آسمان تخلص لالہ سہج رام باشندہ الہ آباد

مرنے کے بعد تا بہ حشر آنکھین مری جو وا رہین مجھکو تو کچھ خبر نہین کسکا یہ انتظار تھا

اسحاق تخلص اسحاق علیخان لکھنوی ولد فدا علیخان شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر اولاد مین نواب سالار جنگ کی صاحب دیوان ہین

باریک مین کو آئیگی کیونکر نظر کمر تارِ نگہ سے ہے او بت نازک کمر

آب روان کی بیکلے نے طوفان اوٹھا دیا اے بحرِ حسن آگئی کیا موج پر کمر

مشتاق قتل سمجھے اوسے چاند عید کا تیغِ ہلالی سے جو ہوئی جلوہ گر کمر

نہ کوئی گل ہے نہ بلبل نہ باغبان نہ صبا خزان کے ہاتھ سے برباد ہے چمن کی بہار

اسد تخلص میر امانی باشندۂ دہلی شاگرد سودا شاہ عالم بادشاہ کی عہد مین لکھنو کی راہ مین رہزنون کے ہاتھ سے مارے گئے

ٹک تونے ہی گرم کی بغل رات ہم سرد ہوئے تھے ورنہ کل رات

بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون

مانے ہی کوئی وہ بتِ گمراہ کسو کے گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی

اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی مرے شیر شاباش رحمت خدا کی

اسرار تخلص مرزا سپہر شکوہ دہلوی ابن مرزا طہماسپ ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر ساری عمر تلاش وصحبت اہل کمال مین بسر کی پندرہ سولہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ جب ہنستے ہین مین کہتا ہون یارب یہ تجلی دیکھیے گرتی کہان ہے

پھر محو خیالِ رخِ جانانہ ہوا ہے پھر شیشۂ دل اپنا پریخانہ ہوا ہے

[illegible] شاگرد صاحب [illegible] ان

صاحب دیوان گذرے

بعد فنا بھی کھودیو مت میرے مزار پر
ان کسبیون سے کوئی نہ اپنا لگائیے دل

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ

تو اسعد عجب ہے کہ ہاتھون سے تیرے
نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسلام تخلص شیخ الاسلام باشندۂ سہارنپور

ظالم ہمارا بسمل مرگ بھی رہتا ہے بجا
ہین یہ بازوے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

اسیر تخلص تلمیذ ازنصرالی مقیم دہلی شاگرد شاہ نصیر بڑا زور آور تھا

شمع فانوس مین دسپردہ جلی ہے دیکھو
شعلۂ آہ نکالی ہے جگر سے باہر

ہم اوس آئینہ رو کے ہجر مین یون زیست کرتے ہین
کہ سکتے کی سی حالت ہے نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین

اسیر تخلص خلیفہ گلزار علی خلف و شاگرد نظیر اکبرآبادی صاحب دیوان ہین

ہم لے گئے وہ ہڈیون کی ڈھیر لحد مین
کرمان زمین بھی نہ سنوے سیر لحد مین

خط کبوتر کو دیے لاکھ طرح کے ہین خیال
خاطر وسوسہ پرداز کا دیوانہ ہون

اک مین ہے نہین زخمی ابروے ستمگار
خورشید بھی ترخون مین نکلا ہے سحر کو

اسیر تخلص ہدایت علی وکیل عدالت دیوانی میرٹھ خلف سید امیر علی باشندۂ زیدپور توابع لکھنؤ شاگرد مصحفی و حسین علیخان اثر فارسی مین اسیری تخلص کرتے ہین

ہر بن مو سے اوڑاتے ہین تمہارے ہاتھ پاؤن
چار نخل آتشین ہین اب ہمارے ہاتھ پاؤن

گوہر مقصود ہاتھ آیا نہ پایا آشنا
بحر الفت مین دلا لاکھون ہی مارے ہاتھ پاؤن

اسیر تخلص منشی مظفر علی خان مخاطب بہ تدبیر الدولہ ولد میر مددعلی باشندۂ امیٹھی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی دیوان انکا نظر سے گذرا

ازل سے سلسلہ ہے اس جنون فتنہ ساماں کا
شگاف خامۂ کن چاک ہے میرے گریبان کا

نشان کیا پوچھتے ہو تم ہمارے جسم لاغر کا
کہ رفتہ رفتہ سایہ بنگیا قد پیمبر کا

کم شرر سے نہ تھی مری ہستی
آنکھ کھلتے ہی مین تمام ہوا

موت مشاطہ کو آئی تو ملا بوسۂ زلف
نرخ بازار مین دلال تو سودا ٹھہرا

خوف سے بھاگتے پھرتے ہین پری رو جو ہم
ابن آدم مین نہ ٹھہرا کوئی حوا ٹھہرا

شیشہ ہاتھ آیا نہ سمجھے کوئی ساغر پایا
ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا

بام پر چڑھتے اوترتے ہو بہت کیا باعث
سچ بتاؤ سے ہے کلیجا تہ و بالا اپنا

آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ اولٹا
سچ ہے صاحب روش اولٹی ہے زمانہ اولٹا

عالم کو سحر ید بیضا دکھاؤن مین +
لا بھر دے ساقیا مرے چلو مین آفتاب

کہنے کو یون جہان مین ہزارون ہین یار دوست
مشکل کے وقت ایک ہے پروردگار دوست

مست ایسا کر دیا مجھکو شراب شوق نے
محتسب سے پوچھتا ہون مین رہ میخانہ آج

جس دن وہ تنہا بوسہ لینگے ہم زبردستی
ہمارا دانت ہے مدت سے اوس سیب زنخدان پر

قد ہو اگر خمیدہ تو لازم ہے تار اشک
لازم ہے اس کمان پہ چلّا چڑھاؤن مین

امید مجھکو طائر رنگ حنا کرے
ماتم سرا مین ہاتھ کسیکے نہ آؤن مین

ترقی کچھ جوانی مین نہین ہے بیقراری کی
ہلا کرتا تھا گہوارہ ہمارا خود لڑکپن مین

نہ سہی گر تمہین منظور ملاقات نہین
کعبہ گھر آپ کا اے قبلۂ حاجات نہین

قد جو دونون کے خمیدہ صورت شمشیر ہین
ابروے پیوستۂ قاتل بھی کشتی گیر ہین

چاندنی مین کون آیا پاؤن مین ملکر حنا
جا بجا ہین سرخ بوٹے چادر مہتاب مین

الفت دندان جانان مین کٹی جاتی ہے عمر
ہے روان کشتی ہماری موتیون کے آب مین

گل تازہ ہے جو تن پہ ہمارے زخم کاری ہے
مگر شمشیر قاتل موجۂ باد بہاری ہے

بسکہ آنکھون مین روشنائی ہے
خار مژگان دیا سلائی ہے

چین سے سوئے شاہد مضمون +
جو رباعی ہے چار پائی ہے +

پیتے ہین ہم ملا کر بادۂ انگور تاڑی مین
اسے تاکا ہے ہم نے ساقیا اور اوسکو تاڑا ہے

اسیر تخلص میر کرم علی ولد میر کرم علی باشندہ بریلی مقیم دہلی شعر بہت کم کہتے ہین

یہ بھی کوئی ادا ہے کہ شوخیون کے ساتھ
باتین ہین ہم سے اور نظر اغیار کی طرف

اسیر تخلص سید شاہ آل نبی برادر خورد سید آل نبی الاشرف خلف غلام نبی احقر باشندہ دہلی اپنے برادر کلان سے کسب سخن کرتے ہین —

ہچکیاں بے وقت آتی ہین اسیر
وقت مرون مین کسے یاد آگیا

جواب نامہ نہ لکھنے سے یہ ہوا ثابت
ارادہ رکھتے ہین شاید وہ آپ آنے کا

خون ابھی ہاتھوں سے کتنوں کا ہوا میرے بعد
رنگ لائی تری ہاتھون کی حنا میرے بعد

خط غیر کا اوس شوخ کو آیا مرے آگے
آیا مری تقدیر کا لکھا مرے آگے

قاصد ڈرتا ہے مانگتے خط
ایسا نہو وہ جواب دے دے

اسیر تخلص مولوی محمد حسن خان بہادر صدر الصدور مراد آباد ولد مفتی ابو الحسن باشندۂ بریلی

اب جس دامی کا گلہ کس لیے اسیر
زلفون مین کیون پھنسا تھا یہی ہے سزا ے دل

اشتیاق تخلص شاہ ولی اللہ ولد شاہ محمد گل باشندۂ سرہند

چھوڑ کر تجھکو ہین اور سے جو لاگ لگی
نہین مہندی یہ ترے تلوونسے ہے آگ لگی

اشراق تخلص حکیم محمد رضا خان لکھنوی ولد رضا علیخان ابن اللہ یار بیگ خان رسالہ دار خواہرزادۂ امیر اللہ ولد حیدر بیگ خان لکھنوی شاگرد بحر صاحب دیوان ہین

صید کرنا ہے کسے بلبل دل کا منظور
تمنے پھولون سے جو گلدام بنائے گیسو

اشرف تخلص شیخ اشرف علی خوش نویس ولد شیخ مظہر علی باشندۂ قصبۂ مصطفے آباد عرف کسمندی مقیم لکھنو شاگرد نسیم دہلوی صاحب دیوان ہین راقم نے انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے

سودا نہ اوسکا بعد فنا سر سے جائیگا
اشرف بلای جان رکھا ہم نے نام زلف

جواب تک بھی نہین یار بہت با برت منہ مین
یہ خامشی ہے کہ گویا نہین زبان منہ مین

بسان آسیا گردش ہے بخت کو ہر دم
پہونچنے دیگا نہ دانا بھی آسمان منہ مین

کچھ ایسی آپ کو بھائی ہے لذت انکار
نہین کی جا کبھی آتا نہین ہے ہان منہ مین

اشرف تخلص اشرف حسین خان متوطن الہ آباد شاگرد مہدی حسین خان تصدیق عدالت دیوانی شہر بنارس مین عہدۂ نظارت پر مامور تھے

ہے چرخ پر کبھی تو کبھی کوہ و دشت مین
یک جا نہین مقام ہمارے غبار کا

اشرف تخلص اشرف حسین باشندۂ بنارس شاگرد ہادی علی بیخود [illegible]

اعلیٰ صدرامین کانپور کے ہین

اوس بُت کا قامت تو بلا خیز ہے اشرف | اسواسطے سے رنج دوبالا مرے دل کا

اشرف تخلص حافظ غلام اشرف دہلوی شاگرد میر قدرت اللہ خان قاسم موسیقی مین کمال رکھتے تھے

مطلب ہے لامکان سے نہ کچھ کائنات سے | ہے مدعا فقط مجھے تیری ہی ذات سے

اشرف تخلص محمد اشرف ولد امام الدین باشندۂ کانڈھلہ

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا | کہ مرے سینہ مین ہووے نہ سمندر پیدا

اشرف تخلص میر اشرف علی خلف میر برعلی سب اسسٹنٹ سرجن اکبرآباد باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضمیر راقم کے دوستون مین ہین —

تو تا ہے بیٹر اوٹھاتا نامہ لیجاے کو وہان | اگر ہو بیچ تو سر خود یہ سبز یہ ہوجائے گا

آشفتہ تخلص عظیم الدین خان مرحوم عرف بہورےخان افغان باشندۂ دہلی میر محمدی مائل اور فرزند علی مضمون سے اصلاح لیتے تھے بشبیر مقطع مین اسکے زلف کا مضمون ہوتا ہے آخر ایام مین شعر گوئی ترک کر کے کسب باطن کی طرف مشغول ہو گئے تھے صاحب دیوان گذرے

ناخواندہ مرے خط کو اولٹا ہی پھر لایا | قاصد کا گلہ کیا ہے قسمت کا لکھا لایا
نیڈت پوچھو ہاتھ دکھاؤ فال کھلاؤ کوئی پر | سجنت جو ہون برگشتہ اپنے کسکے پھیری پھیرے الٹے
پاؤن کو توڑ جو بیٹھے ترے در کے آگے | سر دیا یار پہ اک گام نہ سر کے آگے
برگشتہ سجنت ہم سے دیکھے ہین کم کسی نے | جب ہم ہوئے مقابل وہ منھ کو موڑ بیٹھے
نہی کو خاطر احباب کیون نہو منظور | کہ زیب و زینت مجلس ہے چار یار و نسے

آشفتہ تخلص منشی محمد علی خان راجہ پٹیالہ کی سرکار مین متعلق ہین راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

خوب کرتے ہو عیادت اے مرے رشک مسیح | آ گئے تب بالین پہ جب بیمار کا قل ہو گیا

آشفتہ تخلص حکیم مرزا رضا قلی ولد حکیم محمد شفیع اکبرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر سوز

جی تھا آنکھوں میں یار تھا دل میں
اس قدر انتظار تھا دل میں

دم آخر جو ہچکی آتی تھی
وہ فراموش کار تھا دل میں

جلاے کعبہ کو آشفتہ پارسا بنکر
خدا جو بیٹھے بٹھائے اوسے خراب کرے

مر گیا اک صنم پہ آشفتہ
موت ایسی خدا نصیب کرے

ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے
الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے

آشفتہ تخلص گلاب سنگھ کھتری باشندہ دلی ہمو نامی ایک زن خانگی پر عاشق تھا جب جور فلک سے تنگ آیا خنجر آبدار سے اپنا سر کاٹکر مر گیا اس واقعہ کو چھتیس پینتیس برس کا زمانہ گذرا

پوچھتے کیا ہو کہ شب آشفتہ کیونکر مر گیا
اوسمیں کیا باقی رہا تھا بندہ بے پرور مر گیا

جان دی عاشق نے تیری شب کو اک نالہ کر
آدمی تھا آخرش صدمہ اوٹھا کر مر گیا

ہے جدائی میں زبس آشفتہ جینے سے تنگ
سن ہی لوگے اک نہ اک دن پھوڑ کر سر مر گیا

ہاے یہ غیروں سے کہنا اوسکا رک رک کر اب
مجھکو مت چھیڑو کہیں آشفتہ یہاں آجائیگا

زلفوں سے بھی زیادہ کیا جس نے دل پہ جبر
کافر جو تجھے سوجھے یہ مسلمان کو کیا کروں

اک نہ آنے سے تیرے اے ظالم
شکوے سو سو زبان پہ آتے ہیں

دم کا مہمان ہے اور آشفتہ
بیخبر تجھکو کچھ خبر بھی ہے

آشفتہ تخلص امرناتھ پنڈت باشندہ دہلی شاگرد تنویر

اندنوں تم جو ہو آشفتہ پریشان خاطر
کس پہ ہوش آپ نے کھوئے ہیں کہاں دل آیا

آشفتہ بزم یار میں ساقی بنا ہے غیر
کیونکہ پیوں کہ کرتی ہے ٹکڑے جگر شراب

کی ہوگی اوسنے بادہ کشی بزم غیر میں
تلخی رہی جو میری زبان پہ تمام رات

دل میں آشفتہ ہے بتوں کا خیال
لب پہ باتیں ہیں پارسائی کی

آشفتہ تخلص حکیم سید منور علی خان سررشتہ دار ضلع میرٹھ ولد سید علی نواز رضوی شاگرد مومن خان و نواب مصطفےٰ خان شیفتہ وطن انکا بارہہ مولد دہلی

ہم وحشیوں کا گھر ہے کہ گردوں کا کھیل ہے
دن میں ہزار بار بنا اور بگڑ گیا

پرسش حال نے پھر یاد دلائی اونکی
گور میں بھی پس مردن نہ کچھ آرام آیا

جو نامہ بر گیا وہ گیا جان سے وہان ٭ اب جی مین ہے رقیب کو ہم نامہ بر کرین
ہے وصل مین بھی فراق کا غم ٭ ظاہر مین ہون پاس پر جدا ہون
تم غیر سے ملے ہین کسی سے ملا نہین ٭ سچ ہے کہ بیوفا ہون مین تم بیوفا نہین
نے قتل کا خیال انھین اور نہ موت کو ٭ قسمت مین کیا خدا مرے مرنا لکھا نہین
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہے ٭ ستم کو وہ بدخو ادا جانتا ہے
غش ہونگے ہم آشفتہ تا بہ رخ جانان سے ٭ پوچھے گا قیامت مین وہ بیہوشون سے کیا کوئی
میرا ہی کیا قصور ہے بیتاب و بیقرار ٭ جز غیر اور کون نہین تیرے واسطے
سنا تھا ہم نے آشفتہ کو کوئی دم کا مہمان ہے ٭ کئی دن ہوگئے اور سانہ جیتا ہے نہ مرتا ہے

آشفتہ تخلص حاجی منشی عبد اللہ باشندہ سلہٹ خلف عبد الحمید شاگرد حافظ ضیغم فارسی وارد و خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

دیکھنا شوق شہادت عاشق دلگیر کا ٭ کیا تڑپ کر چوم لیتا ہے گلا شمشیر کا
قبر کی کیون بناتے لوگ ہین حیران ہون مین ٭ کیا تن بیجان کو بھی ہے حوصلہ تعمیر کا
آج کل مائل ادھر ہے دل بت بے پیر کا ٭ یہ اثر کب تھا الٰہی نالۂ شبگیر کا
وادی وحشت مین ایسا پاؤن پھیلا ہے مرا ٭ دیدۂ مجنون بیابان حلقہ ہے زنجیر کا
ہوا نہ حور مین انداز کرشمہ کا سا ٭ تو رنج خلد مین ہوگا مین منتظر کا سا
کھل گیا ہے سیلستی مین جوہر انوار قدس ٭ ہے تماشاگاہ بزم قدس کی مظہر شراب
رکھے زانو پر بت نے سیر پشت آئینہ ٭ ہون مین حیران پائی یہ توقیر پشت آئینہ

آشفتہ تخلص عزار الدولہ ضیغم الملک ہادی علیخان بہادر قائم جنگ خلف نواب حیدر علیخان بہادر برادر خلف البطن نواب محسن الدولہ بہادر باشندہ لکھنؤ شاگرد امانعلی سحر

خون سے میرے حنابندی کسی منظور ہے ٭ چشم ناخن سے جو کرتے ہین اشارے ہاتھ پاؤن

اشک تخلص مولوی ہادی علی خلف مولوی شیخ حسین علی باشندہ لکھنؤ شاگرد برق کلکتے بھی گئے تھے بیت اللہ شریف کی زیارت بھی کی ہے راقم کے دوستون مین ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے ہین

چاند سورج تیری بالون مین نہین بالا سہر
ہوگئے ہین مہر و مہ شب کو قرین بالا سہر

چلے وہ چال کہ دل سیکڑون ہوے پامال
لگا لے آپ نے کیا عالم شباب مین پاؤن

وہ رند ہون کہ جہان ہون وہین گزک ہو پہنچے
لگین شراب مین پر ساقیا کباب مین پاؤن

انہین یہ سوجھی فلک سیر کی ترنگ مین آج
کہ چلے دھوئیے اب طلعت آفتاب مین پاؤن

ہجر کے صدمے سے کل جان نکل ہی جاتی
گر خیالِ لب جان بخش نہ ہوتا دل مین

وہ بدر ہے گی اب بنت محتسب قید مین
پوچھتا کوئی نہین دور شہ عادل مین

جنبش لب سے تری کشتے نے جب جان پائی
دم بخود رہ گئی شرما کے مسیحا دل مین

ہماری آہ سے ڈرہی رقیب لازم ہے
نہ ہو یہ تیر ہوائی دو سار پہلو مین

دلِ ستم زدہ و یاس و حسرت و حرمان
انیس ہین یہی دو تین چار پہلو مین

سنی نہ ایک مری بات ہاے صد افسوس
سنایا حال دل اوسکو ہزار پہلو مین

اشک تخلص سید علی حسن ولد سید آغا میر لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید سلسلہ انکی نسب کا حسن الاصغر بن حضرت امام زین العابدین سے ملتا ہے اولاد مین میر عماد خوشنویس کے ہین

اب کیا ہوئی وہ آپ کی آنکھو کی موہنی
باتون مین تھا جو سحر کا عالم کہان گیا

ترک چشمان سیہ مست کو ہم کیا چھیڑین
قہر ہو جاے اوٹھائین جو کبھی سر پلکین

اشکی تخلص مرزا غلام محی الدین عرف مرزا ممن خلف مرزا غلام حیدر نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد میر نظام الدین ممنون و مفتی محمد صدر الدین خان بہادر آزردہ

کیا پاس کسی کا ہے کہ مرتا ہون ولیکن
شکوہ نہین کرتا شب ہجران کی جفا کا

قسمت کو تو دیکھو کہ پھر آنا مرا اوس دم
جس وقت مرے سر پہ تقاضا ہے قضا کا

آئے تو نہ دشمن کے خطر سے مرے گھر مین
اور مفت مین بدنام کیا نام حنا کا

کچھ وجد نہین نغمۂ مطرب ہی پہ موقوف
کافی ہے بیان نالۂ پر ربط درا کا

آشنا تخلص میر امیر علی ولد میر سنبر مرشد آبادی شاگرد مرزا غلام حسین آتش بیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا۔

وہ حسن جلوہ گر ہے وہ رخ بے نقاب ہے
لیکن مجھے اپنی آنکھون کا پردہ حجاب ہے

مجھکو تو بات کل کی نہین یاد آشنا — کہتے ہین روز حشر کو دینا حساب ہے

آشنا تخلص سید محمد مرحوم خلف اکبر سید حافظ وارث علی مرحوم لکھنوی شاگرد ناسخ

کیونکر نہ رگڑون آنکھیں مین سر یار پاؤن مین — اے دل لگی ہے خاک در یار پاؤن تک

زنجیر دیسے باندھیے دست گناہ گار — جو قسمت کا کاٹ ڈال دے وہ دلدار یا نہین

آشنا تخلص میر زین العابدین عرف میر نواب متوطن گجرات باشندۂ دہلی خلف حکیم اصلح الدین خان آرزو کے معاصر تھے

ہم سے بندون پہ ظلم کرتے ہین — ان بتون کا کوئی خدا بھی ہے

آشنا تخلص مولوی عبد الکریم خان منشی فورٹ ولیم کالج باشندۂ کشن نگر کلکتے میں رہتے تھے شعر بہت کم کہتے تھے لیکن جو کہتے تھے نہایت پاکیزہ کہتے تھے سات آٹھ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم کے دوستون میں تھے

جو قطرہ خون کا مرے دل کے داغ سے ٹپکا — تو شعلہ تر اک چراغ سے ٹپکا

چھاتی اوٹھی تری دل خلق کا خورسند ہوا — شکر للہ شجر حسن برومند ہوا

ضبط نالہ باعث چاک گریبان ہوگیا — کام یون دست جنون کا اپنے آسان ہوگیا

آشوب تخلص میر اسد علی فرزند میر روشن علیخان فروغ باشندۂ دہلی شاگرد میر نظام الدین ممنون

ناوک غم سے چھپنا یہان تک تن پاس کام کا — آشفتہ ان پر ہے گمان میری آہ کو دم کا

گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا [illegible] دن کا

پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق — شوخی سے شب چراغ کو اوس نے بجھا دیا

دل کو سمجھے تھے کہ اوس بزم سے لا نہ سکے — ہاے اپنا بھی ہوا دیان [illegible]

عذر جفا کے کب تلک تم کرو ہم گلہ کرین — وصل کی رات کم رہی [illegible] کرین

دل کہین دیدہ کہین صبر کہین تاب کہین — ہاے آشنا شب ہجران [illegible]

اصالت تخلص سید فضل علی فرزند سید وارث علی [illegible] شاگرد امانت

بوسہ جو مانگتا ہون تو انداز و ناز سے — مجھکو دکھا کے [illegible] انگوٹھا ہلا کے [illegible]

اصغر تخلص میر امجد علی مرحوم باشندۂ اکبر آباد

شاید کہ شوخ دیدے کا دیدار ہو نصیب | پکڑے کے ہے آج میری سہت یار بانیم
ہوا ہون لبک خضاب تو اپنے جینے سے | لگا ہی لو لگا مین تیغ اونکو سینے سے

اصغر تخلص سید اصغر علی وطن انکا الہ آباد الہ آباد کی عدالت منصفی مین وکالت کرتے تھے

جوڑے پہ ہوا شک کہ یہ ہے نافۂ تاتار | مین زلف کو سمجھا کہ یہ مشک ختن ہے

اصغر تخلص ظفر الدولہ معتبر الملک رفیع الامرا نواب علی اصغر خان بہادر ناصر جنگ وزیر ابو ظفر بہادر شاہ جنت آرامگاہ بادشاہ دہلی خلف رشید مولوی علی اکبر شاگرد خواجہ آتش داماد نواب ظہیر الدولہ غلام یحیی خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ اودھ وطن انکا کشمیر مولد و مسکن لکھنو کلکتہ مین آکر بہت روز ونتک رہے آخر شہر ۱۲۷۶ بارہ سو چھہتر ہجری کے ۱۱ گیارہوین ذیقعدہ کو انتقال کیا ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر بہت خوب کہتے تھے راقم کے دوستو مین تھے صاحب مثنوی و دیوان گذرے راقم نے انکے انتقال کی تاریخ کہی

قطعہ تاریخ

چون علی اصغر شد از دنیا سوی ملک عدم | شد دل نساخ محزون راز بس رنج و الم
شد بیک مصرع دو تاریخ این چنین اعجاز رقم | شنبہ ذیقعدہ بست ہفتم آہ درد ہاے غم

۱۲۷۶ ۱۲۷۶

ایضاً

قضا کی جو علی اصغر نے اے نساخ | غمین ہے یہ دل مانوس صد حیف آج
کہی سن کے آہ مین نے عیسوی تاریخ | علی اصغر ہوئے افسوس صد حیف آج

تبانہ کو جو گیسو مین ہے نہ پہلو مین | تمہین بتاؤ مجھے پھر کہان ہے دل میرا
منڈاکے آپ نے منت کے بال جب سے | بہ رنگ طائر بے آشیان ہے دل میرا
شکستگی سے ہمیشہ درست ہوتا ہے | خدا کی شان عجائب مکان ہے دل میرا
وہ رند ہون مجھے دست سبو سے بیعت ہے | مرید حضرت پیر مغان ہے دل میرا
آتا ہے جب کہ یاد مرا اضطراب کا | سینے پہ ہاتھ مار کے کہتا ہون ہائے دل
کیون جاکے زلف پیچ مین یار کے بیٹھا | اپنی بلا سے پیچ پہ گر پیچ کھائے دل

نہین دیر و حرم سے کام ہم الفت کے بندے ہین — وہی کعبہ ہے اپنا آرزو دل کی جہان نکلے
جنھان انگیز پھر فصل بہار عاشقی آئی — دل سودا زدہ پھر رنگ لایا ہے رسوائی
یہ کس پردہ نشین نے جھانک کر شکل اپنی دکھلائی — بنی ہے روزن دیوار جو چشم تماشائی
تجرد باعث سر سبزی کونین ہوتا ہے — خضر کی دل سے پوچھے کوئی لطف فیض تنہائی
نہ کھینچا ہاتھ ترک چشم نے قتل غریبان سے — ہزارون بار سمجھانے کو پردے مین حیا آئی
دہان و چشم نے کسکے کیا خاموش و نابینا — نہ غنچہ مین ہے گویائی نہ نرگس مین ہے بینائی
بجا ہے اضطراب روح وقت نزع اے اصغر — کیا ہی یاد حاکم نے بلانے کو قضا آئی

اصغر تخلص اصغر علی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے

نری اس مانگ سے کیا معنی دلخواہ پیدا ہے — شب معراج کی اس خط سے گویا راہ پیدا ہے

اصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان مرزا امانی آصف الدولہ بہادر خلف شجاع الدولہ بہادر مولد انکا فیض آباد مدفن لکھنؤ سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین انتقال کیا تیراندازی مین کمال رکھتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

یاد رہے تجھے تیرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا — یا جو صبا میرا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
کہتا ہے بہت کچھ وہ مجھے چپکے ہی چپکے — ظاہر مین یہ کہتا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
جہان تیغ اوسکی علم دیکھتے ہین — وہان اپنا سر ہم قلم دیکھتے ہین
قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ مین کمال و زوال — ترے جبین کا عالم رہے رہے نہ رہے

اظفری تخلص محمد ظہیر الدین مرزا علی بخت عرف مرزا کلان دہلوی کچھ روز دن مدراس مین رہے وہان سے کلکتہ مین آکر پھر دہلی کو چلے گئے

کتنے دن ہین کہ یار نے مجھ سے + ق ربط بار دگر کیا پیدا
شکر للہ آہ نے میرے — لطف سے کچھ اثر کیا پیدا
تیرے حسن و صفا کو جو دیکھا + — آرسی اس مین لاجواب ہوئے

اظہر تخلص میر غلام علی مرحوم شاگرد شمس الدین فقیر باشندہ دہلی ترک انکا کرکے عظیم آباد مین سکونت کی تھی وہین وفات پائی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گذرے

ہین سے ہم دریاے چشم ساتھ آنسو کے
گل کے داغ جگر چمر رہا ہے آنکھون مین

اظہر تخلص سید علی حسین ولد مولوی ارشاد علی لکھنوی ناظر عدالت دیوانی لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

خیال ہے انہیں کس گل کے خار مژگان کا
کھٹک سی رہتی ہے تلیون نہار آنکھون مین

اظہر تخلص غلام محی الدین دہلوی شاگرد غلام حسین سروری شاعر فارسی گو و فرزند علی موزون طبعی کرتے تھے

رہتی ہے مری جان کو مضطر طپش دل
دکھلائیگی ہنگامۂ محشر طپش دل

اظہر تخلص مرزا مرزا شاگرد مرزا علیجان شفق باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ اشعار مرقومۂ ذیل اسی تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کونسے دل کو جدائی کا تمھاری غم نہین
کونسی وہ آنکھ ہے فرقت مین جو پرنم نہین

یہ آہ و شیون نے سرا وٹھایا کہ ہجر کی شب نہ تاب لائے
کلیجہ پکڑے ہوئے خود آئے ہماری لو تمین یہ آہ کیجے

تمھارے کوچہ مین آ کے اک شب کبھی تو ہم لوٹتے پٹکتے
خبر بھی تمنے نہ لی ہماری یہ کوئی ٹھہری باتکیے ہے

اظہر تخلص مولوی کرامت علی ولد مولوی امانت علی باشندۂ شمشیر رتو ابع فرخ آباد مقیم لکھنؤ شاگرد منشی میر دہلوی صاحب دیوان گذرے تاریخ گوئی مین مثل اثانی تھی

نہ کیونکر اشک مسلسل ہو یہ ہما دل کا
طریق عشق مین جاری ہے سلسلہ دل کا

بہشت پہنچے نہ زاہد کب اوسکی وسعت کو
عجب روش کا ہے یہ باغ دلکشا دل کا

لگائی کس بت مے نوش نے یہ تاک اسپر
سبو بدوش ہے ساقی جو آبلہ دل کا

کہینگے ہم یہ سراسر جو کوئی پوچھے گا
سواد ہند مین لٹتا ہے قافلہ دل کا

روشن دو چند مہر سے ہے اپنا چراغ دل
اے شمس عکس مہر نبوت ہے داغ دل

تاثیر حاضرات سے گھر ہے چراغ دل
اپنا ہے از نگین سلیمان ہے داغ دل

اعجاز تخلص نواب اصغر علیخان لکھنوی خلف نواب نجابت علیخان بن نواب شجاع الدولہ شاگرد شیخ امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

شغل حسن یہ دن رات نظر رہتی ہے
نوری آنکھین تھین سواب پہ کمین رہی ہین

اعجاز تخلص میر باقر علی لکھنوی ولد میر اسد صبر شاگرد رشک

تری چشم سیہ کچھ کم نہ تھی مجھ تیرہ بختوں کو
جگہ سرمہ کو دی بیجا اسے طناز آنکھوں میں

اعظم تخلص محمد اعظم ملازم نواب آصف الدولہ بہادر

ہے قدر کے سبب عالم بالا پہ تری زلف
رکھتی ہے دماغ اپنا یہ زنجیر فلک پر

اعظم تخلص مرزا اعظم بیگ دہلوی

چھپتا ہے کوئی شمع صفت سوز دل اپنا
سر کاٹی اگر تو ہو نمودار گلی سے

اعظم تخلص مرزا اعظم شاہ رسالدار خلف مرزا محمد اشرف ابن خلیفہ عبد الکریم متوطن ترکستان باشندۂ دہلی مقیم لکھنو شاگرد آتش

ترک فلک سے بھی نہ کی چوٹ یار کی
کہاں وہ ہتکڑی جو اوٹھائی سپر کا ہاتھ

مردوں سے وقت جنگ دغا ہو بعید ہے
سر کی کبھی بتا کے نہ ماری کمر کا ہاتھ

مجھکو ملا کے ساتھ کل آزردہ وہ ہوئے
کیا جانے پڑ گیا کہاں مجھ نجیب کا ہاتھ

مٹی کے مول بھی تو کوئی پوچھتا نہیں
بگڑی ہوئی ہے آج کل اعظم ہوے دل

اعظم تخلص سید اعظم علی الہ آبادی منشی مدرسہ اکبرآباد شاگرد آتش دیوان انکا نظر سے گذرا

خنجر کا نہ بسمل ہوں نہ شمشیر جفا کا
انداز کا مقتول ہوں کشتہ ہوں ادا کا

خرمے کا بوسہ لب شیرین ہیں سب ہے مزا
گالی ہیں تیرے لطف سے ہے کھٹی انار کا

چھوڑ کر کے مجھے رو تا نہ کرو عزم سفر
جان من موسم بارش تو نکل جانے دو

کچھ مفت نہیں وعدۂ دیدار کیا ہے
جب لاکھ قسم دی ہے تو اقرار کیا ہے

جلوہ ہو کوہ طور کا موسی کے سامنے
مٹھی جو کھول دو ید بیضا کے سامنے

اعظم تخلص مولوی عبد الصمد عرف محبوب جان برادر خورد مولوی وحید اللہ خان بہادر متخلص بہ داغ ولد مولانا مولوی محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم الحروف

ساکن ارض و فلک تک تجھ پہ شیدا ہو گیا
جسنے دیکھا تجھکو وہ محو تماشا ہو گیا

شکوہ کس کس کے عداوت کا نہیں اعظم ازل
ایک عالم اوس جہان آرا کا شیدا ہو گیا

لاکھ صورت سے بناتین آئینہ گر آئینہ — دل سے ہرگز ہو صفائی مین نہ بڑھ کر آئینہ

روی آتش رنگ کی دیکھی جھلک گر آئینہ — صورت سیماب ہو بیتاب و مضطر آئینہ

ہے دل نالان کو میرے عشق روئی صاف سے — کھل گئی قلعی فدا ہے آئینہ پر آئینہ

اعظم تخلص اعظم خان افغان باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی اس فن کو ترک کر کے کسب علم کیطرف متوجہ ہوئے تھے

ایسی مضمون سے معلوم اوسکی سرد مہری ہے — جو اوسنے مجھکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا

سوز دل از بس طبیعون سے نہان رکھتی ہین ہم — شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم

کیا یہ مگس دام کم ہے جوشن فولاد سے — ہے اسیری مین لڑائی صید کو صیاد سے

اعلی تخلص اعلے خلف میر ولایت اللہ خان باشندۂ دہلی ملازم شجاع الدولہ بہادر

جو ہاتھ اوسکے بند قبا کھولتے ہے — وہ مشغول ہین اب تکار گریبان

مرے دیوانہ دل کو شور طفلان آسرا ہے — اونکے ہاتھہ کا پتھر اسے سنگ جراحت ہے

اغا تخلص آغا مرزا خلف مرزا ابراہیم شوکت باشندۂ کانپور

کل اوس تلک پہنچ تو گیا تھا یہ ہمدمو — کچھ مجھکو چپ سے لگ گئی ایسی کہ کیا کہون

اغا تخلص آغا حسن ولد مرزا امیر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر صبا سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین تجارت کرتے تھے راقم کے ملاقاتی اور صاحب دیوان ہین

وصل کی شب یہی کرتا ہون دعا ای آغا — حشر تک اب نظر آئی نہ سحر کی صورت

تب فرقت سے ایسا بڑھ گیا ہے ضعف آغا — کہان کروٹ [illegible] اپنا سانس بھی لیتا ہون

اغا تخلص سید آغا ولد سید صاحب علی جائسی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی

ہو جائے ابھی زیر نگین ملک سلیمان — پردے سے جو آغا کو دکھا دے وہ پری آنکھ

آفاق تخلص میر حسین علی ولد میر احسان علی مخلوق بیحی گو باشندۂ لکھنؤ شاگرد آباد

خوب بل کھاتے ہین رخ پر تری دلبر گیسو — ہے یقین پیچ کوئی ڈالین گے ہم پر گیسو

آفاق تخلص سید فرید الدین ابن بہاء الدین دہلوی شاگرد شاہ الله خان فراق حضرت شاہ سلیمان کے قرابت دار تھے

افسردہ تخلص مظفر علی زید پوری شاگرد مولوی رشید النبی وحشت راقم الحروف کے ملاقاتیون مین ہین +

سرد مہری تابان ہند کا لکھنا ہے حال
چاہیے کاغذ دم فکر سخن کشمیر کا

نرگس [illegible] ہوتی نہین
جالی غرفہ کی تری سے دم آہو گیر کا

ہوتی [illegible] رنگ مین
کاغذ اشعار بھی نسخہ بنا اکسیر کا

افسوس تخلص غفور بیگ وطن انکا توران سپاہی پیشہ تھے ثناء اللہ خان فراق اور قاسم دہلوی صاحب تذکرہ سے اصلاح لیتے تھے

یار [illegible] خدا خیر کرے
خانہ بیدر ہے خدا خیر کرے

کف پا سے جو ظالم مل رہا ہے
کسی کا خون ہے یہ یا حنا ہے

افسوس تخلص میر شیر علی خلف میر مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب قاسم خان عالیجاہ باشندہ نارنول شاگرد میر حیدر علی حیران و میر سوز ملازم مرزا جوان بخت بہادر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی اولاد مین تھے آخر ایام مین کلکتہ مین فورٹ ولیم کالج کی منشی گری مین مقرر ہوئے تھے حضرت شیخ سعدی شیرازی کی گلستان کو اردو مین ترجمہ کیا ہے ترجمہ گلستان و دیوان انکا نظر سے گذرا

نزع مین نہ دیکھا [illegible] افسوس
چھٹنے رنگ نے اوسکے مارا

یہان تنگ ہے نزاکت گلون کی گھڑی سے
پھٹنے لگتا ہے اوس گلعذار کا پہونچا

قفس سے چھٹنے کی امید ہو نہین افسوس
حصول کیا ہے جو فکر دو جہان کا پہونچا

پاؤن [illegible] قدم [illegible] اوٹھے
خاک مین مل گئے بیٹھے [illegible] ہم

کیا لکھون اوسکو مین احوال یہ کہنا قاصد
ہجر اسی کے سبب طاقت تحریر نہین

اشک گرم اپنے سے یہ دیدۂ تر جلتے ہین
دیکھلو مردم آبی کے بھی گھر جلتے ہین

ہو مرا کیونکہ گذر اوسکی گلی مین وہان تو
طائر سدرہ کے اوڑتے ہوئے پر جلتے ہین

دیکھتے ہی اوسے حاضر ہوئے مرجانے کو
وہی احباب جو یہان آئے تھے سمجھانیکو

کچھ بات تم سے کر نہ [illegible] ہزار حیف
مدت مین تم ملے بھی تو غیرون کے گھر ملے

پونچھے ہی کیا لگاؤ اگر سر مین درد ہے
اوس خاک پا کی آگے تو صندل بھی گرد ہے

نہین جاینگے اس مجلس سے ہم بے اوسکو لیجائے
قدم اب کب اوٹھاتے ہین کہ ہمنے پاؤن پھیلائے

آدمی کیا ہے فرشتہ لوٹ جائے دیکھکر
چاندسی شکل اوسکی اورچھاتی وہ گدرائی ہوئی

افسون تخلص مرزا آغا حیدر لکھنوی

آگئی جان بدن مین دل شیدا ٹھہرا
آکے بالین پہ جو دم بھر وہ مسیحا ٹھہرا

فرصت ملی تلاش بت مہ جبین سے کب
ٹھہرا دل اپنا گردش چرخ برین سے کب

افسون تخلص سید احسان حسین خان نبیرہ نواب مبار الدولہ باشندہ لکھنو

جلتا ہون روز ہجر مین خورشید کی طرح
ہوگا وصال دیکھئے اوس مہ جبین سے کب

افصح تخلص شاہ فصیح شاگرد مرزا بیدل سنہ ۱۱۹۲ گیارہ سو بانوے ہجری مین انتقال کیا

شام و سحر خیال قد یار ہو گیا
پھیر زلف و رخ سے مجھکو سروکار ہو گیا

افضل تخلص سید افضل علی خان عرف سید صاحب خلف الرشید سید قاسم علی خان قاسم باشندہ لکھنو اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا ہے راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سنتے ہی وصف روے یار نہ لو نام ماہ کا
کیا ذکر اس مقام پہ اوس روسیاہ کا

روشن ہمارا نام زمانے مین کب ہوا
یہان گل چراغ زیست سر شام ہو گیا

اوس وقت اپنے بام پہ آیا وہ رشک ماہ
افضل جب آفتاب لب بام ہو گیا

مانی نہ ایک بات نہ ٹھہرے وہ دو گھڑی
منت کی لاکھ ہمنے خوشامد ہزار بار

اتنے خط بھیجے ہین لکھکر [illegible] شل
نامہ بر کے پاؤن مجھ خستہ جگر کی اونگلیان

افضل ہین کیونکہ زانو نہ ٹیکون کہ یاد ہے
باتین وہ کرنا یار کا زانو پہ دھر کے ہاتھ

جھانکتے ہین وہ روزن در سے
نقش دیوار ہم ہین ششدر سے

دل سے شکوہ زبان تک آ کر
رہ گیا شکر آپ کے ڈر سے

ہم وہ رند بادہ کش ہین ساقیا تو دیکھ لے
می ٹپکتی ہے ہمارے زخم کے انگور سے

کل سے بیکل ہون ہوا کیا کہ مجھے کل آئے
کل سے وعدہ تھا نہ آج آئے نہ وہ کل آئے

کیا مزا ہو کہ وہ دربان سے اپنے کہدین — کوئی یہان آنے نہ پائے مگر افضل آئے
شوخی غضب اور شوخ کی خلقت مین بھری ہے — بجلی ہے شرارہ ہے چھلاوا ہے پری ہے

افضل تخلص افضل بیگ حیدر آبادی

یہان نہ آنا ہی غرض ہے عذر درد سر عبث — مشتفق مین اک نہ اک تمکو بہانہ چاہیئے

افضل تخلص منشی حسن یار خان بہادر مخاطب بہ اسد الدولہ ولد باقر علی خان بن محمد یار خان رسالدار باشندہ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

وہ دیوانہ ہون جس پر رشک فرہاد انکو آتا ہے — فسانہ ہے پرستان مین مری زنجیر کے غل کا
خنجر کا ذکر قتل مین میرے نہ کیجیے — لیتے نہین ہین نام چھری کا شکار مین
یہ بہانگی فکر مین ہے وہ دہان کے خیال مین — دیکھیے جسے وہ مست ہے اپنی ہی حال مین
موسے کی طرح تاب نظارہ نہ ہو سکے — غش آگیا جمال جو دیکھا جلال مین
آخر یہ حب مال وبال بخیل ہے — انصاف ہو تو قصہ قارون دلیل ہے
کیونکر خدا کرے نہ حسینون سے دوستی — خود عاشق جمال ہے خود بھی جمیل ہے
کرتا ہے آگے یار کے اکثر ہمارا ذکر — غماز گویا اپنی طرف سے وکیل ہے

افضل تخلص منشی افضل حسین لکھنوی

دھڑکا گیا نہ ہجر کا وصلت مین [illegible] — شادی مین بھی رہا یہ مجھے غم تمام شب

افضل تخلص افضل علیخان [illegible] اعظم علیخان

پہلو مین بیٹھکر مرا دل شاد کیجیے — بندہ ہون سچ ہے مجھے آزاد کیجیے

افضل تخلص شاہ غلام اعظم خلف شاہ ابو المعالی عالی بن حضرت شاہ محمد اجمل صاحب دائرہ الہ آباد شاگرد ناسخ انکے دو دیوان اور ایک مثنوی یادگار ہین

ہے یقین نور بصارت ہو زیادہ افضل — سرمۂ خاک مدینہ لگے گر آنکھون مین
پھوٹین مری آنکھین جو کسی اور کو دیکھون — ناحق نہ سنا کیجیے افواہ کسی کی
جی جائے جگر ٹکڑے ہو پھٹ جائے کلیجا — کیا تجھکو خبر اے بت گمراہ کسی کی

افغان تخلص الف خان درویش خصلت تھے

پہلے قدم مین عشق کے میر اتو جی گیا ۔ مجنون پہ چندے وذ بھلا کیونکہ جی گیا

اکبر تخلص نواب محمد اکبر خان دہلوی برادر خورد جناب نواب مصطفے خان شیفتہ شاگرد مومن خان صاحب دیوان گذرے

ہوا نہ شوق سے اوس کوچے مین گذر اپنا ۔ ہمیشہ ہم سے رہا پیچھے نامہ بر اپنا
جنون عشق کا درمان نہ ہو کسی سے کبھی ۔ کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا
عدو کے ذکر سے وہان ہوش جا بجا یہان ہو نہ آئے ۔ مزاج اون سے بھی نازک ہے کسقدر اپنا
خانۂ غیر مین گر لگنے لگا دل تیرا ۔ مجھکو بھی اور سے آتا ہے لگانا دل کا
قتل کرلاشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین ۔ بارے اوسنے مجھے جانے نہ دیا اور کہین
وہان رسم اختلاط سے انکار وعذر تھا ۔ یہان جان ہی نکل گئی اپنے نہین کے ساتھ

اکبر تخلص مرزا اکبر دہلوی شاگرد حاتم بڑے ظریف تھے

چھیڑا جو ٹک اوسے تو بگڑکر کہا کہ واہ ۔ تم کون ہو کہ ہاتھ لگاتے ہو گات کو

اکبر تخلص مکرم الدولہ سید اکبر علیخان مرحوم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

طوفان نوح کم نہین ہے اکبر کا دیدۂ تر ۔ دیکھو اد سکو ابر بھی یہان پانی بھر اکرے

اکرام تخلص حکیم اکرام اللہ خان ولد حکیم ہدایت اللہ خان دہلوی

آرزو وصل کی مٹانی تھی ۔ کیا ہوا گر مٹا دیا دل کو

اکرام تخلص منشی محمد اکرام باشندۂ لکھنؤ

اعجاز سے لگے جو لب جان بخش آ گئے ۔ مُردون کو زندہ کر کے تماشا دکھا دیا

اکرم تخلص خواجہ محمد اکرم دہلوی تاریخ خوب کہتے تھے

اکبار تیرے ڈیرے مین زاہد اگر آوے ۔ مین جانون جو مسجد کیطرف پھر نظر آوے

آگاہ تخلص سید محمد رضا معروف بہ احمد مرزا باشندۂ دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب

ہجر کے ہاتھون کچھ ایسا زیست سے بیزار تھا ۔ غیر کے بدلے بھی کل مرنے پہ مین طیار تھا
اوسی کی یاد مین سب عمر ہم نے کاٹی ہائے ۔ جسے خیال ہمارا نہ ایکبار آیا

گھر غیر کا ہو راہ میں یہ بھی مری قسمت
لایا تو ادسے جذبہ محبت کا یہیں تھا

آگاہ تخلص محمد صلاح دہلوی محمد شاہ جنت آرامگاہ کی عہد میں تھے

پیری میں کر دن سیر جہان کی تو بجا ہے
دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

آگاہ تخلص میر حسین علی افسانہ خوان شاہی باشندہ دہلی

ہان تیغ کھینچ آئے بت نازک مزاج تو
مرنے پہ آج یہ بھی گنہگار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان افغان قصہ خوان شاگرد ضیا

حلقہ چشم میں کیون آج ہے دم پا برکاب
ہے کہان کا ہمیں درپیش سفر دیکھیں تو
منہ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم جاہ کی
باتیں بنا بنا کے نہ کیجیے نباہ کی

آگہ تخلص نندت جو الاناتھ خلف دانا رام برہمن فارسی بھی کہتے ہیں کلکتہ میں رہتے ہیں

جان جاتی ہے تڑپتا ہوں پڑا
دیکھئے کیا ہو تماشا کیا ہے
تیرا دیدار میسر ہو سکے
اس سوا اور تمنا کیا ہے

الفت تخلص منگل سین کائتھ باشندہ عظیم آباد شاگرد جرأت دہلی کی سیر بھی کی تھی

ہر قدم پر بیان تلک آئے ہیں سو سو ناز سے
کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار سے

الفت تخلص ایک شخص باشندہ مظفر نگر کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب
سو آج کوچہ میں تیرے ہوا بہشت نصیب

الفتی تخلص راجہ پیارے لعل عظیم آبادی ولد رامی سلمن جی زبان پارسی میں اچھا دخل رکھتے تھے

خاکساری سے مثال نقش پا
جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے

الم تخلص آغا مہدی ولد آغا مرزا لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر صاحب دیوان ہیں

چوسے ہیں میں نے کب لب شکر فشان یار
آگاہ اس مزے سے کہاں ہے مری زبان
چکھی کبھی نہ نعمت دنیا سوائے خون
گویا الم زبان سنان ہے مری زبان

الم تخلص محمد حسین خان غازی پوری شاگرد جعفری

گٹا لیا ان سنتا ہوں میں تیرے ہی منہ سے ورنہ
مجھکو اک بات تو کہتا یہ دہن کیسا تھا

الم تخلص محمد علی شاگرد محمد ابراہیم ذوق باشندہ دہلی

نہ تھا تحمل اگر اوسکے ناز کا تو پھر	الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوئے

الم تخلص صاحب میر دہلوی خلف خواجہ میر درد مرحوم سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوی ہجری مین مرشد آباد مین تھے

اب تو اوس بت کو ہمنے رام کیا	بس خدا تجھکو بھی سلام کیا

الہام تخلص شیخ شرف الدین عرف شاہ ملول باشندہ لکھنؤ فارسی بیشتر کہتے تھے ملول بھی تخلص کرتے تھے

تری جدائی نے یہان تک ہمین ملول کیا	کہ زندگی کے عوض مدت کو قبول کیا
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پہ مارے	مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پہ مارے
ارے بیکسی تیرے قربان ہون	برے وقت مین ایک تو رہ گئی

الہام تخلص فضائل بیگ شاگرد غزلت سورتی

چاہتے ہی وہ کرے رخصت تری بیمار کو	اب گلے ملنے دے اے قاتل ذرا تلوار کو

امامی تخلص خواجہ امام بخش عظیم آبادی

اے چشم تو تھام اسکو ہر اشک تو جوش آور ہے	مژگان نہین رکھ سکتی اس طفل کو دو دن اور ہے

امامی تخلص خواجہ امامی مرثیہ گو ولد خواجہ آثمی دہلوی سنہ ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری مین مرشد آباد مین شدت گریہ سے مجلس عزا مین بیہوش ہوکر راہی ملک بقا ہوئے بعض صاحب تذکرہ نے انکا تخلص امانی لکھا ہے

گھیر اہے مجھے غم نے عجب حال ہے جی کا	اے نالہ دل وقت ہے فریادرسی کا
کف افسوس بیٹھے ملتے ہو	کیون امامی گیا نہ آخر دل

امانت تخلص سید آغا حسن خلف میر آغا رضوی لکھنوی شاگرد دلگیر مرثیہ گو لکھنو بہرن کی انداز مین شعر اچھا کہتے تھے سنہ ۱۲۷۵ بارہ سو پچھتر ہجری مین قضا کی انکا دیوان دستخطی نظر سے گذرا

ناداں کی محبت مین ہے سو طرح کا دھڑکا	دل دون کسی ناداں کو مین ایسا نہین لڑکا
وہ دم حسینون کا بھرتا ہے ہو چکی مری تربت	جو خود مرنگا کسیکو جلائے گا پھر کیا

مری بھی بار خاطر نازک بدن رہا
تابوت میرا یار نے رکھا نہ دوش پر

نے کرم نے مہر نے دین مروت نے وفا
ای امانت دل دیا تم نے اوسے کیا دیکھکر

محشر کا کیا وعدہ یہان شکل نہ دکھلائی
اقرار اسے کہتے ہین انکار اسے کہتے ہین

باغ مین جاتی ہوا پر گل کی سواری ان دنون
دم گرائے پھرتی ہے باد بہاری ان دنون

جی چاہتا ہے صنعت صانع پہ ہون نثار
بت انکو بٹھا کے سامنے یاد خدا کرون

آئینہ دکھلانے مین دیکھی جو وہ رخسار صاف
بن گیا حیرت سے مین تصویر پشت آئینہ

بیداد تجھے یاد ہے واللہ تمھاری
یوسف کی قسم اب نہ کرون چاہ تمھاری

رفتار کی چلن سے غضب کی بلا ہے
چھوٹے سے سن مین یار بڑے تم ہو چلبلے

گردون کے دور مین اوسمین کمی نہین نصیب
جو لوگ اوڑھتے تھے دوشالے نئے نئے

خط انکا دیکھ مجکو یا سبزہ ہی بھا لگا نے
کہا مینے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

امانت تخلص امانت رائے باشندہ دہلی

تشریف یہان لاو یہ نامہ بر تو بھیجو
مت تو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

امانت تخلص میر امانت علی خلف میر کرامت علی ناگوری مقیم دہلی جیپور مین انتقال کیا

بہار بھی نہین آئی کہ جوش وحشت سے
ہمارے پاون کو ہے ربط خار صحرا سے

اللہ رے رسائی دست جنون کہ اب
دامن کی راہ لی ہے گریبان چاک نے

امانی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کسلئے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہے ہین
جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی محمد امجد دہلوی ولد مولوی محمد ارشد عالمگیر ثانی کے عہد مین تھے

جس گھڑی آپ کو دیکھون ہون نہین جون قطرہ اشک
اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امجد تخلص امجد حسین متوطن بلدہ ایلچپور علاقہ صوبہ دکھن

اوس لب لعل کی صفات امجد
کیا کہے ناطقہ تو لال ہوا

امداد تخلص حافظ سید امداد علی ولد حافظ سید مہدی علی باشندہ فرخ آباد

بلبلی منزل مقصود کو پہونچاتی ہے
آہ کیا ہے سر و پا عرش تلک جاتی ہے

امداد تخلص مرزا امداد علی شاگرد علیخان شفق باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کی لیے بھیجے تھے

فراق میں لطف اوٹھاتے ہیں کسو کو ہم رولا کے اپنے ‖ اثر یہ نالے دکھا چلے ہیں کہ دل تو نکلے ملا کے اپنے

سچ تو یہ ہے گر پسند خاطر عالی نہ ہو ‖ پھیر دیجے آپ دل امداد کا امداد کو

پڑھتے ہی نامہ مرا کہنے لگا وہ رشک گل ‖ مجھکو بو عاشقی آتی ہے اس تحریر سے

امداد علی نام و تخلص امداد علی خان ساکن کول مقیم اکبرآباد ہر چند حرف آشنا نہ تھا مگر بڑا ذہین اور ذکی تھا ستر برس کی عمر میں انتقال کیا

نہ بنو ل گر کسی نے چڑھائے اوڑا دیئے ‖ باد صبا کو گور غریبان سے لاگ ہے

امی تخلص روشن بیگ دہلوی برادر خورد حمید الدولہ شاگرد نصیر مرد جاہل تھا شروع جوانی میں انتقال کیا

دل دھڑکتا تھا کہ سینے میں نہ آجای لچک ‖ ہاتھ سے چھوڑ دیا میں نے ترا جانکے ہاتھ

امید تخلص مولوی فرحت علی ولد غلام شاہ غازیپوری

تشنہ رہ نہ ای امید ہو ہرگز فراق میں ‖ آخر دوچار ہونگے ہمدم صنم سے ہم

امید تخلص قزلباش خان محمد رضا ہمدانی امرائے محمد شاہی میں تھی ہندی کی موسیقی میں انکو کمال تھا ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری میں دہلی میں وفات پائی اشعار فارسی انکے اچھے ہوتے ہیں

یاربن گھر میں عجب صحبت ہے ‖ در و دیوار سے اب صحبت ہے

امید تخلص امید علی خان خلف نواب خان جہان خان موہگلوی

معلوم نہیں شیخ کا ایمان کہاں ہے ‖ زاہد کی تو تسبیح میں زنار نہاں ہے

امیر تخلص نواب حسین علیخان خلف نواب امانت علیخان لکھنوی شاگرد احمد حسنخان جوش

بے تکلف کیسے دیتی ہے جوانی کی امنگ ‖ سر پہ اوسکے نہ کسی وقت دوپٹا ٹھہرا

لیگئے آنکھوں ہی آنکھوں میں چرا کے دلکو ‖ دیکھیے دیدۂ دانستہ میں اندھا ٹھہرا

بوسہ طلب کیا تو وہ چیں بر جبیں ہوا ‖ دل کی ہوس پہ آئی نہ بات شگفتگی ہے کب

امیر تخلص نواب امیر الدولہ ناصر جنگ عرف مرزا امینڈو فرزند وزیر الملک نواب

نواب شجاع الدولہ بہادر صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزری دہلی مین اپنے مکان مین صحبت مشاعرہ ترتیب دیتے تھے

پاس دل و آزردہ جمع یہ سب چیز ہے — بلبل ترا حوصلہ دل بھی عجب چیز ہے
گل جو ہم نے غنچہ کے ساتھ سیر دیر کی — لڑکھڑا آیا تھا ہے پا لیکن خدا نے خیر کی

امیر تخلص منشی امیر احمد شاگرد اسیر خلف مولوی کریم احمد لکھنوی حضرت شاہ مینا قدس سرہ کی اولاد مین ہین اور صاحب دیوان ہین

قتل عشاق سے باز آئینگی کھاتی ہین قسم — طاق ابرو کی طرف ہاتھ اوٹھا کر پلکین

امیر تخلص مرزا امیر بیگ دہلوی مقیم گوالیار

آنکھ وہ کافر کہ قتل عام جسکی اک ادا — لب وہ روح افزا جسے مردے جلانا بات ہے
کب تلک روگے کہو کوئی کہ تم کو تو امیر — بار مرنا سہل ہے اور زہر کھانا بات ہے

امیر تخلص میر امیر علی ولد میر مومن دہلوی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

ہم کو حاصل کیونکہ ہو تیری قد بالا کی سیر — کب میسر ہو سکی ہے عالم بالا کی سیر

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد قاضی روشن شوطن بلگرام

گل سامنے اے گل تری مرجھائے ہوئے ہین — کیا ہمسری عارض گلفام کرینگے

امیر تخلص مولوی امیر علی ولد شیخ محمد عاشوری باشندہ سکندر پور مقیم امیٹھی

جو اوس غنی کے در کا دل و جان سے ہے فقیر — کیا حاجت سوال ہے اوسکو امیر سے

امیر تخلص نواب علی محمد خان قوم افغان باشندہ دہلی شاگرد قیام الدین علی قائم موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکی فرزند محمد یار خان کا امیر تخلص لکھا ہے

تھرتھراتا ہے اب تلک خورشید — سامنے تیرے آگیا ہوگا
اوس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ — کیون نہو سوے قضا منہ وقت زخم نخچیر کا
ہی سرخی تری حنا کی ہنگام عتاب — جتنا بگڑی ہے تو اوتنا ہی سنور جاتا ہے
بس مین آیا جو تمھاری اوسی جا ہو سو کرو — کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

امیر تخلص امیر اللہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر رمل مین اچھی مہارت رکھتے تھے—

اس تشنہ لب کے سر ہی پھرا دیکھیو قاتل | بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص امین الدین خان فرزند قاضی وحید الدین خان جو نجیب الدولہ نواب نجیب خان مرحوم کے عہد مین دلی کے قاضی تھے صاحب دیوان گذرے

سخت کاوش مین ہون برنگ نگین | ایسے نام آوری کا شوق لگا
کون آتا ہے یہ کسکے پاؤن کی آواز ہے | ہر صدائی پا مین جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص خواجہ امین الدین باشندۂ عظیم آباد نواب مظفر جنگ میر محمد رضا خان کے رفیقون مین تھے صاحب دیوان گذرے

خورشید ترا دیکھ کے منہ کانپ کے نکلا | مہ چادر مہتاب مین منہ ڈھانپ کے نکلا
ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے | ظالم ہی ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر
بوسہ دیا ہے جی مین جو آوے تو پھیر لو | اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر
یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر | کندہ ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر
دل خیال زلف مین بیتاب ویسے آرام ہے | رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر
کس سے تشبیہ دین بھلا تجھکو | ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص محمد اسمعیل پہلے وحشی تخلص کرتے تھے

گلشن مین جب اوس گل کا وا بند قبا ہوگا | کیا جانیے بلبل کی یہ جان پہ کیا ہو
اپنی تو یہی عید ہے جس روز کہ ہمدم | مکھڑا وہ نظر آئے لب بام کسی کا
کیا غضب تیری آن ہے پیارے | میری اوس مین تو جان ہی پیارے

امین تخلص سید محمد امین باشندۂ بنارس شاگرد غلام علی آزاد بلگرامی فارسی بیشتر کہتے تھے

کیون مضطر رنجو مجھکو جلاتے ہو کہ سینہ | رکھتا ہون مین گل خوردہ برنگ پر طاؤس
جی سے کہو وہ کہ آہ سرد کے ساتھ | ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

انتظار تخلص علی نقی خان دہلوی ولد علی اکبر خان نواب علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین آکر رہے تھے

جون ہی بہار گل کی قفس تک خبر گئی | سنتے ہی بلبل ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان دہلوی شاگرد مرزا بیدل حال اونکے خاندان کا کتب تواریخ سے مانند شمس نصف النہار کی روشن ہے حاجت بیان نہین ۱۱۵۹ گیارہ سو اونسٹھ ہجری مین دہلی کے دیوان عام مین کٹاری کے زخم سے وفات پائی

ساعد ناشنید مہر کے تھا انجام پاس سلطنت — شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم
نعش میری دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے — کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انجم تخلص مرزا بندہ رضا عرف جھمن مرزا شاگرد میر کلو عرش

شام سے ہجر مین مرنے کا یقین ہے انجم — نہین امید کہ دیکھون مین سحر کی صورت

انداز تخلص مرزا غلام حسین دہلوی خلف مرزا ہدایت علی مرحوم شاگرد شیخ ابراہیم ذوق موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے خاندان گورکانی سے تھے

دیکھیے آگے کیا ہو دے — دل لگی مین تو ہے ابھی سے رنج
جور و جفا کی اوسکے شکایت کرین تو کیا — سو شوخیان نکلتی ہون جسکے حجاب مین
نیم بسمل مجھے رکھنے سے تمھین کیا حاصل — ایک ہاتھ اور بھی خنجر کا لگاتے جاتے
تیور آج اور نظر آتے ہین اونکے ہمدم — خیر کچھ جھکے ہی چپکے ہین بڑھاتے جاتے

اندوہ تخلص علی حسین خان مرحوم خلف شمس الدولہ بارگاہ قلیخان دہلوی شاگرد مصحفی

صیاد سے رکھے گل پژمردہ قفس پر — اچھی ہوس مرغ گرفتار نکالے
بار اٹھا ہمین عشق نے اک پردہ نشین کے — کیون نعش ہماری سر بازار نکالی

انس تخلص سید محمد مرزا خلف مرزا فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

طول مین ہین جو تری قد کے برابر گیسو — کہین برپا نہ کرین فتنۂ محشر گیسو
واہ ری مہر و وفا عاشق گیسو جو ہوا — پھر نہ چھوڑی کبھی اوس شوخ نے منہ پر گیسو

انیس تخلص میر مہر علی مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق باشندۂ لکھنؤ

دیکھو وطن اوؔ خفا ہو کے نہ ہر بار آنکھین — اب کبھی بزم مین روئین تو گنہگار آنکھین

انسان تخلص اسد اللہ اسد یار خان اکبر آبادی امرائے محمد شاہی مین تھے ۱۱۸۰ گیارہ سو اٹھاسی ہجری مین دہلی مین انتقال کیا اور اکبر آباد مین مدفون ہوئے

زمین و آسمان و مہر و مہ سب تجھ مین ہین انسان
نظر کر دیکھ مشت خاک مین کیا کیا جھمکتا ہے

انسب تخلص میر ابو طالب ولد میر اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش

ہے فرط داغ سے انسب کا سینہ تختۂ باغ
بہ رنگ گل ہے گل زخم سے بدن کی بہار
آئی نہ مثل مرکز عالم نظر کمر
ڈھونڈھا کیا مین شام سے لے تا سحر کمر

انسح تخلص سید ابو تراب عرف منجھو صاحب مخاطب بہ سپہر الدولہ ولد سید اکرام علی لکھنوی شاگرد عرش شاہ لکھنو کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین راقم کے دوستون مین ہین

باغ مین عکس رخ دلدار سے یہ گل کھلا
بنگئی بتون پہ جم کر دھوپ سونے کا ورق
ہے یہ تصویر بت سے پہر آنکھ مین
پتلی کی شکل پہرتی ہے تصویر آنکھ مین
آئینہ رو خیال یہ انسح کو ہے ترا
پہرتی ہے رات دن تری تصویر آنکھ مین

انسح تخلص مولوی عصمت اللہ ولد چودھری رحمت اللہ مرحوم باشندۂ قصبہ پنڈوہ متعلق ضلع ہوگلی سال تولد انکا ۱۲۵۵ بارہ سو پچپن ہجری ہے طبع سلیم رکھتے ہین ذہن مستقیم رکھتے ہین شعر و سخن سے بہت شوق ہے ابتدا ہی سے نہایت ذوق ہے شعر اچھا کہتے ہین ایام صباحت دار السلطنت کلکتہ مین رہتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھاتے ہین صاحب دیوان ہین پیشتر مجبور تخلص کرتے تھے

روشن ہو چراغ اپنے اگر داغ جگر کا
خورشید پہ ہو جائے گمان شمع سحر کا
ایک ہی صدا و ذرہ کی نوا ہر سکا رہے
سبحہ صد دانہ گویا دام ہے تزویر کا
کیا جائے رعب کو جو قاتل ہے عاشقو
تھرا رہا ہے پا نو قرار و ثبات کا
پاؤن تک پہونچی لٹک کر سر سے وہ اُن لٹ زلف
عرش تک پہونچا دھوان میان نہ آتش بار کا
پوچھیہ حال تو آغاز عشق کا انسح
یہ مبتدا وہ ہی جسکی نہین خبر پیدا
رکھے نہ کام زینت دنیا سے صاف دل
محتاج سرمہ ہووے نہ دیدہ حباب کا
بس بادہ نوش کو ہے صبوحی کی احتیاج
دست سحر مین ہے جو قدح آفتاب کا
پیدا نہین ہے اوس رخ پر نور پر عرق
دیکھو کھنچا ہے عطر گل آفتاب کا
ہاتھ ملکر رہ گئے ہم فصل گل مین اے جنون
پاؤن جب زندان مین پابند سلاسل ہوگیا

اس ستی سو ہوم سے ہین تنگ ہون انشا
کچھ اشارہ جو کیا ہم نے ملاقات کے وقت
جو بات تجھے چاہیے ہے میرا مزاج آج
جب گدگداتے ہین تجھے کچھ اور ڈھب سے تب
لگ جا تو مرے سینے سے دروازے کو کر بند
گھبرا کے سمجھ کے لگا بیٹھے ایک چپت
بولے وہ جب ہاتھ رکھا مین نے اونکی ران پر
کیون سا قبا نہ لال ہوا تھا یہ رنگ فرش
بسکہ تھا تیرے شب ہجر مین بے نور پلنگ
کیسی ہی کیون نہ ہم مین تم مین رکھائیان ہون
گر بارے بلائے تو پھر کیون نہ پسیجے
یا وصل مین رکھیے مجھے یا اپنی ہوس مین
ادا و ناز و حجاب و غمزہ کرشمہ شوخی حیا تغافل
حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہین
چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو
غصہ مین تری ہم نے بڑا لطف اوٹھایا
گالی سہی ادا سہی چین جبین سہی
دیکھ انگیا مین اوسکے گوٹ لگی
آج تو کپڑے نہ بدلو تم کو میری ہی قسم
کیا منہ بنا رہے ہو اللہ رے رکاوٹ
پھبتی ترے مکھڑے پہ مجھے جو کہی سوجھی
صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہے
دین گالیان ہزارون سن مطلع اس غزل کا

واللہ کہ اس سے بہتر اب عدم اچھا
تاڑ کر کہنے لگے دن ہی ابھی رات کیوقت
قربان تیرے کل پہ نہ ٹال آج آج آج
سنتے ہین گالیان تری ناچار چار پانچ
دے کھول قبا اپنی کی بیخوف و خطر بند
بلبل ہماری زخم جگر سے کھرنڈ پر
خنجر ہے تمکو اجی لعنت کر دستیان پر
شیشے شراب سرخ کے ہین جامی سنگ قرمز
مین نے لین کروٹین یہان تک ہوا چو پلنگ
جب کھکھلا کے ہنس پڑے وہ ہین صفائیان ہون
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین
جو چاہیے سو سمجھیے ہون آپ کے بس مین
تمہاری چتون کے آگے آگے یہ گرتی ہین تمام آنکھون
ہر گھڑی دن کیطرح ہم تو ڈھلے جاتے ہین
بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے
یہ سب سہی پر ایک نہین کی نہین سہی
دل کو پھر تازہ ایک چوٹ لگی
آپ کا میلا کچیلا پن سہی کچھ بید ادب ہے
گویا کہ آشنائی گاہے نہ تھی کسی سے
لا ہاتھ ادھر دے کہ بہت دور کی سوجھی
مین جو بنا رہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہے
کہنے لگے کہ انشا اسکا یہی صلہ ہے

دو گھڑی دن سے کہا بیٹھے کہ کیا ارشاد ہے
مرد و بوسوں میں براضی نہ ہوا میں تو وہ بولے

غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئے میرے پاس سے
یہ پیاس اپنی بجھے برف سے نہ شورہ سے

بھری وہ آتش عشق اس دل فگار میں ہے
عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے

کھب گئی آنکھوں میں کل جلوہ نمائی تیری
چمن ہے جام و صہبا ہے گھٹا ہے اور خلوت ہے

سن کے بولے اب ہوا کہا بات تیری یاد ہے
تیری تو کسیطرح سے نیت نہیں بھرتی

تس پہ یہ مجھ سے پوچھنا بیٹھے ہو کیوں اداس سے
مجھے تو نرگس ساقی کے آبخورے سے

کہ وہ کہہ برق نہاں جسکی ہر شرار میں ہے
کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے

مجھکو کیا جانیے کیا بات خوش آئی تیری
اگر ایسے میں آجاؤ تو صاحب وقت فرصت ہے

ریختی

بن بیٹھے ہیں دولہ و دولھن اسوقت ہم تم
اتنا جو جتاتا ہو ہمیں زور نگوڑا

چبھتی ہے یہ تو نگوڑی مجھے بھاری انگیا
تجھے کچھ شرم بھی ہے بٹیھ پری او کم بخت

پھول کی ایک کلی جو پنج میں اپنی لیکر
گٹھ گئی مجھسے دوگانا گئی سہن جو جھٹکی

رات بھر اتنا ترستا ہی ۔ باجی باجی
ایلو اس کوٹھری میں میرے ڈرانیکے لیے

کیا کہیں بات ہم اوس مردوے کی مستی کیا
تو لاکھ روپے کا تو بندھے مہر دوگانا

صدقے دوسے کرڈالیے در گور نگوڑا
کوئی ساوی سی مرے واسطے لانی انگیا

تاڑ جاوینگے برے لوگ ارے او کم بخت
دم یہ بلبل نے بہلاتے کہ الٰہی تیرے تئیں

تو بس ان جاؤ بھرے لوگوں سے مجھ سے کھٹکی
اب تو نوبت یہی اٹھو اجی باجی باجی

اک عبا اوڑھ کے بن بیٹھی ہیں حاجی باجی
آج تو اوسنے بہت ہمسے زبردستی کی

انصاف تخلص عبدالرحمن خان ولد سالار بخش اکبرآبادی داروغہ اصطبل راجہ بلوان سنگھ بہادر

حسد کی آگ سے غیر و لگا دل کباب ہوا
کیا ہی نادم ہوئے ہیں اسے انصاف

ہمارے ساتھ جو کی اوسنے بادہ خواری رات
بے وفاؤں سے ہم وفا کرکے

انوار تخلص شیخ عبداللہ قنوجی

کیون طلوع اے آفتاب حشر تو ہوتا نہین — ہم پہ اک دن مہربان وہ ماہرو ہوتا نہین

انوار تخلص غلام علی باشندۂ کالپی

ہووے وہ زہن پہ تیرے جو شرط ہے مستی کی — تیرے لبون کا بوسہ مصری ہے کالپی کی

انور تخلص میر آغا ولد میر تراب علی شاگرد مہدی علیخان کوثر باشندۂ لکھنو

لکھو نگا حال اگر ضعف و ناتوانی کا — کمیت خامہ نہ قرطاس پر روان ہوگا
بیان کرے گا نکیرین سے فراق کا حال — دہان قبر کو لاشہ مرا زبان ہو گا

انور تخلص سید محمد علی خان عرف نواب دولہ رئیس شمس آباد

یارب کبھی کسی کا بتون پر نہ آئے دل — اور آئے تو نہ ہجر کے صدمے اوٹھائے دل

انور تخلص حاجی حسین خان لکھنوی

دل کسی زلف کے پھندے مین مقرر اولجھا — اے مری جان جو تم پھرتے ہو گھبرائے بہت

انور تخلص پنڈت بشمبھر ناتھ لکھنوی ولد کیشو ناتھ شاگرد آغا حسین مرزا عشق و معصوم علی

مجھپر جو کچھ گذرتی ہے روشن ہے یار پر — خود حال آینہ ہے کوئی کیا خبر کرے
کیون سر شام سے گھبرائے ہو ٹھہرو صاحب — شوق سے گھر کو چلے جائیو کچھ رات رہے

انور تخلص ولی محمد خان باشندۂ دہلی جد و آبا اونکے دارو غہ عدالت شاہی تھے
فارسی بھی کہتے تھے

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی — قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
انتظاری مین ترے چشم ہوا گوش ہوا — مژدہ آنے کا ترے سنتے ہی بیہوش ہوا
ہوا اشک خونی بہار گریبان — رگ گل ہے تار تار گریبان
روبرو آئینہ رو کے کیون نہ مین دلگیر ہون — حیرت نظارہ سے جون غنچۂ تصویر ہون

انور تخلص مرزا علی حسین باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ شاگرد علیجان شفق یہ شعر اس تذکرہ
کے لیے بھیجے تھے *

وعدہ تو کر دیا یہ خیال وفا بھی ہے — وسے کو کہتے ہین کہ کوئی بوسہ دیا بھی
کیون مفت اپنی جان تمھارے لیے گنوائین — نقصان کے سوا ہین کچھ فائدہ بھی

سخن شعرا

کیا پوچھتے ہو قیمت دل کا معاملہ
تم سے بھلا کبھی کوئی سودا بنا بھی ہے

انور تخلص سید شجاع الدین عرف امراو مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین حیدر مشکور استاد محمد بہادر شاہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق اشعار انکے خوب ہوتے ہین اقم سے انسے دلی میں ملاقات ہوئی تھی

مر جائینگے جو درد اوٹھایا نہ جائے گا
الفت کو مرتبے سے گرایا نہ جائے گا

نالہ نہ آئی ضعف سے گو تا بلب ہے نہ آئی
کیا آسمان کو بھی بلایا نہ جائے گا

ہے روز عید تم نہ ملوگے تو کیا یہاں
خنجر کو بھی گلے سے لگایا نہ جائے گا

پردہ رخ وفا سے اوٹھایا نہ جائے گا
داغ اوسنے جو دیا ہے دکھایا نہ جائیگا

وہ آنکھیں نہیں ہاے کیا ہو گیا
وہ کافر تو اب کچھ نیا ہو گیا

مزا جب ہے ضد کا کہ تو مجھسے بل
فلک یار اغیار کا ہو گیا

تمھیں یہان تک آنا قیامت سے ہے
ہمین جی سے جانے مین کیا ہو گیا

مجھکو آئینہ دکھاتے ہین دم عرض وصال
جرم سے میرے ہوئی تو تیر پشت آئنہ

انور تخلص سید مہدی حسن ولد میر احمد علی لکھنوی شاگرد مرزا مہدی کوثر

تیر نظارہ دلبر جو ہین کھٹکا دل مین
روح کی طرح اوسے مینے چھپایا دل مین

نہ ہوا ایک خیال آئے تھے کیا کیا دل مین
رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین

انیس تخلص سید ببر علی ولد میر مستحسن متخلص بہ خلیق خلف میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر متوطن دہلی مقیم لکھنؤ مرثیہ گویون مین ممتاز ہین اور تحت لفظ پڑھنے مین کمال رکھتے ہین سوائے مرثیہ کے اور کسی صنعت سخن مین مطلق دخل نہین رکھتے بلکہ مرثیہ بھی انکا ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہے مے ہے
پراک تو ہی نہین افسوس ہے ہے

کیس سے ای شوخ ہوئی رات کو ہاتھا پائی
نورتن آج جو ڈھلکا ہے ترے بازو سے

کل تو آغوش مین شوخی نے ٹھہرنے نہ دیا
آج کی شب تو نکل جا یہ کے قابو سے

انیس تخلص امیر الدولہ نوازش خان ہمشیرہ زادہ شاہ نواز خان دہلوی شاگرد میر ممنون شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین خدمت مختاری رکھتے تھے آخر عمر مین

شعرگوئی ترک کی تھی بعض صاحب تذکرہ نے انکی والد کا نام شاہ نواز خان لکھا ہے

پرکالۂ آتش ہے وہ رخسار انیس آہ
چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنے چرخ خبر دار رہ کہ آج
رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

آہ یہ کسکی یادگاری ہے
آج جو دل کو بے قراری ہے

آوارہ تخلص محمد کاظم برادر حقیقی میر زین العابدین

اے عندلیب جاکے کرکی چمن مین کیا
باد خزان سے سب گل گلزار جھڑ گئے

اوباش تخلص امیر الزمان پیرزادہ لکھنؤ شاگرد میان مصحفی

قطعہ

یار مجھسے وہ مہ جبین نہ ہوا
میری خواہش پہ آسمان نہ پھرا

ہوگئے پیر انتظار رہے مین گر
تو بھی اوباش وہ جوان نہ پھرا

دل و دیدہ اپنے جو پاس تھی سو وہ رنج و غم مین کھپا گئے
ہمین جنسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہمسے چرا گئے

اوج تخلص نواب اشرف علی خان عرف شاگرد شرف

زندگی ہو گئی فرقت مین قضا آنے سے
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ٹھہرا

بندہ ہے تیرا الکھ چڑھے آسمان پہ چاند
ٹلتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین سے کب

اوج تخلص شیخ عبد الکریم برادر کوچک شیخ عبد الصمد فوق خلف شیخ محمد روح اللہ

باشندہ میرٹھ

قتل پہ ہین نہ وصل پہ راضی
رنگ بگڑا ہے کیا مقدر کا

فلک دون سے کیا مدد چاہین
اوس سے مانگین جو ہو برابر کا

اوج تخلص میر محمود خان ولد میر خواجہ شاہ رضوی باشندہ لکھنؤ شاگرد رشک

صاحب دیوان ہین

ابرو ہلال بدر جبین خال ہے زحل
کیونکر نہ ہو فلک پہ تمھارا بھلا دماغ

دو چار چیزین چاہیین معشوق مین ضرور
انداز غمزہ عشوہ شرارت ادا دماغ

اوج تخلص مرزا علی حسین خلف مرزا عسکری منجم باشندہ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان گذرے

نرگس ہے چشم سرو ہے قد غنچہ ہے دہن
رخ رشک گل ہے غیرت ابر بہار زلف

اوج تخلص مولوی امام الدین باشندہ قصبہ بہانی توابع لکھنؤ شاگرد نواب علی اشور علیخان

اے اوج اوسکو جان وسیلہ نجات کا
دل کو ترے لگی ہے جو خیر البشر کی لو

اوج تخلص عبد اللہ خان باشندہ دہلی مقیم دہلی اونکو عارضہ فلج نے گھیر کا تھا

بھایا ہے جوش عشق شیرین وشان مین ونا
ہے آب شور گریہ آب زلال اپنا

اوج تخلص قاضی عنایت حسین خان بہادر صدر الصدور متوطن غازی پور

گنہگار محبت اوج ہین اوس تمہیر کو کون کے
ہمین اس جرم پر آنکھین دکھاتے جسکا جی چاہے

اوصاف تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

نغزش بہت ہے پاؤن کو رستے ہاتھ سے اُٹھایا
ہوتے کہین ہین مست شراب کسکے پاؤن

اولی تخلص نام میر اولاد علی

بتان ہر چند بہلاتے ہین میرے دل کو پر اوسکے
ادا کس طرح مجھکو اوس پری رخسار کی بھولے

اولیا تخلص میر اولیا لکھنوی مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی

رخ اپنا بادہ گلگون سے تمنے لال کیا
چراغ حسن کو پانی سے اشتعال کیا
ہنسی آتی ہے مجھکو اولیا کی پارسائی پر
ادھر تو ہاتھ مین تسبیح اودھر زنار پہلو مین

اویسی تخلص غلام محی الدین خان باشندہ دہلی اشعار فارسی اوسکے نہایت مطبوع ومرغوب ہوتے ہین

رنگینی ہے گلستان کو جو بادسحر تازہ
ہے آہ سے لب میری ہر زخم جگر تازہ

اہ تخلص میر اکبر علیخان لکھنوی ولد سید ولایت علی خان بن محمد حسین خان مخاطب بہ مرصع رقم خان صاحب نوطرز مرصع صاحب دیوان ہین

اس قدر رویا ہون گلشن مین باچشم مست مین
ہین خالی ہیچہ مژگان ترکی او کلیان

آہی تخلص میر عبد الرحمن خلف میر حسین تسکین باشندہ دہلی شاگرد مومن فن معما مین اچھا دخل رکھتے ہین

تمھارے حسن مین گرمی نہین ہے
اگر ہووے تو وا بند قبا ہو

کھل گیا دروازۂ جنت بھی اپنے گور مین
او مُنھ کہین سے آمد آمد اوس ستمگر کی دہان
شکوہ کہان کا کیسا گلہ جی نکل گیا

ہر دل وحشی یہ کہتا ہے بیابان چاہیے
اہل محشر مجھکو یہ مژدہ سنا کر لیگئے
شرما کے یار نے جو ہین نیچے نگاہ کی

ایجاد تخلص مرزا رحیم الدین دہلوی خلف شاہزادہ حسین بخش شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و مرزا آقا دربخش صابر

بتخانے مین تھا یا کہ مین کعبہ کے قرین تھا
دیکھو تو مری ضد کہ کسی شب وہ ستمگر
یہ کس خلش کا تقاضا رہا کہ تا دم صبح
باتون مین بھلائی وہ دل چھین کیجاے
لگے ہمسے نظر اپنی چرا نے
سبب سمجھا جو بیماری کا وہ شوخ

اے زاہد نادان تجھے کیا مین کہین تھا
آیا بھی تصور مین تو دشمن کے قرین تھا
کچھ آپ ہی آپ رہی دلکو بیقراری رات
کیا یاد ہین ڈھب لب کو تری اور نظر کو
وہ سمجھے جس گھڑی لطف نظر کو
نہ آیا پھر کبھی میری خبر کو

ایما تخلص حکیم واحد علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد مولوی رشید النبی وحشت

دیدۂ گریان ہے اپنا ابر باران کیطرح
دیدۂ گریان کو ہے جو زلف پُرخم کا خیال

شعلہ زن ہے آہ سوزان برق خندان کیطرح
تار اشکون کے بنے ہین مار پیچان کیطرح

ایمان تخلص سید شیر محمد خان حیدرآباد دکن کے شعراے مشاہیر مین سے

جو داغ ہے دل کا سو بہ رنگ پر طاؤس
ہے مرہم زنگار کا دشمن دل پر داغ
روا ہے کونسی مشرب مین یہ اے عشق نا منصف
مے گلگون کا جبکہ دم بزم مین ساغر چھلکتا ہے
قدر یاقوت نہین لخت جگر کے آگے
ہے بناگوش سے شرمندہ ترے آب گہر

ہو کیون نہ تجمل دیدۂ تنگ پر طاؤس
یہان شہپر طوطی سے ہے جنگ پر طاؤس
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو
ٹپک پڑتا ہے خون دل مرا آنسو بن آنکھون سے
ابر بھی پانی بھرے دیدۂ تر کے آگے
شمع کو تاب نہین نور سحر کے آگے

حرف باے موحدہ

باطن تخلص حکیم میر قطب الدین اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

گیی ہے آنکھون کی رہ تیری انتظار مین روح | رہی نہ نام کو اب جسم خاکسار مین روح

باقر تخلص میر باقر علی برادر خورد و شاگرد میر فرزند علی موزون

جو ربتان سے سینے مین کیا کیا خراش ہے | دل ٹکڑے ٹکڑے سب ہی جگر پاش پاش ہے

باقر تخلص باقر علی خان ناظم صوبۂ حیدرآباد شاگرد شاہ کمال کمال

رونی کی سن صدا مری بولا وہ دیکھو | خانہ خراب ہیان پس دیوار کون ہے

باقر تخلص نواب محمد باقر خان خلف نواب ظہیر الدولہ غلام یحیے خان بہادر وزیر محمد علیشاہ بادشاہ اودھ شاگرد خواجہ وزیر وطن انکا کشمیر مسکن لکھنو

غیر کے کہنے سے گو اوسنے چرائین آنکھین | ہو گئی صلح جو اکبار لڑائین آنکھین
بوسۂ چشم کبھی ہم نے جو مانگا باقر | یار نے چین بہ جبین ہو کے دکھائین آنکھین

باقر تخلص باقر خان ولد اصالت خان باشندۂ الہ آباد

ہائے افسوس چھٹا موسم گل ہی مین چمن | مجھ سے ناکام کوئی باغ مین صیاد نہین

باقر تخلص میر باقر علی باشندۂ جون پور ولد میر علی حسین پیشتر پنجاب کیطرف رہتے تھے

چکھائینگے تجھے نازک مزاجیون کا مزا | اگر ذرا ہمین دل پہ کچھ اختیار رہا
تجھے تو مشغلۂ اغیار سے رہا تا صبح | تری بلا سے کسی کو گر انتظار رہا

باقر تخلص منشی باقر رضا ولد قاضی اکبر علی منصف پٹنہ باشندۂ عظیم آباد شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ مقیم کلکتہ

روز وعدہ کرتے ہو آنیکا پر آتے نہین | قول کب پورا ہو صاحب تمسے فقرہ باز کا
لکھتا ہون حال جدائی کا جو تیری ای جان | حرف از خود مرے نامہ سے جدا ہوتا ہے
کسطرح دل سے بخار اپنا نکالون باقر | میرے رونے سے ذرا یار خفا ہوتا ہے

باقر تخلص سید محمد باقر علیخان مخاطب بہ اعتضاد الدولہ برادر کوچک ذوالفقار الدولہ ولد سید محمد نقی علی خان شاگرد مرزا مظفر علی ہنر باشندۂ لکھنؤ مقیم کلکتہ صاحب دیوان اور راقم کے دوستون مین ہین اشعار مرقومۂ ذیل منتخب کرکے بھیجے تھے

خاک پر دانون کی تھی بسمل کہن مین کچھ بقا
صبح کے ہوتے ہی ہوتے انجمن مین کچھ نہ تھا

کسی طرح سے نہ کم ظرف ہونگے عالی ظرف
حباب لاکھ بڑھے آسمان نہین ہوتا

نیش غم نے اسقدر رگ رگ مین سیر کی خلش
مغز بنکر درد ہر اک استخوان مین رہ گیا

نزاکت سے کمر دوہری ہوئی جاتی ہے چلنے مین
وبال دوش ہے اوس نازنین کو بار کاکل کا

عرش اعلی تک گذر ہے نالۂ شبگیر کا
دیکھ اے پیر فلک کیا توڑ ہے اس تیر کا

جبھہ سائی کے سہا تک آستان یار پر
مٹ گیا سنگ در جانان سے خط تقدیر کا

نہ مرتا ہجر مین تو عاشق دلگیر کیا کرتا
سوا اسکی وصال یار کی تدبیر کیا کرتا

بوسے پہ اوسنے وصل مین کیا حجتین ہین
گذری تمام رات سوال و جواب مین

باقر تخلص باقر علی خان ولد امجد علی خان خویش سبحان علی خان کمبوہ باشندہ لکھنو انکا
تمام کلام اسی طرز کا ہے

حادث ہو کیون نہ صورت عالم ترا دہن
لب بھی نئے نئے ہین ترے اور نیا دہن

کف لاتا ہے عدو کف مار سیاہ سا
ہے صورت وہانۂ مار قضا دہن

اسے بحر حسن دانت ہین سلک گہر تری
موجین ہین گال لب ہے حباب کشادہ دہن

آگے تو گالی دے کی زبان خوب صاف تھی
اب منہ چڑا کے بگڑا ہے کیا آپکا دہن

باقر ریاض شہ مین جو مدفن کی ہے طلب
واکر نماز فجر مین بھر دعا دہن

باقی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

یہ مال کیا ہی گیا تو گیا بلا سے دل
چھپائین کاہے کو ہم اپنی دلربا سے دل

ببر علی تخلص و نام شاہ ببر علی مرید و تلمیذ شاہ محمدی مائل تخلص انکا انکی غزلون مین بہت
کم آتا ہے

سیر گلشن کی کرے اب بلبل
پھر کہان آشیان کہان یہ باغ

بحر تخلص نواب علی احمد خان شاگرد ناسخ باشندہ عظیم آباد

کشتی نوح بھی آئے تو نہ ساحل ہو نصیب
دیدۂ تر نے کیا سیر سے وہ طوفان پیدا

بحر تخلص شیخ امداد علی خلف شیخ امام بخش باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ عروض و قوافی مین

ہماری سوز دروں کا نہ پوچھیے عالم | دھواں دماغ سے اوٹھتا ہے سر کے بال نہیں
جو شعلے ہیں سپاہی کسی سے دبتے ہیں | جہاں میں سبزۂ شمشیر پایمال نہیں
ہوا سے عیش کو سر سے نکال ہوش میں آ | سحر ہی شام جوانی سپید بال نہیں
ہر ایک لاف زنی کرے اپنی گھر میں بجر | نکل گئے منہ سے جو بولے زبان مجال نہیں
محفل میں ٹھیکرے اشارے بھلی نہیں | فتنے اوٹھینگے یار اس آفت کی آنکھ سے

بخشی تخلص حسین بخش پارچہ فروش اکبرآبادی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا بزاز تخلص لکھا ہے

کہتا ہوں جب سے میں اونکو بلا لا دو یہ کہتا ہے | مجھے بیہودہ مت دوڑا نہ آوینگے نہ آئینگے

بدر تخلص مرزا ابا باقی ابن شاہزادہ نصیر الدین بہادر دہلوی شاگرد مرزا [illegible]

سن لینا ایک دن کہ اوسے غم نے کھا لیا | غم کھائیگا یونہیں جو یہ غمخوار آپ کا
اپنے ہی پرسش میں ہوگا ختم گو ہنگامہ سب | گر قیامت میں ہمارے حال کا دفتر کھلا
اک کشتی طوفان زدہ گردون کو بنایا | اللہ رے گریہ مرے اس دیدۂ تر کا
گھٹا نہ خاک ہوئے پر بھی کچھ وقار اپنا | ہمیشہ دوش صبا پر رہا غبار اپنا
میں اگر جاؤں تو نکلے مطلب دل کچھ نہ کچھ | میرا جانا اور ہے قاصد کا جانا اور ہے

بدر تخلص سید آغا علی خان خلف میر عباس شوشتری باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

پروانہ شمع طور بھی ہے جنکی حسن پر | ایسی ہیں گوری گوری تمہاری کلائیاں

بدر تخلص میر بدر الدین باشندۂ کرنال مقیم دہلی

کس مژہ کی یاد تھی ہمدم کہ شب تا صبح یہاں | ہر نفس کے ساتھ دل میں خار سا کھٹکا کیا
کس کا خواہاں ہے کہ دل قافلہ اشک کے ساتھ | دمبدم سینے سے آنکھوں میں چلا آتا ہے

بدر تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد مہدی علیخان طلیس

قفس نصیب ہوا جبکہ فصل گل آئی | نہ دیکھی بلبل ناشاد نے چمن کی بہار

برشتہ تخلص شرف الدین تلمیذ بہوری خان آشفتہ باشندۂ دہلی

رشتہ توڑا برشتہ الفت کا | دیکھ اوسنے شکستہ حال مجھے

بعض شعرا

برشتہ تخلص آغا حسین علی مرحوم لکھنوی شاگرد میر تقی صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے

ہر وقت ہم سے کرتا ہے وہ نوجوان داغ	اتنا دماغ اوٹھانے کا ہمکو کہان دماغ
بوے عنبر سے جو سارا بھر گیا میرا دماغ	کوئی زلف یار سے بادِ صبا آئی نہ ہو

برق تخلص میان شاہ جی شاگرد مصحفی

کیا دھوم سے اندھی ہے گھٹا ایسی ہوا مین	افسوس کہ ساقی و مے و جام نہین ہے

برق تخلص فتح الدولہ بخشی الملک مرزا محمد رضا خان بہادر خلف مرزا کاظم علی صاحب شاگرد ناسخ واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے تھے ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی مین یہین وفات پائی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گذرے

یاد مژگان آشنا ہے ہجر فرقت سے مجھے	مغتنم دریا مین تنکے کا سہارا ہو گیا
مین تو کیا ہیچ سے بالون کے نکلنا ہے محال	پھر بھی آئین اگر اسے مہِ تابان سر پر
کچھ پستی نصیب سے اپنے عجب نہین	پڑے جبین کے ہو خطِ تقدیر پاؤن مین
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو	دیکھ لینا مجھے تم موسمِ گل آنے دو
میکشو آیہ رحمت ہون غنیمت سمجھو	سال بھر روز لگاتی ہے جھڑی میری آنکھ
چشم پوشی نہ کرو مجھکو دکھا دو صورت	آپ سے رکھتی ہے امید بڑی میری آنکھ
پردہ تو پردہ اور سنو لنترانیان	آتے نہین ہین خواب مین تشریف لے کے سامنے
یکسان ہین بادشاہ و گدا جوش عشق مین	پست و بلند ایک ہے دریا کے سامنے
ہم تو اپنون سے بھی بیگانہ ہوے الفت مین	تم جو غیرون سے ملے تم کو نہ غیرت آئی
دیکھیے حالت دل درد سے کیا ہوتی ہے	روح نام شبِ فرقت سے فنا ہوتی ہے
مین جو روتا ہون تو کہتے ہین مجھے ہنس ہنس کے	جو کرے عشق یہی اسکی سزا ہوتی ہے
اودی کرتی لال انگیا اور اوسپہ سنہری ٹکلی	ابر سے نکلا چاند کا ٹکڑا برق کی دلکو چوٹ لگی

برق تخلص محمد نجم الدین باشندہ سکندرآباد مقیم اکبرآباد ولد قاضی سراج الدین شاگرد مومن

کیا کیا اڑے ہین جیب و گریبان کی دھجیان ۔ ہاتھ سے جب کہ یار کا دامن نکل گیا

کیا لگی پھرتی ہے اوس پای نگارین سے حنا ۔ جس جگہ اوسنے قدم رکھا گلستان ہوگیا

صورت گل چاک چاک اپنا جگر ہے برق ہا ۔ چارہ گر کو فکر ہے ٹکڑے گریبان ہوگیا

رشک عدو و حسرت وصل آرزوی مرگ ۔ صدمہ ہے کونسا جو مری جان پر نہین

دیکھ لین ہم بھی تو دل لیتا ہے کیونکر کوئی ۔ ہان اشارہ تو کرے چشم فسون گر کوئی

ہون وہ ناکام مجھے وصل بتان تو کیا ۔ سر کے ٹکرانے کو ملتا نہین پتھر کوئی

برق تخلص ابو علی باشندہ ڈھاکہ خلف میر محمد علی فاضل

ہے گھٹا یہ یا کہ ناگن یا کہ کالی رات ہے ۔ زلف مشکین ہے یہ یا کہ پردہ ظلمات ہے

برکت تخلص برکت اللہ خان باشندہ کوتانہ بیشتر فارسی کہتے تھے

جلا ہے آتش تب غم سے دل غمناک سینے مین ۔ اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پائے خاک سینے مین

برکت تخلص منشی برکت علی خان باشندہ خیرآباد و راجہ پٹیالہ کے مختار تھے اشعار سے نہایت شوق رکھتے تھے اور خوب کہتے تھے

پہونچے آسیب نہ اوسکو کہین دلگیر نہو ۔ نالۂ شب مین الہی مری تاثیر نہو

دل بیتاب کسیطرح سے ٹھہرائے کوئی ۔ مجھے سمجھائے کوئی یا اوسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھاتا ہے مرے اس دل کا ٹھکانا لگ جائے ۔ ایک دم کے لیے بھی پاس جو بٹھلائے کوئی

تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہے تو کہتا ہون ۔ ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہے قابو سے

خط کی نمود چہرے سے یہ معلوم ہو گئی ۔ قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہے

مجھکو رکار کا سا جو پایا تو یہ کہا ۔ پالے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

برہان تخلص نواب برہان الدین حیدر خان نبیرہ صمصام الدولہ بہادر

جب آہ پہنچی پہلے سر لب پہونچ گئی ۔ کوتہ کمند نکلی یہ پرسش برین سے کب

بسمل تخلص سید جبار علی رئیس چنار گڈھ راجہ بنارس کی سرکار مین کچھ علاقہ رکھتے تھے مدت تک عظیم آباد مین بھی رہے تھے

اک ہر ساعت پرستی ہے نہ تنہا چشم سے ۔ ہے تماشا استخوانون مین مرے گلزار کا

عشوہ کرشمہ شوخی غمزہ ادا و ناز
قاتل یہ ایک ایک ہے بسمل برائے دل

گرمی جو تنی غیر سے کرتا ہے جو وہ [illegible] فا
مرو ہو جاتے ہین غیرت سے ہمارے [illegible]

بسمل تخلص سید حسن خان خلف عاشق علی خان سفیر شاہ اودہ باشندہ کاکوری کلکتہ میں رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے اور وہین انتقال کیا

ہائے کیا دیوانہ دل نے کام بیجا کیا
آپ تو دیوانہ تھا ہی مجھکو بھی رسوا کیا

وہ ہین رات کو جو نہانے لگا وہ شوخ
تارے سین گرد ہو گئین روشن حباب کے

بسمل تخلص پنڈت سندر لال سر رشتہ دار ریذیڈنٹ کا بنیہ لدہیانہ ٹیکا رام شاگرد ناسخ وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ صاحب دیوان گذرے

یہ نہین [illegible] قوس اے طفل برہمن ہاتھ مین
کر رہا ہے مرغ دل اپنا یہ شیون ہاتھ مین

گوری گوری اونگلیان [illegible] شب کو آتی ہین نظر
شمعین ہین کافور کی گویا کہ روشن ہاتھ مین

آئینہ سے بھی کہین شفاف تیرا ہاتھ ہے
آرسی پہنے سے ہے کیون اے شوخ پر فن ہاتھ مین

دانتون [illegible] ہاتھ مین اونگلیان اغیار کے
مین جو چبانے لگا اوس سیمبر کی اونگلیان

بسمل تخلص مرزا عنایت علی ولد مرزا سعادت علی شاگرد آتش باشندہ فیض آباد مقیم بنارس دیوان انکا نظر سے گذرا

گناہ میری خطائین مرے قصور رہا
وہی کہین ہم انہین کو گواہ کرتے ہین

جفائین سہتے ہین جور و ستم اوٹھاتے ہین
ہمین ہین یار جو تجھسے نباہ کرتے ہین

نکرتے عشق اگر آگاہ ہوتے عادت دل سے
کہ لگ جاتا ہے آسانی سے اور چھٹتا ہے مشکل سے

محبت ترک کرتے ہو تو پہلے ذبح کر ڈالو
جدائی آپ کی دیکھی نہین جائیگی بسمل سے

بشارت تخلص کلب عابد خان ولد کلب حسین خان نادر بن کلب علی خان بہاری

نہ اسیر کے در پئے ایذا ہے آسمان تنہا
ہزار دشمن جان ہین اور ایک جان تنہا

بشیر تخلص بشیر اللہ باشندہ ڈیرہ نانک پورہ

کہہ رہی ہے موت ہر دم ہر زمان [illegible]
تھا فلو آتا ہے وقت ناگہان بالا [illegible]

بشیر تخلص میر بشارت علی دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون لکھنؤ کی راہ میں وفات پائی

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین — دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین

یارب نہ کھلی زلف گرہ گیر کسی کی — وابستہ ہے وان خاطر دلگیر کسی کی

شاید دل بیتاب کو تسکین ہو اسنے — کھنچوا کے رکھون سینے پہ تصویر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء الله اکبرآبادی خلف حافظ لطف الله خوشنویس معاصر سودا و میر وطن انکا اکبرآباد مولد دہلی مسکن لکھنؤ بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے انکے والد کا نام سیف الله لکھا ہے ریختی مین شاہ حاتم اور حضرت میر درد سے اصلاح لیتے تھے اور فارسی مین مرزا فاخر مکین سے شعر مکین کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

جیب ناصح جو مرے ہاتھ کو اکبار لگا — پھاڑون ایسا کہ پھر اوسمین نہ سوے تار لگا

سرسری دل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا — راہ بس اپنے آئی تھی یہ آنا کیا تھا

آئنہ دیکھ کے کہتا ہے جو اللہ رے مین — اوس پری زاد مین غش ہون بقا واہ رے مین

اے عشق تو ہرچند مرا دشمن جان ہے — مرنے کا نہین نام کا اپنے مین بقا ہون

مجھسے کب تک اس دل صد چاک کا پیوند ہو — اب یہ دیوانہ الہی خاک کا پیوند ہو

ق

شب گزری ہے اے سحر کے نالو — پھر عرش پہ برچھیان سنبھالو

گر قتل کیا بقا کو خوبلو — اس بات کو شہر سے مت نکالو

یہان سے بھلا ہے خون عاشق — بس جانے دو اوس پہ خاک ڈالو

تونے اسطرح سے اے چرخ گرایا مجھکو — کہ موئے پہ بھی کسی نے نہ اوٹھایا مجھکو

گر دوگے بقا کو تم آنزع کے دم بوسہ — تو اوسکے تئین گویا تم آب بقا دوگے

کیا خط تجھے لکھے حرکت ہاتھ سے گم ہے — خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہے

ترے جو خال سیہ لب پہ آشکارا ہے — کسی کے بخت سیہ کا نگ ستارہ ہے

یہ رخ یار نہین زلف پریشان کے تلے — ہے نہان صبح وطن شام غریبان کے تلے

آہ کے برق جو سینے مین چمکتی دیکھی — طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے

شیخ ڈرتا ہون کہین بیٹھ نہ جائے یہ کنوان — مت کھڑا ہو تو عصا ٹیک کے زنخدان کے تلے

یاد مین تڑپے ہے یہ کس ابرو خمدار کے — آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اس بیمار کے

ہوتا ہے شیشۂ دل چور اوسکی گفتگو سے
یارب یہ پند ناصح یا سنگ محتسب ہے

معشوق مین جو ہے کبریائی کی
عاشقی جسنے کی خدائی کی

ہمسری مت صبا سے کر اے آہ
تونے بھی کچھ گرہ کشائی کی

بلند تخلص صفدر علی بیگ ولد مرزا فضل علی بیگ دہلوی شاگرد مرزا آغا بخش صاحب علم حساب مین اچھا دخل رکھتے

ہو وا پیان وصل دیر آشنا درو و رنج
جو تجھے ہنسے کہا اسے یار زیبا ہو گیا

کچھ وصل کا سا حسرت پنہان مین ملا لطف
شب میرے تصور مین جو اک پردہ نشین تھا

روز ہے اوسکو میرے قتل کی فکر
غیر سے دہیان ہے سوا اپنا

بہادر تخلص رن بہادر سنگہ ولد فتح بہادر سنگہ اکبر آبادی شاگرد حاتم علی مہر

ایک دم بھی جدا نہین ہوتا
کیا محبت ہے درد کو دل سے

اے بہادر نہ چھوڑیو میدان
نہ اوٹھے لاش کوے قاتل سے

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر بہار کے راجون مین تھے

سیاہی ہو گئی لیکن دل کی آرزو نہ گئی
ہماری جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی

بہادر تخلص مرزا نصیر الدین

کب تلک دل کو کرے عاشق دلگیر کڑا
گردن جان کا آخر ہوا زنجیر کڑا

بہار تخلص منشی ٹیکچند دہلوی مصنف لغت بہار عجم معاصر خان آرزو

وہی اک ریسمان ہے جسکو ہم تار کہتے ہین
کہین تسبیح کا رشتہ کہین زنار کہتے ہین

اگر جلوہ نہین ہے کفر کا اسلام مین ظاہر
سلیمانی کے خط کو دیکھ کیون زنار کہتے ہین

بہار تخلص مرزا علی مرثیہ گو خلف مرزا حاجی علی بیگ لکھنوی شاگرد رشک کربلا کی زیارت بھی کی ہے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

روکون حضور کو مین یا تھام لون کلیجہ
پہلو سے آپ اوٹھے اک درد اوٹھا جگر مین

ندیان جتنی چڑھی تھین وہ نظر سے اوتریان
ڈبڈبا کر جو ہین اشکون سے بھر آئین آنکھین

یاد کرتے ہین مرے قافلہ والے مجھکو
مین جو بچھڑا ہون تو آواز درا آتی ہے

ایک مین ہون سر بازار ذلیل و رسوا
ایک وہ ہین جنہین گھر بیٹھے حیا آتی ہے

بہار تخلص لالہ کالکا پرشاد ولد بہاری لال فرخ آبادی شاگرد مصنف

وہ میرے گھر آگئیں تو کہوں حال دل اپنا
تقدیر سے نکلی کوئی صورت اگر ایسی

بہجت تخلص عبد المجید

خورشید ہے شرمندہ ترے منہ سے قمر بھی
ہے مشک بھی گیسو سے خجل سنبل تر بھی

بھید تخلص نواب حسن خان خلف سید مرتضیٰ خان سفیر ایران

بسکہ ہے انس ترے تیر سے میرے سینے میں
ناوک ناز ترا دل سے بھی سوران نکلے

بیان تخلص خواجہ احسن اللہ باشندہ دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان و مرید حضرت مولانا فخر الدین حیدرآباد میں نظام الملک کی سرکار میں متعلق تھے اور وہیں وفات کی کلام اونکا بہت شیرین ہے

قفس میں میں رہائی کے لیے کیا کیا نہیں کرتا
تڑپتا ہوں پھڑکتا ہوں کوئی پروا نہیں کرتا

کہتا نہیں ہوں شرح اسے نالہ جا پہونچ
کانوں تلک تو اوسکے تو اے نارسا پہنچ

باتوں میں آہ کسنے لگایا اوسے بیان
رکھتا تھا کان تک مرے فریاد کی طرف

کافر ہوں گر زیادہ کچھ اس سے آرزو ہو
اک بے خلل مکان ہو بس میں ہوں اور تو ہو

وصل کی شب کا آخر آگیا ہوتے تجھے نہیں نہیں
شام سے لیکے صبح تک رہی نہیں نہیں ہی

رخصت ہے جسم حق جہاں چاہیے جائیے
اے ساکنان کوے بتاں ہم تو یہاں رہے

بیان کون ہے اب تلک تو سمجھتے ہو
تغافل کی قربان تجاہل کے صدقے

مدت آنیکا اسکے وعدہ اس شب تو ابھی
جس طرح کٹا روز گذر جائے گی شب بھی

جادو بھی تھی سحر بھی تھی بلا بھی تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

وا ہے ہیں وصل کا نہیں اسباب بیان
نومید بھی نہ ہو کہ خدا کارساز ہے

بیان تخلص سید محمد مرتضیٰ باشندہ میرٹھ شاگرد احمد حسن قربانی

دل مرا گم ہے ایک مدت سے
نہیں ملتا نشان ترے گھر کا

پھر رہی ہوں ستم کش آزار بے سبب
افسوس کوچہ کی زمین بھی ہم آسمان ہیں

بیباک تخلص میاں بشیر احمد رامپوری کلکتہ میں بھی آئے تھے سرہند سے پیرزادے تھے

وحشت میں اگر پاؤں کا پھیلانا ہے منظور   بیباک اوٹھا ہاتھ تو آرام سے پہلے

بیباک تخلص حکیم میر نجف علی شاگرد مصحفی وطن اکبرآباد سید مولد قصبہ کول امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں تھے دہلی میں بھی گئے تھے

ہم کو لیل و نہار نے مارا   گردش روزگار نے مارا
ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے   روز کے انتظار نے مارا
داد خواہوں سے گھر گئے رستے   [illegible] اوسکا حسن کوچہ سے گزار ہوا

بیتاب تخلص شاہ حاتم کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دھیان کبھی کیا جوان تھا اسے داسے   ہو خانہ خراب اسی اجل کا

بیتاب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گل خون کی ٹنی ہیں اے بیتاب   تھا دل اپنا خاک پا ہے گلال کے

بیتاب تخلص خداوردی خان دہلوی برادر خورد سعادت یارخان رنگین شاگرد نظام الدین ممنون کبھی ظریف بھی تخلص کرتے تھے

آپ کا قصد ہے پھر سے گھر جانے کا   فایدہ کیا ہے ابھی ہیے قسم کھانے کا
تجھسے وہ کہتا ہے ہر دم اپنا خنجر دیکھکر   قتل کیجے تجھکو جی چاہتا ہے اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص دوست محمد خان دہلوی خلف عبدالرسول خان شاگرد امراو مرزا انور

سر اوسکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا   تقدیر کا لکھا ہے مٹایا نہ جائے گا
بگڑا وہ بت تو ہمسے منایا نہ جائے گا   یہ فتنہ گر اوٹھا تو بٹھایا نہ جائے گا
میری شکست رنگ سے [illegible] رنگ عشق   کچھ درد دل نہیں کہ دکھایا نہ جائے گا

بیتاب تخلص میر سوک رام شاگرد محمد بقا

محبت کی کبھی کچھ ہوتی ہیں کیا اے ہمنشیں آہیں   کہ خوباں یوں ہمیں دکھ دیں ہم اونکو اسطرح چاہیں
اودھر نالہ کیا اودھر وہ مضطر ہو چلا آیا   عجب دن تھے کہ جب وہ ذوق رکھتی تھیں اثر آہیں

بیتاب تخلص شیو نراین کھتری باشندہ بنارس

تپلیاں آنکھوں کی کب خالی ہیں اشک سے   مردم آبی کو کچھ خطرہ نہیں سیلاب کا

بیتاب تخلص محمد جعفر علی باشندہ اکبرآباد گوالیار مین منشی گری مین مقرر تھے

حضرت بیتاب اور فکر سخن — دل ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے

بیتاب تخلص عباس علی خان خلف نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان ابن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور شاگرد مومن خان مدت تک لکھنو و دہلی مین تھے

بھا گیا اپنی زبس قتل کا ایا مجھکو — بعد مردن بھی ہے مرنے کی تمنا مجھکو
داد سے روز جزا کے بھی رہونگا محروم — یہ نظر آتی ہے طول شب ہجران مجھکو
آخر فریب کھا کے کہا اوسنے مجھکو قتل — مینے کہا تھا تم سے اوٹھائینگے مر کے ہم

بیتاب تخلص شاہ محمد اسمعیل شاگرد مصطفی خان یکرنگ

تڑپ کر مر گئے بلبل قفس مین — پڑی تھی پا سے کس ظالم کے بس مین

بیتاب تخلص محمد علیم الدین الہ آبادی برادر خورد قاضی فخر الدین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے

رفتہ رفتہ بت خوش قد مرا آفت ہو گا — قدم آگے جو رکھیگا تو قیامت ہو گا
جی کیون کیجے جب کہ جلا دے جگر آتش — سب بستی کو ڈر ہے جو لگی آہ جگر آتش

بیتاب تخلص منشی ولی اللہ ولد شیخ فضل علی باشندہ قلندر آباد عرف کریال انگریزی پلٹن کے منشی تھے فارسی بھی کہتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

پڑا ہے عکس قطرون مین جو اوسکی روے زیبا کا — گمان ہوتا ہے فوارے پہ اسے صد چراغان کا
ہوئی ہین قتل میرے ساتھ لاکھون حسرتین دل کی — مرے گنج لحد پر حکم ہے گنج شہیدان کا
شاہ معرکہ عشق ہین محمود و ایاز — غالب اس جنگ مین سلطان پہ غلام آیا ہے
کبھی آنکھون سے نہ دیکھا دہن تنگ اوسکا — ہان فقط کان سے سنتے ہین کلام آتا ہے

بیتاب تخلص افضل الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم باشندہ دہلی مقیم کنندورہ ضلع کالپی عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر کے عزیزون مین تھے صاحب دیوان گذرے

ہمارے منہ سے نہ نکلی گی اف کبھی قاتل	لگا ئی گن کے جو خنجر ہزار پہلو ہین

بیجان تخلص شیوک سنگہ رال باشندہ دہلی

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہوکر	جب کہین آہ ہماری مین اثر ہووے گا

بیجان تخلص عزیز خان افغان باشندہ رام پور

ایسے نادان نہین ہم تم کو نہ پہچانینگے	ہم سخن غیر سے ہوسکے ہو جو آواز بدل

بیجان تخلص شیخ الٰہی بخش باشندہ دانا پور شاگرد حافظ ضیغم بالفعل ڈاکٹری کرتے ہین راقم الحروف کے ملاقاتی ہین

شاعرون کی ہمت پر آسمان بھی حیران ہے	یعنے وہ بدلتے ہین جب زمین پرانی ہو

بیخواب تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

مدعا تم کو بہان نہ آنا تھا	روٹھنے کا بھی اک بہانہ تھا

بیخود تخلص نراین داس باشندہ دہلی شاگرد حضرت خواجہ میر درد

نبی گلگون کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے زاہد	بنایا ہے یہ اعجاز مغان نے آب آتش کا

بیخود تخلص محمد نظام الدین خلف و شاگرد محمد حیات خان اسسٹنٹ مقیم دہلی

رہگیا پیکان جو پہلو مین ترا اچھا ہوا	دل لگی کو اور دل پیدا ہوا اچھا ہوا
تھی ہوس مدت سے اے بیخود اسیری کی ہمین	ہوگیا دل مائل زلف دوتا اچھا ہوا

بیخود تخلص ہادی علی خلف میر ناصر علی سخن بیدار ہمری برادون مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گزری

آنکھیں ہیں جو دو بار ابھی تمھیں دیکھا ہو	ہاں مگر ایک نگہ کا تو گنہگار ہے دل
تمھیں رحم کی عادت نہ اسے صبر کی خو	تم بھی مجبور ہو بندے کا بھی لاچار ہے دل
اذن نظارہ کا کس روز ملے گا ہم کو	دیکھیں کب توڑینگی پرہیز بیمار آنکھیں
ایک بلوہ سے ہوئیں مثل قرہ برگشتہ	آدمیت نہیں رکھتیں وہ پریزاد آنکھیں
آنکھیا ساوا نے کو بھیجی تو یہ کہلا بھیجا	بھیجیو اسکو کبھی محرم اسرار کے ہاتھ
جدا ہو نہ پہلو سے اسے درد عشق	بہانے ہی تجھ سے طبیعت مرے

کیا مین نے شکوہ تو برہم نہ ہو	تمھین نے بگاڑی ہے عادت مری
چشم ساقی پر ہوا آکر فدا	بیخود اپنے کام مین ہشیار ہے

بیخود تخلص میر ہدایت علی دہلوی خلف میر مہدی عزیزون مین شیخ محمد خوشنویس کے تھے

جنبش نہین ہے سایۂ دیوار سے مجھے	حلقہ بنا ہے روزن دیوار پاؤن مین

بیخود تخلص مولوی فرجام علی باشندہ بینا چوک ضلع سلہٹ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

پوچھے اگر کوئی کہ وہ بیخود کدھر گیا	تو دیجیو جواب کہ کمبخت مر گیا
کہانے کو غم ہے پینے کو ہے اشک تر مجھے	نکلا ہون گھر سے خوب ہی زاد سفر کیے

بیخود تخلص ایک شخص کا ہے جسکا اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کعبہ سے اور دیر سے ہم نے فراغ پایا	آ بیٹھے تیرے کوچے مین تیرا سراغ پایا

بیدار تخلص میر محمد علی عرف میر محمدی دہلوی شاگرد مرتضی قلی خان فراق و مرید حضرت مولانا فخر الدین شعر گوئی مین اچھی مشق پیدا کی تھی اکبر آباد مین دبا کرتا ہی ملک بقا ہوئے صاحب دیوان گزرے سعادت خان ناصر نے جو انکو میر محمدی تخلص بہ قربان کے دھوکے مین ثناء اللہ خان فراق کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے

ہم خاک بھی ہو گئے ولیکن	جی سے نہ ترے غبار نکلا
تیرے رخسار قد و چشم کے ہین عاشق زار	گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا
پھر انہ مثل نگین زخم یہ مرے دل کا	کہ تا ہمیشہ رہے نام میرے قاتل کا
ناتوانی سے مرے دیکھو ای دست جنون	رہگیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا
واہ وا اے قاتل کج فہم یون ہی چاہیے	ہم سے ہونا آشنا غیرون سے ہونا آشنا
دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک	ہر چند غبار ہو گئے ہم
خرقہ رہن شراب کرتا ہون	دل زاہد کباب کرتا ہون
جا بہین مشتاقون کی لب پر آئیان	بل بے ظالم تیری بے پروائیان

ہم ترے خاطر نازک سے خطر کرتے ہین
ورنہ یہ نالی تو پتھر مین اثر کرتے ہین

جو کلیم کلام اوس لب جان بخش سے ہوئے
کس سے اونهین دماغ کہ پھر گفتگو کرین

آج لگتی ہے کچھ بغل خالی
کون سینے سے لے گیا دل کو

دیکھ اوس گیسوی مشکین کی ادائین شانہ
دونون ہاتھونسے یہ لیتا ہے بلائین شانہ

سے زمانے سے جُدا روز و شب سوختگان
شام کہتے ہو جسے ہے سحر پروانہ

شکوہ کم نگہی آنکھونسے اوسکی نہ کرو
گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

آئنہ دیکھ تو اِس مُنہ سے سمجھے اے طوطی
دعوی ہم سخنی اوس لب وگفتار کے ساتھ

ابتک مرے احوال سے وہان بیخبری ہے
اے نالۂ جانسوز یہ کیا بے اثری ہے

ربط جو چاہیے بیدار سو اوس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہے

بیدل تخلص محمد عبد الرحیم خان خلف مولوی محمد تقی خان دہلوی شاگرد امراو مرزا انور

بوسے کے دینے مین یہ تامل ہے کسلیے
ہین غیر تو نہین کہ چھپایا نہ جائے گا

عشق صنم وہ شے ہے کہ بیدل اگر کبھی
کعبہ بھی جائینگے تو چھپایا نہ جائے گا

بیدل تخلص خواجۂ غلام حسین خلف خواجۂ محمدی خان نبیرۂ خواجۂ رحمت اللہ خان بالتخلص شاگرد عبد الرحمن خان احسان باشندۂ دہلی طبابت کرتے ہین راقم کی ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیتے تھے

جان تو ہوکے خفا جب مرے گھر سے نکلا
ٹکڑے ہو ہو کے جگر دیدۂ تر سے نکلا

آہ اوسکو دم تاہ کی فغنی
گاہ دل گاہ جگر یاد آیا

دل پریشان کے رہنے کے یہی دونون ٹھکانی ہین
کبھی چاہ زنخدان مین کبھی زلف پریشان مین

نگہ کی چشم کی زلف دوتا سے
سہی اک دل جفا کس کس بلا سے

بتون سے ملتے ہو راتون کو بیدل
تمھین بھی دن لگے قدرت خدا کی

بیدل تخلص مرزا عبد القادر وطن انکا توران مولد بخارا کم سنی مین ہندوستان مین آئے تھے اوصاف حمیدہ اونکے مشہور جہانیان ہین احیاناً و تفنناً شعر ریختہ بھی

کہتے تھے ۱۲۳۳؁ گیارہ سو تینتیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

اس دل کے آستان پر جب عشق آ پکارا ‖ پردے سے پار بولا بیدل کہان ہے ہم ہین

بیدل تخلص بسنتی عنایت علی ولد منشی حسن علی حسن باشندہ ہوگلی مقیم شمالی کنج مشغلو کلکتہ راقم کے ملاقاتی ہین

سر مین سودا زلف کا تیرے بت لی بر ہے ‖ طوق الفت ہی گلے مین پاؤن مین زنجیر ہے

بیرنگ تخلص دلاور خان دہلوی شاگرد مصطفے خان یکرنگ معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے

مفلس کی خبر کب ہے ای سیم بدن تجھکو ‖ افشان سے ترا ماتھا رہتا ہے زر آلودہ
فرہاد کو محنت کی تلخی نہ کبھی ہوتی ‖ شیرین کا جو اک بوسہ ملتا شکر آلودہ

بے صبر تخلص بال مکند ولد لالہ کانجی مل باشندہ سکندرآباد شاگرد مہر گوپال تفتہ بیشتر فارسی کہتے ہین

بیخودان عشق کو کیا حاجت ترک لباس ‖ تن سے پیراہن جدا ہوتا نہین تصویر کا

بیقرار تخلص میر قمر دہلوی ہمشیرزادہ سید رضا خان شاگرد شاہ نصیر

جسطرف پھرتا رہا یار وہ رشک آفتاب ‖ جون گل خورشید دل اپنا مقابل رہگیا
رخ سے گر زلفین اوٹھین تو چھوڑدی وسنی نقاب ‖ اک نہ اک پردہ ہمارے اوسکے حائل رہگیا

بیکس تخلص مرزا محمد باشندہ عظیم آباد ایک رباعی اونکی کہ غالبًا میر ماشاء اللہ اور میر انشاء اللہ کی ہجو مین کہی ہو مرقوم ہوتی ہے کیونکہ اور کوئی شعر انکا ملا نہین

ظاہر مین تو ایسی ہین کہ ماشاء اللہ ‖ سب کہتے ہین زیادہ ہونگے انشاء اللہ
باطن مین جو دیکھا اونھین اتنے ہین لوچ ‖ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

بیکل تخلص سید عبدالوہاب دولت آبادی شاگرد میر عبدالولی عزلت مرشدآبادی نواب سراج الدولہ کے ملازمون مین تھے

عالم کو لعل و گوہر و تاج و لوا دیا ‖ اے آسمان بتا تو مجھے تونے کیا دیا

بیمار تخلص سید زین العابدین باشندہ الہ آباد عدالت الہ آباد مین سررشتہ دار تھے

نعش بیمار پہ قاتل بھی کھڑا روتا تھا ‖ لب نازک کو دبائے ہوئے دندان کے تلے

بیمار تخلص شیخ الٰہی بخش شاگرد غفلت باشندہ رام پور بلازم نواب محمد سعید خان بہادر والی رام پور صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام علی بخش لکھا ہے

کون پرسان ہے حال بسمل کا
خلق مُنھ دیکھتی ہے قاتل کا

سانس آہستہ لیجیو بیمار
ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا

تیر قاتل سے ہم شکوہ کہان رکھتے ہین
بیزبان صورت سوفار دہان رکھتے ہین

موت سے بھاگنے لگے بیمار
کیا اوسے تم شکستہ پا سمجھے

ہر روز وہ پھر جاتے ہین در تک مرے آکر
کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظر ایسی

حال دل بیمار نہین ضبط کے قابل
لیکن وہ زبان مجھکو ہلانے نہین دیتے

یا تو دنیا سے الٰہی دل شیدا اوٹھ جائے
وصل معشوق کی یا دل سے تمنا اوٹھ جائے

حرف پاے فارسی

پارسا تخلص حافظ منشی فیض پارسا مدرس مدرسہ دہلی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے

کوی الفت کے خاکسار اے دل
مثل آئینہ پاک طینت ہین

پارسا تخلص غلام علی دہلوی وضع رندانہ رکھتے تھے

ہم کو پارسا ہوان ہین لیکن
مست ہون نرگس خماری ہے

پاکباز تخلص میر صلاح الدین عرف لکھن میان خلف سید شاہ کمال شاگرد مصطفےٰ خان یکرنگ صاحب دیوان گذرے

مجھے درد والم رہتا ہے نت گھیرے ہوئے میان صاحب
خبر لیتے نہین کیسے ہو تم میرے میان صاحب

پذیر تخلص خیرات اللہ ازعلی اسیر اکبرآبادی نام انکا معلوم نہ ہوا

دیوانہ اپنے جامے سے باہر ہین سب بہار
اب فصل گل ہے چاک گریبان ضرور ہے

پروانہ تخلص علی شاہ مرادآبادی تلمیذ قیام الدین علی قائم شاہ عالم بادشاہ

عہد میں تھے

آج ثابت نرہی دل نہ کوئی جان درست — اوسکے مژگان نے کیے پھر پیکان درست

پروانہ تخلص محمد بیگ خیر آبادی

قتل کرمان مت کسو کی قسم — تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص کنور جسونت سنگھ عرف کاکاجی خلف راجہ بینی بہادر تکلفش شاگرد سرپ سنگھ دیوانہ شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا نہایت شکیل جوان تھے بعض تذکرہ والون نے جو انکو میر حسن اور مصحفی کا شاگرد لکھا ہے اس پر اعتبار نہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کیا جانیے ہمدم کہ اوسے دیکھ کے ہم تو — ہر چند سنبھالے رہے پر دل کو غش آیا

آئینہ سان ہے صاحب جوہر کو زنگ غم — اس دور مین کہ عیب ہنر دونون ایک ہین

سدا ہے جام سے شرمندہ چشم مست سی تیرے — صراحی بھی خجل ہے اس تری تصویر گردن سے

نسیم آہ نے شاید کسی کی کی تاثیر — شگفتگی سے ترے غنچہ دہان کو ہے

کہتی ہے عندلیب چمن مین لکار کے — اپنے بھی دن پھرین جو پھرین دن بہار کے

صادق نہ سمجھ اوسکو محبت مین ہے کاذب — جو صبح نمط چاک گریبان نہین ہے

پری تخلص چھمن ریختی گو باشندۂ دہلی شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

اب کی تو مر دوئے ہین دنیا باز بیٹھنا — اگلے تماشے ہین خدا جانے کیا ہوئے

ڈنکوہی آیا تھا تجھے ماہ صیام مین — درگور مردوئے مرے روزے قضا ہوئے

پریشان تخلص محمد خان باشندۂ الہ آباد

ہین اوس کان ملاحت کے لیے ہر نظر نو نمکدان — عجب کیا لخت دل آنکھون سی میری ہر نمک نکلے

پریشان تخلص عبد الرحیم آئینہ ساز دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

دیتے ہو بوسہ تو نہین دیتے نہ دو مگر — اتنی نہین پسند حیا ان اور جبین مجھے

پریشان تخلص منولال برہمن شاگرد شاہ نصیر دہلوی

ہو یون کی ادا کوئی کب ناز سے خالی ہے — ہر بات پہ جھڑکی ہے ہر حرف گالی ہے

ہم آئین تو اوٹھ جاؤ غیر آئے تو آ، بیٹھو	یہ وضع نئی جانان کیا تم نے نکالی ہے

پریشان تخلص میر محمد واحد دانا پور کے پیرزادے ہین مولوی ذاکر علی ذاکر سے اصلاح لیتے تھے بہت دنون سے کلکتہ مین رہتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے عنایت فرمائے تھے

دل بنا ہے سنگ مقناطیس مجھ ناشاد کا	تا نہ طرف غیر جائے تیر اوس صیاد کا
خوب اسے تسخیر یا کار بنا ہے توبہ	دل مین وہ بت ہے زبان پر ہے الٰہی توبہ

پریشان تخلص واحد علی ساکن اٹاوہ

تھا شک جو اوس کمر کے عدم اور وجود مین	اک خط وہمی فرض کیا لا کے سامنے

پریشان تخلص نیاز علی باشندہ سندیلہ

جہان مین آپ کی شیرین کلامی کا ہوا شہرہ	بلا تشبیہ کہتا ہون تم اپنے دم سے عیسیٰ ہو

پناہ تخلص محمد پناہ نور باف دہلوی مرید حضرت شاہ آفاق قدس سرہ بیس اکیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

موسیٰ کو نظر طور پہ آیا تھا وگرنہ	دیکھا تو ہر اک سنگ مین وہ ایک شرر تھا

پورن تخلص پورن سنگھ کایتھ دہلوی شاگرد سعادت یار خان رنگین سنسکرت اور طب بہت ہندی مین اچھا دخل رکھتے تھے سترہ اٹھارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

ہم نام رہائی سے بیزار رہے ہین ہمدم	دل چاہ زنخدان مین ہے جب سے اسیر اپنا

پیام تخلص مولوی امین اللہ مقیم دہلی مصنف عربی رسالہ فضیلت جہاد

جب کہ اپنی خبر نہ ہو اوس کو	اوسکو اورون کی کیا خبر ہووے
پھونکتا ہے مجھی کو نالۂ دل	یار مین بھی تو کچھ اثر ہووے

پیام تخلص مرزا حیدر بیگ دہلوی

آتش آہ بے اثر نے کیا کچھ نہ کچھ اثر	کل پوچھتا تھا میری گلی کا نشان وہ شوخ
مرجائے بھی کوئی تو تاسف نہ کیجیے	[illegible] کس کس سنگدل کے ساتھ

پیام تخلص شرف الدین علی خان اکبرآبادی شعر فارسی خوب کہتے تھے محمد شاہ کے عہد مین تھے

بات منصور کو فضولی سے ہے ۔۔۔ ورنہ عاشق کو راہ سولی سے ہے

پیر تخلص مہاراج سنگھ برہمن خوشنویس باشندہ متھرا مقیم دہلی جوانی مین عجب تخلص کرتے تھے

رات دن کام ہے ترا مشغلۂ آرائش زلف ۔۔۔ اس سے کیا تجھ کو ہے حال پریشان میرا

پیرا تخلص و نام ایک سقۂ دہلوی کا ہے وہ اپنے کو محرم کا شاگرد کہتا تھا

شوق گریہ کو کہو رو ئیے کس پاس کہ اب ۔۔۔ نام کو بھی نہ رہا آنکھ مین قطرہ باقی

پیک تخلص کرم اللہ چوبدار دہلوی نامہ بری کرتا تھا

شوق سے جب کہ مین آتا ہون ترے کوچہ مین ۔۔۔ مجھ سے لیتی ہے صبا تیزی رفتار کو دام

حرف تای فوقانی

تاب تخلص میر محبت علی باشندہ پانی پت مقیم دہلی موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

مین تو تھا عاقل زمانہ کا پہ الفت کے طفیل ۔۔۔ کوئی سودائی کہے ہے کوئی دیوانہ مجھے

تاب تخلص مرزا الطاف اشرف دہلوی خلف شاہزادہ امداد بخت بہادر

پایا ہے ہمنے دل ای تاب کس بے مہر کو دیکھو ۔۔۔ کہ پروانہ ہوا اوسکو اور اوس پر اپنا دم نکلے

تاب تخلص مہتاب رائے وطن الکا کشمیر مولد و منشا دہلی

خوبی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی ۔۔۔ تو کاہیکو نبتی مرے اسے فتنہ گر ایسی
پاتنگ نکر ناصح نادان سمجھے اتنا ۔۔۔ پاچل کے دکھا دے دہان ایسا کمر ایسی

تابان تخلص میر عبد الحی دہلوی شاگرد مرزا سودا حضرت علی موسی رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد مین سے تھے جمال پری تمثال پر اونکے ایک جہان دیوانہ و عاشق زار تھا شروع جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

اوڑا اوے صبا خاک میری اگر تو — تو کوچے مین اوس بیوفا ہی کے لیجا

کس کس طرح کی دل مین گذرتی ہین حسرتین — ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا

ہاتھ مین اوسکے ہاتھ تھا ہیہات — دل مرا گم ہوا ہے ہاتھون ہاتھ

لے دل کی خبر چشم مری یار کی کیونکر — بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان — کیا مرے ہجر مین جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

غم وصل مین ہے ہجر کا ہجران مین وصل کا — ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

انجان ہو تو اوس سے کوئی ذرہ دل کہے — جو جانتا ہو اوسکو مین آگاہ کیا کرون

ملا یا خاک مین گھر کو وہ کن کا ہاے خسرو نے — یہ کیا بات آگئی اوس خان و مان برباد دل مین

ظالم وفا کا میرے جو لیتا ہے تو حساب — اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہے

کس سے فریاد کرون یہ کہ وہ ہرجائی ہے — آہ اس بات مین تو میری بھی رسوائی ہے

تیرے ابرو سے مرا دل نہ چھٹے گا ہرگز — گوشت ناخن سے کہو کیون کہ جدا ہوتا ہے

تابش تخلص محمد جعفر باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی ترک علائق کرکے گوشہ نشینی اختیار کی تھی

کبھی بن بادہ رہ نہین سکتے — توبہ کچھ ہم کو سازگار نہین

دل مین خوش ہین عدو پر اے تابش — وہ ستمگر کسی کا یار نہین

تاثیر تخلص حافظ محمد حسین دہلوی تلمیذ خدا بخش خان تنویر

وہ ہوا پاس تو قابو مین دل اپنا نہ ہوا — ہاے مطلب تو ہوا حسب تمنا نہ ہوا

بیمار کیا اور بھی اس کم نظری نے — ظالم ہمین مارا ترے بیدادگری نے

تاثیر تخلص لالہ کنھیا لال ولد کمل کشن فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

کھجلائی اوسکی بیٹھ مرے سامنے رقیب — اللہ خشک ہو صفت پشت خار ہاتھ

تارک تخلص حاجی میر بقاء اللہ دہلوی چوتھی بار کے سفر حجاز مین انتقال کیا

مین وہ وحشی ہون کہ جون نکہت گل اے تارک — جب نکلتا ہون تو کوسون ہی چلا جاتا ہون

تپش تخلص یوسف علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہے رشک کی خوبی کہ ترے کوچہ کی جانب
گر خضر کو بھی کہیے تو رہبر نہین ہوتا

غصہ اوٹھا اوٹھا کے یون ہی بار بار کا
اے دل مزاج تونے بگاڑا ہے یار کا

اضطراب دل سے کہتے ہین تپش نے جان لے
روز کے جھگڑون سے چھوٹا مرگیا اچھا ہوا

بے طرح پھنسگیا ہے مصیبت مین ہمدمو
آتا ہے رحم اس دل ناکردہ کار پر

دل کھینچتے ہین اور کسیکو خبر نہین
کرتے مین کام تیری نگاہین نقاب مین

تجرد تخلص میر عبداللہ دکھنی شاگرد عبدالولی عزلت

اوس رخ مین لطف ہے سو ملک کو خبر نہین
خورشید کیا ہے اوسکی فلک کو خبر نہین

تجلی تخلص میر حسن عرف میر حاجی دہلوی خلف میر محمد حسین کلیم شاگرد و خواہرزادہ میر تقی میر بڑے ظریف تھے لیلی مجنون کا قصہ ریختہ مین نظم کیا ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

تر دامن آگیا مین جو روز حساب مین
کہنے لگے بٹھاؤ اسے آفتاب مین

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم رہی

چمکتے مین دردندان مہر روئی یہ ہنستا ہے
ادھر بجلی چمکتی ہے اور ادھر مینہ برستا ہے

ہم زیر خاک لیکے جو یہ چشم تر گئے
اندھے کنوئین بھی جتنے تھے پانی سے بھر گئے

لوگ اوسکی تو جفاؤن کی خبر کہتے نہین
تر و بجران سبے وفا مجھکو ہے کم ملنے سے ٹھہرانے لگے

حال تیرا اوسسے کیا کہتا تجلی مین بھلا
وہ تو تیرے نام ہی کو سن کے شرمانے لگے

تجلی تخلص ستلے جی شاگرد منشی بینڈولال زار

مختار ہے وہ چاہے مجھے دیکھے نہ دیکھے
آنکھ اپنی تو اوس رونق محفل سے لگی ہے

تجلی تخلص شاہ تجلی حیدر آبادی

دامن کا عکس کسکے پڑا ہے کہ آج تک
پھیلا رہا ہے سرو لب جویبار ہاتھ

تجمل تخلص نواب شاہ مرزا لکھنوی

صیاد نے پھنسایا ہے بلبل کو قید مین
چھوٹے یہ دیکھیے قفس آہنن سے کب

آئینہ رو تمام فقط دیکھنے کے ہین
امید ہے وفا کی بتان حسین سے کب

تجمل تخلص محمد عظیم شاگرد جرات

کنار فقرہ

کتاب نقشۂ فرہاد و دفتر مجنون   یہ دو ورق ہین مری عشق کی کہانی کے

تحمّل تخلص حکیم تحمّل رسول خان باشندۂ دہلی خلف نواب غلام رسول خان شاگرد آغا جان عیش

بعد فنا جنازے سے پیرا یا نہ جاے گا   اوسسے تو خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا

سوز درون ہی ہے تو اوس نازنین کو ہاے   چھاتی سے وصل مین بھی لگایا نہ جاے گا

تحسین تخلص محمد حسین خان صاحب مطبع مصطفائی دہلی

آزر ہوا اوسکو مگر عشق بتان کا   بیطور ہے نقشہ دل بے تاب و توان کا

جب بت سے ہم راضی ہون تو بتخانہ مین کیا کام   تحسین چلو کعبہ کو جھگڑا ہے کہان کا

تحسین اونکو دیکھنے جاتے تو ہو مگر   ایسا نہ ہو کہ جان کو وہی پھر عذاب ہو

ہوئے ذلیل تو عزت کی جستجو کیا ہے   کیا جو عشق تو پھر پاس آبرو کیا ہے

تحسین تخلص سید حیدر علی باشندۂ الہ آباد توکل اختیار کیا تھا

ہم تم تو اے بتان دل آزار زار ہین   لیکن ہزار حیف کہ اغیار یار ہین

تحسین تخلص علی مولانا خان باشندۂ شاہ جہان پور

کیا لکھین اور ذرا غور کرین آپ اسے   ڈرتے ڈرتے یہ لکھا ہے کہ پڑھین آپ اسے

تحسیر تخلص غلام مصطفےٰ خلف مولانا رفیع الدین دہلوی شاگرد شاہ اللہ خان فراق
برخلاف خاندان علم رسمی سے بہرہ ور نہ تھے

فکر اطفال کو ہے سنگ اوٹھا لانے کی   آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

تحیر تخلص مرزا احمد بیگ ولد مرزا رستم بیگ خراسانی مقیم لکھنؤ شاگرد ہجر کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم نے انکو ٹالی گنج کے مشاعرہ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین انکا
سارا کلام اسی طرز پر ہے

شکار مرگ ہوئی ہے فراق یار مین روح   پھڑک رہی ہے بہت دام انتظار مین روح

گلون کی بو سے بسی رہتی ہے بہار مین روح   لہو کو عطر بناتی ہے جسم زار مین روح

لگا کے تیر مجھے بوئے گل نے صید کیا   رہی خزان مین سلامت گئی بہار مین روح

روان ہے آنسوؤنکے ساتھ جان بھی اک دن   سفر ترائی کا کرتی ہے ہجر یار مین روح

ہر ایک بول پہ رگ رگ سے دم نکلتا ہے
بہ رنگ تار کھنچی جاتی ہے ستار میں روح

کیا ہے عشق نے مجبور سر بسر مجھکو
نہ اختیار میں دل ہے نہ اختیار میں روح

تدبیر تخلص مرزا محمد سکندر قدر بہادر خلف شہزادہ محمد خورشید قدر بہادر تیمیر
متوطن دہلی مقیم لکھنو

شیرین لبی سے غیرت شیرین اگر ہو تم
فرہاد کیون نہ عشق مین ہم کو بنائے دل

تدبیر تخلص شیخ محب اللہ جون پوری

اور ہی کچھ ڈھنگ ہے اپنی گرفتاری کا ہی
یون تو زلفون مین ترے کس کس کا دل الجھا نہین

تراب تخلص حضرت شاہ تراب علی خلف و سجادہ نشین حضرت شاہ کاظم علیہ الرحمۃ
باشندہ کاکوری ۱۲۷۵ بارہ سو پچہتر ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

تراب کیا کہون اوس طفل کی جوانمردی
لیا بزور ادا جسنے ایک پیر کا دل

تراب تخلص نواب حشمت الدولہ مرزا ابو تراب خان بہادر خویش محمد علی شاہ
بادشاہ لکھنؤ خلف مرزا ابو طالب خان بہادر لکھنوی صاحب دیوان ہین

دل اوسکا سینے مین جوش الم سے خون ہو جائے
سنے صبا سے حقیقت اگر حنا دل کی

ترقی تخلص اسد الدولہ آغا محمد تقی خان بہادر خلف سید محمد امین خان شاگرد میر سوز وطن
انکا نیشاپور مسکن فیض آباد صاحب دیوان گزرے

گر ایک شب بھی وصل کی لذت نپائے دل
پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

اوسکی گلی مین کوئی یہ بیدل ہوا ہے دفن
آواز متصل یہی آتی ہے ہائے دل

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار
وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے

ہر در و دیوار سے آتا ہے نظر جلوہ دوست
آئینہ خانہ مرا گوشہ تنہائی ہے

تسخیر تخلص شاہزادہ مرزا محمد سلیمان قدر ولد مرزا محمد خورشید قدر تیمیر بن
مرزا آسمان قدر کہ خود پسر مرزا جہاندار شاہ شاگرد ہادی علی بیخود انکا وطن دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

مرتا ہون جنکی یاد مین اونکو خبر نہین
کیا فائدہ جو کوئی کسی سے لگائے دل

پوچھین نہ غیر دن سے مرا ما فی الضمیر آپ
گر حکم ہو تو خود مین کہون مدعائے دل

تسکین تخلص میر سعادت علی مرحوم برادرزادۂ میر علی حامد دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد احمد علی رسا و قمر الدین منت

دل بیتاب کو میرے نہ کبھی ہو تسکین — کہکے تسکین جو مجھے آپ لگا لانکرین
ہر دم کرے ہی یہ دل کا رنشان بغل مین — ہے وہ مثل مطابق دشمن کمان بغل مین

تسکین تخلص گنگا داس پنڈت

عقل و خرد و طاقت اور صبر و شکیبائی — جب سامنے وہ آیا ہم سب یہ لٹا بیٹھے

تسکین تخلص میر حسین دہلوی شاگرد شاہ نصیر و مومن خان میر حیدر قاتل وزیر فرخ سیر کی اولادون مین تھے سنہ ۱۲۶۶ بارہ سو انسٹھہ ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے نمکین ہوتے ہین

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہے کوئی تازہ خریدار — صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا
قسمت تو دیکھ جتنے کہے شکوے ہجر کے — اون کو گمان رہا گلۂ روزگار کا
خوبصورت نہ ہو کوئی تو نہ ہو بدنامی — سچ تو یہ ہے کہ برا ہوتا ہے اچھا ہونا
کہتے ہین رنجش ملاپ مین مزا آتا ہے — یون ہی تم مجھسے خفا ہوکے ذرا مل جانا
یہان آنے سے کسواسطے جلتا ہی ہمارے — عاشق تو نہین ہے کہین دربان تمھارا
ہزارون مر گئے دیکھا جو عالم سوگ مین اوسکا — لباس آیا تھا وہ کافر پہنکر میرے ماتم کا
چھپ لگی مجھکو تو چرچا یہی پھر وہان ہوگا — راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا
آج جو عرش پہ ہے اپنا دماغ ای ظالم — کوئی دشمن تری نظرون سے گرا ہوویگا
دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح — تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین
یہان انتظار ہی مین کٹی مجھکو ساری رات — وہان وعدہ کیا کیا تھا اونھین یاد ہی نہین
یہ تو سچ ہے کہ جب تم چاہوگے کر گزروگے — پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہ ہو
دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار — حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے
وہ اپنے وعدہ پہ محشر مین جلوہ فرما ہین — نہین ہے ضعف سے اٹھوہ مین گزرا سمجھے
دل کے لیتے ہی چلی جان یہ جلدی کہ نہ پوچھ — صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہے

گر سکے دفن نہ اوس کوچے مین احباب مجھے	خاک مین دل کی کدورت نے دبا دا ب مجھے
نام تسکین اور یہ مضمون تپش نازیبا	تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

تسلی تخلص لالہ بیکارام ولد بخشی گوپال راے برادر عزیز بھولا ناتھ بخشی دزیر الممالک وطن انکا اٹاوہ مولد لکھنؤ فارسی مین مرزا فاخر مکین سے اور ریختہ مین مصحفی سے اصلاح لیتے تھے

دیکھیے سمان جو اس قطرۂ اشکبار کا	ہو جاے شق جگر رگ ابر بہار کا
کیا منھ جو چڑھے کوئی ترے تیر کے منہ پر	یہ ہم تھے گلا رکھدیا شمشیر کے منہ پر
گو دل مین خفا ہے تو پراسبات کو ناداں	کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منہ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے	فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسلی تخلص میر شجاعت علی دہلوی شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین ترک علائق کیا تھا

مجھسے بدنام عبث لوگ اوسے کرتے ہین	ہمنشین وہ تو مرے پاس نہ آیا نہ گیا
مین نے ہاتھ اونکی جو ابرو کو لگایا تو کہا	ہے نظر تیری کہ کاٹون تیرے شمشیر سے ہاتھ

تسلیم تخلص شیخ مہدی بخش ساکن سارن عرف چھپرہ شاگرد الفت حسین فریاد دیوان انکا نظر سے گزرا

نہین وہ دل ہمارا توڑ تے ہین	طلسم راز اپنا توڑ تے ہین
ہمارے داغ دل اور چشم گریان دیکھتے جاؤ	چمن کی سیر کرلو ابر باران دیکھتے جاؤ

تسلیم تخلص شیخ امیر اللہ ولد مولوی عبد الصمد فیض آبادی شاگرد نسیم دہلوی شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان و مثنوی نالۂ تسلیم و مثنوی دل و جان ہین مثنوی انکی نظر سے گذری

کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد	ہر بشر کے ساتھ یک جاسوس ہے ہمزاد کا
نہین معلوم بگڑی آج کس سے	مزا ہے دشمنی مین دوستی کا
اصل خفا ہے فلک مدعی زمین دشمن	مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہین عاشق اپنے مطلب کی کہین بگے / تمنا کیا ہمارے مدعا کیا
اسے کب تک نہین گھبراؤنگا اے دستِ جنون / ابتو دامن بھی نہین ہے کہ بہل جاؤنگا
اک دور سرسری مین نہ گل ہے نہ یہ چمن / پھولی ہوئی ہے کس پہ نسیم بہار تو
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو / ہاتھہ اوٹھانا پڑا دعا کے لئے
اے جان شب فراق کا صدمہ نہ پوچھیے / وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئی

تسلیم تخلص حاتم خان باشندۂ رامپور شاگرد الٰہی بخش بیمار

کچہ اوسکے حق مین بھلے ہونگے وہ لب مسکو نشان / یہ بات کیا ہے کہ تسلیم بے سبب بہکا
پینے اسے غنچۂ گل منہ تو ذرا بنوا لے / کیجیو پھر دہن یار سے نسبت پیدا

تسلیم تخلص دیبی پرشاد بن سادھو رام شاگرد اسمعیل حسین منیر

ہے آزار محبت کو شفا ہو نہین سکتی / اچھا یہ مرض ہے کہ دوا ہو نہین سکتی

تشنہ تخلص محمد علی دہلوی شاگرد آغا جان عیش و محمد ابراھیم ذوق دارستہ مزاج درویش وضع ہین

الٰہی خیر کیجیو بدخبر سننے مین آتی ہے / جو آتا ہے وہ کہتا ہے تمہارا ذکر کرتے ہین
تمہاری ہم کو خبر کیا کہ ایک مدت سے / یہ بیخبر ہین کہ اپنی خبر نہین رکھتے

تشہیر تخلص مرزا مغل بیگ دہلوی شاگرد غلام مولا عرف مولائی بخش قلق

کیا خاک نشیمن کوئی گلشن مین بنائے / گل خوش ہین اگر ہمسے تو صیاد غضب ہے

تصدق تخلص تصدق حسین خان ولد قاسم علی خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

بس نار کی ہے ختم مرے گلعذار پر / کہنی جو پہونچی ہو گئین بہاری کلائیان

تصور تخلص ذکی الدولہ میر تصور علی دارونہ خلف میر صفدر علی خان باشندۂ بنارس مقیم لکھنؤ صاحب دیوان فارسی و ریختہ و ریختی ہین

آبلے روتے ہین میری حال پر سب پھوٹ پھوٹ / اور کرتی ہے بہت زنجیر شیون پاؤن مین

تصور تخلص میر احسان حسین باشندۂ قصبہ نیکوڑا خلف سید حیدر حسین شاگرد قلندر بخش جرات امام زید شہید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے بعض صاحب تذکرہ

انکے والد سید حیدر حسین کا تخلص تصور لکھا ہے

شب ہم جو ذکر ہجران وصل مین ہونے لگے — وہ ادھر رونے لگے اور ہم ادھر رونے لگے

رونا کوئی موقوف کرین ہین مری آنکھین — جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرم جوشی یار کی مجھکو رلاتی ہے — بہت گرمی کا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہے

دیکھے جو تری چشم سیہ مست کو اک بار — پھر حشر تلک وہ کبھی ہشیار نہ ہووے

تصور تخلص نبی بخش دہلوی نواسہ شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

اوسکے خیال زلف مین کچھ سوجھتا نہین — آنکھون مین اپنی دن شب دیجور ہو گیا

خواب کا بس کیا چلے اس دیدۂ بیدار پر — چور کو آتی نہین دیکھا کبھی ہشیار پر

آبلون نے پانون کے پانی چرایا اسقدر — تشنگی سے پڑ گئے کانٹے زبان خار پر

تصویر تخلص ہین باشندۂ دہلی تنگی زمانہ سے پیشۂ نیچہ بندی کو اختیار کیا تھا باوجودیکہ امی تھا مگر طبیعت نہایت عالی پائی تھے

بات بھی کچھ کی تو اوسنے ذکر دشمن کا کیا — واے قسمت وہ کھلا بھی ہم سے تو کیونکر کھلا

فدا نا آشنائی پر تو ہین لاکھون دل وجان سے — اگر وہ بت کسی کا آشنا ہوتا تو کیا ہوتا

گر آج بھی نزاکت آنے تمھین نہ دیتی — کچھ اور تھا ارادہ یہان جان ناتوان کا

صبر اوس پر اس ہمارے حسرت دیدار کا — بند جسنے کر دیا روزن تری دیوار کا

مین باز آیا تمھاری دوستی کی ان لگاوٹ سے — مجھے بھی یون ہی دیکھو دیکھتے ہو جیسے دشمن کو

مجھسے کیا پوچھتے ہو غل پس دیوار ہی کیا — تمنے جھانکا تھا سو یہ فتنہ و شر اوسکا ہے

رہا ہوسے یہ بھی ہم تو رہے قفس ہی کے گرد — کہان وہ جائین کہ جو بال و پر نہین رکھتے

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیکے نام — سو بار اٹھے بیٹھے مجھے تم رلا چلے

بھر آتا ہے جی تصویر سن سن کر تری باتین — لگایا تو نے اے کمبخت دل کس آفت جان سے

کیا پوچھتے ہو خاک مین کسنے رلا دیا — جو کچھ کیا سو آپ کے دل کے غبار نے

آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان ہمسے — کل تو لیوے ہی گی بدلا شب ہجران ہمسے

کون موسی تھا کہان طور کسے غش آیا — ایک یہ بھی تھی مری جان شرارت تیری

تصویر تخلص شاہ جواد علی مرشد آبادی درویش تھے

قد و قامت اوس بت معذور کا	ایک جھمکا ہے خدا کے نور کا

تعشق تخلص حکیم سید محمد دہلوی شاگرد و عزیز میر قدرت اللہ خان قاسم دہلی کی انگریزی مدرسہ کی مدرس تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکو عزت اللہ خان عشق خلف قدرت اللہ خان قاسم کا شاگرد لکھا ہے

وعدہ شام تو کیا ہے وے	کچھ وہ آتا نظر نہیں آتا
سامنے دیکھیو آتا ہے تعشق وہ کون	بارے کہ اب تو ہوا خوش دل محزون تیرا
تو اے پیمان شکن وعدہ یہ کس بن میرے گھر آیا	سدا سنتے رہی یون ہی کہ شب آیا سحر آیا
خواب مین تجھکو دیکھیے کیونکر	تیرے بن نیند کس کو آتی ہے
ہوتے ہین ٹکڑے ٹکڑے آتا ہے یاد جب وہ	کچھ پھکیے پھکیے کہنا اوسکا لب ودہن سے
چشم بد دور میرے اشکون مین	موتیون کی سی آبداری ہے

تعشق تخلص سید مرزا ولد و شاگرد مرزا انس باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

اپنے کشتون کی لحد پر کبھی آجاتے ہین	کھینچ لاتی ہے اونھین پاس وفاداری دل

تقی تخلص محمد تقی خان ولد بہادر خان لکھنؤی متعینہ کانپور شاگرد محمد رضا معجز و خواجہ وزیر

خون رونے سے سب راز نہان فاش گیا ہو	فاش آنکھون نے آخر کیا پردہ مرے دل کا
شیشہ ٹوٹا تو برا ہے مرا دل ٹوٹا	ٹھیس ساغر کو لگی درد ہوا آنکھون مین

تقی تخلص سید محمد تقی میر محمد عظیم کے مریدون مین تھے معلمی کرتے تھے

عاشق کشی پہ جب سے وہ خونخوار گرم ہے	تب سے جہان مین حسن کا بازار گرم ہے

تمکین تخلص صلاح الدین دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے اور اہل دنیا سے نہین ملتے تھے

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا	مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمکین تخلص بخت مل پنڈت شاگرد لچھمی رام پنڈت فدا تخلص

مشتاق قدمبوسی ہے ہر خار بیابان
لالی سے ہے جو لایہ تری شور یدہ سری رنگ

تمکین تخلص میر سعادت علی باشندۂ عظیم آباد مقیم دہلی

نام تمکین ہوا تو کیا ہمدم
رات دن بیقرار رہتا ہون

مہر و الفت کا ثمر ہے مہر و الفت دہر مین
پر محبت سے مری تم اور دشمن ہو گئے

تمکین تخلص مولوی غلام بتول خان صدر امین ضلع بیربھوم خلف مولوی غلام رسول خان بہادر متخلص بہ تحسین صدر الصدور ڈھاکہ باشندۂ ضلع میدنی پور بڑے ظریف اور سالم کے دوستون مین ہین بیشتر ریختی کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نشتر اُنکی کے سوا اوسکی زبان پر کچھ نہین
اوس ستمگر نے سنا ہے جب قصہ طور کا

کوی جانا کم نہین کعبہ سے عاشق کے لیے
دید حق سے کم نہین دید رخ نیکوی دوست

لاف کرتی ہے اب اوس چشم سے بیجا نرگس
کہیئے اون آنکھون کے آگے ہی بھلا کیا نرگس

مہربان ہم پہ ہی وہ اور جفاکار بھی ہے
لطف اور پیار بھی ہے قصہ و تکرار بھی ہے

تمنا تخلص مرزا مغل جان مصاحب راجہ بلوان سنگھ مقیم اکبرآباد شاگرد حاتم علی مہر

بغل مین مینکشون کے ہین شراب ناب کے شیشے
لیے بیٹھے ہین پریون کو یہان میخوار پہلو مین

جام سفال جلوہ مے سے دمک گئے
پر تو سے آفتاب کے ذرے چمک گئے

تمنا تخلص عباس علی خان دہلوی سپاہی پیشہ تھے

کیا بات کہون ہمدم اوس نرگس شرابی کے
اک چشم کی گردش نے جسکی یہ خرابی کی

تمنا تخلص محمد اسحاق دہلوی متوطن گجرات مرزا حاجی کی سرکار مین مختار اور بڑے عاشق مزاج تھے اور ہمیشہ اپنی اوقات نازنینون مین بسر کرتے تھے

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین
کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہین

تڑپ رہا ہے کوئی خستہ جان زمین کے تلے
اوٹھے ہے زلزلہ جو ہر زمان زمین کے تلے

تمنا تخلص مرزا غیاث الدین خلف شاہزادہ شمس الدین دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر

جو آنکھ چراتے تھے لگے کرنے اشارہ | ہو ہوئیگی ابھی آہ کی تاثیر ہوئی کیا
تھامے ہوئے دل بیٹھے ہو کیون آج تمنا | کل دل پہ جو رکھتے تھے وہ تصویر ہوئی کیا
اے تمنا دل پہ کیون رکھے ہوئے ہو ہاتھ تم | پھر کہین کیا دل لگا عشق بتان پیدا ہوا

تمنا تخلص عاشق علی خان

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین | خط بھی لکھا جو ہم کو تو خط غبار مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے سعادت علی تسکین کے نام سے لکھا ہے

تمنا تخلص میر اسد علی خان اورنگ آبادی

ق
بھلا سنو تو مری جان جیتے رہون کب تک | کہون فراج مبارک پہ گر ملال نہو
تمہاری رخ کو جو گھیرا ہے خط کے سبزہ نے | یہ درد و آہ کا میرے کہین وبال نہ ہو

تمنا تخلص ایک شخص مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ کا ہے یہ شعر انھون نے اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا شعر انکے اچھے ہین

جو اس طرف سے گزر ہوا ہی تو قبر عاشق بھی آ کے دیکھو | نگاہ حسرت سے گر نہ دیکھو بلا سے تیوری چڑھا کے دیکھو
صبا یہ کہنا خدا سے جا کے فقط ہین اب آخری سنبھالی | گزرتے ہین ناز و اٹھانے والی جو دیکھنا ہو تو آ کے دیکھو
غنودگی بھی ہے کچھ ہچکیان بھی آتی ہین | یقین ہے اجل آئیگی آج خواب کے ساتھ
کھلے ہین سب زخم خون چکیدہ برنگ گلہای نو دمیدہ | تمام اعضا ہین گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی
سفر بہ سمت عدم ہوا اس جہان سے کوئی کہہ دے بڑھ کے کاروان سے | قدم اٹھائے چلو بہانے کہ یہ جگہ ہی روا روی کی

تمنا تخلص سید محمد باشندہ مرادنگر ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

شکوہ بتون کا کرنے سے کیا ہم کو فائدہ | جب اپنا دل ہی قابو مین اپنے مہربان نہین

تمنا تخلص منشی مسیح الدین باشندہ کلکتہ نواسہ منشی امیر مرحوم شاگرد حضرت وحشت راقم کے دوستون مین ہین ان دنون چوبیس ۲۴ پرگنہ مین مختاری کرتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دئے تھے

پامال ہو گیا ہے دل اور خوش خرام کا | [illegible]

گر لپٹا تو کبھی خواب مین اے مصحف رو
تن عریان پہ مرے جامۂ قرآن ہوتا

جب وہ مہتابی پہ رخسار دکھا دیتے ہین
چرخ پر ماہ کو خورشید بنا دیتے ہین

دھوئے مہندی لب دریا تو اگر ہاتھون کی
جاے ابھی ہو سمندر کا مکان پانی مین

حکم قانون شفا نے مرض غم سے یہی
بوسۂ لب دل بیمار کا درمان ہووے

تمنا تخلص مرزا امداد حسین شاگرد قدیر

غیر ممکن ہے کہ ہو جوش جنون مین تسکین
غل مچاتے ہے مرے پاؤن کی زنجیر عبث

ہے مرے قتل کو اک جنبش ابرو کافی
دم بدم تولتے ہین آپ یہ شمشیر عبث

تمنا تخلص مرزا علی رضا مرحوم عظیم آبادی

آتا نہین مین آپ سے کوچہ مین یار کے
لاتا ہے کھینچکر مجھے بے اختیار دل

تمیز تخلص نواب احمد علی خان باشندہ بہادر گڈھ مقیم دہلی بیشتر مرثیہ کہا کرتے تھے

جذب دل سے لاتے ہم کسطرح اونکو کھینچکر
آہ مین تاثیر اپنے اس قدر ہوتی نہین

تمیز تخلص کالی راے بن دیبی پرشاد عزیز باشندہ فتح گڈھ

اچھے وہ ہین جو لپٹ کے تیرے خاک ہو گئے
مٹی خراب طالب گور و کفن کی ہے

تنویر تخلص خدا بخش خان دہلوی شاگرد قطب الدین مشیر ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ کے خواصون مین تھے

سیکھین اونسے بھی اوس عہد شکن کی باتین
کہ ٹھہرتا ہی نہین دل کبھی عنوان میرا

خدام حشر اپنے گریبان کرینگے چاک
یون ہی جاوگے دہان بھی جو دامن سنبھال کے

چہرہ سفید آج ہے تنویر خیر سے
سچ تو کہو کہ غم مین ہو کس مہ جمال کے

تنویر تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین دار وغہ سرکار آصف الدولہ بہادر ابن میر اکبر علی مقبل مرثیہ گو باشندہ فیض آباد شاگرد رشک صاحب دیوان ہین *

بوسے لون بلائین لون گلے لپٹون کہ دیکھون
کل جار پہر رات ہے ارمان ہزار دل

جان جل کے میرا خرمن ہستی نہ کیون ہو خاک
بجلی گرائی تو نے شرارت کی آنکھ سے

تنہا تخلص سید کفایت علی سر رشتہ دار رزیڈنسی پنجاب برادر خورد سر رشتہ دار

رزیڈنسی باندا ولد میر الٰہی بخش رئیس میسرٹھ شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہرؔ

ملتا ہون اسلیئے کف افسوس رات دن ۔ کھینچے ہین دست غیر مین اوس دلربا کے ہاتھ

تنہا تخلص محمد عیسیٰ دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی

افسوس کی جگہ ہے یہ تنہا کہ حیف گیا ۔ ہاتھ اوسکا آگے میرے کبھی بار ہا تھے مین
تھم کے یوجہ تڑپتے نہین بسمل تیرے ۔ آب خنجر سے یہ سیراب رہ گئے فرائیضے ہین
ہین جو رو ٹھا تو منا کر وہ مجھے یون بولا ۔ کہیے کیا کرتے جو تم کو نہ مناتا کوئی
غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری ۔ مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

تنہا تخلص ایک شخص معروف یہ اکا باشندہ دہلی کا ہے قوم قصاب سے تھا

اب نامہ بر بنا ہے ناصح کو جی مین سے ۔ معقول آدمی تو کوئی ہو جواب کو

تنہا تخلص عوض علی خوشنویس

تنہا یہی پیغام وقتِ نزع تنہا یار سے ۔ اب قیامت پر ہمارا وعدۂ دیدار ہے

تنہا تخلص شاہ وحید

دستِ جنون سے کرنا ٹکڑے اسے بجا تھا ۔ کیون پیرہن ہمارے ناحق گلے پڑا تھا

توانا تخلص سید اکرام علی خلف سید سبحان علی باشندۂ فتح پور ہنسوا شاگرد مومن خان و عاشق و ناسخ پہلے ناتوان تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

قرب اعلیٰ سے حصول رفعت اسفل کو نہ ہو ۔ گل کو سب رکھتے ہین سر پر کاہ گلشن زیر پا
واسطے رتبہ کے ہم جنسی نہین ہرگز مفید ۔ غیر بت ہر سنگ رکھتے ہین برہمن زیر پا

توفیق تخلص میر توفیق علی باشندۂ آگرہ مقیم دہلی زبان بھاکھا مین کمال رکھتے تھے بہت دوہرے اور کبت اسکے یادگار ہین

دشمنون سے آہ بے مہری کا کیا کیجے گلہ ۔ دوست ہی نا آشنا ہی بیوفا بے دید ہے

توقیر تخلص لالہ ہرنراین داس ولد لالہ پھول چند فرخ آبادی شاگرد اسمٰعیل حسین منیرؔ

غش ہوا جسنے تری مہندی کی رنگت دیکھی ۔ شعلۂ طور بنا رنگ حنا ہاتھون مین

توقیر تخلص شیخ احسان اللہ ولد شیخ محمد رضا ابن غلام سرور بجنوری مصنف قاف نامہ

مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

ہوچکا جس سے فیصلہ دل کا	اب ہے اوس سے معاملہ دل کا
دیکھیے کسکی فتح ہوتی ہے	عشق سے ہے مقابلہ دل کا

توقیر تخلص عبد القادر پنجابی مقیم دہلی دنشل گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

انتظار نامہ بر مین اسقدر مدہوش ہون	جان تن مین آگئی یک قضا کو دیکھ کر
زخمی تری نگاہ کے آخر کو مر گئے	کہہ کہہ کے ہای ہای جگر ہای ہای دل
ہم تو خاطر سے تری غیر کی کبھی تعظیم دین	رشک پر کہتا ہے مجھکو اپنی یہ عادت نہین

تہور تخلص مرزا غلام فخر الدین برادر حقیقی مرزا قادر بخش صابر شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان و مومن خان دہلوی عین شباب مین انتقال کیا

سنتے ہی نام غیر تہور بھی ہے غضب	اوس جنگجو سے لڑنے کو تیار ہو گیا
لے آئے ذرا خط کا جواب اوس سے کبھی تو	افسوس کہ قاصد سے اب اتنا نہین ہوتا
ناصحا پند و نصیحت تو نکر محفل مین	کہ مرے ساتھ کوئی اور بھی رسوا ہوگا
اب ہی کیا باقی جو ہو کاوش تری دست جنون	چاک داماں ہوگیا ٹکڑے گریبان ہو گیا

تیمور تخلص مرزا سعادت سلطان دہلوی خلف شاہزادہ قادر بخش موزون شاگرد مرزا قادر بخش صابر و حافظ عبد الرحمن خان احسان

اس سادہ فراجی پہ بھی مرتے ہین ہزارون	اللہ رے عالم ترے بے ساختہ پن کا
ضبط نالہ کیا تو جان گئے	اپنا گویا مین آپ قاتل ہون

حرف ثاے مثلثہ

ثابت تخلص شجاعت اللہ خان لکھنوی شاگرد حسرت

آتے ہو تم تو دن مین کئی بار اسطرف	پر دیکھتے نہین کبھی اے یار اسطرف

ثابت تخلص عبالت خان افغان مقیم عظیم آباد شاگرد مرزا محمد فدوی

[illegible]	[illegible] زبان [illegible] سے شستن سودا ہو

ثابت تخلص مرزا معزالدین بہادر خلف شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

سحر ہونے کے دھڑکے سے ہمارا ہی بدن ٹھنڈا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا اسے سیم تن ٹھنڈا

خوبرو دیتیری ہی نہین ہے کچھ فقط گفتار خوب
رخ پہ ہی کاکل دھوان بالا بالا رفتار خوب

ناتوانی سے یہ حالت ہے کہ جاتا ہون کہین
اور اوڑا اسکے لیے جاتی ہے ہوا او طرف

گرم اک بات کسی سے نہ سنی تھی ثابت
اب سناتے ہین مجھے میرے مقدر لاکھون

ثابت تخلص شیخ ثابت علی ولد شیخ محمد علی ملازم راجہ بھرت پور

اپنے کی کسی کی کیا سنی ہے
جان لب پہ ٹھہر گئی ہے آکر

کہتے ہین وہ بے وفا اب آیا
کہنے ہی کی بات ہے سنا کر

ثابت کا ہے حال غیر کل سے
تم بھی اوسے دیکھ او جاکر

ثاقب تخلص میر شہاب الدین مقیم دہلی شاگرد خان آرزو

ثاقب کی نعش اوپر قاتل نے آکے پوچھا
کیسکا ہے یہ جنازہ یہ کون مر گیا ہے

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین دہلوی شاگرد شاہ مبارک آبرو آزادانہ وضع رکھتے تھے

مرے ادب نے رکھا مجھکو یہان تلک محروم
کہ بعد مرگ بھی دامن تلک لہو نہ اوڑا

ثاقب تخلص مرزا مہدی ولد مرزا انور علی بیگ اوستاد نواب محسن الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گذرے

کسنے بوسے لیے کیون آج ہو مرجھائے ہوے
گل افسردہ کی صورت ہے تمہارا عارض

مدح تیرے حسن کی کرتی زبان حال سے
رکھتی گویائی اگر تصویر پشت آئینہ

یہ کیونکر صاف ہون بعد شہادت ہین ستمگر سے
غبار دل مرا قاتل نے دھویا آب خنجر سے

قیامت قامت دلدار کے مضمون لکھے ہین
نہین کم آفتابی دائرے خورشید محشر سے

ثاقب تخلص نواب شہاب الدین احمد خان آنریری مجسٹریٹ شہر دہلی خلف الرشید نواب ضیاء الدین خان بہادر رئیس لوہارو شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار صاف عاشقانہ خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ہر شخص کا دل شہر مین گھبراتا ہے ادھر کو
اوس عصر مین کہتے تھے اسے بیابان طوفان
کیون وعدہ کرد بے خبر آجاؤ کسی وقت
گھر بیابان مین بنایا نہین ہم نے لیکن
وہی جگہ دیر مین ثاقب کو سمجھکر ہم کیش
لاتے زبان کو کام مین کرتے وہ مجھسے بات
رکھا ہے خوب ناقہ و محمل کے بیچ مین
سمجھے ہوئے تھے قبر کو ہم کنج عافیت
گرمی مین دل کو کھول کے بند قبا کہا
جو اس سے پہلے تھا یہ وہی خاکدان ہے
کیون ویسے آدمی نہین آتے بروئے کار
سیمرغ و زال و رستم و برزو کدھر گئے
اسفندیار و نامور ارجاسپ کیا ہوئے
دیکھا ہے کس نے موسی و فرعون کو کہین
نے بت گری نہ بت شکنی قصہ مختصر
ہین ظلم و معدلت کی حکایات اور بس
ضرب المثل ہے لیلی و مجنون کا حسن و عشق
کیا کہہ رہا ہون مین کہ یہ ہے اور وہ نہین
نفی وجود غیر ہے ثاقب طریق حق
ہم قوت جذب دل دکھائین
کیا چیر کے سینہ دل دکھائین
آتے نہین یہان اگر نہ آئین
اے بخت کہان تلک برائی

پوچھے کوئی کیون اور سے رستا ترے گھر کا
بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدۂ تر کا
ہون وصل کا خواہان نہین مشتاق خبر کا
جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا
وہ عدوئے بت و بتخانہ مسلمان نکلا
مجبور رہ گئی کہ سر سے وہان نہ تھا
اے چرخ سیر فیض کوئی ساربان نہ تھا
دیکھا تو یہان بھی امن و امان کا مکان نہ تھا
شکر خدا کہ ثاقب آشفتہ یہان نہ تھا
یارب وہ خاک کیون کی کرامت کہان ہے اب
آخر وہی زمین ہے وہی آسمان ہے اب
کہنے کو ایک ہوش فزا داستان ہے اب
سننے کو ایک تذکرۂ ہفتخوان ہے اب
ہان رود نیل روئے زمین پر روان ہے اب
صرف آذر و خلیل کا مذکور یہان ہے اب
حجاج ہے جہان مین نہ نوشیروان ہے اب
اوسکا نہ کچھ پتا ہے نہ اسکا نشان ہے اب
توحید کے خلاف ہے سب جو بیان ہے اب
آثار کی نمود بھی وہم و گمان ہے اب
اور پھر وہ ہمارے گھر نہ آئین
کچھ حال سنو تو ہم سنائین
اے کاش مجھے وہین بلائین
اے چرخ کہان تلک جفائین

ہم سینہ سپر کیے کھڑے ہیں | وہ شوق سے خنجر آزما ہین
جو سکا ہین غیر کے ہوئین صرف | افسوس وہ دلربا ادائین
شاید کہ سبب گریہ نالہ ثاقب | چلتے ہین شرر فشان ہوائین

خنجر کسکو ہو گرچہ گھائل ہوتے ہین | صحبت مین ہم جلد تر دل ہوے ہین
تمنا نہین ہمکو پروانگی سے | وہ اب غیر کے شمع محفل ہوے ہین
نہین عقل سے خلق خالی کہ ایسین | پڑے تجربے ہم کو حاصل ہوے ہین
نہ لیتین نہ ہون قتل انصاف یہ ہے | کہ ہم خود بہ آموزہ قاتل ہوے ہین
ہین ذوق صحرا نوردی سے ثاقب | نہ سمجھو کہ جب ایسے منزل ہوے ہین

دل کا سودا اسے خفا ہونے کی کچھ بات نہین | گفتگو ہنسی سے بائع کو خریدار کے ساتھ
دانہ پانی کی خبر لینے کی توفیق نہین | کھیلنا چاہتے ہین مرغ گرفتار کے ساتھ
چیر کر سینے کو دل دیکھتے ہین قتل کے بعد | اک چھری تیز لگی رہتی ہے تلوار کے ساتھ
خواہش وصل مین ثاقب کوئی دیکھے سیر | کچھ دعائین بھی پڑھی جاتی ہین اشعار کے ساتھ

ڈرتے ہین وہ جہان لوٹ آتا ہے گردباد | سمٹے ہوئے ہین کیا مرے مشت غبار سے
رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ ہو نصیب | کافر بتون کو کہتے ہین عشاق پیار سے

فکر وصال و ہجر کا صدمہ اوٹھائیے | اس چند روزہ زیست مین کیا کیا اوٹھائیے
بے لطف زندگی سے تو مرنا ہی خوب ہے | کیا فائدہ کہ ناز مسیحا اوٹھائیے
آو نہ آو ہم بھی ہین خوگر شکیب کے | جی چاہتا ہے ذوق تمنا اوٹھائیے
یہان بھی قرہ کو رخصت طوفان نوح ہے | ہان شرم سے اوٹھائیے اچھا اوٹھائیے
رکھتے ہین لوگ خلوت دشمن کا اہتمام | بے پردگی مین پردہ ہی پردا اوٹھائیے
بیٹھے ہین ہم تو اب دل بے آرزو لیے | وہ دن گئے کہ داغ تمنا اوٹھائیے
ثاقب وہ ضبط اشک کو سمجھے ہین بے بسی | یہ روئیے کہ شورش دریا اوٹھائیے

ثبات تخلص محمد علی باشندہ بڈھانہ مقیم دہلی

شب او جو مین لے زلف کو چہرا اودا دون کہا | مار سیہ کو ہاتھ لگانا نہ چاہیے

ثروت تخلص سید درویش علی مقیم دہلی انکے فراج مین کچہ وحشت تھی

قابل نہ سمجھے جفا کے اوٹھانے کی ہم ذرا
ثروت نباہ ہے یہ اوس آفت نباہ کی

ثروت تخلص محمد بخش ولد شیخ احمد بخش باشندہ بریلی مقیم موضع سینتھے شاگرد حکیم مومن خان مرحوم

مقبول صورت پرنجا ثروت بتان ہند کی
نرم گو ظاہر مین ہین لیکن دل اونکا سنگ ہے

ثروت تخلص میر محمد مشاہد باشندہ نارنول مقیم دہلی

داغ ہے لالہ کے دل مین روے زیبا دیکھکر
بالکل ہے سرو اوسکا قد رعنا دیکھکر
کیا بلا ہوتی ہے آفت رشک کی ہمدم کہ مین
مر گیا اغیار سے ربط اوس پری کا دیکھکر

ثریا تخلص سید امیر علی گوپاموی

جھوٹے وعدے بھی یہان غنیمت ہین
اس مین تسکین کچہ تو ہوتی ہے

ثمر تخلص مرزا علی ولد مرزا جعفر علی لکھنوی شاگرد مصحفی صاحب دیوان گذرے ہے

حد سے ہین گذرین یار کی وعدہ خلافیان
پوچھینگے آج اوس بت پیمان شکن سے بار
کیا رنگ شوخ شوخ کے ہاتھون مین لائی ہے
کیا خون اکھاڑا ہے ہمارا حنا کے ہاتھ

ثمر تخلص سید ابو تراب خلف شاہ مرزا خان لکھنوی شاگرد امانعلی سحر

مجھکو جو دیکھتے ہو عداوت آنکھ سے
غیرون کو بھی نہ دیکھو محبت کی آنکھ سے

ثمر تخلص احمد سعید خلف سعد اللہ خان دہلوی

مثال آئینہ ہمسے کھلی حقیقت حسن
کہ ہم کو دیکھکے اپنا تجھے غرور ہوا
تھا تامل امتحان عشق کو قابل ہے کون
بل بے ہمت اس ضعیفی پر گمان مجھپہ ہوا
گذر اس نے تو آتا کیا غضب تھا اگر
مرے غبار کے جبا دل مین آسمان ہوتا
نگاہ گرم کا تیرے ہی کچہ اثر او لٹا
کہ غیر مر پڑے اور دل جلا دیا میرا

ثنا تخلص مولوی ثناء اللہ خلف شیخ کریم اللہ باشندہ دہلی سفر حجاز بھی کیا تہا

خواب مین مجھسے وہ بگڑا تھا یہ تعبیر تو دیکھ
کہ سحر سامنے آیا تو پشیمان آیا

ثنا تخلص میر شمس الدین شاگرد شاہ مشتاق طلب وطن انکا کشمیر مولد و مسکن عظیم آباد

چمن ہے خندۂ گل ہے مے و مینا ہے اور تو ہے ۔ فغان ہے نالہ ہے فریاد و بیزاری ہی اور مین ہون

ثواب تخلص سعادت علی خلف میر شہاب الدین دہلوی مقیم کرنال

کبھی ہے مژگان غم پہ احسان معجز قلم کا ۔ کبھی حق نمک ہے زخم دل پر ادس تبسم کا

حرف جیم تازی

جام تخلص کنور سین باشندۂ بدہولی شاگرد شرف الدین مسرور

چڑھی ہے باد کی گھوڑی پہ گو موج ہوا لیکن ۔ نہ دعوی کر سکے گا گون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان عالم خان لکھنوی خلف نواب منور خان مرحوم شاگرد میر سوز خط نستعلیق اور شکستہ خوب لکھتے تھے

چھوڑ عارض دل نے گھیرا زلف عنبر فام کو ۔ صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہنچے شام کو
لگا خوبان کو خط سے یہ سلگنے ۔ گھسیٹا پھر مجھے کانٹون پہ دل نے

جان تخلص جان علی باشندۂ جہان آباد شاگرد میر تقی نواب بیرم خان کے قرابت دارون مین سے تھے

ذکر اوس زلف کی درازی کا ۔ صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانباز تخلص بنو خان باشندۂ سرومنہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کس وقت کب یہ نالہ و شور و فغان نہین ۔ کس دم ہمارے سینے سے اوٹھتا دھوان نہین

جان صاحب تخلص میر یار علی خلف میر امن لکھنوی شاگرد عاشور علی خان بہادر ریختی اپنے طرز پر بہت خوب کہتے ہین دیوان انکا نظر سے گذرا

شان مین اللہ کے مطلع وہ ہو دیوان کا ۔ جیسے بسم اللہ سیپارہ ٹک ہے پورا قرآن کا
ہوتا نہین ہے ایسا بھبوتیون کا طور ۔ عیر بانگ وید دیکھا ہے اکثر جہان کا
سب جھوٹ ہے ہین اونکے لیے جو بھی خرابہ ۔ تھا عمل کسی کا نہ جادو نظر پڑا
جس مردوے کے پیچھے سرا گھر ہوا تباہ ۔ سو بکے بعد پھر وہی الو نظر پڑا
کلوارنی پہ مرتا ہے لعنت اوسکی ریش پہ ۔ قاضی کے گھر مین کیون نہ ہو چرچا شراب کا

تھا کا تو نہ جان صاحب تم سا
اوسکو کس رشتے سے سُلایا پاس

تھا کچھ تو دل مین تیرے جو سویا کی تلاش
کیون موئڈے کاٹے رات کو تلوار کی تلاش

آج مجھ سے ہے توکل اور سے مرزا اخلاص
ایسے ہرجائی سے ہو نوج نگوڑا اخلاص

موتی کی طرح رکھئے خدا سب کی آبرو
بیرنگ سے ہے محل کا جو اہر نگار رنگ

رنڈی چل دو رچی مجھ پہ یہ بہتان نہ کر
میری بیری میری دشمن ہون گرفتار کہین

نہ جانے کوئی بلانے کو جان صاحب کے
ہم آپ کو تھے یہ چڑھکر پکار لیتے ہین

جیسے بہاتے ہین مجھے باجی تمھارے ہاتھ پاؤن
گوری گوری ننھے ننھے پیارے پیارے ہاتھ پاؤن

جانصاحب مجھکو تم دکھا لو بالا پوش مین
مارے جاڑے کے مرے ٹھنڈے ہین سارے ہاتھ پاؤن

ملے قسمت سے ہے اوباش جو رنڈوا ہی نائی کو
خصم کی طرح رنڈی مونڈ کھانے کی خدائی کو

سر پہ باندے جو مرے آکے تو چلاتی ہے
سینے جا با ارے چنڈیا تر سے کھجلاتی ہے

ٹٹو سے بہاتے نہ مرے آکے سامنے
یہ نخرے سے تلے کیسے گھر و اسکے سامنے

دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائین رات کو
رستی سمجھ کے بھاگی ہین اک چیخ مار کے

درگور تم کو اپنا ہی مطلب ہے سو سمجھا
اسے جان مین تو مرتی ہون مارے بخار کے

جان نثار تخلص میان جی غلام فرید ساکن فرید آباد متعلقی کرتے تھے

پیچ اوس زلف سیہ کا ہم سے وا ہوتا نہین
لاکھ ڈالین پیچ مین اوسکے اگر شانہ کو ہم

جذب تخلص میر عزت اللہ عرف میر بھکاری مقیم دہلی بریلی کی سعززون مین سے تھے بیشتر فنون مین دخل رکھتے تھے تھوڑی سی عمر مین بہت سے شہرون کی سیر کی تھی قریب بخارا کے انتقال کیا

وہان صفائی و خود نمائی ہے
یہان مرے جان کی صفائی ہے

جو کہ حلقہ بگوش نتھ کے ہین
ناک مین اون کے جان آئی ہے

جرأت تخلص مرزا مغل خلف عبد الباقی خان شاگرد سودا بریلی مین وفات پائی

نپٹ ہی حال پریشان ہے آج سنبل کا
چمن مین آج یہ کس زلف کا دبال پڑا

کیون نہ ہو دین جان و دل سے ہم نثار آئینہ
عکس سے ہے [illegible] کا تیرے ہم کنار آئینہ

جرأت تخلص شیخ قلندر بخش ولد حافظ امان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت اونیس ۱۹ برس کی عمر مین چیچک کے عارضے سے انکی بصارت زائل ہوگئی تھی نجوم اور موسیقی مین کامل تھے ستار خوب بجاتے تھے مرزا سلیمان شکوہ بہادر اور نواب محبت خان بہادر کی رفاقت مین تھے مضامین معاملات عاشق و معشوق کے باندھنے مین بے مثل گذرے اشعار انکے نہایت دلچسپ اور عاشقانہ ہین ۱۲۲۵ھ بارہ سو پچیس ہجری مین انتقال کیا کلیات انکا نظر سے گزرا

کچھ بھی مزاج تیرا اے بدگمان بدلا
تیرے مریض غم نے سو جا مکان بدلا

جسنے پابوس بھی ہونے نہ دیا وصل کی رات
اور کچھ اوسکا بھلا کیونکہ گوارا ہوتا

نہ لب تک آہ پہونچی ہے نہ افغان ناتوانی کی
کہین اوس بیرحم کے دل تئین اثر پہونچا کارگر کسکا

آئینہ سے بھی تو ہوتا نہین محبوب دوچار
پھر یہ حیرت ہے کہ دل کیون ہی نکلے اپنا

کیا کہین وصل ہوئی پر بھی زبان سے اپنی
حرف مطلب نہ کوئی خوف کے مارے نکلا

ہوا ظاہر نہ مردہ بھی ترے بیمار ہجران کا
زبس صدمہ اوٹھا کر وہ سوا تھا در نہفان کا

یاد کیا آتا ہے وہ میرا لگے جانا اور آہ
پیچھے ہٹ کر اوسکا یہ کہنا کوئی آتا ہے ہمگا

در تک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل آنا
یا وہ راتون کو سدا اجیس بدلکر آنا

کلمہ پڑھے ترا جسے دیکھے تو پھر نظر
کافر اثر ہے یہ ترے کافر نگاہ کا

دم مارتے نہین اور اوٹھاتے ہین ظلم یار
اپنا جو اک مزاج پڑا ہے نباہ کا

تیرے مریض غم کی زبان پر نہین کچھ اور
اک تار بندھ گیا ہے فقط آہ آہ کا

آشنا مجھسے نہ تھا پر مین بزور اوسے بلا
جبکہ تک عید کے دن اوسنے ہم آغوش کیا

کون دیکھیگا بھلا اسمین ہے رسوائی کیا
خواب مین آنے کی بھی تمنے قسم کھائی کیا

جنہون کا نامہ پہونچا ہے اوس ستمگر تک
انہین کا کاٹنے جرأت مین نامہ بر ہوتا

شب اوسنے توڑ کر موتی کی سمرن مجھسے گنوائے
دکھایا وصل مین عالم نیا اختر شماری کا

کچھ منہ سے دے نہ کہ وہ بہانے سے اوٹھگیا
حرف سخاوت آہ زبان سے اوٹھگیا

ہے قریب مرگ احوال اب تری رنجور کا
عزم ہے باندھے مسافر کو قیامت دور کا

دیکھیو وہ دیدہ ... سے تو نکالا اک رات
دل کو تھا سمجھ ہوئے چھپا سا ہی کیون کہ تو ہی
جس بہانے سے کبھی آن کے ملجاتی تھے
خط کسکا یہ آیا ہے کہ جرأت جسے تونے
کیا لاکھون کا ہے عالم اوس بت نادان کا
یاد آتا ہے تو بس رو رو کے زانو پیٹنا
پھر کہو سوتے مین بوسہ کیون لیا تونے مرا
تماشے کو نکل آتا ہے وہ رشک پری گھر سے
نا سمجھو آپ مین جرأت نہ رہا
جو کرنے بات ہمسے تو لڑائی اکثر غیر ونسے
اور وہ ہر بات مین یہ باتین نکلے بجنبہ خم جگر کو سبب
ہوا جب بات کرنا ترک بالکل
نہ ملو جرأت کو اپنے ہاتھ سے جان
نہ آنے کی جسے مین سنانے لگا
کسی نے جو پوچھا خفا کس سے ہو
جسے ہو فریاد اب نہ کر بلبل
خانہ ... ہوا مین شمع کے مانند تو پہچی
جاؤ جاؤ کیا لگا یا ہے یہان بیٹھے رہو
مبتلا ہون مین کسی اک بت ہرجائی کا
سیر کے ہوتے غیر سے جب مختلط ہوتا ہے وہ
ہاتھ ملتے ہوئے آج آتے ہین سب گھر کو
دیکھنا دشوار ہے اب اوس بت دلخواہ کا
کیجیو زمین ست ... قبر برابر خرقے کہ مین

چور سا کون کھڑا ہے پس دیوار لگا
جرأت اک بات بھی کرنا تجھے دشوار ہوگیا
آہ کیا بھول گئے اب وہ نہانہ اپنا
اک دم مین اوٹھا آنکھون سے سو بار لگا یا
بھولی بھولی صورت اور بس پردہ بالا کان کا
اوسکا ہنس دینا اور اپنا گڑگڑانا ان کا
گو ہے تہمت پر فراکیسا ہی اس بہتان کا
فرہاد کہلا رہا ہے ان دنون دیوانہ پن اپنا
اب سمجھکر اوسے سمجھانے لگا
بھلا صاحب یہ ڈھب سیکھے ہو تم اچھا اڑانیکا
تصور جب کہ گزرے ہے کسیکے مسکرانے کا
تو کیا اس بات کا چرچا نہ ہوگا
کہ ایسا شخص پھر پیدا نہ ہوگا
وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا
اشارے سے مجھکو بتانے لگا
رنگ گل بے طرح سے لال ہوا
دشمن ہے آہ ہر کوئی میری زبان کا
ہوا ہون مین اپنی زیست سے اگی ہی او کتایا ہوا
جابجا کیون نہ ہو شہرہ مری رسوائی کا
دیکھے اوس دم کوئی رکنا اور گھبرانا مرا
جاے حیرت ہے کہ مین کیون سر بازار بکا
یہ ہمین در پردہ گویا عشق ہے اللہ کا
کشتہ ہون ایک پردہ نشین کے حجاب کا

پابوس میسر ہین ہیہات نہین اب
ربط و و شخصون مین سنتے ہین تو ای جرأت ہاے
منفعل کیونکہ نہ ہون اوسکی ہین اس حال پہ نوخوب
عالم مستی مین میرے منہ سے کچھ نکلا جو رات
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
اوسکا کیا حال کہون اتنو یہ حالت ہے کہ آہ
سر دیجے راہ عشق مین پر منہ نہ موڑیے
مجھ مین جرأت ہے بھلا دست درازی کی کہان
نہ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
حیران ہون مین وہ کون ہے جو مین وصل مین
اس ڈھب سے کیا کیجیے ملاقات کہین اور
آسیا سے کوئی اب سیکھے رفاقت کا طریق
سنگ بر سینہ ہون کہتا یہ کسی کا کر یاد
کر سکے کیون کہ بھلا پانو وہ رنجور دراز
کبریائی مین مراد و بت دلخواہ ہے ایک
دل مجھ سا جب دو پہر آتا ہے تو جرأت
ہم تو ہون جو محرم یہ بھی ہاتھ اوسکے لگا ہو
وحشت سے دل ہی دل مین ترک کر لون گا
کی دوستی ہو تو زیبندہ ہے گرمی
آئینہ باصفا ہین ہم
کہتے ہین وہ آئین تو کہین ہم جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
جو روٹھے ہم تو بولے سہیلی سے تم کہ اچھا

وہ چوری چھپے کی بھی ملاقات نہین اب
سر کو ٹکرا کے یہی کہتے ہین ہم ہای نصیب
بعد بوسے کے وہ منہ پوچھتے ہے رومال سے خوب
بول اوٹھا تیوری چڑھا کے وہ بت ہیچو آب
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
کچھ بھی تجھی نہین جاتی ترے بیمار کی بات
پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
دیکھکر مجھکو چھپا لیتے ہو تم گات عبث
ترے بغیر کسی کو نہین کسیکی خبر
کہتے ہو تم کہ چل بے اوسی کو تو پیار کر
دن کو تو ملو ہم سے رہو رات کہین اور
ساتھ گردش مین بھی چکی کا نہ چھوڑے پتھر
چھوڑ بس چھوڑ پڑین تجھپہ نہ توڑے پتھر
جسکو بستر پہ ہو جنبش سفر دور دراز
لوگ سچ کہتے ہین یہ بات کہ اللہ ہے ایک
کیا کیا دل نالان کی سنا کرتے ہین سارنگ
مشہور غلط محرم اسرار ہوے ہم
الٰہی لگ گئے کیون ایسے دیوانے کو پیارے ہم
کیا لطف ہے اے چرخ جو خورشید ہوا گرم
دیکھنے ہی کے آشنا ہین ہم
جب وہ آتا ہے تو اوسوقت نہین ہوتے ہم
ہے آج تو جرأت یہ بھی تصویر کا عالم
ادھر کو دیکھیے کیون جی منانا اسکو کہتے ہین

بیٹھے مجھ پاس وہ کیا اوسکو یہ اندیشہ ہے
لگ جا گلے سے طاقت اب اے نازنین نہین
دید کا طالب ہون تو سن کر کہی جرأت وہ شوخ
جو دیکھا مضطرب مجھکو تو محفل مین کسی حیلے سے وہ
بندے کی حق سفارش بولے وہ یون کسی سے
طفلان اشک کو دین آنکھون مین کیونکہ جا ہم
دیکھ آئینہ وہ اپنی ایڑی کو دیکھ بولے
دام مین ہمکو لاتے ہو تم دل اٹکا ہی اور ہین
نہ دیا مین نے جو ہمدم تری باتون کا جواب
جی مین سو بار آئے ہے جرأت نہ ملیے یا سے
میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہے اوسے
رات تو بند قبا کھولنے کی ہٹ مین لگے
کہے ہے جب وہ محفل مین کہ لوا سکا گھر کو جاتا ہون
لی جائی اوس بت خونخوار نے جب بازو مین
بیٹھون ٹک پاس جو اوسکے تو چتون مین کچھ
لگا یا غم یہ جوانی مین کیون میان جرأت
اسے ستم ایجاد کب تک یہ ستم دیکھا کرین
روکتا کیا اوسے جرأت نہ رہا آپ مین مین
وہ کیا کیا مجھ پہ جھنجھلاتا ہے کچھ سوچ کر مین
سچ کہہ جواب نامہ تو لایا ہے وہ یا نہ کیا
زنہار وہ آپ کو [illegible] سمجھے ہے زمانے مین
کہین شب کو ہوئے تھے رونق افزا کیون [illegible]
لگے ہے وہ دن ستاتے تھے جو شب کو داستانون کو

پہنچ کر مجھکو وہ کرتے نہ تلے پیار کہین
سہے ہے خدا کے واسطے منت کر نہین ہین
تاک دیکھے گا تری آنکھون مین بینائی نہین
یہ کہتا تھا کہ ہے لطف محبت رازداری مین
عاشق وہ یون ہے صاحب بیاری جہان مین
گو شوخ ہین یہ لڑکے پر اپنے تو جگر ہین
حق تو یہ ہے کہ ہم بھی کیا ہی بہار پر ہین
شعر پڑھا نہ ہم سے اور مضمون گٹھا ہوا کہین
مست تیرا تہا وہ اسوقت مین تہا اور کہین
مر چکے کر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اوٹھکے ہونے نہ لگے یہ مر سکے قربان کہین
صبح نزدیک ہے لے ہاتھ کہا مان کہین
تو مین ایک ایک کو کیا کیا اشارے نہین دیتا ہون
ٹہنیان غنچے سجانے لگ گئے تب باغ مین
میل پاحل دور تری شکل سے بیزار ہون مین
ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمہارے دن
تو کرے غیرون سے باتین اور ہم دیکھا کرین
بیٹھے بیٹھے جو ہین اوٹھے یہ کہا جاتا ہون
جو بیتابی سے گھبرا اوسکو سر بازار لیتا ہون
تیرے سجا جو اس اب اسے ناصح نہین
ہوا سو نقش سے حیرانی کل آئینہ خانے مین
ابھی پہچانتے ہین نقش پا کے ہم نشانون کو
ہم اپنے مہربانون کو وہ اپنے نامہربانون کو

کہو ن بیزار کیون تم اپنی شیدائی سے ہو
میان پھونک دیا تن کو وہان یار کو بھڑکا پایا
دل مین آتا نہین اوسکے مرے گھر آنے کو
رات بولا وہ مرے نالۂ جان سوز کو سن
نہین دہیان سے بات سنتے کسی کی
رقیب کو جو بٹھاتے ہو مین سمجھتا ہون
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرات افسوس
ادھر تو دیکھو جسے کہا تھا غیر نکو تم آنے دو
پوچھون ناصح سے جو ٹک شکل وہ کہا جاوے شوخ
دیکھیو شوخی کہ مجھکو دیکھکر بیتاب رات
وہ دیکھو نبض مری آہ مت لگا چھوڑا ہاتھ
شرم و حیا تنک ہے کہ نانگے نہ خدا سے وہ دعا
گر جڑا یا نہین ہے تم نے دل
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
حشر تک وعدہ فردا پہ نہ آیا واللہ
کچھ منہ سے دو کہ تکتے ہین ہم بار بار منہ
پیرہن چاک ترے در پہ جو کل کرتا تھا
دم رخصت کہے جرأت کوئی اوس کافر سے
رکھے نہ کیونکر وہ ہمسے پردہ کہ ذات باری حجاب مین ہے
نہ کبھی گو آنکھ اوٹھا کر اوپر غضب ہین وہ نیچی نیچی نظرین
یارب کبھی تو دیکھون مین یہ انقلاب عشق
قلق گزرتا ہے تجھکو کیا کیا سنون ہون حسرت بھرا یہ جب مین
یا دم رخصت چلی آتی تھی دروازے تلک

تو یہ جھلا کر کہے ہے تم تو سودائی سے ہو
نالے بھی قیامت ہین کچھ آگ لگانے کو
تا یہ لوگون مین رہے بات قسم کھانے کو
آگ لگ جائیو جرأت ترے جلانے کو
میان جرات اب سچ کہو تم کہان ہو
یہ ساری باتین ہین پیارے مری اوٹھانے کو
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
چھپے ہو منہ کھلواؤ نہ میرا جانے دو بس جانے دو
مین ہون اب دام محبت مین گرفتار کہ تو
سب سے کہتا تھا اشارون مین تک اسکو دیکھیو
طبیبو تم مرے جینے سے اب اوٹھاؤ ہاتھ
کرنے ہاتھون کو نہ تار و سے حسین کا پردہ
مسکراتے ہو کیون ادھر کو دیکھ
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
دیکھے ہم نے بھی قیامت بت عیار کی راہ
ورنہ تمھارا نام نہ لینگے ہزار منہ
آج لوگ اوسکو لیے جاتے ہین کفنائے ہوئے
اک مسلمان کو کیون جاتے ہو تڑپائے ہوئے
یہ اوسکا مکھڑا نہین ہے گویا خدا کی قدرت نقاب مین ہے
تبھی ہو چھپتے وہ اوسکی کافر کہ لاکھ شوخی حجاب مین ہے
میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری
کہ کوئی معشوق روٹھے عاشق کو اپنے کیا کیا منارہے
یا مرے آنے کی سن کنڈی چڑھانے لگ گئے

مضطرب پایا اوسے تو ایک تو تھا ہی قلق
چاہ کی چتون مری آنکھ اوسکی شرمائی ہوئی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین بڑھاتا ہے اوسے
مین یہ نظرون مین سبک ہون کہ دم گریہ وہ شوخ
ہووے کس منہ سے بیان وہ کہ دم بوس و کنار
کھاؤن یارب نہ غم عشق تو غم کھلکے مجھے
حیرت ہے کہ کل اوسنے کہی کان مین میرے
موئے اس رشک سے ہم تو کہ جو ہی اوسکے کوچے مین
ہائے وہ لڑتا ہے اوسکا تھا غنیمت وصل مین
مین ہی رہجاتا ہون اوس پاس جو محفل مین تو وہ
سو طرح کا سوچ اوس وہم دلمین اپنے آئی ہے
یون گوری سی چھاتی پہ ہے زنجیر طلا کی
منہ دیکھکر بس اوسکا حیران رہگیا ہون
خوبون پہ کرون کیون کہ دل اپنا نہ تصدق
سو خرابی سے جو ہم یار کے در تک پہونچے
شب کو اوس بن جان جو تن سے مری جانے لگی
گذر جاتی ہین باتین دل مین کیا کیا اوسکی محفل مین
کچھ بات مرے آگے وہ کب منہ سے نکالے
روز غل آگ لگ اوٹھنے کا وہان رہتا ہے
وصل مین دیکھکے رہتا ہون یہ حیران کہ وہ شوخ
جو عشق صادق کا دیکھا عالم تو تھا اوسکا اثر یہی ہمدم
کیا کیا وہ خفا مجھسے ہوا گھر سے نکل کے
کن حسرتون سے دیکھتے ہین ہم ڈرے ڈرے

سوچ کر کچھ کچھ طبیعت اور بھی گھبرا گئی
تاڑ لی مجلس مین سب نے سخت رسوائی ہوئی
جو مجھے دیکھے ہے سو دیکھے جاتا ہے اوسے
ہنسکے چھیڑا ہے سے کہ لو بس نکرو دل بھاری
کیسا کر جس ادا سے وہ بگڑ سے ہے سکی
گر نہ بیمار محبت ہون تو موت آئے نہ مجھے
وہ بات کہ مطلق جو نہ تھی دہیان مین میرے
پریشان بے سرو پا غمزدہ آوارہ حیران ہے
صلح کو روتے تھے کیا اب جنگ بھی سوار ہے
کیا کسی کے تئین جلدی سے بلا لیتا ہے
بیٹھے بیٹھے جب کہین گھبرا کے وہ اوٹھ جاتا ہے
جون کاسہ چینی پہ ہو تحریر طلا کی
دھوکے مین جسنے اوسکا مجھہ ہی گلہ کیا ہے
یہ چاند کے ٹکڑے ہین مری جان کے ٹکڑے
وہ سنی بات کہ پھر جیتے نہ گھر تک پہونچے
آہ سوزان آگے آگے شمع دکھلانے لگے
کسی سے چپکے چپکے جب کوئی کچھ ذکر کرتا ہے
جب تک کہ نہ دو چار کو پاس اپنے بٹھالے
جس محلے مین ترا سوختہ جان رہتا ہے
دمبدم جانب در کیون نگران رہتا ہے
اوسکو بھی ہوگا جدائی کا غم ہین جو غم یہ تو بس یہ غم ہے
جب اسنے پکارا اوسے آواز بدل کے
وہ اوبھرے اوبھرے گات وہ بازو بھرے بھرے

جن پہ دل مائل تھا آگے سو بحسرت کہتے ہین — اک زمانہ وہ بھی تھا جو ہم پہ یہ مرلے رہے

اٹھ سے پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آوے — جو خواب مین بھی آوے تو منہ ڈھانک کر آوے

یون وہ تہ آنکھون مین گڑے ہے جب کہ روتے ہم کو لی — جھوٹ بھوٹ اتنا نہ رو بدنام ہوتا ہے کوئی

جو کہا مین نے کہ مضطر رہے تا کے کوئی — تو عجب ناز سے جھنجھلا کے کہا ہے کوئی

لگ چلا مین جو شب وصل مین تو ہٹ کے کہا — جھانکتا روزن در سے نہ ہو ہے ہے کوئی

چاہیے حشر مین بھی دیکھ کے جرأت وہ ہمین — سب کو گھبرا کے قیامت ہے یہ ہے ہے کوئی

بل بے بے دردی کہا جو ان سے کہ دل آرک رہی — زور سے وہ اور مٹھی مین دبا کر لے گئے

سبھون کی ہے زبان پر داستان میری خموشی کی — مرے کم بولنے نے بات یہ کتنی بڑھائی ہے

بلا یا خواب مین اوسنے جو بام پر تو ہاے — بس آنکھ کھل گئی لگتے ہی پا لون زینے سے

یاد جب آتا ہے یہ کہنا تو اوڑ جاتی ہے نیند — اپنے ہٹ تو رکھ چکے لو اب تو ہٹ کر سو رہے

اب دن کو کیون وہ آوے ماہ صیام آیا — ڈرتے ہے اونھین کہ نہ ہے روزہ کہین ہو تو

روداد اوس سے کہیے تو منہ پھیر مسکرا — کیا چپکی سے کہے ہے کہ شامت نصیب کی

حیران ہون مین کہ آتے ہی وہان سے مر گیا — پیغامبر نے یہ حرکت کچھ عجیب کی

ہزار افسوس یون اے زندگانی — سپے چلے تو خاک مین ہم کو ملا کے

کرے ہے کس فریب سے دل کو چوری — وہ اوسکا دیکھنا نظرین چرا کے

غضب ہے لیتی ہے آغوش مین آ کے — وہ اوسکا سانس بھرنا کسمسا کے

ہوئی تقصیر صاحب پھر نہ روٹھو — چلو بولو مین باز آیا محبت آزمائی سے

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بدظن کے آنے کی — کہ وقت نزع آ کہنے لگا خوبی بہانے کی

جرأت تخلص میر شیر علی معاصر سودا دکھن مین سکونت اختیار کی تھی

بیخود جو ہوا اتنا تو دیکھ کے میخانہ — حیران ہون مین کیون کر ہوویگا تو پیمانہ

جراح تخلص نام ناصر جراح دہلوی کشمیری الاصل تھا

اک دم نہین ہے اوس بت خورشید رو کو چین — پھرنے مین جیسے کوکب سیار گرم ہے

جراح تاسکے دشنے مین [illegible] کرو نگاہ — اسواسطے کہ زخم مرے یار گرم ہے

جسرا تخلص میر محمد حسین باشندۂ لکھنؤ

نالہ مزار میں سے تا آسمان گیا
دیکھو تو بے ادب یہ کہان سے کہان گیا

اب نہ جینے کی توقع ہے نہ مرنے کی امید
میرے بالین پہ نہ قاتل نہ مسیحا ٹھہرا

جن تھی کیا مال فرشتون کو ہوا حکم سجود
سب سے رتبہ مین سوا خاک کا پتلا ٹھہرا

اب ملینگے نہ کبھی اوس بت سفاک سے ہم
جو ٹھنی دل مین ٹھنی جی مین جو ٹھہرا ٹھہرا

جسرا تخلص مرزا حسین بیگ شاگرد امیر

میری طرح سے خون بھی میرا ہے باوفا
اے ترک یہ چھٹے گا ترے آستین سے کب

جری تخلص مرزا سرفراز علی مرحوم ولد مرزا نوازش علی بن مرزا غضنفر بیگ رہنے والے محمود نگر محلہ لکھنؤ شاگرد برق

کالون سے اوسکو ہستی نہین ایک دم کبھی
مثل جری ہے عاشق رخ نگار زلف

جعفر تخلص جعفر علی خان دہلوی

چمکتے دانت دیکھے یار کے مسی لگا زمین
جڑی ہین قطبیان الماس کے نیلم کے خانے مین

جعفری تخلص میر باقر علی خلف قمر الدین منت سفر حجاز سے پھرتے وقت اکتیس بتیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا اپنے برادر بزرگ میر نظام الدین ممنون سے تربیت پائی تھی

آرام وعدے کی شب اک دم کبھو نہ آیا
آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

سب مٹے نقش خیالات جہان بعد فنا
داغ الفت ایک زیب صفحۂ دل رہ گیا

تیغ یون دل مین خیال نگہ یار نہ کھینچ
ناخدا ترس تو کعبہ مین تو تلوار نہ کھینچ

جعفری تخلص محمد جعفر خوشنویس باشندہ الہ آباد مقیم اجمیر شریف

ہے وہ پابند چمن مجھکو یہ حیرت ہے کہ لوگ
سرو کو کس لیے آزاد کہا کرتے ہین

جعفری تخلص شیخ جعفر علی قاضی زادہ دادری ملازم نواب عبد الرحمن خان والی جھجہ

الہی ہر گھڑی ہر زخم دل سے خون ٹپکتا ہے
شہید ناز ہون مین آہ کس دست حنائی کا

اے دل خیال لطف بتان کیون کہ چھوڑ دون
وحشی ہون اور پاؤن مین زنجیر بھی نہین

جلا تخلص نواب مرزا امجد علیخان خلف نواب محی الدین حیدر بن نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

تھک جائیں شل ہوں ٹوٹیں جلیں خاک ہوں بلا سے
تیرے سوا کسی کو لگاویں جو یار ہاتھ
آتا ہے ہجر میں جو خیالِ وصالِ دوست
گھبرا کے وہ لڑتے ہیں سپنے اختیار ہاتھ

جلال تخلص ضامن علی ولد حکیم اصغر علی داستان گو سے لکھنوی شاگرد امیر علی خان ہلال و برق

وہ یارب اس قدر اونچی ہو وقت زینت سر
کرے پہاڑ کی چوٹی سے ہمسری چوٹی
کیا ہے ایک ہی چوٹی نے ہم کو سرگشتہ
اب اسے جلال نہ دیکھینگے دوسری چوٹی

جلال تخلص جلال الدین حسین

جی میں آتا ہے گریبان پھاڑ کر
دشت کو اوٹھ چلیے دامان جھاڑ کر

جلال تخلص ایک شخص فیض آبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تنگ احوال ہے اب تو تری شیدائی کا
آ کے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا
کیا ہوا میں نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی ہی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جلیس تخلص اللہ وردی خان برادر سعادت یار خان رنگین باشندہ دہلی

تیرے دہن سے از بس کھینچی ہے اک ندامت
غنچہ وہ کون سا ہے جو سر فرو نہ آیا

جلیس تخلص نواب محمد مہدی علیخان موسوی خلف نواب صمصام الدولہ ناصر الملک سید علی نقی خان بہادر شوکت جنگ باشندہ نیشاپور مقیم لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان کوثر

جان تو جاتی رہی پر نام پیدا ہو گیا
جو بنا قاصد کبوتر لب وہ عنقا ہو گیا
چار دن کی چاندنی ہے سیر تو کر تا بکے
سانولا تیرا بدن اے ماہ سیا ہو گیا
موج دریا سے فنا ہر کی ادا ہم نے نماز
ہم سکندر تجھے بھی اپنا مصلا ہو گیا
خود بخود آپ جو تشریف مرے گھر لائے
آ گیا آج یہ اے جان جہان کیا دل میں
یکتائی کا دعوی تجھے اے یار بجا ہے
تجھ سا کوئی دنیا میں نہ ہوگا نہ ہوا ہے
دن رات تری سمت مرے رہتی ہیں آنکھیں
ہر چشم کی پتلی صفت قبلہ نما ہے
زاہد بخدا ہوں میں دل و جان سے تصدق
دیکھا نہیں اس بت کو مگر نام سنا ہے

جلیل تخلص مولوی فیض الحسن ولد مولوی سید صاحب علی فرخ آبادی شاگرد صفدر

چاہیے عشق بتان سنگدل کو چھوڑ کر
اے جلیل اب تو توکل کر خدا کے نام پر

جم تخلص قاضی جمشید علی مراد آبادی

آتی ہے مگر کوچۂ جانان سے یہ اے جم
دامن سے ہے معطر جو نسیم سحری کا

ہے نامۂ اعمال مرا سامنے میرے
کہتا ہون جسے اے دلِ مضطر شب فرقت

جمال تخلص میر جمال الدین خلف میر کمال الدین باشندۂ دہلی

ہم تمھین آشنا سمجھتے ہین
آپ کیا جانے کیا سمجھتے ہین

جمشید تخلص مرزا جمشید بیگ ولد مرزا حیدر بیگ اکبرآبادی شاگرد مرزا عنایت علی ماہ

نکل گئی مرے تن سے گر انتظار مین روح
رہے گی حشر تلک جستجوے یار مین روح

جمیل تخلص جمیل الدین خلف شیخ حفیظ الدین تھانیسری مقیم دہلی یہ شعر انکے نابالغی کے ایام کے ہین

تونے دیکھین ہین غیر کی آنکھین
تیری نظرون مین کب سمائینگے ہم

جن ہو کے جمیل اوسکو چمٹ جاتے ہین ہم بھی
ہر چند کہ وہ شوخ پری زاد غضب ہے

مت برا مانیو جمیل اس کا
اوسکی گالی نہین مٹھائی ہے

جمیل تخلص مولوی جمیل الدین ولد شجاع الدین فرخ آبادی

سوزِ درون سے ہے دلِ عاشق کی زندگی
آتش سے ہے آبِ خضر سمندر کے واسطے

جنت تخلص علی ہادی ولد محمد معروف لکھنوی شاگرد امانت

وہ گل ہوا ہے نہ سنے گا ہزار کے
پیغام بھیجا چاہیے بادِ صبا کے ہاتھ

جنون تخلص چیتکا پرشاد ولد کالکا پرشاد لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان بہادر

سامری سے ہی سوا کرتی ہین جادو زلفین
جان پر کھیل گئے دیکھ کے ہندو زلفین

جنون تخلص میر مہدی برادر خورد میر رضی رضا خلف میر عباس عرف میر منشی فیض آبادی مقیم لکھنو شاگرد رشک

گویا کہ گٹھری نور کی رکھی ہے کمر مین
ایسے ہی منور تری اے رشک قمر ناف

کسی نے تارے نہین دیکھے چاند مین ابتک | تمہارا چاند سا چہرہ ہے اور ستارہ گال
رخسارے دو نو مہر ہین ابرو ہلال ہین | گر یا مانگ کہکشان ہے تو ماہ و پروین ہین
چوکڑی بھول گئے دیکھ کے رفتار تری | کس طرح چار کرین آہو صحرا آنکھین
گو وصل یار تھا یہ لڑائی نہین گئی | میرے اور اوسکے خوب لڑی رات بھر زبان

جنون تخلص مولوی عبد اللہ مرحوم خلف سرفراز علی منصف جسر باشندہ پھاگلپور شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین مولانا شہباز قدس سرہ کی انکا مولد و مسکن جسر ڈہاکے مین عہدۂ صدر امینی پر مامور تھے سولہ سترہ برس ہوئے کہ انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

رخ سے اٹھے نظر تو پڑی جاکے زلف پر | ٹھہرے ہے شام ہی کو مسافر نگاہ کا

جنون تخلص شیخ غلام محی الدین احمد باشندۂ آگرہ

بیان کیجیے کس سے جنون سنے گا کون | دل حزین پہ جو گزرے ہے بیقراری رات

جنون تخلص سراج الدولہ علی محمد خان بہادر سردار جنگ

اے جنون جور صنم سے ہے یہ دل تھر کا | آہ سینے سے نکلتی ہے شرر کی صورت

جنون تخلص شاہ غلام مرتضی شاگرد مولوی محمد برکت مقیم الہ آباد و سہسرامی درویش تھے آخر ایام مین نابینا ہوگئے تھے

آفت جان ہوگئی آخر یہ بینائی مجھے | جو بلا کیسے سو ان آنکھون نے دکھلائی مجھے
تیری چشم مست سے ساقیا جنون الست تو پیگیا | کہ مئے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ باشندہ بنارس اطراف دہلی مین سررشتہ داری اور تحصیلداری کرتے تھے

دل کو شاید کوئی ستاتا ہے | قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص میر فضل علی نائب خان باشندۂ دہلی شاگرد میر امانی اسد پہلے مست تخلص کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکو میر درد کا شاگرد لکھا ہے

دیکھا سراسر سینہ کو سبکر چراغ دل | دلسوز ایک بھی نہ ملا غیر داغ دل

جنون

جنون تخلص فخر الاسلام شاگرد نظام الدین ممنون دہلی کے مشائخون مین تھے

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل سے نکلے
بجز حجاب یہان کچہ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص مائیدیال خلف منشی نوندھر راے عملہ کلکٹری میرٹھ شاگرد عبد الصمد فوق

پھنس گیا ہون مین سبزۂ خط مین
دیکھنا پیچ چرخ اخضر کا

جواد تخلص سید اسرار علی ولد بیدار علی باشندہ الہ آباد

دیکھا کرتا ہون تجھے دیدۂ باطن سے نم
چشم ظاہر سے جو موقع نہین بینائی کا

جوان تخلص میر جعفر علی ولد مرزا امیر باشندۂ الہ آباد

گلچین یہ کہ رہا ہے چمن مین پکار کے
فردہ ہو بلبلو کہ دن آئے بہار کے
زرد حنا سے ڈر ہے بہت دست بُرد کا
مہندی لگائین آپ تو چھلے اوتار کے

جوان تخلص محب اللہ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ عشق معلمی کرتے تھے

وہ کہتے ہین اگر تونے لگایا ہاتھ چھاتی پر
بتِ کعبہ پھر وہین جڑ دینگے لات چھاتی پر

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ دہلوی شاگرد مصحفی ملازم مرزا سلیمان شکوہ بہادر

پہلو مین دل اپنے کو بھی غمخوار نہ پایا
یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا
سیہ خال اسطرح سے ہینگے اوسکی ناف کے اوپر
رشید انے دیے ہون جیسے نقطے قاف کے اوپر
دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہو گئی ہے
کیا روزنون سے اوسنے آنکھین لڑائیان ہین
جو دیکھکر رگوش اوسکا جان دے ہمدم
بجا ہے خاک سے گر اوسکے موتیا نکلے
کسیکی اپنی سفارش کے واسطے اوس پاس
جو لے کے جاؤن تو وہ اوسکا آشنا نکلے

جواہر تخلص جواہر سنگھ شاگرد میان جرأت اجاگر طوائف پر عاشق تھے

جادو سے تیرے سب یون سارا جہان اجاگر
خورشید سے ہو جیسے سب آسمان اجاگر

جودت تخلص منشی تراب علی خلف سید محبوب علی صوبہ دار باشندۂ بارک پور
عرف اچانک شاگرد مولوی عصمت اللہ نسخ

مجھکو دل سے بھلا دیا صاحب
یاد رکھیے گا یہ بھلا صاحب
تیرے ابرو سے مقابل جو ہوا عید کا چاند
ہو گیا خلق مین انگشت نما عید کا چاند

جودت تخلص ہری رام مرشد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین نواب علاء الدولہ کی سرکار مین توسّل رکھتے تھے وطن انکا کٹک ہے

واعظ کی بات دل سے تو مین کہنے کا نہین
پتھر کی چوٹ شیشۂ دل سہنے کا نہین

جوش تخلص رحیم اللہ دہلوی شاگرد میان مصحفی

سینے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولا کہ ابے تیرا رونے ہی جنم گزرا
دریا مری آنکھون سے اک جاری لہو کا ہے
بے درد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہے

جوش تخلص میر وارث علی ولد منشی میر حسن علی لکھنوی تلمیذ ناسخ

تیر جو تیرا لگا ہے سر پہ اے ناوک فگن
ہے دہان زخم مین گویا زبان بالاے سر

جوش تخلص نواب احمد حسن خان عرف اچھے صاحب خلف نواب مقیم خان باشندۂ لکھنؤ نبیرۂ حافظ رحمت خان مرحوم والے کہیٹر شاگرد نواب ظفریاب خان راسخ شعر اچھا کہتے ہین ایک چھوٹا سا دیوان انکا نظر سے گزرا

سبزۂ خط سے تسلّی دلِ مضطر کی ہوئی
بوٹی اسطرح کی پائی تو یہ پارا ٹھہرا
مال وقفی ہے مسلمان کے مذہب مین حرام
دولتِ حسن رقیبون ہی کا حصّہ ٹھہرا
چار سو گشتہ ہے عالم اوس بتِ بے پیر کا
ناز کا رفتار کا تحریر کا تقریر کا
آنکھون مین شرم ہجر کی دھڑکی سحر قریب
باز آئین آپ دیکھیے اپنے نہین سے کب
یہ ڈر تھا کہ تجھ پر نہ پڑے چھینٹ لہو کی
تڑپا نہ ترا عاشقِ مضطر تہِ خنجر
ڈرتا ہون کہین راز کو افشا نہ کرو تم
اے آنکھو قسم ہے تمھین رویا نہ کرو تم
ناز و انداز و ادا عشوہ و غمزہ تیرا
ہو گئے ہین یہ مری جان کے خواہان پانچون
یاس و حسرت غم و اندوہ و الم ای ناصح
خانۂ دل مین ہمارے ہین یہ مہمان پانچون
دلِ مائل زلف و رخ جانانہ ہوا ہے
سودائی ہے نادان ہے دیوانہ ہوا ہے
خندۂ دندان نما شمشیر ہے گجرات کی
خون رولایا اوسکو تم نے جس سے ہنسکر بات کی
نامہ مرے دلدار کا لایا جو کبوتر
حیران ہون کہ چلتی ہے ہوا آج کدھر کی

جوش تخلص شیخ نیاز احمد معروف اللہ دیا دہلوی شاگرد ذوق دس برس کا

عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

حاصل نہ ہوا وصل مین مقصود کہ مجھکو — پاس اونکا رہا اور انہین پاس حیا کا
ہے ڈر یہی کہ تو نہ پشیمان ہو بعد قتل — ورنہ یہان تو مرنے کا کچھ اپنے ڈر نہین
منظور ہے شفا کسے درمان درد سے — ایک شغل سا یہان مجھے دن رات چاہیے

جوشش تخلص محمد نظام الدین ولد محمد وجیہ الدین پنجابی مقیم کول

نظر آتا ہے جس جگہ چشمہ — ہے نشان میرے دیدۂ تر کا
دل لگائین گے اور سے ہم بھی — آپ سمجھین نہ دل لگی اسکو
قدم عشق پیشتر بہتر — پیچھے پاؤن اوس گلی سے کیون سرکے

جوشش تخلص شاہ خلیل الدین احمد عملہ سر رشتہ رجسٹری ضلع مونگیر خلف مولوی شاہ محمد اصغر مرحوم باشندۂ منیر ضلع پٹنہ اولاد مین حضرت مخدوم شرف الدین احمد یحیے منیری قدس سرہ العزیز کے راقم کے احباب مین ہین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے ہین مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے

کہین دشمن سے نہ بگڑی ہووے — رات کو کس لیے وہ گھر نہ گیا
نہ گیا زیر زمین کونسا اشک — کونسا نالہ فلک پر نہ گیا
کیون سلیقے سے نہ کاٹے گردن — خون مین ہاتھ ترا بھر نہ گیا
ہے اوسکی وہ نظر جانب در — رات بیمار ترا مر نہ گیا
یہین رہجائیے ہین غیر سہی — آپ کیون غیر کے گھر جائیے گا
کسلیے میری نماز ون پہ ہنسا کرتے ہین — نہ سہی گر نہین ملتی مجھے حور آپ کو کیا
منتر انی کی نہ لین جوشش سے کچھ یاد بھی ہے — اوسنے دیکھا نہین پردے مین حضور آپ کو کیا
ساری دنیا سے بے خبر پایا — جسکو عالم مین باخبر دیکھا
لوگ کہتے ہین شدت غم سے — جوشش بیچارہ آج مر ہی گیا
زہے قسمت زہے طالع زہے بخت — کہ آیا وقت مرا سے یار تو آج
ہے بزم یار مین دشمن بھی بیٹھا — سکیے دیتا ہون قصہ ایک سو آج

مقتل مین دیکھے جو میری بیکسی کا حال
بھر آئے چشم جوہر شمشیر مین سرشک

دل کو بجھایا آنکھون کو بے نور کر دیا
اے جوش اب ہے جان کی تدبیر مین شریک

غم دلدار ہے یار رشک عدو
اور کیا اسکے سوا ہے دل کو

عدو سے آپ سے نبھتی ہے کب تک
یہی ہم کو بھی تو اب دیکھنا ہے

یہ کہیے گا کہین جاتے نہین ہم
ذرا دیکھو تو کسکا نقش پا ہے

مرا خط لاکے دے قاصد عدو کو
یہی تقدیر کا میرے لکہا ہے

عدو اور تم بھلے ہو اور برا جوش
جو کچھ فرمائیے صاحب بجا ہے

حورون کا دلا رہا ہے پھر شوق
واعظ کچھ عجیب آدمی ہے

امید وصال یار اور یہین
ایسی تقدیر کب مری ہے

خوبون مین نہین ہے آدمیت
ہے حور کوئی کوئی پری ہے

تھا عالم جبر کیا بتائین
کسطرح سے زیست ہم نے کی ہے

کچھ درد مین کچھ کٹی ہے روتے
ناسور کی طرح زندگی کی

کرتا ہے تو ذکر یار دشمن
ناصح یہ تو دوستی نہین ہے

جوشش تخلص محمد روشن عظیم آبادی اولاد مین جسونت راے ناگر کے
عروض مین اچھا دخل رکھتے تھے شعر خوب کہتے تھے

گر یون ہی یہ دل دربے آزار رہیگا
اک روز نہ اک روز تجھے مار رہیگا

نہ پھوٹتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین
چمن مین شور پڑا کس کے مسکرانے کا

یار کو قاصد مرے جا کے اگر دیکھنا
میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا

کل جو ادھر سے دیکھکر ہم ہوے تھے بیخبر
ہنسکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادھر دیکھنا

اوسکی رنجش سے تجھے خوف عبث ہے جوشش
ہو چکا ہے وہ اسی طرح سے سو بار خفا

خبر چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش
ہمنے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا

قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا
اوسکو لیلی ہے کے دروازے پہ مرجانا تھا

دیکھکر ایک ستم تیرے جفاکاری کا
کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا

مزا دکھا دون تجھے تیری بیوفائی کا
اگر نہ ہووے مجھے پاس آشنائی کا

روشن ہے آفتاب کے مانند داغ دل
روز غبار تلک نہ بجھے گا چراغ دل

عمر عزیز گزرے ہے رنج و ملال مین
عاشق کہان ہوسکے کہ پڑے اک زوال مین

راغب نہین طبیعت گر حور روبرو ہو
اپنی یہ آرزو ہے دنیا ہو اور تو ہو

بیکسی سے یہی گلہ ہے مجھے
تھام لیتی ہے دست قاتل کو

دمبدم بزم مین کاہیدہ ہوتے جاتی ہے
لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ

جی مین جسوقت کہ مضمون کمر آتا ہے
بسکہ نازک ہے مجھے باندھتے ڈر آتا ہے

جولان تخلص الف شاہ درویش باشندہ بریلی مقیم اکبرآباد

کیا تحریر فرط شوق مین جب نام احمد کا
تو کاغذ سبز بختی سے بنا تختہ زبرجد کا

ہم وہ ہین صید وفا کیش کہ خون روتے ہین
ٹوٹ جاتا ہے تڑپنے سے اگر دام اپنا

اوٹھایا ہے گلی سے اوس پریرو نے اگر مجھکو
تو لے چل وحشت دل اب جدھر چاہے اودھر مجھکو

جولان تخلص سید قدرت علی باشندہ الہ آباد ریختی کہتے ہین

آتو کی چھوکری کو نوان اب کی سال ہے
انا جی رت جگے کا مجھے پھر خیال ہے

جولان تخلص شاہ جولان شاگرد میان جرأت مرزا سلیمان شکوہ بہادر کے متوسلون مین سے تھے

مر گئے سہہ کے درد فرقت کا
رہ گیا دل پہ داغ حسرت کا

دوست جو تھے وہ ہو گئے دشمن
شکوہ کیا کیجیے اپنی قسمت کا

جولان تخلص میر حسن علی خان باشندہ دکھن

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر
کہ جسکو دیکھکر زاہد کے مُنہ مین آئے پانی بھر

جولان تخلص میر بہادر علی دہلوی تیر اندازی مین ضرب المثل تھے

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے
اے ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جوہری تخلص مرزا احمد علی قزلباش

آتش وہ حسن ہو یا برق آشیان ہو
اے مرغ نالہ کچھ ہوا کہ شب شرر فشان ہو

جوہر تخلص میر شرف علی عظیم آبادی

نشتر فصاد بنا پھلجھڑے سے	خون کا ہر قطرہ شرر ہو گیا
ضبط کیا آہ شرر بار کو	سینۂ دل برق کا گھر ہو گیا

جوہر تخلص جواہر سنگھ ولد بختاور سنگھ راتم باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر و مرزا اطہر [?] فارسی گو دیوان انکا نظر سے گزرا

تیرے ہاتھوں شہادت میری سر کٹنے کی دیتا ہے	دھڑکنا میرے سینے کا پھڑکنا تیرے بازو کا
روبرو آپ کے کیا یوسف مصری کی بساط	سر بازار بکے جاتے ہین خریدار آنکھین

جوہر تخلص مادھو رام ساہوکار ولد جواہر مل فرخ آبادی شاگرد مکین

نیند آنکھوں مین بھری ہے کہاں رات بھر رہے	کسکے نصیب تم نے جگائے کدھر رہے
ہر دم جتائیے نہ محبت شب وصال	جب یہ نگاہ آپ کی وقت سحر رہے
باہر نہیں مین حکم سے اے جان آپ کی	دل سے نثار جان سے قربان آپ کی

جوہری تخلص پنڈت گنگا ناتھ [?] ولد پنڈت دیبی پرشاد عرف سالیا [?] لکھنوی شاگرد امانت

جب تلک ہوتی نہیں تقدیر اے جوہر بہم	بن نہیں پڑتی کوئی تدبیر اپنے ہاتھ سے

جویا تخلص شیخ علی حسن ولد شیخ فتح علی باشندۂ عظیم آباد شاگرد رشک صاحب دیوان [?]

مملو غبار [?] اب تو سے ہے آئینہ داغ دل	کیونکر چڑھے نہ عرش بریں پر دماغ دل
کیا خاک بولے جائے کوئی در دھیرین [?]	مہر خموشی لب عاشق ہے داغ دل

جویا تخلص منشی محمد علی انہوں نے مردان علی خان رعنا کی ہجو لکھی ہے

تم پورے اپنی بات کے ہو ہم بھی کم نہیں	باز آتے تم جفا سے نہ گزرے وفا سے ہم

جویا تخلص محمد حسین علی خان بہادر باشندۂ کوٹھار توابع فرخ آباد

اب کی بلائے عشق سے خالق بچائے دل	کافر ہو پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

جہاندار تخلص مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ دہلی سے لکھنؤ کو آئے وہاں سے بنارس مین آکر سنہ ۱۲۰۱ بارہ سو ایک ہجری مین راہی [?] ملک جاودانی ہوئے

نرگس کے انتظار مین یہ سبلے اچل گیا	آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دینا	تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم دھرتے ہین
کونسی بات تری ہم سے اوٹھائی نہ گئی	پر جفا جو ترے ناحق کی لڑائی نہ گئی

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ دہلوی مدت تک لکھنؤ مین اوقات بسر کی آخر عمر مین دہلی مین جاکر مالیخولیا مین مبتلا ہوکر میر شاہ علی متخلص بہ درویش کو زخمی کرنے کے باعث محبوس ہوکر زندان مین فوت کی

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہے	جو گزرے ہے مجھ پر خدا جانتا ہے

جھمن تخلص جھمن ناتھ دہلوی شاگرد میر درد

دل جو سپند عشق کے آتش سے جل گیا	اک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

حرف جیم فارسی

چالاک تخلص میر قدرت اللہ باشندہ دہلی

روز کے صدمے کہان تک مین اوٹھاؤن چالاک	دل کی جا کاوش مرے سینے مین پتھر ہوتا

چراغ تخلص رحمان یار خان آخر ایام مین فقیری اختیار کی تھی

جو فنا اپنے تئین کر کے بقا کو پاوے	اوسکو ہر جا پہ میسر ہے وصال مرشد

چرکین تخلص شیخ باقر علی باشندہ قصبہ رودولی غلیظ مضامین مین شعر نہایت پاکیزہ کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک دن بھی دل نہ اوس بت کا پسیجا حیف ہے	تھا اگر گوز شتر نالہ دل بیتاب کا
روبرو اعلیٰ کے اسفل سرکشی کرتا نہین	سامنا پھسکی سے ہو سکتا نہین ہے پاد کا
روتے انسان کو ہنساتا ہے	گوز مین یہ کمال ہے صاحب
خیال زلف بتان مین جو پیچ کھاتے ہین	مروڑے ہو ہو کے پیچش کے دست آتے ہین
آمد ہے خون حیض کی بنتی ہین گدیان	گووڑ کی لعل سے بھی زیادہ خرید ہے
افسوس آج اونکو نہین گانڈ کی خبر	کل تک خراج لیتے تھے جو روم و زنگ سے

سمند گوز بھی صاحب عجب منہ زور گھوڑا ہے
چھٹی ہے نہ سواروں کی بھی جسکی بدلگامی سے

گانڈ کھولے سوتے ہین وہ خاک پر زیر زمین
پوتڑے سیلتے تھے جنکے قاقم وسنجاب سے

عبث بدنامیون کا لوکرا سر پر اوٹھاتا ہے
لگانا دل کا بس جھک مارنا اور گو کا کھاتا ہے

چمن تخلص بہاری لال ولد گنگا پرشاد شاگرد مقصود عالم سررشتہ دار سیتاپور

رہی بعد فنا برباد مٹی جسم لاغر کی
نشان آرام کا ہمنے نہ زیر آسمان پایا

چمن تخلص قاسم علی خان لکھنوی ان دنون کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین دو تین غزلین انکے پاس ہین انھین غزلون کو لوگون کے سامنے پڑھا کرتے ہین معلوم نہین کہ وہ غزلین انکی کہی ہوئی ہین یا اور کسی سے کہلوائی ہین

ہر نخل سبز بنگیا خیمہ زمردی
اوترا ہوا ہے باغ مین لشکر بہار کا

گر چھو گیا غبار سے میرے تو کیا ہوا
اتنا نہ چشم تر سے دامان کو دیکھیے

چمن تخلص گل محمد رفوگر دہلوی

ہمارے چاک جگر پر ہو کیا کسی کو خیال
پھٹے مین پانو کسی کے دبا نہین جاتا

ہوش جب ہمنے زلیخا کے اوڑائے خواب مین
ہم بھی اے ہمدم اوسکے دیکھنے والون مین ہین

حرف حاء مہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین مرحوم دہلوی عرف شاہ حاتم جوانی مین سپاہی پیشہ تھے آخر عمر مین توکل اختیار کیا تھا آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے سو برس سے زائد کی عمر پائی تھی مرزا سودا اور میان رنگین وغیرہ بہت سے شاعرون کو انسے فیض پہونچا ہے ان سے ایک دیوان بطرز ولی دوسرا بطرز سودا موسوم بہ دیوان زادہ یادگار ہے بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ لفظ ظہور سے انکا سال تولد نکلتا ہے لیکن راقم کو اسکی تحقیق نہین ہے

اسقدر کی ہے رفت تسخیر پری رویان مین عمر
رفتہ رفتہ نام اب میرا پریخان ہو گیا

خال دانہ زلف دام ابرو کمان مژگان ہے تیر
دل بچارا سہم اب کھاتا ہے ان چارون سے آج

زلف

زلف و چشم و خال و خط چارون ہین دشمن دین کے | حق رکھے ایمان سلامت اسیر کفرستان کے بیچ
تھا دشمن جان بغل مین حا تم | جانے دے بلا سے گر گیا دل

رباعی

ان سیمبرون کے ساتھ سودا معلوم
حاتم افسوس دی و امروز گذشت
قسمت مین لکھی ہے خاک سودا معلوم
فردا کی رہی امید سودا معلوم

جو تیرے چشم کے گوشے مین تل ہر ای پیارے
آتا ہے اب نشہ کی طرف جی کبھو کبھو
نظر پڑا ہے کہین خال خال آنکھون مین
ساقی نگاہ مست ادھر بھی کبھو کبھو

کرے ہین قمریان تعریف سرو اور ہم تری قد کی
تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو
جو تو آئی چمن مین تو ہمارا بون بالا ہو
اوٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو

مفلسی اور داغ اسے حاتم
دیکھ جراغ تیرے مرہم کو
کیا قیامت کرے جو دولت ہو
میرے سینے کا داغ ہنستا ہے

بجز داس دور مین ہین سب حاتم
پیری مین آج یار مرا ہمکنار ہے
ان دنون کیا شراب سستی ہے
ساقی شتاب آکہ خزان مین بہار ہے

سر کو ٹپکا ہے کبھو سینہ کبھو کوٹا ہے
ہر صبح اوٹھ بتون سے مجھے رام رام ہے
ہمنے شب ہجر کی دولت سے فزا لوٹا ہے
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

حافظ تخلص حافظ ضامن شاہ رام پوری شاگرد حضرت رافت بصیر تھے

ہمرہ غیر جو جانا ن ترا آنا ہو گا | جان لینا کہ مری جان کا جانا ہو گا

حافظ تخلص حافظ محمد اشرف دہلوی موسیقی مین خوب دخل رکھتے تھے

ابر مین مہ کیطرح زلف کے پردے مین آہ | تو نے گر منہ کو چھپایا مجھے معلوم ہوا
مطلب ہے لامکان سے نہ کچھ کائنات سے | مجھکو تو مدعا ہے فقط تیری ذات سے

حافظ تخلص حافظ عبد اللہ ملیح آبادی

ہے مطلع انوار خدا روے محمدؐ | چشم دو جہان ہے نگران سوے محمدؐ

حالی تخلص میر محب علی مرشد آبادی

سوال دیگر جواب دیگر	عوض مین بوسے لے دی ہرگالی
یہ وضع تونے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر	عوض مین بوسے لے دی ہرگالی سوال دیگر جواب دیگر

حالی تخلص مولوی الطاف حسین خلف خواجہ ایزد بخش باشندہ پانی پت مقیم دہلی شاگرد اسد اللہ خان غالب عربی و فارسی و اردو تینون زبانون مین اشعار اونکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

تم کو ہزار شرم سہی مجھکو لاکھ ضبط
کیون چھیڑتے ہو ذکر نہ ملنے کا رات کو
بگڑین نہ بات بات پہ کیون جانتے ہین وہ
کچھ اپنی حقیقت کی گر تجھکو خبر ہوتی
ملتے ہی اونکی بھول گئین کلفتین تمام
دوزخ اگر وسیع تو رحمت وسیع تر
سبب ہو نہ ہو لب پہ آنا ضرور
نہین بھولتا اونکی رخصت کا وقت
لغزش نہ ہو بلا سے حسینون کا التفات
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہان
ہوتی نہین قبول دعا ترک عشق کی
ہم جسپہ مر رہے ہین وہ ہے بات اور ہی
ہم نے کی سیر چمن غور سے اے بلبل زار
کسطرح اوسکی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھون
خلوت خاص مین رہ رہ کے عدو سیکھ گئے
بیقراری تھی سب امید ملاقات کے ساتھ
خوبی رو کے لیے زشتی خو بھی ہے ضرور
حالی انصاف کر آخر ہے انسان کتنا

الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائیگا
پوچھینگے ہم سبب تو بتایا نہ جائیگا
ہم وہ نہین کہ ہم کو منایا نہ جائیگا
میری ہی طرح تو بھی غیرون سے خفا ہوتا
گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان نہ تھا
لاتقنطو جواب ہے ہل من مزید کا
مراسلہ اونکا گلا ہوگیا
وہ مل مل کے رونا بلا ہوگیا
اے دل سنبھل کہ وہ دشمن پہ مہربان ہے اب
اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہان
دل چاہتا نہ ہو تو زبان مین اثر کہان
عالم مین تم سے لاکھ سہی تم مگر کہان
بات چھپتی ہوئی کوئی گل و ریحان مین نہین
خط مین لکھا ہے وہ القاب جو عنوان مین نہین
وہ اشارے کہ تری جنبش مژگان مین نہین
اب وہ اگلی سی درازی شب ہجران مین نہین
سچ تو یہ ہے کہ کوئی تم سا طرحدار نہین
طعن اغیار ہین کچھ آپ کے اشعار نہین

فانی

خوشی مین بھی نہین ہے ہنا خوش آتا ایک حالت پر ‖ کہان تک جی نہ گھبرائے الٰہی درد ہجران مین
مجھے کٹا اسے سو وہم و گمان مین ‖ بہت کیون آج مجھ پہ مہربان ہو
سخت مشکل ہے شیوۂ تسلیم ‖ ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے
وفا شرط الفت ہے لیکن کہان تک ‖ دل اپنا بھی تجھ سا ہوا چاہتا ہے
شوق بڑھتا گیا جون جون رکے اوس شوخ سے ہم ‖ یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے
ہم بھی آداب شریعت سے تھے واقف لیکن ‖ کبھی برتے نہ ہو جو رسم وہ کیا یاد رہے
چارہ گر کار باندازۂ تدبیر نہین ‖ کیجیو ہمت اگر وقت دعا یاد رہے

حامد تخلص نواب حامد حسین خان لکھنوی شاگرد اسیر

پوچھو نہ مجھ سے نالۂ دل کو کہان گیا ‖ ساتون فلک کو توڑ کے تا لامکان گیا

حامد تخلص شیخ حمید الدین خلف فرید الدین باشندۂ پالی

لیا بوسہ تو منہ کو پھیر لیا ‖ نہ تو بولے نہ مجھ سے بات کی رات

حامد تخلص میر حامد فرید میر نصیر جانشین خواجہ باسط آزادانہ وضع رکھتے تھے

رباعی

دنیا سے دلی کو جو کہ فانی سمجھے ‖ وہ قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریاے حقیقت کو وہی جاوے تیر ‖ جو مثل حباب زندگانی سمجھے

حامد تخلص اللہ بخش مجموعہ دار ولد محمد مہدی مجموعہ دار شاگرد میان اشرف علی مست سلہٹ کے رئیسون مین ہین

ملنے کا مین نہین کبھی ٹالے کوئی ہزار ‖ مین ہون مری جبین ہے اور آستان دوست
شیرین ہو نیشکر کی طرح اب سے قلم ‖ لکھتے ہین مدحت لب شکر فشان دوست

حامد تخلص گھمنڈی لعل باشندۂ مونگیر شاگرد حافظ ضیغم کلکتہ مین بھی آئے تھے

نامہ شوق رقم کرتا ہون اوسکو حامد ‖ کیون نہ دو دول مشتاق کبوتر بنجاسے

حسب تخلص میر احمد علی فرید آبادی شاگرد حکیم عزت اللہ خان عشق

چھا گیا رات اندھیرا سا نظر کے آگے ... یاد وہ زلف سیہ فام جو آئی مجھکو
تو اولٹ دے جو ابھی روسے حسین کا پردہ ... اوٹھگیا خلق کہی خلد برین کا پردہ

جلیب تخلص مرزا جان ولد مرزا بادل بیگ مقیم قنوج متوطن الہ آباد

خضر کیا کوچۂ دلدار کا رہبر ہوگا ... ہم نے دیکھے ہین بہت راہ بتانے والے

حبیب تخلص حبیب اللہ ڈاکٹر

اوس مہ لقا کو اپنے جو پاتے بسنت مین ... چھاتی سے اپنی خوب لگاتے بسنت مین

حبیب تخلص حبیب مولا حیدرآبادی شاگرد میر عبد الولی عزلت

فوائد کیا ہے کمیو راز جون تیر ای کمان ابرو ... کشش کے زور سے دل کھینچکر کیون چھوڑ دیتے ہو

حبیب تخلص حبیب اللہ بیگ دہلوی

لگا یک ہوگیا ہم سے جدا دل ... نہ تھا گویا کبھی کا آشنا دل

حبیب تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خانہ ویرانی مری گرچہ کی اس حال نے نصیب ... پر خدا حشر تک آباد رکھے خانۂ دل

حجام تخلص عنایت اللہ عرف کلو باشندۂ سہارن پور مقیم دہلی تلمیذ سودا مرید مولانا فخر الدین علیہ الرحمۃ قوم موتراش سے تھا

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے ... بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا
خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہے وہان ... حجام کسطرح سے ملین کیا ہنر کرین
دیکھ عاشق کی تری رسوائیان ... عشق کے لوگون نے قسمین کھائیان
رقیبون پر میان پڑتے ہین تب سو گھڑی پانی ... بلا حجام کو جس روز تم حمام کرتے ہو
سہے جی مین کہ اک روز مین ان آنکھون سے پوچھون ... بچتے نہین کسو واسطے بیمار تمھارے
لگ چلے جو اوس شوخ سے رستے مین تو ایدو آنکھ ... جھنجھلا کے یہ کہتا ہے کہ چل دور سرک اے

حسرت تخلص میر حسن مرزا نواسۂ میر اشرف علی مرحوم نامی رئیس ڈھاکہ شاگرد میر اسیر علی آشنا و غلام حیدر مجیب کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے احباب مین ہاپن

بجز اثر کی آرزو کے سوا ... دل مین گر کوئی آرزو بھی ہو

جہان مین زہوم سے ہے جور و جفا کی
بتون کا زور سے ہے قدرت خدا کی

بہتی محرم دکھا کر اپنی وہ محرم سے یون کہنے
کسی عیار نامحرم کی یہ چالاک دیتی ہے

تمہین صورت کا غرہ ہو تو یہان دل کی محبت ہے
تمہارا حسن مہنگا ہے تو کیسکی جان سستی ہے

اک بندہ کی بھی جان بخشی نہ کی
اسے بتو تم سے خدائی ہو چکی

حزین تخلص ابو الخیر دہلوی

خوبی رخسار خوبان گل سے پوچھا چاہیے
اضطراب عاشقان بلبل سے پوچھا چاہیے

حزین تخلص مرزا خجستہ بخت بہادر

کرون کیا وصف مین اوس شعلہ رو کے قد و قامت کا
بھبوکا ہے دھوان ہے اور ٹکڑا ہے قیامت کا

حزین تخلص میر علی حسین شاگرد آتش

مہر سے بڑھ کے قد یار کا جلوہ ٹھہرا
یہ کڑی دھوپ ہوئی پاس نہ سایا ٹھہرا

سائل وصل ہوا اوسسے تو بولے ہنسکر
عاشقی یہ نہ ہوئی منہ کا نوالا ٹھہرا

بیٹھا میر بھی کوچے مین اونکے رہا تو کیا
اوریس جا کے آگئے ہین خلد بریں سے کب

حزین تخلص میر بہادر علی دہلوی ملازم مرزا ولی عہد بہادر دہلی شاگرد زین العابدین خان عارف و اسد اللہ خان غالب

سب ناز سہے مین نے بیجا و بجا اونکے
سمجھے نہ حزین اوسے گر مین بھی برا ہوتا

ہے یہی رونا تو خط کا سے کو لکھا جائیگا
جو کہ لکھتے جائینگے اشکون سے مٹتا جائیگا

اک تماشا جان کر قاتل اگر ٹھہرا رہا
ہم بھی تڑپے جائینگے جتنا کہ تڑپا جائیگا

میرا احوال زبون اون پہ کھلے گا کیونکر
سامنے آئینگے جب وہ تو سنبھل جاؤنگا

بیگانہ وار نعش پہ آجاے ناگہان
سمجھے نہ یہ بھی اسے محبت نا آشنا ہوا

تھمے آنسو تو اب تھمتا نہین دل
یہ دشمن خانگی نکلا کہان سے

بلا سے گر نکالا ہون مین ہین سب ملکے
شتاب ہو کر تو اوٹھے ہم جہان سے

حزین کس سے توقع ہو وفا کی
نہ ہو امید جب اپنی ہی جان کی

اثر جو آہ مین پایا تو ہو گئی تسکین
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے

حزین تخلص نواب محمد علی خان ولد نواب زین العابدین خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ آتش

کسقدر دلچسپ ہے ملک عدم	جو وہاں جاتا ہے پھر آتا نہیں

حزین تخلص میر محمد باقر دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجاناں صاحب دیوان گزرے

میں تو بندہ ہوں تری جور و جفا کا لیکن	سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل مظلوم کا
دل دیکر اپنا کیوں عبث افسوس ہے کہتا ہے دل	جاتا رہا جب ہاتھ سے پھر ہاتھ کب آتا ہے دل
ویران ہوا خزاں سے چمن یہاں تلک کہ ہم	چاہیں کہ جل مریں تو کہیں خار و خس نہیں
کچھ کٹی وصل میں کچھ ہجر میں گریاں گزری	کیا مری عمر کی اوقات پریشاں گزری

حسام تخلص نواب حسام الدولہ محمد تقی علی خان لکھنؤی داماد امجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نواسہ نواب غازی الدین حیدر شاگرد امان علی سحر صاحب دیوان گزرے

بھلا فراق میں کس سے کریں گلۂ دل کا	شب وصال پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
رات بھر تارے گنے چاند بھی عاشق کیطرح	تم دکھا دو جو تہ زلف پریشان عارض

حسام تخلص چودھری حسام الدین ولد چودھری سعادت علی باشندۂ سلیم پور پرگنہ گوسائین گنج توابع لکھنؤ شاگرد کرامت علی خان فرخ صاحب دیوان فارسی و ریختہ گزرے سفر کربلا میں راہی عالم بقا ہوئے

ہے عشق نشتر مژگان جو مشغلہ دل کا	تو پھوٹ پھوٹ کے روئیگا آبلہ دل کا
وہ لال لال ہیں عناب لب ترا ای گل	کہ جنکو دیکھ کے کھٹے ہوئے ہمارے دانت
بشکل آئینہ دیکھے تو منہ اسمیں نظر آئے	صفا رکھتا ہے یہ وہ غیرت مہتاب ناخن پر
شب کو دریا میں جو عکس اوسکے کف پا کا پڑے	ہوں حباب بحر جوں فانوس روشن آبلے

حسام تخلص مولوی حسام الحق ولد مولوی نظام الحق باشندۂ لکھنؤ شاگرد مولوی محمد حسین متین

خدا کو مانو آورو نرگی ضد نہیں اچھی	کبھی دن تو ہمارے دل کی بھی حسرت صنم نکلے
صفائی قلب رکھتا ہوں کلیسا ہو کہ بتخانہ	کرو دن رخ جس طرف زاہد اوسی جانب حرم نکلے

حسرت تخلص حافظ عبد الرحمن نبیرہ قاضی ثناء اللہ مرحوم باشندہ پانی پت

ہم تو حسرت کو سمجھتے تھے کہ اک عارف ہے
یہ تو اسے واسے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

تم بھی رو بیٹھوگے دل کو ہمیں ہنستے کیا ہو
اگر آئینہ کبھو تم نے مری جان دیکھا

گر نہیں دوست خدایا مری جان کے دشمن
کیوں شب غم مرے جینے کی دعا کرتے ہیں

کیا ہوا دیکھ تو ناصح کہ ہمارے منہ سے
یا صنم نکلے ہی جب یا خدا کرتے ہیں

کیونکر کہوں کہ ہجر میں مطلق نہیں خبر
اتنی خبر تو ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں

حسرت تخلص مرزا جعفر علی خلف ابو الخیر عطار باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد سرب سنگھ دیوانہ مرزا جہاندار شاہ کی رفاقت میں تھے آخر ایام میں ترک دنیا کرکے گوشہ نشین ہوئے تھے سنہ ۱۲ بارہ سو ہجری میں فوت کی اشعار انکے نمکین ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا
اگر رو رو کے جی کھو دیں تو پیدا دل نہیں ہوتا

زخم تیر نگہ و خنجر براں اوٹھا
پر دل زار تو ہم کا نہ احسان اوٹھا

درس تھا مکتب میں محبت و آہ کا
یہ سبق تھا پہلی بسم اللہ کا

فرقہ کوئی بچا نہیں اوس ترک چشم سے
مارے بہت پڑے ہیں مسلمان علی الخصوص

بوٹے سے قد میں تو ہے عجب دلبری کی شکل
اور مکھڑا دیکھیے تو ہے سچ مچ پری کی شکل

رخسار دیکھیے تو وہ ہیں مہر و ماہ سے
چیچک کا داغ ہے تو وہ ہے مشتری کی شکل

جوڑے کے باندھنے میں ادا بند بے مثال
زلفوں کے کھولنے میں ستم گستری کی شکل

چولی مسکی بند ہیں ٹوٹے سر کے بال پریشان ہیں
اس بگڑی عالم پر تیرے لاکھ بناؤ سنگار نثار ہیں

کپڑے بدن سے کے ٹوٹے ہیں بلکہ بدن سب ملا دلا
سنتکے یا ہی سہو لونکا عالم کس سے کہیں ہم حیران ہیں

منہ اوترا ہے گال ہیں نیلا پلکیں جھکیں آنکھوں میں خمار
نام خدا بگڑے عالم پر جمع ادائیں پنہاں ہیں

سچ کہو حسرت پاس رہے تھے رات کہیں جب سے یہ رنگ
اوس کمبخت کی صحبت سے ہزار جہاں کے خوباں ہیں

ہے آتے بال وہ دو زلفوں کے رخساروں پہ بلتے ہیں
دل بیمار اوٹھ بیٹھو کہ دونوں وقت ملتے ہیں

ساقی مے دے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکارتے ہیں

جو حسن و ادا چاہیے سو تجھ میں ہی سب ہے
پر چھاتی پہ انگیا میں ہے یہ چیز عجب کچھ

گوگوٹے کناری مین تو بجلی کی چمک ہے — لیکن وہ تمامی کی کٹوری ہے غضب کچھ
کلاوے کے صفا جوڑی کی بندش سو کہوں کیا — دن کچھ ہے تری آن ادا ہے تری شب کچھ
ہے دام بلا دل کے لیے جالی کی کرتی — گوٹے لگے تیغہ نے رکھا ہوش نہ اب کچھ
وہ بند از اراب جو جھلا جھل کا پڑا ہے — اوس عقدہ کے کھلنے کا کسے یاد ہو دھب کچھ

گر کہے تو رات تو دن کو کہون مین رات ہے — کفر کچھ اسمین نہین یہ دل ملے کی بات ہے
جسکے جو بیٹھے ہو تم ملنا سبھون کا ترک کر — جانتا ہون مین کہ دل لینے کی یہ بھی گھات ہے

جگر سوزان ہے دل بیتاب ہے اور چشم گریان ہے — الٰہی دن ہے میرے مرگ کا یا شام ہجران ہے
جو ایسا ہے دل دیوانہ میرے دریٔ جان ہے — تو پھر اک روز میرا ہاتھ اوسکا گریبان ہے
اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے — تو اے یعقوب ہر اک مصر مین سو ماہ کنعان ہے
بھلا پھر کس سے الفت کیجیے اور کسکو دل دیجیے — جسے ہم دوست سمجھے وہ تو اپنا دشمن جان ہے
برنگ شمع دل جلتا ہے تربت پر مری سو بھی — چراغ صبح کے مانند کوئی دم کا مہمان ہے
یہ کسکی نعش جاتی ہے کہ جسکے ساتھ اے گردون — غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خوان ہے

جو قول و قرار رکھے آپس مین سو دونو طرف موقوف ہوئے — تم اور کہین ماؤف ہوئے ہم اور طرف مصروف ہوئے
اب قسمین کھانی کیا حاصل جب تمنے ڈھنگ نکالے — سو خوب طرح سے عالم مین مشہور ہوئے معروف ہوئے
ہان صاحب کو دنیا مین خوش آتی ہر بیہودہ نہی — تب ایک ہمین سے تھے بدنام اب لاکھ صفت موصوف ہوئے

برنگ آبلہ اے وائے یہ کیسا زندگانی ہے — کہ جسکے پاؤن پڑتا ہون اوسیکو سرگرانی ہے
بزم مین بیٹھے تھے کل جتنے پری رو دور سے — دیکھکر اوسکو لگے لینے بلائین دور سے
کیسا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کروگے — لو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے
یہ بھی اک ستم تھا کہ خواب مین مجھکو شکل آکے دکھائی — کبھی نیند سے سون نہین آئی تھی سو اوسطرح جگائی
مجھکو تجھسے خدا جدا نہ کرے — مین ہون تجھسے جدا خدا نہ کرے

حسرت تخلص میر محمد حیات لقب ہیبت قلی خان باشندۂ عظیم آباد شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ حیدر وز نواب شوکت جنگ کی رفاقت مین تھے بعد از ان نواب سراج الدولہ ناظم بنگالہ کی سرکار مین داروغگی کی خدمت حاصل کی تھی لطیفہ گو

اور حاضر جواب تھے صاحب دیوان گذرے

عبث ہم عشق مین روتے رہے ہائے — پسیجا کبھی نہ اے ظالم ترا دل
سنا ہے آج میخانہ مین جام سے پستون نے — لٹا یا دین و دنیا دو نو ہمت اسکو کہتے ہین
فرہاد سے ہمسری کرے کون — سر کسکا پھرا ہے یون مرے کون

حسرت تخلص منشی صمد علی دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد رحیم بیگ رحیم

سخت جانی کی آس ٹوٹ گئی — لوہا مانا تمھارے خنجر کا

حسن تخلص نواب مہدی علی خان بہادر لکھنوی خلف مرزا امام الدین بن شجاع الدولہ بہادر
شاگرد سعادت خان ناصر صاحب دیوان ہین

سبھلے اوس پہ فریب نرگس کیا — حسن نے دیکھی ہے تمہاری آنکھ
یہ آواز آئی کہ روحی فداک — جو تربت پہ میرے گزر کیجیے

حسن تخلص حسن علی خان کشمیری

آنکھون مین مرے قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا — ہر چند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص حکیم احمد حسن مرشدآبادی خلف مولوی فخر الزمان احمد کلکتہ مین رہتے ہین
کبھی احمد بھی تخلص کرتے ہین

بڑا ہے اپنے کٹر سے معاملہ دل کا — نکل سکا نہ کبھی ایک حوصلہ دل کا
اسے یار سمجھے اور نہ تلوار سے دھمکا — یہ کشتہ ترے تیر کا مہمان ہے دم کا

حسن تخلص مرزا حسن خلف سید الدولہ سید رضی خان بہادر

دل کو دیکھا اوس محبت کا فر کو ہنسے اسے حسن — جس قدر ناحق یہ کھینچی ہے ندامت کیا کو دلہا

حسن تخلص مولوی ابو الحسن خلف مولوی الٰہی بخش نشاط باشندہ قصبہ کاندھلہ

جواب لائیو قاصد سنا ب نامہ کا — جواب نامہ نہ ہو وے جواب نامہ کا
منفعل ہون وسعت دریا کی بارش سے وقت صبح — کیون مین ترا یا عرق ترے دامن پہ گیا

حسن تخلص خواجہ حسن فرزند خواجہ ابراہیم نبیرہ خواجہ بہکاری مودودی علیہ الرحمۃ
تلمیذ جعفر علی حسرت صاحب کمال تھے موسیقی مین خوب دخل تھا لکھنؤ مین بخشی طوائف

عاشق ہوکر نام اوسکا بطریق التزام مقطع مین لاتے تھے آزادانہ اوقات بسر کرتے تھے قلندر بخش جرأت نے خواجہ اور بخشی کے معاشقہ کے باب مین ایک مثنوی کہی ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

کیا قتل اور جان بخشی بھی کی — حسن اوسنے احسان دوبار کیا
امنڈ کے آنکھون سے اک بار بہ چلے آنسو — ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقت وداع یار دل بیقرار نے — یہ آہ کی کہ عرش معلا ہلا دیا
دل دلاسون سے کرے ہے بیقراری بیشتر — خانۂ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر
جان بخشی کو بھی آیا نہ دم نزع حسن — اوسنے اسوقت مین بھی ہمسے چھپائین آنکھین
آہ کس کس بیوفائی کا ترے کیجے شمار — اور تو سب اک طرف منہ بھی دکھانے سے رہے
اوسنے کس کس طرح ٹالا اپنے رونے ہمکو — دیکھ تو پھر بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص سید غلام حسن خلف میر غلام حسین ضاحک شاگرد ضیاء الدین ضیا وطن انکا ہرات مولد دہلی شروع جوانی مین فیض آباد مین جاکر نواب سردار جنگ خلف نواب سالار جنگ کی رفیقون مین داخل ہوئے تھے شعر پُر مزہ و شور انگیز خوب کہتے تھے مثنوی بدر منیر لاجواب کہی ہے سنہ بارہ سو ایک ہجری مین وفات پائی شاعر شیرین زبان انکی فوت کی تاریخ ہے کلیات انکا نظر سے گذرا

تا اشارے کو سمجھنے نہ لگی غیر کے وہ — مین نے اس ڈر سے کبھی اوسکو اشارا نکیا
اظہار خموشی مین ہے سو طرح کی فریاد — ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
نے ہون چمن کا مائل نہ گل کے رنگ و بو کا — رنگ وفا ہو جسمین بندہ ہون اوسکی خو کا
خاموش ہی رہا وہ ہرگز حسن نہ بولا — جسکو مزا ملا کچھ اوس لب کی گفتگو کا
جس کبھی آدمی سے کچھ خفا ہوتے ہو تم جس سے — خرابا ہے جنونی باد لا سودائی آوارا
قیامت صبح یہ شب اوسکا تغافل اور ستم تھا — کبھی تحسین گالیان منہ پر کبھی لب پر تبسم تھا
غیرون مین جو ہم تھے وہ غضب تھا — کیا جانیے اسکا کیا سبب تھا
خار سے پھوٹے پھپھولے پاؤن کے — درد سے آخر مرا درمان ہوا

کہا مین کہ بھرتا ہون دم آپ کا
آنکھ اوٹھا کر جسکو دیکھا اوسکے دل کو لیا
کیسی وفا کہان کی محبت کدھر کی مہر
خط کھلا اوسنے تب بوسہ دیا مجھکو حسن
پھر چھیڑا حسن نے اپنا قصہ
صیاد کی مرضی ہے کہ اب گل کی ہوس مین
وصل ہوتا ہے جنکو دنیا مین
دل لگایا جہان جفا دیکھی
ناز سے غمزہ سے عشوہ سے لگا لیتے ہین
دروازہ گو کھلا ہے اجابت کا اے حسن
غیرون کی بات کیا کہون اوسکی تو یاد مین
آکے دیکھا جو مجھے ابر مین روتے تو کہا
نوجوانی مین بتو کر لو خدائی کو
سنبھی تو حسن تیری بری لگتی ہے اللہ
مجھکو باور ہے نہ آتا تھا کہ مغرور ہے تو
غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
زلف ورخ دیکھنے سے تمکو ہے کام
بیٹھی ہے کیا بنی یہان خسرو کے ساتھ شیرین
جو چاہی آپ کو تو اوسے کیا نہ چاہیے
دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی

لگا کہنے صاحب کرم آپ کا
لیتے لیتے دل کے لینے کا تجھے ڈھب ہو گیا
واقف ہے تو نہین ہے کہ ہوتا ہے پیار کیا
رکھ سفر اسکو بھی آخر پان ہے یہ پان کا
بس آج کی شب بھی سو چکے ہم
نالے نکرین مرغ گرفتار قفس مین
یارب ایسے بھی لوگ ہوتے ہین
کیا بلا عشق مجھکو راس نہین
جسکو وہ چاہتے ہین اپنا بنا لیتے ہین
ہم کسی کبھی آرزو کو خدا سے طلب کرین
اپنا بھی مجھکو دھیان کبھی ہے کبھی نہین
کس مزے مین تجھے کہتے ہین یہ مرتا کوئی
ورنہ پیری مین کہان پھر یہ کرامات کو دن
اک تو ہے تو ہے اہل وفا اور نہین تو
مین نے دیکھا تجھے اللہ بہت دور ہے تو
کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
شام دیکھو نہ تم سحر دیکھو
بگڑی ہے جیطرح دہان تیشے سے کوہکن
انصاف کر تو چاہیے یہ یا نہ چاہیے
جب تلک بیٹھا رہا تب تک نہ سر کی پائی

اس مطلع کو بعض صاحب تذکرہ نے غلطی سے شاہ نصیر دہلوی کے نام مین لکھا ہے

سیکڑون عالم دکھاتی ہے حسن دلبر کے ساتھ
اس ڈر سے اوسکی زلف کی بنیے نہ بات کی

ٹھنڈی ٹھنڈی باد اور پچھلے پہر کی چاندنی
جاتی ہے دور دور تک آفت ازرات کی

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہے حسن
ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہے مجھے

اک جان کی درپے ہین مرے اتنے ستمگر
غمزہ ہے کرشمہ ہے اشارہ ہے ادا ہے

مین نے تو پھر نظر تجھے دیکھا نہین ابھی
رکھیو حساب مین نہ ملاقات آج کی

گر بخت اپنے جاگین تو اک کام کیجیے
سایہ مین اوسکی زلف کی آرام کیجیے

کیون مین اسطرح رات دن روؤن
تو کسی سے اگر ہنسا نہ کرے

پھرے نہ دیکھے کبھی ہم نے زندگانی کے
یون ہی گذر گئے افسوس دن جوانی کے

وہ دن گئے کہ دل مین رہتا تھا درد ہم سے
اب دل نہین سراپا اک درد ہو گیا ہے

تعجیل نہ کر اک دن آنے تو لگا ہے وہ
مل جائیگا بوسہ بھی کیا منہ کا نوالا ہے

حسن دیتا ہے تو کیون جی تیون پر
ملا دینگے تجھے یہ کیا خدا سے

تمہی یہ چھیڑ چھاڑ مرے جی کو بھا گئی
لی چٹکی اس ادا سے کہ بس جان آ گئی

حسن تخلص محمد حسن ولد شیخ کلن باشندۂ پالی

ہاتھ تیرے لگی اے حسن تیری قبر
اوسکے کوچہ مین دفن اگر نہ ہوئے

حسن تخلص محمد حسن دہلوی شاگرد سودا

قاتل اگر کہے کہ سکتا ہے چھوڑ دو
خنجر تو اکدم کے لیے منہ نہ موڑیو

حسن تخلص مولوی محمد حسن باشندۂ سلہٹ ولد مفتی محمد سالم شاگرد دست ۱۲۹۹ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین تھا کہ

ہاتھ اوٹھا دُ مجھسے اب کیا کام ہے تدبیر کا
ذبح کے قابل ہون مین موقع ہوا تکبیر کا

تاثیر زہر زلف کی یہ ہے کہ بعد مرگ
جائے نہ حشر تک مری خاک مزار سانپ

حسن تخلص منشی عطا حسین خان عرف حسن میان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی

نہ کیونکر رشک سے ہم پیچ کھائین
تمہاری زلف جب شانہ سنوارے

حسن تخلص سید محمد حسن ولد میر حسین لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

دست دلدار دہان ہاتھ مین فصاد کے ہے
جوش کھاتا ہے یہان خون تمنا دل مین

اور دل آزار بھی کیون نہ لہو آنکھون سے
روز ہوتا ہے یہان خون تمنا دل مین

حسن تخلص نواب مرزا حسن بہادر خلف آغا حیدر نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

ملکے غیرون سے یہ اے یار جلایا مجکو ۔ پڑ گیا آتش غیرت سے پھپھولا دل مین

حسن تخلص احمد حسن ولد سعادت علی باشندۂ قصبۂ موہان شاگرد رشک

وا ابر و خندہ زار ہمارا دل ہے ۔ کشتۂ خنجر خونخوار ہمارا دل ہے

حسین تخلص نواب غلام حسین خان خلف نواب محمد شیر دار خان قوم افغان رئیس شاہجہان پور شعر فارسی کہتے ہین ۔

مین تو تہ بیر مین تھا زخم جگر کے مصروف ۔ دل بھی پہلو مین طپان تھا مجھے معلوم نتھا

آگئے ملنے کی کوی راہ نکل آئیگی ۔ بیقراری تو مجھے اوسکی تو در تک پہونچا

تشنۂ آب دم خنجر ہے بسمل اور بھی ۔ دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

مرے اعمال ہین رونے کے قابل ۔ خدائی سا لہا مجھ پر ہنسا کی

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی ولد سید عبد اللہ پہلے عزیز تخلص کرتے تھے میرٹھ مین انگریزون کو پڑھایا کرتے تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے

تھا عرش سے بڑھکر جو دماغ اپنا وہی ہے ۔ یون چرخ نے کو کردیا مجبور کسی کا

حسینی تخلص مولوی حسین علی باشندۂ کرنال

جب لکھی حق نے تری تصویر اپنی ہاتھ سے ۔ ہاتھ ملتی رہ گئی تقدیر اپنے ہاتھ سے

حشم تخلص حکیم باقر علی خلف حکیم مرزا احمد لکھنوی شاگرد ناسخ

ناحق کسی کی آنکھین نکلوا سیئے گا کیا ۔ کیا ہنسکے آپ نے پیا بشارت کی آنکھ سے

ارمان ہی رہا کہ ادھر دیکھیے کبھی ۔ الفت کی بیتونون سے محبت کی آنکھ سے

حشم تخلص میر آغا حسین شاگرد مرزا اعلی جان شفق باشندۂ لکھنو مقیم کلکتہ یہ شعر اپنا تذکرہ کے لیے بھیجا تھا

چمن مین لالہ دہک رہا ہے ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے ۔ گلو نسے جوبن ٹپک رہا ہے تمام گلشن مہک رہا ہے

حشمت تخلص مرزا غلام فخر الدین دہلوی بن مرزا معظم بخت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان ۱۲۶۶ھ بارہ سو چھیاسٹھ ہجری مین انتقال کیا

نالون سے مرے برپا سو فتنۂ محشر ہین ۔ قامت سے ترے قائم نقشہ ہے قیامت کا

کبھی نہ بڑہی قدم پہ تجہے ان قدمون کے صدقے ۔ بڑھیے کوئی دو چار قدم اور زیادہ

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی وطن انکا بدخشان مولد دہلی پارسی شعر خوب کہتے تھے سنہ ١١٧٣ بارہ سو تہتر ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان فارسی گزرے

گور کے سوتے دوانون کو جگاتی ہے بہار ۔ شور ہے غل ہے قیامت سنت آتی ہے بہار
خوب پہچانا ہمین نے بعد فنا ہو ۔ خاک کی بھی غبار تھا دل مین

حشمت تخلص میر محمد علی مرحوم معاصر سودا

خط نے ترا حسن سب گنوایا ۔ یہ سبزہ قدم کہان سے آیا
غم نے لیا ہے گھیر مجھے یہان تلک کہ اب ۔ دنیا ہے ساتھہ دینے سے مجھکو جواب دل

حشمتی تخلص لالہ ماتادین عظیم آبادی شعف مظفر پور شاگرد وزیر علی عبرتی بیشتر فارسی کہتے ہین

دیکھین کے حسن حور تو پھیلے گا دل ضرور ۔ جنت مین بھی یقین ہے نہ آرام پائے دل

حضور تخلص شیخ غلام یحیی تاجر عظیم آبادی صاحب دیوان گزرے

پھرے بیگانہ یہ دل تری بندگی سے ۔ یہ بندہ ہے تیرا خدا جانتا ہے
تیر نگاہ یار بلا ہے اگر کہین ۔ ترچھا بھی لگ گیا تو کلیجے کے پار ہے

حضور تخلص محسن مرزا عرف اچھے مرزا

نالۂ شب فراق مین کب رائیگان گیا ۔ کیون آپ آئے اب وہ تنفر کہان گیا
پھرتا ہے جو چھری حلق پہ ٹھہرا ٹھہرا ۔ رقص بسمل مرے قاتل کو تماشا ٹھہرا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی شاگرد میر درد علیہ الرحمۃ زبان عربی سے بھی واقف تھے

یہ جو چشم پرآب ہین دونون ۔ ایک خانہ خراب ہین دونون
یہان تم ہین نہین ہے جان باقی ۔ وہان اب بھی ہے امتحان باقی
جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے ۔ ادھر کچھ دل مین تم سمجھے ادھر کچھ دل مین ہم سمجھے

حضور تخلص منشی محمد عبد البصیر ولد مولوی عبد الغنی بلگرامی مقیم لکھنؤ شاگرد میر صبا

کس دن سوال وصل پہ اوس سے سنینگے ہان — یارب وہ باز آئیگا اپنی نہین سے کب

زندگی کا لطف یہی کرتے ہون گلشن کی سیر — شیشہ سے ہو بغل مین دست دلبر ہاتھ مین

پڑ جاے ترے شعلۂ رخ پر جو ذری آنکھ — پھر ماہ پہ پڑ جاے نہ کبھی کبک دری آنکھ

حضوری تخلص مولوی مظہر علی باشندہ دیوا جہانگیر آباد شہوتی مین مبتلا تھے

کل جو غصہ سے مجھے اونے دکھائین آنکھین — روتے روتے مری آشوب کر آئین آنکھین

ایک لمحہ بھی کبھی آنکھ نہ لگتی دیکھے — کیا برا وقت تھا جب تم سے لگائین آنکھین

حفیظ تخلص حافظ محمد حفیظ مرثیہ گوی دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم اونکے مرثیہ مین برخلاف مرثیہ گویون کے روایت وضعی اور کاذبہ ہوتی تھی

خاک پا ہون بندہ ہون عاشق ہون مین یار پر ہون — تجھ کو آخر مین بھی تیرا اے مرے دلدار ہون

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے — اگر اک دم ہنساتی ہے تو پھر برسون رلاتی ہے

ہم تو دشمن آپ کے ہین بار پر ٹریا ہے — اور کس کس سے سبھے گی دوستداری آپکی

رو برو غیرون کے شکوہ کیا کرین ہم آپ کا — ہو رہینگی پھر کبھی باتین ہماری آپکے

حقارت تخلص میر مومن ولد سلطان علی داروغہ

کسوت خاک پہ اتنا نہو نازان اے قیس — اپنے تن پر بھی کبھی جامۂ عریانی تھا

حقیر تخلص منشی نبی بخش اکبر آبادی سررشتہ دار عدالت فوجداری ضلع کول ولد منشی حسین بخش فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

زخم کے منہ مین پھر آیا پانی — جب کہ پیکان کا مزا یاد آیا

پھر گریبان کے اوڑینگے ٹکڑے — پھر وہی چاک قبا یاد آیا

خط جو غیرون کے لیے اونے رقم — ہم کو قسمت کا لکھا یاد آیا

وہ نگاہین جنسے تھی مجھکو تسلی کی امید — تشنۂ خون آفت دل دشمن جان ہوگئین

شانہ نے بل نکال دیے زلف یار کے — سیدھا کیا ہے موزون کو مار مار کے

حقیر تخلص میر امام الدین عرف میر کلو دہلوی

ہون مست وحشت عالم تصویر کیطرح — گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کیطرح

دل میں ہے بیٹھ رہیں در پہ صنم کے ہی حقیر / راہ کعبہ کی توانائی ہے نظر دور ہمیں

یاد میں اوس بت کافر کے ہوا ایسا مصروف / کہ خودی بھول گئے بلکہ خدا کی مجھکو

سب سے گلے لگے تری شمشیر کیلیے / پر ہم سے وہ کھنچی رہی ہے پیر کیلیے

گلی میں یار کے بیٹھے گھسیٹ لائے تجھے / حقیر صدقے ہو تو اپنی ناتوانی کے

حقیقت تخلص سید شاہ حسین مرحوم خلف سید عرب شاہ متوطن خوست مقیم لکھنو شاگرد جرأت چیناپٹن مدراس میں بھی گئے تھے وہیں انتقال کیا دیوان ریختہ و تحفۃ العجم و خزینۃ الامثال و صنم کدۂ چین انسے یادگار ہیں انکی مثنوی ہشت گلزار نظر سے گذری

کیا ترے عشق میں اے عربدہ جو ہاتھ لگا / زیست سے ہاتھ بھی دھو بیٹھے یہ تو ہاتھ لگا

ہجر میں کیوں نہ کروں یاد ملاقات اوسکی / کہ بہلتا ہے ذرا وصل کی تقریر سے دل

دلا اب دونوں مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری میں / ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری میں

کس کے ہیں انتظار میں آنکھیں / جو کھلی ہیں مزار میں آنکھیں

نزع میں نہیں ہیں جو پھری وا آنکھیں / شاید آتا ہے وہ تکتی ہیں جو رستا آنکھیں

ہو گئی ایک نگہ میں تجھے صحت حاصل / گرچہ بیمار ہیں لیکن ہیں مسیحا آنکھیں

کس طرح طائر دل دام بلا سے نکلے / زلف پر پیچ ہے حلقوں سے سراپا آنکھیں

حلیم تخلص حکیم محمد حسین عرف منجھلے صاحب خلف حکیم میر امراؤ علی باشندۂ فرخ آباد

آزردہ ہوا کرتے ہو فریاد سے میری / دکھتے نہیں زیور سے کبھی کان تمھارے

حلیم تخلص حکیم محمد اشرف خان خلف حکیم محمد شریف خان دہلوی اپنے والد کیطرح طبیب بے مثل تھے

مرے رونے نے مجھکو اوس سے کھویا / مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا

کہوں میں کیا برنگ زخم ناسور / ہنسا اکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص غضنفر علی خلف و شاگرد مظفر علی اسیر باشندۂ لکھنو

آنکھ اپنی کسی زہرہ شمائل سے لگی ہے / یہ صورت مقرر چہ بابل سے لگی ہے

حکیم تخلص حکیم احمد حسین عرف لکھی سوداگر عظیم آبادی خلف شیخ فیض بخش شاگرد غلام علی راسخ

کچھ آج اولجھتی سے ہوا سے مری زنجیر ۔ کیا آئی ہوا کاکل پیچاں سے اولجھ کر
آنکھیں تری وہ ترک ہیں کافر کہ جنہوں نے ۔ دیں چھین لیا گبر و مسلمان سے اولجھکر

حکیم تخلص محمد پناہ خان خلف سید محمد شریف خان تلمیذ خواجہ میر درد باشندہ دہلی پہلے نثار تخلص کرتے تھے تاریخ اور موسیقی میں کامل تھے

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افگار کا گھر ۔ ایک تکیہ سا ہے اوس شوخ کی دیوار کے پاس
تیرے لیے خلق در بدر ہے ۔ اے خانہ خراب تو کدھر ہے
ہم تو کیونکر کہیں کہ بوسہ دو ۔ گر عنایت کرو عنایت ہے
ہم ہی صنم کے غم میں نہ ایمان سے گئے ۔ کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے

حکیم تخلص میر محمد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد محمد رضا برق

جب سے دل کو یہ گیسو میں مرا اولجھا ہے ۔ وہ بلا کون سی ہے جو نہیں آئی سر پر

حلیم تخلص حکیم نہال الدین محرر صدر اکبرآباد باشندہ کاکوری

مرے اپنے ہی نہ گئی میرے گھر کی تاریکی ۔ رہا خموش چراغ مزار ساری رات
پھنسا کر زلف میں ڈالی ہے پاؤں میں بیڑی ۔ دگرنہ رنگ شفا لائی تھی بہار میں روح

حلیم تخلص مرزا محمد سعید الدین عرف مرزا فیاض الدین خلف مرزا ریاض الدین عرف مرزا محمد جان نبیرۂ مرزا جہاندار شاہ مقیم بنارس شاگرد میر نواب

کب حنا کی رنگ سے اوسکی کف پا سرخ ہے ۔ لعل کی رکھتا ہے اپنے یار معدن زیر پا

حمزہ تخلص شاہ حمزہ دہلوی مقیم عظیم آباد آخر ایام میں فقیری اختیار کی تھی کبھی رند بھی تخلص کرتے تھے

ہائے کس کس کے تئیں بیٹھ کے ہم یاد کریں ۔ غم مجنوں کریں یا ماتم فرہاد کریں
بے پر و بال ہی رہنے کا خیال اپنا ہے ۔ مور کی طرح پر و بال وبال اپنا ہے

حمزہ تخلص حمزہ علی باشندۂ اٹاوہ معلمی کرتے تھے

پان کہا وسے ہے تو جھلکے ہی گلی سی لون رنگ — ۔۔ے کی جون سرخی کہ شیشے سے نمایان ہووے

حمید تخلص حاجی مولوی سید عبدالحمید خلف مولوی سید محمد عثمان مرحوم باشندہ کابل مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ فتح اونسے ایک چھوٹا سا دیوان یادگار ہے

پاس میرے بھی کبھی آئیے گا — تا بکے دور سے ترسائیے گا
زلف سلجھانے لگے پھر صاحب — پھر مرے سر پہ بلا لائیے گا
ہوگیا ہے عشق دل کو اوس بت طناز کا — یا الٰہی ہو بخیر انجام اوس آغاز کا

حمید تخلص حاجی حمید بخت باشندۂ سلہٹ خلف حاجی سعید بخت سعید تخلص شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم راقم کے ملاقاتی ہین

خواب مین شکل دکہائے گا وہ غیار کبھی — یہ بھروسا تجھے اے طالع بیدار نہ تھا
وہ جو شب میرے گھر آیا تو گیا ہوش حمید — اور جسوقت ہوا ہوش تو پھر یار نہ تھا

حمید تخلص سید حسین علی باشندۂ اگرہ

رہا وہ غیر کے گھر کل تمام شب ظالم — مین کیا کہون جو رہے دل کو بیقراری رات

حمید تخلص حمید الدین خان سوار دہلوی

نیند آئی تھی مدت مین جگا کسنے دیا ہائے — پاؤن مرے اے گردش تقدیر ہلا کر

حمید تخلص سید حمید الدین ولد کلام الدین شاہ فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

عشق ان سنگدلون کا نہین آسان ہے دل — کام جو سامنے آیا مرے مشکل آیا

حینا تخلص عبدالکریم خان ولد سرور خان لکھنوی شاگرد میر صبا صاحب دیوان ہین

لوگ کہتے ہین عیادت کو وہ کل آئین گے — اور اک شب سفر مرگ مین وقفہ ٹھہرا
گر کر موے ہین ایسے کسی کی نظر سے ہم — اوٹھتا ہے اب غبار ہمارا زمین سے کب
کیا دخل پھر کے کوچۂ گیسو سے آئے دل — کیسا رفیق چھوٹ گیا اپنا ہائے دل
وصل کی شب مجھ سے اوس بت سی گئی نہ بگڑی ۔۔۔ — پہنے ہے وہ جنگجو جھگڑے کا چھلا ہاتھ مین
جب سے اوس یوسف لقا کو دل دیا ہے حنا — سورۂ یوسف زبان پر ہے زلیخا ہاتھ مین
ہو کبھی دشمن کو بھی یارب نہ دشمن یہ نصیب — سنگ جو پہونچے ہین مجھکو دلربا کے ہاتھ سے

حوشم منشی دیپ چند کھتری دہلوی خط نستعلیق و شکستہ خوب لکھتے تھے زبان فارسی و انشا پردازی مین کامل تھے پیرانہ سالی مین بہ سبب مختل ہونے حواس کے یہ تخلص اختیار کیا اور شاعری کی طرف مائل ہوئے بارہ تیرہ برس ہوئے کہ انتقال کیا

جب کہ آنے کی سنی مین نے خبر دلدار کی | بھر گئی کانون مین بوا اوس زلف عنبر بار کی

حیا تخلص مرزا رحیم الدین خلف شہزادہ کریم الدین دہلوی متخلص بہ رسا شعر انکے بامزہ ہوتے ہین شطرنج بہت خوب کھیلتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

دیکھنے پائے نہ دل بھر کر قیامت مین اوسے | روز محشر وصل کی شب کی برابر ہو گیا
رونا کہان ہوا ہے مجھے دل کھول کر نصیب | دو آنسوون مین نوح کا طوفان آگیا
ممکن ہے کہ رحم اوس بت کافر کو نہ آئے | پر ہم کو حیا حال دکھانا نہین آتا
بتون کو چاہ کی ہم تو عذاب ہی مین ہے | شب فراق کٹی روز انتظار آیا
کہا صنم سے تسلی دو آنکر تو کہا | خدا نہین کہ جو ہم دل رکھین زمانے کا
سہل سمجھے تھے وہ ہم قتل گران جانی کو | ہو گیا کام تری تیغ کو دشوار اپنا
بس وصال میسر مجھے وصال ہوا | مرے جنازے پہ بیٹھے رہے وہ ساری رات
شروع شام جدائی مین نالہ و افغان | ابھی تو اے دل مضطر پڑی ہے ساری رات
ناصح نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام | ایسی سنے تو مین ہی نہ سنبھالا کرون
آدمی ہون نہین پتھر کا کلیجہ میرا | اس قدر تو نہ ستم کر کہ اوٹھا بھی نہ سکون
آتے ہی آتے موت کی یہان عمر ہو چکی | جو ہے سو میری جان کو غفلت سوار ہے

حیات تخلص محمد حیات خان ولد احمد یار خان قوم افغان شاگرد روشن شاہ روشن تخلص و نواب الٰہی بخش خان معروف باشندۂ رامپور میرٹھہ مین سررشتہ کے سررشتہ سے متعلق تھے

تیرے بسمل کی یہ حالت ہو تہ خنجر ناز | سر جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا وجد کرے

حیات تخلص مہر الدولہ سید زکی علیخان بہادر باشندۂ لکھنؤ شاگرد مہدی علیخان کوثر

اون زلفون مین اب دل کا پھنسانا نہین اچھا | ان کافرون کے پیچ مین آنا نہین اچھا

تھوڑی سی ہے رات اور وہ ہین جانی پہ تیار
او مرغ سحر شور مچانا نہین اچھا

موت آئے جسے سایۂ دیوار صنم مین
ایسے کا تو مردہ بھی اوٹھانا نہین اچھا

حیدر تخلص حسام الدین

ملک خصال پریوش فرشتہ خو کہت
مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا

تسخیر کو عالم کے نیا طور نکالا
کیا طوق محبت ہے ترے کان کا بالا

حیدر تخلص منشی حیدر علی مرحوم باشندۂ ہوگلی خلف منشی غلام نبی مرحوم بن مسند خان مرحوم دہلوی جو ولندیزون کے عہد مین دہلی سے ہوگلی مین آئے تھے اور وہین سکونت اختیار کی تھی بڑے ظریف تھے راقم نے انکو ہوگلی مین دیکھا ہے

کھڑا ہو کر مرے بالین پہ وہ خصت جو ہوتا ہے
نظر آتا ہے حیدر نزع مین جلوہ قیامت کا

حال دل گر کہون تو کہتا ہے
شوق مجھکو نہین کہانی کا

سست پیری مین کیون ہوا ای حیدر
کیا ہوا ولولہ جوانی کا

سنگ ہاتھون مین لیے ہین ساتھ طفلان حسین ہے
مین وہ دیوانہ ہون پریون کا اکھاڑا ساتھ ہے

ایک بوسے کے لیے آشنا بگڑتا ہے کوئی
تو ہی منصف ہو بھلا انصاف تیرے ہاتھ ہے

حیدر تخلص مرزا حیدر شکوہ خلف مرزا اکام بخت بن مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ

ناز سے جب وہ چلتے ہین پازیب آتی ہے صدا
کافر کہیے اونکو جو وہ انکار قیامت کرتے ہین

حیدر تخلص مولوی سید ولی حیدر ولد منشی امیر حیدر فرخ آبادی

خلق کی آنکھون مین چڑھتے پھر نہ ہم
تم نے نظر سے جو اتارا ہمین

حیدر تخلص منشی مصطفے حیدر خلف مولوی غلام حیدر مرحوم سررشتہ دار فورٹ ولیم کالج کلکتہ و مدرس فارسی بہرۂ مدرسۂ عالیۂ کلکتہ وطن انکا جاجمؤ تھا انکا مولد بنارس مسکن کلکتہ اشعار اپنے راقم کو دکھلاتے ہین انکی طبیعت مین نہایت شوخی ہے صاحب دیوان ہین

دل لیکے مرا صاف مکر جاتے ہین کیسا
جب مانگون تو جھنجھلا کے یہ فرماتے ہین کیسا

دھمکاتے ہین جھنجھلاتے ہین شرماتے ہین کیسا
رعشہ بھی ہے کچھ جسم مین کچھ لب پہ ہنسی ہے
دل و جان و دین و ایمان وہی تھا پھر کیا چھپایا
درد کیسا کہ جدا اور درد کی صورت سب مین
میرے اشکون کی روانی دیکھکر او حسن
سُن لیا سرمہ لگاتے ہین جو جال مرگ تغیر
عشق خط سبز نے پیا مجھے مثل حنا
اوس بت کا فکر کا دل مین رکھتے ہو حیدر خیال
کتنی دن سے ہے کیسا ہائے مضطر
نہ کیجے ضد نہ کیجے ضد بس اب رہنے دیجئے صاحب
قابو مین آگئے تو چکھا دینگے ہم مزا
دیجے بوسہ یا کہ گالی کہیے جو کہنا ہو صاف
کیا بھولے بنکے کہتے ہین قربان جائیے
ان سرخ سرخ اونگلیون مین کیا ہی زیب دین
لیا بوسہ خطا کی گالیان تو دی چکے صاحب
ہر ہر قدم پہ آہ نکلتی ہے دمبدم
مجھکو بھاتی ہین قیامت تیری دلبر چھاتیان
وصل مین وہ سسکیان لیلے کی کہنا یاد ہے
ذرا سینے پہ میرے ہاتھ رکھکر دیکھتے جاؤ
مجھکو کیون آئینہ دکھاتے ہو
پردہ اوٹھواؤ مین نہین موسے
ہوئی کیا شمع گل بن آئی میری بوسے لیتا ہون
مثال نقش پا کو حیہ مین اونکے جم کے بیٹھے ہین

قابو مین مرے آگئے وہ گھبراتے ہین کیسا
تنہا کہین ملتے ہین تو گھبراتے ہین کیسا
تورا ایمان ٹھکانے سے تو رکھو اور بدگمان اپنا
اپنا ہم درد کوئی خویش و برادر نہ ہوا
ایسا سمٹا شرم سے دریا بھی قطرہ ہو گیا
کیا اوسے آنسو بہانے کا بہانا ہو گیا
سبز بختی رنگ لائی خون اپنا ہو گیا
قبلہ من دیکھیے کعبہ کلیسا ہو گیا
خدا جانے کہ حیدر کو ہوا کیا
مجھے دفنایئے گر آج کی شب جائیے صاحب
اچھا سوال بوسہ پہ ہان منہ چڑاتے ہین آپ
زیر لب کہتے ہین کیا فرمایئے اچھی طرح
ہوتی ہین رنگ چار سفید و سیاہ و سرخ
فیروزون کے جو چھلے ہون امی یا سبز سبز
لیے جاتے ہو میرے کیلیے پھر چٹکیان اتنک
اللہ رے ضعف چلتے نہین بے عصا کے ہم
اونچی اونچی گول چکنی سخت پتھر چھاتیان
کیسی بے رحمی سے اُف ملتے ہو حیدر چھاتیان
دھڑکتا ہے کلیجہ دل ہے مضطر دیکھتے جاؤ
شب مہتاب مین لجاتے ہو
لنترانی کسے سُناتے ہو
ذرا ہے یہ بھری مجلس مین وہ جھنجھلا نہین سکتے
مٹا دین لاکھ وہ ہمکو گرا اوٹھوا نہین سکتے

ہے صبا جاروب کش چھڑکاؤ کرتا ہی سحاب
آمد فصل بہاری کی چمن مین دھوم ہے

دیکھیے جسوقت طفلان پریرو ساتھ ہین
ایک ہی ہشیار ہو حیدر عجب دیوانہ ہے

چلے ہو کیسلیے ہوکر خفا سنو تو سہی
بتا دو پہلے ہماری خطا سنو تو سہی

ادھر تو دیکھو نہ بولو ذرا سنو تو سہی
شب وصال مین کیسی حیا سنو تو سہی

تا صبح ایک بوسہ نہ ہرگز دیا مجھے
باتین تمام شب وہ بنا کے چلے گئے

مجنون نے کان بھی نہ رکھا آہ و نالہ پر
بلبل کو چٹکیون مین اوڑا کے چلے گئے

اوٹھے کیا ہے تم بھلا بیٹھے بیٹھے
ہوئے مجھسے شاید خفا بیٹھے بیٹھے

بس قتل عاشقان پہ نہ بیڑا اوٹھائیے
لاکھون کا خون ہوگا نہ لاکھا جمائیے

در پردہ پردہ فاش کیا چاک جیب نے
پردہ نشین سے عشق کو کیونکر چھپائیے

کافر یہ سنگدل ہین بڑے سخت بیوفا
حیدر نہ ان بتون سے کبھی دل لگائیے

حیدر تخلص نواب حیدر حسین خان خلف نواب حیدر علیخان شاگرد جوشش

کچھ تو ارشاد ہو فرمائیے کچھ تو صاحب
کیا خطا مجھسے ہوئی آپ جو [illegible]

حیدر تخلص سید ابن حیدر عرف بھولے میان خلف سید دلدار حیدر بلگرامی

یاد رکھنا تو مری بات کو اے جان جہان
مجھسا دنیا مین نہین ہے ترا خواہان پیدا

حیدر تخلص سید حیدر علی خان لاہوری حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تھے

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ کام نکلا

یہان تک تو رشک ہے کہ گوارا نہین مجھے
محرم سے بند بھی جو ترے سینہ بند کا

امداد سے بڑھ سب کچھ اس چشم تر کا
خدا حافظ آج اپنی دیوار و در کا

حیدر تخلص میان حیدر

ہے کہان اب تو اے مسیحا دم
یاد آتا ہے وہ ترا عالم

ہجر مین تیرے مجھ پہ کیا گذری
تجھکو معلوم کچھ ہوا اے صنم

حیدر تخلص دلیر الدولہ محمد علی خان بہادر عرف آغا حیدر خلف نواب

اسد الدولہ محمد تقی خان ترقی متوطن نیشاپور باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

اوس پری وش کی نظر جب سے کہ آئین آنکھین | میری آنکھون مین کسی کی نہ سمائین آنکھین
نہ کبھی حور نہ انسان نہ پری نے دیکھین | چشم بد دور عجب اوس شوخ نے پائین آنکھین
برق کا طرز جو حیدر کے سخن مین پایا | اوس سے محفل مین کسی نے نہ ملائین آنکھین

حیدر تخلص حیدر شاہ خان ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور مصوری مین بھی دخل رکھتے تھے

کب آتش درون مرے ہوتے نہین بلند | مانند برق کب دم شعلہ فشان نہین

حیدر تخلص حیدر بخش دہلوی ۱۲۱۶ بارہ سو سولہ ہجری مین کلکتہ مین تھے انکی آرایش محفل یعنے ہفت سیر حاتم نظر سے گزری

برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا | صبا نے مار طمانچہ منہ اوسکا لال کیا

حیدری تخلص غلام حیدر دہلوی مقیم عظیم آباد

حیدری کے قید کرنے کی عبث تدبیر ہے | اس پریشان کو خیال زلف ہی زنجیر ہے

حیران تخلص حافظ بقاء اللہ خلف حافظ ابراہیم خط نسخ و نستعلیق خوب لکھتے تھے

قطعہ

بعد مرنے کے یہ خواہش ہے مری ہو دوستو | کچھ نہ خواہشمند ہون تربت کا نہ توقیر کا
گرد تربت کی ہو اک آئینہ اور طوطی ہو وہ | تا کہ جانے ڈھیر سب حیران خوش تقریر کا

حیران تخلص میر حیدر علی دہلوی شاگرد سر سنگین دیوانہ بہار مین مارے گئے اپنے قاتل کو بھی اپنے ساتھ لے گئے

ق

کہا مین نے کہ میرے گھر چلیئے | اس مین کچھ کم نہ ہوگی محبوبی
تیوری کو چڑھا لگا کہنے | رہ و رسم ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہے میرے گھر چلیئے | دیکھیو اختلاط کی خوبی
دیکھ زخمی مجھے ادہر کو یہ قاتل واسلئے | سنکے کہتے ہین کہ آ زخم جگر سلوا لیجے

حیران تخلص میر منو عظیم آبادی مرثیہ مین مظلوم تخلص کرتے ہین

وہ ظالم ایک دن بھی آن کر بیٹھا نہ پہلو مین ‖ اگر دیکھا ہے یہ حال دل دیوانہ پہلو مین

حیران تخلص میر ولایت علی دہلوی بہادر شاہ بادشاہ دہلی تخلص بہ ظفر کے عہد مین عہدۂ کپتانی پر مامور تھے

سر ٹکپتا رہون یا پھوڑ کے سر مر جاؤن ‖ تیری مرضی ہے بتا اے غم تنہائی کیا
شکل تصویر جو حیرت مین تو امی حیران ہے ‖ اوسکی تصویر کسی نے تجھے دکھلائی کیا

حیرت تخلص حافظ عبد الرحمن باشندہ جھنجانا شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

اک دو ہی آنسوؤن مین لگا ڈوبنے فلک ‖ نکلے گی خاک دیدۂ خونبار کی ہوس
گر شربت وصال نہین موت ہی سہی ‖ کوئی تو نکلے اس دل بیمار کی ہوس
حیرت کا خدا جانے ہے کیا حال کہ ہمدم ‖ کچھ رات سے آتی نہین آواز فغان کی

حیرت تخلص مرزا رمضانی دہلوی خلف شہزادہ صمصام الدین شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

وہ خار ہون کسی سے اولجھتا نہین ہون مین ‖ دشمن کی آنکھ مین بھی کھٹکتا نہین ہون مین
حیرت اب یار سے کیون ترک وفا کرتی ہو ‖ پہلے ہی تم نے محبت نہ بڑھائی ہوتی

حیرت تخلص محمد جان خان ولد باز خان باشندۂ الہ آباد

مرقد سے میرے اوٹھکے بگولا جو رہ گیا ‖ کہنے لگے وہ خاک کسی ناتوان کی ہے

حیرت تخلص میر محمد حسین ولد سید امید علی متوطن بارہ مقیم قصبہ اکبر پور معروف بہ بندگی توابع فتح پور ہنسوا شاگرد احمد علی کامل

اوٹھا جو صبح کو ملتا وہ مست خواب آنکھین ‖ لگا چورانے مسیحا سے آفتاب آنکھین
خبر ہے آمد جانان کی بر لب دریا ‖ ہین انتظار مین کھولے ہوئے حباب آنکھین

حیرت تخلص میر مراد علی تاجر مراد آبادی شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا تخلص حیدر لکھا ہے

سمجھ کے دیکھا تو بیجا تھا سب گلہ دل کا ‖ یہ چشم تر نے ڈبویا معاملہ دل کا
شریک آہ ہے شور جنون بھی وحشت سے ‖ عجب جلوس سے جاتا ہے قافلہ دل کا

کہان سے شیشئہ مے محتسب خدا سے توڑے ۔ مرے بغل مین چھلکتا ہے آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخرالدین نبیرۂ میر منو ولد اعتماد الدولہ قمرالدین خان مقیم کالپی فارسی بھی کہتے تھے

ہم اوس بزم سے یون پرارمان نکلے ۔ جوانی مین جسطرح سے جان نکلے

یہ ستم دیکھون کن آنکھون سے مین لے غیرت عشق ۔ ایک عالم اوسی کوچہ کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری شاگرد جرأت موسیقی اور تیراندازی مین اچھا دخل رکھتے تھے سنہ ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہا کرتے تھے

برنگ نقش پا اوسکی گلی سے اوٹھ نہین سکتا ۔ ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیف تخلص میر حیدر علی لکھنوی شاگرد میر شیر علی افسوس

جسکی پھر اک امید مبدل بہ یاس ہو ۔ کیا اوس مریض عشق کی جینے کی آس ہو

ہے اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن ۔ ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادھر آوے

کہتا ہے کوئی بال اوسے کوئی رگ گل ۔ کچھ مین بھی کہون تیری کمر جو نظر آوے

کانون مین نہین ہین اوسکے بالے ۔ اک چاند کے دو ہوئے ہین ہالے

حیف تخلص موتی لال ولد لالہ بسنت شاگرد میر سوز سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین لکھنؤ مین تھے

گلشن دہر مین کیونکر وہ بھلا شاد پھرے ۔ رات دن جسکے لیے گھات مین صیاد پھرے

حیف تخلص شیخ محمد حاجی مرحوم دہلوی شاگرد میر محمدی بیدار

رباعی

اب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے ۔ سب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

پہلے کہہ لے کہ مین برا نہ مانون گا ۔ تب تجھ سے کہون جو کچھ ہے دل مین میرے

حرف خاء معجمہ

خادم تخلص خادم علی شاہ مقیم کلکتہ قریب بارہ برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم سے

اسکے مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

صاف آیا میل ہے ولمین وہ یاد افسوس آج	خانہ تاریک مین روشن ہوا فانوس آج

خادم تخلص منشی محمدی راجہ بردوان کی سرکار مین متعلق ہین فارسی بیشتر کہتے ہین

اشک کوئی دم مین باب لاتا ہے سر دل کی بات	طفل سے ممکن نہین ہے ضبط کرنا راز کا

(باشندہ کیتھل) خادم تخلص شیخ خادم علی کیتھلی شاگرد میر تقی دہلی مین تربیت پائی تھی بیشتر خطوط مین دخل رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے

عاشق ہوا ہون اک بت بالا بلند پر	صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پر
اسکے ہاتھون اک جہان ویران ہے	چشم بھی میرے کوئی طوفان ہے

خادم تخلص خادم علی خان باشندہ فرخ آباد استاد نواب ناصر جنگ بنگش بیشتر فارسی کہتے تھے

مجھکو کہتے ہو کہ چل باہر ہو	آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خادم تخلص خادم علی لاہوری مقیم دہلی

نشین جو کہ نہ کوئی تھین سو کہین پروہ شوخ	نہ ملا اپنے جگر سوختہ سے پر نہ ملا

خادم تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

رات بھر ہائم پروانہ مین روتی ہے شمع	اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خاص تخلص منشی پلٹن سپاہیان شاہی محمد حیدر خان خلف الٰہی بخش خان باشندہ دہلی شاگرد مرزا جمعیت شاہ ماہر

تھی جدائی گرچہ پہلو مین مرے وہ یار تھا	ناز تھا آزردگی تھی سنج تھا انکار تھا
کاوشین جھیلین نہ کیا کیا داغ مژگان سے ہین	گاہ نشتر تھا جگر مین گاہ دل مین خار تھا
دیکھ لے نقشہ اگر اوس عالم تصویر کا	تو تو کیا زاہد دل آوے اوس پہ تیری پیر کا

خاکسار تخلص میر محمد یار عرف میر کلو مرحوم دہلوی شاگرد مرزا مظہر قدس سرہٗ قدم شریف مین تشریف رکھتے تھے بڑے عاشق مزاج اور صاحب دل تھے جسپر اونکی آنکھ پڑتی تھی وہ تعلقات دنیا سے آزاد ہو جاتا تھا

تیغ قاتل سے رہے محروم بے تقصیر ہم	روز محشر کو اوٹھینگے اسلیے دلگیر ہم
قیامت بھی ہوگی تو میری بلا سے	مجھے داد خواہی کی طاقت کہان ہے
تری زلف سیہ سے اسے پیار سے	مجھکو اک سر ہزار سودا ہے

خاکسار تخلص غلام محی الدین خان مراد آبادی شاگرد قدرت اللہ شوق

تکیۂ مخمل ہے گرچہ منعمان کے زیر سر	ہاتھ اپنا بس ہے یہان مجھ ناتوان کی زیر سر

خاکی تخلص غلام حیدر بیگ وطن انکا بدخشان مولد دہلی دکھن مین رہتے تھے

ہم عشق بھی سیکھین اگر استاد ہو کوئی	دل تو ہے بتادے مجھے گر یاد ہو کوئی

خالص تخلص مولوی محمد عبد الرزاق مدرس مدرسۂ سرکاری کول

دیا ہے تمنے دل خالص کسی آئینہ سیما کو	نہین تو صورت آئینہ کیون بیٹھے ہو حیران سے

خالق تخلص خالق بخش اکبر آبادی شاگرد اسیر

فراق و رنج و الم یاس و درد و داغ و قلق	کرم سبھون نے کیا ہم پہ باری باری رات
بند ہاچیان جو اوسکی جبین کی افشان کا	ستارے گن ہی کے خالق نے سب گذاری رات

خان تخلص عبد اللہ خان دانا پوری شاگرد حافظ صنعم کلکتہ مین وفات پائی

جس دن سے وصل یار سے یارب جدا ہوے	کیا کیا فلک کے ہم پہ ظلم و جفا ہوئے

خان تخلص محمدی خان شاگرد سعادت یار خان رنگین باشندۂ دکن مقیم دہلی

یاد جس وقت تری آتی ہے	مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص محمد اشرف خان مرحوم ولد محمد علی خان باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

بتونکی چاہ گئی ہو برا ضعیفی کا	ادھر تو پک گئے بال اودھر بیماری
اسے خان غم فراق مین تم زہر کھا مرو	اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خالی تخلص مرزا خانی باشندۂ دہلی انکے دماغ مین مالیخولیا تھا

بے عقلی سے کام ہی کرتے رہے سدا	عاشق ہوئے تو یہ بھی خلل تھا دماغ کا

خاور تخلص محمد اکبر خلف مرزا مہدی سیستانی مقیم اکبر آباد فارسی نژاد وہین شاگرد

مرزا محمد حسین خراسانی اور میر وزیر صبا کے

مرتا ہون نہ جیتا ہون محبت کے پڑا ہون ۔ کیا پوچھتے ہو حال ہے کیسا مرے دل کا

خبیر تخلص سید مہدی بلگرامی ولد محمد عسکری تہوڑے روز ہوئے کہ چالیس برس کی عمر مین بمقام کانپور مین قضا کی

ہم نے رونے کا بہلا کب سر و سامان باندھا ۔ تم نے ہی دیدہ و دانستہ یہ طوفان باندھا
سد وصال رنجش دلدار ہو گئی ۔ اتنا بڑھا غبار کہ دیوار ہو گئی

خبیر تخلص غلام محمد خان خلف غلام قادر خان فرخ آبادی شاگرد رشک

ہے ماہ پر آگے ترے مہتاب کا عالم ۔ خورشید مین نقشہ ہے چراغ سحری کا

خدمت تخلص فرحت علی لکھنوی

دو دن ہے زندگانی مجھسے کلام کرلے ۔ اکبار میرے گھر مین دلبر مقام کرلے

خرد تخلص نواب فخر الدین خان دہلوی خلف نواب شرف الدین خان معاصر مومن

ہمارے اونکی صحبت گو ابر و برق کی سی ہے ۔ ہم اونکو دیکھکر روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستے ہین
لبون پہ جان ہے جلدی کہین پہونچ ظالم ۔ یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خرد تخلص بالا پرشاد کھتری خوشنویس باشندۂ دہلی

یہ ہے پتھر اور وہ گلرنگ ترا ہی جوہری ۔ کیا ہے نسبت لعل کو اوسکے لب خوشرنگ سے

خرد تخلص پنڈت رام نراین دہلوی شاگرد حافظ غلام دستگیر مبین

ہم آپ سے نہین جاتے یہان سے گھبراکر ۔ یہ جیسے خبر تہ دل کا اثر ہے کیا کیجے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ عرف میر چھونن دہلوی والد اسکے نواب محمد الدولہ عبد الاحد خان کے متوسلین مین تھے

سایہ سا ہم پہونچی تو تجھے یا تو تاک گر گر کر ۔ اوسنے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب سید محمد کرمانی قدس سرہٗ کی اولادون مین اور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ کے مزار کے خادمون مین تھے بجور سے خان

ترکی چشم وصف مژگان و نگاہ خونریز — ہین انکھین لشکر خونخوار کے سردار ابرو
کشتیان انکھین ہین بیشک خطِ پیشانی موج — مچھلیان حسن کے دریا مین ہین یا ابرو
ردِ سنے محبوب ہے یا کوئی سلحخانہ ہے — مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے تلوار ابرو

حقی تخلص راجہ بالو عظیم آبادی

ہے خنک ازبس ہواے بزم ساقی جلد لا — گرم صحبت ہو گی زیبِ انجمن ہو جائے گا
دیکھ سنبل کو چمن مین یاد آئے اوسکی بال — حاصل اِس گلگشت سے آخر پریشانی ہوئی

خلش تخلص حافظ فردوس علی شاگرد وعزیز مولوی عبدالکریم سوز

کیون یہ کہتے ہو فلس کو کہ وہ بیمار نہ تھا — کچھ تو آزار اوسے تھا کہ وہ اچھا نہ ہوا

خلق تخلص میر احسن خلف و شاگرد میر حسن دہلوی صاحب مثنوی بدر منیر باشندہ لکھنؤ

عجب عالم مین مدہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا — کہ آپنا بھی نہ ہوش آیا کہ جو پوچھون کدھر آیا
دل لگاتے تو لگا یا یہ نہ تھا کچھ معلوم — جی پہ کیا گزرے گا اور جان پہ کیا ہوویگا

خلیق تخلص مرزا اظہور علی ولد مرزا ہوشدار سنہ ۱۱۹۰ گیارہ سو نوے ہجری مین ناظم بنگالہ کی سرکار مین توسل رکھتے تھے

صحبتِ زندہ دلان سے ہے باعثِ آرامِ جان — ہمنشینی مردہ دل کی ہے عذابِ زندگی

خلیق تخلص میر مستحسن مرثیہ گو برادر خورد میر احسن خلق باشندہ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

غفلت مین فرق اپنے تجھین کچھ نہ آیا — ہم آپ مین نہ آسکے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا مین نے جو اسے گل کچھ وفا کر — تو وہ ہین ہنس پڑا وہ کھلکھلا کر
بھاگنا تیرا بجا اوس سے ہے اے سیمین تن — تو تو سیماب ہے اور پارۂ اخگر عاشق
حشر کا ڈر اونہین کیا ہے کہ تیری کوچہ مین — خود بپا کرتے ہین ہنگامۂ محشر عاشق
بیستون مین اثرِ گریۂ فرہاد کو دیکھ — جگرِ سنگ سے بھی آب رواں ہے اب تک
مثل آئینہ ہے اوس رشکِ قمر کا پہلو — صاف ادھر سے نظر آتا ہے ادھر کا پہلو

بس کہ خرام ناز کا پامال ہوں خلیق — لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کے ساتھ

خلیل تخلص میر دوست علی ولد سید جمال علی باشندۂ قصبہ جڑولی متعلقہ بارہ باشاگرد رشید آتش رفیق نادر مرزاے نیشاپوری بیشتر لکھنؤ میں رہتے ہیں ۱۲۷۹ھ بارہ سو اوناسی ہجری میں کلکتہ میں آئے تھے صاحب دیوان ہیں اشعار انکے بہت خوب اور مرغوب ہوتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

میرے دل میں اگر آپ آئیے گا — داغ کی طرح سے رہ جائیے گا

ہاتھ جوڑوں بھی تو ٹھہرینگے نہ آپ — نبض کی طرح چلے جائیے گا

جلوۂ حسن رخ یار نے بیہوش کیا — وصل میں لطف شب وصل میسر نہ ہوا

دل ہے خود مرشد کامل اسے کیا سمجھاؤں — خضر کا کوئی کسی راہ میں رہبر نہ ہوا

غم فرقت یہ بلا ہے کہ تمام اعضا میں — پھوٹ پڑ جاتی ہے جس وقت وہ دلبر نہ ہوا

عشق نے دشمن راحت یہ بنایا ہے مجھے — نہ دیا دل اوسے جو شوخ ستمگر نہ ہوا

ضعف سے کانپتے ہیں چلنے میں ہر بار قدم — پڑتے ہیں صورت چوب کف بیمار قدم

پاے رنگیں سے جو ہے نقش قدم ہر گل تر — چار باغ آئے نظر تم جو چلو چار قدم

سالک راہ محبت کو ہے غفلت سے ضرر — دیکھو سونے سے ہو جاتے ہیں بیکار قدم

مرتبہ خاک نشینوں کا جو سمجھے کوئی — رکھے پھر نقش قدم پر بھی نہ زنہار قدم

بے سبب دشت جنوں میں نہیں سرگرداں ہم — قلم آسا نہیں رہتے کبھی بیکار قدم

حشر برپا ہو کہیں لوگ قیامت آئے — ربع مسکوں میں ہو ہلچل جو چلو چار قدم

بتوں کا سبزۂ خط خال کا نہیں محتاج — بغیر مہر یہ خط اعتبار رکھتا ہے

ترقیوں میں تنزل کا بھی خیال ہے شرط — گرے کو تیں کو نظر میں سوار رکھتا ہے

رونے پہ باندھ لے جو مری چشم تر کمر — کیسے زمیں فلک پہ ہو پانی کمر کمر

جان جان عاشقو نہیں نام جدائی کا نہ لو — موت کا ذکر نہیں کرتے ہیں بیماروں میں

تم سنو یا نہ سنو نالے کیے جاؤں گا — درد دل کہنے سے مطلب ہے اثر ہو کہ نہ ہو

کڑیان حسین بند کی پہندے ہین جال کے — کہیلے گا مرغ رنگ حنا کا شکار ہاتھہ
اوس بت کو دیکھتے ہی ہوا دل اسیر عشق — پتھر کے نیچے دب گیے بے اختیار ہاتھہ
ہر طرح مل رہیگا بس مرگ اے خلیل — دس گز کفن گز ہی کا زمین تین چار ہاتھہ
اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ — تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے
دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل — پہرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے
حالت صفت شمع ہے یہ سوز جگر کی — پاؤن کو جلا دیتی ہے آتش مرے سر کی
مین مرگیا وہ گھر کو گیا صبح شب وصل — نقارہ مرے کوچ کا نوبت تھی سحر کی
مرکر بھی چھپاؤن جو تری زلف کا سودا — بٹی نہ دہوان دے مرے تربت پہ اگر کی

خلیل تخلص سید ابراہیم علی اکبرآبادی شاگرد گلزار علی اسیر

وصف دہن تنگ نے خاموش کیا ہے — لے جاے تکلم سے نہ موقع ہے صدا کا
کعبہ و دیر مین کسکے لیے پہرتے ہو خلیل — سچ کہو شوق ہوا کس بت ہرجائی کا
ملجائے گا موقع جو کبھی دادرسی کا — اللہ سے اے بت تری فریاد کرینگے

خلیل تخلص علی ابراہیم خان مرحوم نائب ناظم بنگالہ گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگ بہادر انکو عدالت دیوانی ضلع بنارس کا حاکم مقرر کیا تھا صاحب دیوان و تذکرہ شعراے فارسی و اردو گزرے (متوفی ۱۲۰۸ھ)

کہو رونے سے میرے تر ہو جیب و کنار آخر — خلیل آنکھون کے ہاتھون ہوگیا [illegible]

خلیل تخلص شیخ محمد خلیل لکھنوی شاگرد مصحفی

جب آگے ترے شمع نے سر اپنا اوٹھایا — گلگیر نے تب اوسکی وہین دور کی گردن
سو تیغ لیے نکلے ہے اک ہاتھ مین خورشید — تا کاٹے جو دیکھے شب دیجور کی گردن

خلیل تخلص شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علی خان بہادر خلف خواجہ عبدالحکیم غدر مین مارے گئے وطن انکا کشمیر مسکن لکھنؤ شعر انکے اچھے ہوتے ہین

نیند سے گھر کا ہیکو آپ آئیے گا — خیر بندے ہی کو بلوائیے گا

سنکے حال شب فرقت بولے — کہیئے کچھ اور بھی فرمائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین — ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا
کھیل مین جان پہ کھلوائیے گا — ہم کو شمشیر سے سر آئیے گا
نزع مین دیکھ کے فرماتے ہین — ہم جلا لین گے جو مرجائیے گا
وصل مین کہتے ہین ہو لے بنکے — کسطرح ہجر مین مرجائیے گا
کس عنایت سے وہ کہتے ہین خلیل — شام کو آج ضرور آئیے گا
وصل وسر رشک چمن کا گر میسر ہو خلیل — آرزو اک عمر کی ہو جائے حاصل باغ مین
ہاتھون پہ سر جو معرکۂ امتحان مین تھا — پیچھے ہٹے نہ ایک قدم کو کہین کے پاؤن

خموش تخلص مرزا خدایار دہلوی ملازم راجہ رنجیت سنگھ بہادر پنجاب مین سکونت اختیار کی تھی

خموش کس سے نیا اختلاط ہے کہ ہمین — کچھ ان دنون کہین تیرا پتا نہین لگتا

خندان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گردش چشم پر ترے جب کہ نگاہ کیجیے — خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خواجہ تخلص مولوی عبد العزیز خلف مولوی اظہر علی مرحوم منشی سابق فورٹ ولیم کالج کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انیع وطن انکا سلہٹ مولد و مسکن کلکتہ بڑے ذہین و ذکی ہین شعر اچھا کہتے ہین ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

دل لیکے جان مانگتے تھے وہ بھی لے چلے — اب میرے آپ کے کوئی جھگڑا نہین رہا
گر ور د سر گیا تو رہا درد دل اوسے — بیمار عشق ایک دن اچھا نہین رہا
بعد فنا بھی درد و الم میرے ساتھ ہین — مرقد مین بھی رہا تو مین تنہا نہین رہا
دیر و حرم مین سب مری صورت سے ہین نفور — دل دے کے آپ کو مین کہین کا نہین رہا
چشم تحقیق سے جب سوے کلیسا دیکھا — بت مین بھی جلوہ نما نور خدا کا دیکھا
ساقیا آگئے تیرے دیدۂ میگون کے ادھر — بادۂ سرخ کو پانی سے بھی پتلا دیکھا
گر ہمجوشی غیر سے کر کے جلایا آپ نے — اب تو صاحب آپ کا ٹھنڈا کلیجا ہو گیا

یاد گل مین ہووے اے خواجہ اگر گریہ کنان — موج آب اشک بلبل سے ہو طوفان چمن
تونے جو چھپا ہے پسینا جو رخ گلگون کا — دامن گل سے بھی زیادہ ہے معطر دامن

خواجہ تخلص خواجہ نجف علی باشندہ ہوگلی منشی پلٹن انگریزی راقم کے ملاقاتی تھے دیوان انکا نظر سے گذرا

بعد مرنے کے مرے مستی کا ملنا چھوٹا — سرمہ رکھا ہی رکھا خاک ہوا میرے بعد

خواہش تخلص حاجی میر الہ داد متوطن الہ آباد مقیم دہلی

تیرے آنے کی دھوم ہے دل مین — حسرتون کا ہجوم ہے دل مین
ہر قدم پر ہین آفتین برپا — چال ہے یا کوئی قیامت ہے

خوشغرض تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بند قبا کو کھول کے گلشن مین تو نہ جا — ہووے نہ گل گلے کا کہین ہار دیکھنا

خورشید تخلص خوشوقت علی خان ولد داؤد خان تھانہ دار باشندہ اکبر آباد کانپور مین رشک کے شاگرد ہوئے تھے لکھنؤ مین جاکے برق کے شاگرد ہوئے

بیٹھے جو سامنے وہ دوپٹا اوتار کے — پھولا مین اسقدر کہ انگرکھہ مسک گیا
تہمت بھرا نہ بتون نے سنی مری فریاد — خدا کے ہاتھ ہے خورشید فیصلہ دل کا
وہ صبح وصل کس کس ناز سے ہمکو جگاتے ہین — سدھارے رات اوٹھو صبح محشر سر پہ آئی ہے

خورشید تخلص مرزا احسن علی عرف میان سابو مرشد آبادی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

ہے خیال عارض گلرنگ جانان کیا مجھے — خار آتا ہے نظر آنکھون مین گلشن آج کل

خورشید تخلص پنڈت سورج پرشاد خلف پنڈت آسارام

چھو تو نہ بلبلو چمن سے بے ثبات پر — غنچون کی جو چٹک ہے وہ کوس رحیل ہے

خورشید تخلص خورشید عالم خلف سید مقصود عالم مقصود باشندہ سہانی

قتلگہ مین جو شہیدون کا بہایا ہے لہو — تیغ ہی کا گھاٹ دریا کا کنارا ہوگیا

خورشید تخلص خورشید احمد شاگرد و برادر عم زادہ شاہ رؤف احمد رأفت

مومن خان اور مرزا غالب سے بھی اصلاح لی تھی ماوراء النہر اور خراسان کی سیر بھی کی تھی اِنکا مولد لکھنؤ و مسکن دہلی حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین سے تھے

پھاڑ سے لے کوا در کیا باقی رہا دستِ جنون — چاک دامن ہو گیا تیرے گریبان ہو گیا
نوید وصل یہ مانا کہ جھوٹ ہے خورشید — کسیطرح کوئی تسکین اضطراب تو دے

جورم تخلص محمد احمد باشندۂ شاہجہان آباد

جان تن سے نکلے اے ترے سامنے بیٹھ — اک دم کی دم اس خستہ کے بالین سے نہ جا تو

خیال تخلص غلام حسنخان دہلوی برادرزادہ وشاگرد برکت اللہ خان برکت اشعار فارسی انکے لاک سے زائد ہونگے

تجھے تو غیر کو منظور منہ دکھانا تھا — نقاب کھولنا گرمی سے اک بہانہ تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا مہ پارہ غرفی مین — کہ جو چلمن مین تشبک رہ گیا نظارہ غرفی مین
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہے اے خیال — اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی

حرف دال مہملہ

داد تخلص مولا داد خان لکھنوی

نہ جائے باغ مین رشکِ چمن مرا مہِ داد — شہید نازکی دیکھی اگر کفن کی بہار

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

سحاب پارۂ دامن سے آبدیدون کا — نمود برق طپیدہ دلِ طپیدون کا
کھلا کسی پہ نہ آسودگان خاک کا حال — ہجوم حسد زمین مین ہے آرمیدون کا
جا پھنسا حلقۂ زلفِ بُتِ عیار مین دل — لے گئی کھینچ کے شامت دہن مار مین دل
ہم خاک ہو کے آئے ہین کوچہ مین یار کے — لیکن یہ خوف ہے کہ صبا کو خبر نہو
مجھسے کب ہوتا ہے اے دارا وہ صاف — اسکے دل مین بدگمانی اور ہے

داغ تخلص میر مہدی دہلوی مقیم لکھنؤ فرزند وشاگرد میر سوز بیس برس کی عمر مین

ایک نونہال گلشن خوبی پر شیدا ہوکر کچھ دنون اوسکی باغ وصال سے ثمر زندگانی کا مزہ
چکھا اور گل مراد سے دامن تمنا کو بھرا آخرش جب خزان ہجر پہونچی اور بہار وصل ہوش
بلبل کیطرح اوڑگئی دل بیتاب نے اونکی بیقراری اور آہ وزاری یہانتک شروع
کی کہ عندلیب جان نے چار دیوار عناصر مین تنگ آکر قصد پرواز کیا اوسوقت اونکے غمخوارون نے
اوس مسیحای ملک الموت سیرت کو اوسکے مریض فراق کی حال پر ملال سے خبر دی کہ وہ اپنے قدوم شفا لزوم سے
اپنے مریض درد ہجران کو صحت بخشی چونکہ اودھر سے اوسکے آنے مین دیر ہوگئی
اوسنے اپنے جلد آنے کے بارے مین نامہ لکھا لیکن ادھر تاب انتظار نے
بہت ہاری حالت نزع مین اس شعر کو عنوان مکتوب پر لکھا

ازجان رمقے بود کہ مکتوب تو آمد | دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی

اور فوت کی اناللہ وانا الیہ راجعون

قطعہ

ابھی دل پاس تھا غائب ہوا ابھی ہمنشین دیکھو | ادھر دیکھو اودھر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
ابھی کچھ پاس ہے رہ رہ کے جو یہ مسکراتا ہے | اسی کے ہاتھ دیکھو جیب دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے | ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبین دیکھو

رباعی

یہ چاہ نہین بھلی بری ہوتی ہے | جی لیتی ہے دوستی بری ہوتی ہے
لگتا نہین جی کہین بھی اوسکے بن آہ | سچ کہتے ہین یہ لگی بری ہوتی ہے

داغ تخلص مولوی وحید اللہ خان بہادر ڈپٹی مجسٹریٹ و ڈپٹی کلکٹر ضلع بیربہوم خلف
جناب مولانا محمد وجیہ صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی
مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ۱۲۸۹ بارہ سو اٹھاسی
ہجری مین انتقال کیا

عشق مین ذلت ہے عزت ناصحا | محترم ہین وہ جو ہین رسوائے یار

داغ تخلص سید لطف حسین خلف حیدر علی باشندہ فتح پور ہنسوا شاگرد ناسخ

چڑھی آنکھیں ہین کیون اوترا ہوا چہرہ تمھارا ہے ۔ ہوا معلوم شاید آتش مے کا حرارہ ہے

داغ تخلص نواب مرزا ای دہلوی ولد چھوٹی بیگم شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق ملازم نواب رام پور راقم نے اس شخص کو دلی مین دیکھا ہے اچھی طبیعت پائی ہے

گر تو کبھی بہانے سے آجاے وقت نزع ۔ ظالم کرین ہزار بہانے قضا سے ہم

گو حال دل چھپاتے ہین پر اسکو کیا کرین ۔ آتے ہین خود بخود نظر اک مبتلا سے ہم

ہے کچھ جواب سست مقرر کہ جو ادھر ۔ اوٹھتے ہین دیر دیر سے نامہ بر کے پانو

کیا کہا پھر تو کہو دل کی خبر کچھ بھی نہین ۔ کیون یہ کیا ہے خم گیسو مین اگر کچھ بھی نہین

آنکھ پڑتی ہے کہین پاؤن کہین پڑتا ہے ۔ ہے خبر سب کی اونھین اپنی خبر کچھ بھی نہین

دھوم ہے حشر کے سب کہتے ہین یون ہی ہوگا ۔ فتنہ ہے اک تری ٹھوکر کا مگر کچھ بھی نہین

اونھون نے خط تو بھیجا پر سمجھ مین کچھ نہین آتا ۔ کہ سو سو طرحکا ہر بات مین پہلو نکلتا ہے

کہنے دیتے نہین کچھ منھ سے محبت تیری ۔ لب پہ رہجاتی ہے آآکے شکایت تیری

وہ تو ستم کرینگے کوئی مرے کیون نہ جاے ۔ ہم بھی ستم اوٹھائین گے اب ہم بھی کیون بچاے

دل و دین کو جسنے دیا ڈبو ہی نام اوسکا ای بتو ۔ کہین داغ تم نے سنا جو ہو اسی روسیاہ کا نام ہے

دانا تخلص میر فضل علی دہلوی شاگرد میر شرف الدین مضمون پہلے نواب سراج الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے بعد ازان ۱۱۹۴ھ گیارہ سو چورانوے ہجری مین لباس فقیری اختیار کیا تھا صاحب دیوان گزرے

دل مین ہر ایک کی سودا ہے خریداری کا ۔ یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

دانا تخلص لالہ سوبہارام علاقہ دار کمسریٹ انگریزی راقم نے ۱۸۵۲ء اٹھارہ سو باون عیسوی مین کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین

رات دن کی مری جینے نہ کی فریاد سے یاد ۔ آج لیتا ہے وہ آطیش مین دشنام سے نام

دانا تخلص روشن لال ولد مہتاب راے لکھنوی شاگرد نواب عاشور علیخان

دیکھے بغیر چین سجھے ایک دم نہین ۔ رہتی ہے رات دن تری تصویر ہاتھ مین

داود تخلص ایک شاعر قدیم کا ہے شاید نام بھی انکا داود ہو ✝

چاندنی کی سیر کو کسطرح نکلے وہ صنم
دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

داغم تخلص داغم علی باشندۂ کلکتہ

جب خدا تجھسے یار ہوتا ہے
دل مرا بے قرار ہوتا ہے

بے صبر و بے شکیب ہے خانہ بدوش ہے
دلخستہ اور شکستہ یہ دایم مدام ہے

دبیر تخلص مرزا سلامت علی ولد مرزا غلام حسین کاغذ فروش لکھنوی شاگرد میر مظفر حسین ضمیر مرثیہ اچھا کہتے ہین مگر ایسا نہین کہ عیوب شاعری سے پاک ہو راقم نے انکو عظیم آباد مین دیکھا ہے

روان کرتا تھا خنجر گاہ گاہے روک لیتا تھا
عجب ناز و ادا سے اوسنے کاٹا میری گردن کو

دلا ان تنگ چشمون سے نہ چشم مہر رکھیو
کسی کے حال پر روتے نہ دیکھا چشم سوزن کو

درخشان تخلص سید علی جان مخاطب بہ مہتاب الدولہ ولد میر مغل لکھنوی متوطن خراسان مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی اسیر ملازم بادشاہ اودہ صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیئے بھیجے تھے راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

سب مساوی ہے زر و مال اگر نہوا
آئینہ تختہ تابوت سکندر نہ ہوا

غالب ہوئی جو نکہت گل پر شمیم زلف
غنچون نے چٹکیون مین صبا کو اوڑا دیا

گھٹ گئی جب عمر اوس گیسو کا سودا بڑھ گیا
تھا مگر وقت زوال شمس سایا بڑھ گیا

وبال اس سر کے کٹنے کا نہ بالا بالا جائیگا
دھوان اسکو نہ اے قاتل سمجھنا شمع روشن کا

چاند دیکھے جو کبھی تیری پیرہن خورشید
سر دھنے خوب گریبان سحر مین خورشید

شیشہ و جام سے معمور ہے سارا بازار
آئیگی دختر رز دیکھنے مینا بازار

خلش ہمین سے نہین ہے کچھ اوس ہی کو
ادا و ناز سے محرم ہے تنگ سینے پر

ہے تیری آرزو مجھے اے جان آرزو
کیا آرزو ہے واہ رے قربان آرزو

طواف تھا جو کبھی دل کے گرد پھرتے ہم
جہاد تھا جو کبھی خون آرزو کرتے

درد تخلص حضرت خواجہ میر دہلوی خلف الرشید خواجہ ناصر عندلیب علیہما الرحمۃ انکے اشعار فارسی و ریختہ نہایت پر درد ہوتے ہین وصال انکا روز آدینہ بست و چہارم

صفر سنہ ۱۱۹۹ گیارہ سو ننانوے ہجری مین ہوا راقم نے انکے مزار مبارک کی زیارت کی ہے نالۂ درد و آہ سرد و سوز دل و شمع محفل و دیوان انکی نظر سے گذرے

بارے تجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا
اسے آنسو و نہ آوے کچھ بات دل کی لب
دل کسکے چشم مست کا سرشار ہوگیا
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد بس
مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
اوسنے قصداً بھی میری باتون کو
کی تو بھی تاثیر آہ آتشین نے اوسکو بھی
سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
اون لبون نے نہ کی مسیحائی
کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
کرتا ہون بس مرگ بھی حل مشکل عالم
مرے ہاتھون کے ہاتھون اے عزیزو
ہم کس ہوس کی تجھ سے فلک جستجو کرین
فلک سمجھ تو سہی ہم سے اور گلوگیری
اوسنے کیا تھا یاد مجھے بھولکر کہین
اودھر بات کرنا ادھر دیکھ لینا
اپنے بندے یہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو
نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے
نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
ہر چند تجھے صبر نہین درد و لیکن
ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ

پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا
لڑکے ہو تم کہین مت افشاے راز کرنا
کسکی نظر لگی کہ یہ بیمار ہوگیا
جی مین نہ رہ جاے یہ آہ بھی کر دیکھنا
ہم رو سیاہ جانے رہے نام رہ گیا
نہ سنا ہوگا گر سنا ہوگا
جبتلک پہونچے ہی ہوسکے اٹھ کا کٹ ڈھیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون
بجس ہون پہ ناخن کی طرح عقدہ کشا ہون
گریبان چاک ہے چاک گریبان
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین
یہ ایک جیب ہے سو تار تار رکھتے ہین
پاتا نہین ہون تب سے مین اپنی خبر کہین
سمجھتا ہون سب ایک عیار مین ہون
یہ نہ آجاے کہین جی مین کہ آزاد کرو
دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو
گلہ تب ہوا اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بد نام کہین ہو
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تیرے رنجیدہ

کاش تا شمع نہ ہوتا گذر پروانہ
تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

اسطرح سے اک لحظ جو آنسو نہین تھمتے
معلوم ہوا درد کہین آنکھ لڑی ہے

جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی
ایک بھی اوس سے ملاقات نہونے پائی

رخصت چند اپنے وقت دھر چلے
جس لیے آئے تھے ہم سو کر چلے

آہ بس مت جی جلا تب جانیے
جب کوئی افسون ترا اوس پر چلے

ساقیا یہان لگ رہا ہے چل چلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

دل بھی تیرا ہے ڈھنگ سیکھا ہے
آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے

مین وہ فتادہ ہون کہ بغیر از فنا مجھے
نقش قدم کی طرح نہ کوئی مٹا سکے

خلوت دل مین کر دیا اپنے حواس نے خلل
حسن بلا سے چشم ہے نغمہ و بال گوش ہے

درد تخلص میر رحمت علی ولد سید علی شاگرد غلام مولی قلق باشندہ میرٹھ

نہین پڑھنے کا وہان کوئی ہرگز
خط ہے میرا لکھا مقدر کا

دردمند تخلص کریم اللہ خان قرابت دار عمدۃ الملک شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین علی اصغر کبیر کے ہمراہ مرہٹون کی لڑائی مین شہید ہوئے

ظالم کر دن مین ظلم سے فریاد کب تلک
اک رحم بھی ضرور ہے بیداد کب تلک

تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جائے
ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

کنارہ سے کنارہ کب ملے ہے بحر کا یارو
پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پرآب کیا جانے

دردمند تخلص محمد فقیہ شاگرد حضرت میرزا مظہر جانجانان قدس سرہ بنگالہ بھی آئے تھے سنہ گیارہ سو ستٹھ ہجری مین مرشد آباد مین وفات پائی صاحب ساقی نامہ و دیوان فارسی گزرے

رباعی

کہسار مین جا گرا ہے ناحق کے تئین
پرویز سے جا بھڑا ہے ناحق کے تئین
کوئی ٹکر پہاڑ سے لیتا ہے
فرہاد کا سر پھرا ہے ناحق کے تئین

درویش تخلص سید شاہ علی دہلوی شاگرد میر نظام الدین ممنون حضرت شاہ اللہ دیا کی اولاد مین تھے آخر ایام مین شعرگوئی ترک کی تھی +

درویش کو ممنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی	اس مملکت عشق مین اوستاد سمجھکر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سمیت	روز روتے ہین وہانکے در و دیوار سے مل

دریا تخلص پنڈت رتن ناتھ خلف پنڈت امرناتھ شعلہ دیوان سبحان علیخان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

نادیدے ہین رقیب نہ دیکھا کرو انھین	نظر اکہین نہ جاوے یہ شمع قمر کی لو
کھینچون جو آہ سرد تو ٹھنڈی ہوون وہ پلین	دریا کے آگے پانی ہے نار سقر کی لو

دریغ تخلص سید زین العابدین باشندۂ دہلی نبیرۂ سیف الدولہ بہادر شاگرد نصیر دہلوی

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار سے	ڈوبتے تجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار سے

دل تخلص مولوی شمس الدین مقیم دہلی بڑے متقی و پرہیزگار تھے

صبح ہو آتی ہے اور رات چلی جاتی ہے	تیری ابتک بھی وہی بات چلی جاتی ہے

دل تخلص وہی پیر شاہ مرشدآبادی

امید وصل اوس سے عبث تو رکھے ہے دل	جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہ ہو

دل تخلص آزاد خان مذہب ہندو کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملے ہے دشنام	خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص زور آور خان باشندۂ کول صاحب مثنوی و دیوان گزرے

مت پھرا دل مرا اے ناصح جاہل اکر	پھر بھی جاتا ہے نصیحت سے کوئی دل اکر
کیا سینے کو داغ اوسنے لگائی آگ گلشن مین	عیان ہے داغ حسرت لالۂ احمر کی چھاتی پر
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا	زاہد تجھے خبر ہے حلال و حرام کی

دل تخلص محمد عابد مرحوم برادر محمد روشن جوشش باشندۂ عظیم آباد

تیری زلفون مین پھنسا دل بھی بتقصیر یونہی	نقد جان لیجئے حاضر ہے گنہگاری دل
نالے ہی سدا بھر بھر دن عمر کی بھرتے ہین	ہین نزع مین ہم تجھ بن جیتے ہین نہ مرتے ہین

جون آئنہ یہ ستم رسیدہ ہون — رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمہارے در پہ جو در پا نچ آستین کٹی — برنگ نقش قدم ہم نے بھی زمین پکڑی

دل جوش تخلص بہادر سنگہ کھتری نبیرہ راجہ خوشحال راے دہلوی

ہون ترے ہجر مین جون دیدۂ نرگس حیران — چشم پوشی نہ کرا اپنے گنہگار سے ل

دلسوز تخلص گجپی نراین خلف اتمارام باشندۂ فرخ آباد

دیکھتا گر جوشش طوفان کا مری آنکھون مین آہ — اپنی کشتی کے لیے گرد ون بھی لنگر مانگتا

دلسوز فیراتی خان قوم افغان باشندۂ قصبہ پٹیل مقیم دہلی شاگرد نصیر نواب ظفریابخان خلف مسٹر شمرو فرانسیس کی رفاقت مین تھے میکشی سے نہایت ذوق رکھتے تھے یورپ مین جاکے انتقال کیا

جگر فراق کے ہاتھون سے لالہ زار رہا — یہان خزان مین سدا موسم بہار رہا
تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض — طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا
ارادہ پاے بوسی کا تھا ہی بیدادگر اپنا — گرا قدمون پہ تیرے کٹا جسوقت سر اپنا
وہ منہ زلفون سے ڈھانکے ہین تو ہم آنسو بہاتے ہین — وہ دن کو رات کہتے ہین تو ہم تارے دکھاتے ہین
سب سمہین گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی — پر کہین آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی
رات تم اسطرف جو آن پھرے — دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص حمایت اللہ خان دہلوی ولد عالم خان رمل و نجوم و ہیئت مین اچھی مہارت رکھتے تھے آبا و اجداد انکے نعمت خانۂ شاہی کے دارو غہ تھے

دلگیر سے ہم چپکے سے گر آن کے ملتے — رسوائی ہر کوچہ و بازار نہ ہوتی
چھلے جو ناک مین دم لایا ہے میرا یہ فسخ — یا خدا اوسکے بھی پیچھے یون ہی شیطان لگے

دلگیر تخلص چھنو لال کایتھ لکھنوی شاگرد نوازش حسینخان نوازش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف اسلام سے مشرف ہوے تھے بیشتر مرثیہ کہتے تھے غزل مین طرب تخلص کرتے تھے لیکن چونکہ انکا تخلص دلگیر کرکے مشہور ہے اسلیے شعر انکا دلگیر تخلص کے تحت مین لکھا گیا

معطر اوسکے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر بھر اک شیشۂ گلاب ہوا

باتین تری سنا کرین اور دیکھین تیری شکل
وہ مدعاے گوش ہے یہ مدعاے چشم

آئے طرب ترا جو وہ خوش چشم باغ مین
نرگس کے واسطے کبھو تو بھی فداے چشم

دلیر تخلص شاہ دلیر عظیم آبادی درویش تھے

پھر بھی یارب وہ کبھی دن رات ہو
یارب ہو مین ہون گلی مین ہاتھ ہو

دوست تخلص شیخ غلام محمد عظیم آبادی مقیم مرشد آباد

کافر ہو جسکے دل مین تری آرزو نہ ہو
کس کام کی زبان کہ تری گفتگو نہ ہو

صنم جو دیکھے مجھ کو تو کہے ہے دور آنکھو سے
کچھ اپنا بس نہین ظالم مین ہون مجبور آنکھو سے

دوست تخلص ایک شخص فرخ آبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی
بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دولہ تخلص نواب جہانگیر محمد خان عرف نواب دولہ ابن امیر محمد خان برادر وزیر محمد خان مرحوم والی بھوپال شعر فارسی بھی کہتے تھے اپنی زوجہ نواب سکندر بیگم کے مکر سے عین جوانی مین شربت مرگ نوش کیا

پھولون مین بھی میرے وہ گل اندام نہ آیا
مرنا بھی مرا ہاے مرے کام نہ آیا

صبا خوش آوے بھلا کب مجھے چمن کی بو
بسی دماغ مین ہے میرے اوس بدن کی بو

دولہ تخلص مرزا علی نقی شاگرد اصغر علی خان نسیم مقیم لکھنؤ

عاشقونکے واسطے حال پریشان چاہیے
آئی ہے فصل جنون ٹکڑے گریبان چاہیے

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان بنارسی دلی مین بھی گئے تھے

اوسکا آخر ادھر کلام ہوا
اپنا قصہ ادھر تمام ہوا

آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر
خاک اوسکے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث

میری سرگشتگی کو دیوانہ
پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص راے سرپ سنگھ ہمشیرہ زادہ راجہ مہا نراین فن شعر سے خوب ماہر تھے فارسی بیشتر کہتے تھے اپنے چار دیوان فارسی یادگار ہین

دل سدا تڑپے ہے میرا مرغ بسمل کی طرح — یا کرے سیکھے مرغ بسمل نے مری دل کی طرح
جان پر آ بنی ہمدم مری خاموشی سے — بات کچھ بن نہین آتی ہے اب اظہار بغیر
دل ہے کہ تیری تیغ کے آگے سپر نہ جاے — رستم کا کب جگر ہے کہ زہرہ پگھل نہ جاے

حرف ذال معجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا رستم

چھوڑ اسلام کو اور کھینچکے قشقہ ذاکر — طالب کفر ہوا اوس بت عیار سے مل

ذاکر تخلص مولوی ذاکر علی بنارسی خلف مولوی فضل علی شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان ہین

شب جو نالان بیکسی سے یہ دل صد پارہ تھا — آسمان سے خون فشان ہر دیدۂ سیارہ تھا
شب جو باتون مین وہ مہ پیکر بہل کر رہ گیا — رنگ سو سو طرح سے گردون بدل کر رہ گیا
لیلی کا عجب کہ نجد سے محمل نکل گیا — آرام قیس لاکھون ہی منزل نکل گیا
لالۂ صد رنگ پھولا کوہ پر تو کیا عجب — کوہکن کا خون کیا کیا رنگ ابھی دکھلائیگا
یہی ہے گر حال آہ سوزان گر پڑینگے جلکے فلک نیر — یہی ہین فغر ہو تو دیکھ لینا کہ حشر ہی حشر تک بپا ہے
دل پھر گیا حرم سے اب دیر مین بسا ہے — دل مین صنم ہے لب پر خدا خدا ہے
تو دست برہمن سے مارا پڑیگا زاہد — ناقوس اے ستمگر ٹوٹا تو سنگ صدا ہے
جواہر خانۂ زندان کو کیا ہے چشم پر خون نے — مری زنجیر پہ نگ جڑ دیے ہین اشک گلگون نے
پتلیون تک خون ہو لخت جگر آنے لگے — لعل احمر سنگ موسے مین نظر آنے لگے

ذاکر تخلص سید ذاکر حسین منصف ہاترس خلف علی حسین باشندۂ الہ آباد

بعد مردن بھی نہ کم گردش قسمت ہوگی — تودۂ خاک لحد اپنا بگولا ہوگا

ذاکر تخلص میر جان خلف و شاگرد فخر الدین ماہر لکھنوی تمام دیوان انکا اسی رنگ پر ہے

چھینک آنے کے گھس نیچا کر کہین ناک مین تیری — اسے چلبلے نہ ڈال تو قلگیر ناک مین

ذاکر مین اوسکے در پہ بیٹھا کہ رہ گئی
ہل سکتے اب ذرا نہین مجھ خستہ تن کے پاؤن

ذبیح تخلص حکیم محمد اسمعیل خان عرف اچھے میان خلف محمد ابراہیم خان باشندۂ دہلی

تسکین تجھسے ہو جو کسی تشنہ کام کی
اسے آب تیغ یہ ہی ہے اک بات نام کی

ذبیح تخلص مرزا امان علی مقیم بہادر مذہب تشیع سے توبہ کرکے مذہب سنت وجماعت اختیار کیا تھا

اسقدر تو ہو رجوع قلب عاشق سوے دوست
منہ جو دشمن کا نظر آوے تو سمجھے روے دوست

یہ وہی سر ہے کہ اب ہی اپنے زانو پر سدا
یا الٰہی کو تھا بیستر تکیہ زانوے دوست

ذرہ تخلص منشی اتواری لعل باشندۂ کلکتہ راقم کی ملاقاتیون مین ہین

دلدار کی خاطر سے دل زار ہی چھوڑا
الفت مین ہمن ردیون کے گلزار ہی چھوڑا

ذرہ تخلص مرزا رام ناتھ بہادر نظارت شاہی دہلی کے پیشکار تھے

ترے کوچہ مین روز وشب پڑا پھرتا ہے یہ ذرہ
بجا ہے ایسے دیوانی کی مطلب کو روا کرنا

ذرہ تخلص لالہ شنکر لال لکھنوی شاگرد رشک

قامت ہے سرو لالہ ہے رخ نرگس آنکھین ہین
نسرین کے ساعد اور گل یاسمن کے پاؤن

ذرہ تخلص لالہ جوالا پرشاد خلف لالہ دھرم نراین وکیل ضلع فرخ آباد

یہ عالم ہو گیا سوز جگر سے
نکلتی آگ ہے دیوار ودر سے

ذکا تخلص پنڈت سری کشن خلف پنڈت دیارام کشمیری امین عدالت دیوانی فرخ آباد

نہایت سخت جان ہو نہین نہایت سخت جان ہو نہین
نہ کوئی خنجر بران کہین یہ مجھکو خطرا ہے

ذکا تخلص ذکاء اللہ خان لکھنوی حافظ رحمت اللہ خان مرحوم کی اولاد مین سے تھے

آہ کسطرح سے اوس پردہ نشین کو دیکھون
اوسکے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی تلمیذ نصیر صاحب دیوان وتذکرہ گذرے

آسیا سر پہ چلی جب کہ ذکا نیند کہان
ہاتھ سے چرخ کی ڈھونڈھے ہے تو آرام کہین

نقش پا خالق گیتی نے بنایا مجھ کو
جسکے قد مون سے لگا اوسنے مٹایا مجھکو

ہلی ہے ابرو دلدار دیکھیے کیا ہو
کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

ہماری خاک سے گذرا جو باندھکر دامن	کچھ اپنے جی مین وہ شاید غبار رکھتا ہے

ذکا تخلص شیخ مخدوم بخش نوحہ خوان ساکن لکھنؤ شاگرد مرزا خانی نوازش

یارب کسی کے بس مین کسیکا نہ آئے دل	تجھسے یہ اب کہا نہین جاتا کہ ہاے دل

ذوق تخلص خاقانی ہند شیخ محمد ابراہیم دہلوی استاد جنت آرامگاہ بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی جمیع اصناف سخن پر قادر تھے مضامین تازہ وعالی و عاشقانہ خوب باندھتے تھے راقم الحروف کے زعم مین ریختہ گویون مین اس قدرت کا شاعر پیدا نہین ہوا ۱۲۷۱ بارہ سو اکھتر ہجری مین راہی ملک بقا ہوئے دیوان انکا نظر سے گذرا ہیچمیرز نے یہ تاریخ اونکے انتقال کی کہی ہے

تاریخ

کی قضا ذوق نے افسوس ہے ہے	مرگ کا اوسکے جہان کو غم [illegible]
سال کا نساخ نے مصرع یہ لکھا	انتقال شاعر کامل ہوا ہے

ذوق

ہوا حمد خدا مین دل جو مصروف رقم میرا	الف الحمد کا سا بنگیا گویا قلم میرا
جہا نکتے تھے وہ مجھے جس وقت دلواکے	واے قسمت ہوا [illegible]
ہم ہون اور سایہ ترے کوچہ کی دیوارونکا	کام جنت مین ہے کیا ہم سے گنہگارونکا
نالہ اس شور سے کیون میرا دوہائی دیتا	اے فلک گر تجھے [illegible]
ہو تو عاشق سو چکا اوس دشمن ایمان کا	دل ترا جلدی کہ [illegible]
تو ہماری زندگی پر زندگی کی کیا امید	تو ہماری جان لیکن [illegible] جان کا
خدر سے خون سے دل پامال کے کیسا	چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا
بعل سے لگیئے دل کو نکالکر وہ صریح	جو مانگا تو کہا آنکھین نکال کے کیسا
ٹھہر دم بھی ادسے یاد تو نے دیکھا ذوق	گیا وہ غیر کے گھر تجھکو [illegible] کے کیسا
اس سے تو اور آگ وہ بیدرد ہو گیا	اب آہ آتشین سے ہی دل [illegible] گیا
[illegible] دے سے ہمین کیا اچھا ہوا	سہے دل سے زندگی سے ہمارا اچھا ہوا

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
نشۂ دولت کا بدا طوار کو جس آن چڑھا
موت اوسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
ذوق کے مرنے کی سنکر سہلی تو کہہ گئی
عبث جان منتظر ہونٹوں پہ ہے وہ شوخ کب آیا
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کہے ہے خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
ترے جوڑے کے کہلتے ہی مرا دل [illegible]
گل اوس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا
وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسف نہیں کرتا
ذکر ور ترے بزم میں کسکا نہیں آیا
سرمہ ہے سفاک شہرہ ہے نگاہ یار کا
کیا طبع میں جودت ہے جھٹ دل کی اوڑا جانا
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں
یہاں تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا
ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
مسجد میں اوسنے ہمکو آنکھیں دکھا کے مارا
بیمار عشق کا جو نہ تجھسے ہوا علاج
وہ شل ہے ناو یہ کتنے ڈبوئی خضر نے
ریش سفید شیخ میں ہے ظلمت فریب
ٹھہری ہے اونکے آنیکی یہاں کل یہ جا صلاح
کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
جھومر کا نظر سر پہ ترے ابتو بڑا اچھا ند

ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا
یوں ترا بیمار غم جو ہچکیاں لینے لگا
پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا
اگر چہ ہم کو بھی آیا تو ہم جا بینگے اب آیا
کتنا طوطی کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
کمی جو سمجھے کرے تو ہے لہو میرا
عجب تقدیر نے عقدہ یہاں کھولا وہاں باندھا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا
یہ میرا جگر دیکھ کہ میں اف نہیں کرتا
یہ ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا
سچ کہا ہے باڑھ کاٹی نام ہو تلوار کا
ہونٹوں کا یہاں ہلنا وان بات کا پا جانا
کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا
جھانسیں ہیں منہ شکار کیے پر بھی شیر کا
خوب طوطی بولتا ہے اندنوں صیاد کا
کافر کی دیکھو شوخی گھر میں خدا کے مارا
کہہ اے طبیب تو ہے کہ بیمار کا کیا علاج
لیکیا خط ذقن دل کو سوے گرداب کھینچ
اس بکھیڑا بندی میں نہ کرنا گمان صبح
اے جان بر لب آمدہ اب تیری کیا صلاح
سینے میں ہو گی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد
تھا وعدہ چتر سے چاند کا لا اوسے پڑا جانا

کہا پتنگ نے یہ وار شمع پر چڑھکر
مریح کرنے کو مرے پوچھتے کیا ہو تکبیر
ساغر دل بیچتا آیا ہون کھومت یا تجھ سے
اہل جوہر کو وطن مین رہنے دیتا گر فلک
تو نے گل کو سر پہ رکھا جیب چمن مین توڑکر
وہ کہے کون ہے قربان مرے اس جتون پر
مجھ مین کیا باقی ہے جو دیکھے ہی تو آن کو پاس
کیا زبان چلتی ہے اوس بزم مین بدگو یونکی
پھر کر ادھر اودھر نہ ہمارا اگیا قلق
صفحۂ دہر پہ یکدل نہ ہوا ایک سے ایک
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
اوس جو روش کا گھر مجھے جنت سے ہے سوا
ہفتاد و دو فریق حسد کے عدو سے ہین
دقت پیری شباب کی باتین
پھر اوس فقرہ کی یاد کرے دل تو دل مین ذوق
ہین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہو نہین
تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھڑی خوب نہین
ہم اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہین
خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
نہین خضاب سے مطلب ہمین یہ موی سفید
چار ٹکڑے کر دو دل کے کہ نہین ہو سکتا
اسیر سنج و غم ہین ہون مریض جان بلب ہین ہون
سوال بوسہ کو ٹالا جواب چین ابرو سے

بڑا افرا ہے جو مرے پے کسی کے سر چڑھکر
تم چھری پھیر بھی دو نام خدا کا لیکر
ہو سکتا ہے کیون یہ جنس دستگردان چھوڑکر
لعل کیون اس رنگ سے آتا بدخشان چھوڑکر
مین بھی حاضر ہون کہا غنچہ نے یہ منہ پھوڑکر
مین کہون مین تو کہے مین کی چھری گردن پر
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کی پاس
منہ مین اسکے یہ زبان ہے کہ الٰہی مقراض
لفظ قلق کیطرح سے وہ ہی رہا قلق
دل کے دو حرف ہین سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہین
لیکن رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین
نشتر چبھوکے مین سر نشتر کو توڑ دون
مین ہون تمھارا سایہ جہان تم وہین ہو نہین
جیب کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہین
وہ پہلے بزم مین دیکھین کدھر کو دیکھتے ہین
کیا جانین لکھدیا اوسے کیا اضطراب مین
سیاہ پوش ہوئے ماتم جوانی مین
لب کو دون ترجیح کو شہد و دانت لف کو دون تل کو زنگ
اور کس سراب تلک جیتا ہون ہمین کوئی تعجب ہین ہون
براتِ عاشقان بر شاخ آہو اسکو کہتے ہین

عدو ہے نیش زن ہر دم ہے سپر تو در پئے ایذا
یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ سمجھو اسکو کہتے ہین

مرے نالہ سے چپ ہین مرغ خوش الحان نادر
صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانے مین

مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
بے وفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے مین

جسجگہ بیٹھے ہین بادیدۂ نم اوٹھے ہین
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹھے ہین

کہتے تھے آنے کو خاطر سے ہماری پرسون
ہو گئے برسون نہ ہوئے پردہ تمھاری پرسون

زاہد گمراہ کے کسطرح مین ہمراہ ہون
وہ کہے اللہ ہوا اور مین کہون اللہ ہون

ہم وہ ہین گرم رو راہ وفا جون خورشید
سایہ تک بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو

دن کٹا جایئے اب رات کدھر کاٹنے کو
جب سے تو پاس نہین ڈورتی ہے گھر کاٹنے کو

بجا کہے جسے عالم اوسے بجا سمجھو
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

تو نکدر نہ ہو تو عشق مین ہم
ایک آندھی ہین خاک اوڑانے کو

پتھرا دیا جلوہ نے تری چشم صنم کو
چکرا دیا غمزہ نے تری طوف حرم کو

کیا پوچھتا ہے تو عمل لبغض و محبت
جلتا ہوا تعویذ سمجھ نقش درم کو

دیکھا دم نزع دلآرام کو
عید ہوئی ذوق دلی شام کو

تم سی جل گر نہ غرفہ سے نکالا منہ کرو
اور نہین گر اسکے تو جاؤ کالا منہ کرو

اشکباری مری مژگان کی ذرا دیکھین تو
کتنے پانی مین ہین فوارے بھلا دیکھین تو

ترے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پر سنکے ہنستے ہنستے شادی مرگ عیسی ہو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتی ہو

دیتا ہے وہ دم باز جو دم اور زیادہ
شیشے کی طرح پھولے ہین ہم اور زیادہ

ہستی تنک مایہ نے کچھ ہو نکالا ہے ایسا
ابھری ہے حباب لب یم اور زیادہ

اے خنجر خونخوار نہ برش مین کمی کر
ہان تجھکو مرے سر کی قسم اور زیادہ

اے ذوق وقت نالہ کی رکھ لے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے سر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل مین صبر نہ آرام نہ شکیب
تیری نگہ نے صاف کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

جنونکی جیب دری پر ہین خوب سے چلتے ہاتھ
سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کر لے جلتے ہاتھ

نہ مجھ چوری سے اوسنے بھیجا ہے انجان کے ہاتھ
تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
نگہ وہ ترک کہ جس کی نہیں جفا کی پناہ
زیادہ ہوگا توکل سے ہی کہیں روزہ
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ در سمجھے
عدو آیا ہے بنکر نامہ بر لکھا نصیبون کا
حساب اصلا نہ پوچھے میرے دل کو زخمونکا
سمجھ ہی مین نہین آتی ہو کوئی بات ذوق اوسکی
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو
یہ ذوق سے پرست ہے یا ہے صنم پرست
زخم و تیر کیون مرے مرہم کا استعمال ہے
ہوئے سو پاران سینہ کا ایک سراسر شکی
نگاہ ہجوم یاس مین ہو دل گاہ ہجوم حسرت مین
لیتے ہی دل جو عاشقِ دل سوز کا چلے
بدست آ زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہے
سر بوقتِ ذبح اوس قاتل کے زیر پا ہی ہے
بل بے استغنا کہ وہ یہان آ کے آزردہ گئے
زخمی ہوتے مین اوس ناوک دزدیدہ نظر سے
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا
الٰہی کس بیگنہ کو مارا سمجھے قاتل نے کشتنی ہے

کیسی رسوائی ہو پڑ جاسے جو دربان کے ہاتھ
ایمان کی کہینگے ایمان ہے تو سب کچھ
اور اوسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
کہ اہین آیا تو روزی ہے اور نہین روزہ
اسے تیر قضا اوسکو ہر تیر قضا سمجھے
فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
کرینگے لے کے خط کیا مدعی سے مدعا سمجھے
حسابہ دوستان در دل اگر وہ در کریا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نہ دے شراب ڈبو کر کوئی کباب تو دے
حورون پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے
کچھ ہے بلا سے لیک محبت پرست ہے
مشک گر مہنگا ہے تو کیا اون کا بھی کال ہے
مانگ جو ہے اک مار سفید اوس لشکر کا سر لشکری
ہے یہ مو سیاہی پیشہ پھرتا اشک لشکری
تم آگ لینے آئی تھے کیا آئے کیا چلے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلا ہی ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جاے ہے
اف ری بیتابی کہ یہان تو ہم ہی تھکا جاتی ہے
جانے کا نہین چور مرے زخم جگر سے
بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے
کہ آج کوچہ مین اوسکے شور ہائی ذبح کشتنی ہے

غم جدائی مین تیری ظالم کہون مین کیا تجھ سے کیا ہی گئے
نہین ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی مین بھی ہے تونگر
حشمت اوس بت سے جا لڑی اپنی
شور قلقل یہ کیون ہے دختر رز
دیکھو اوس چشم مست کی شوخی
ہے تیری کان زلف معنبر لگی ہوئی
کرتی ہے زیر برقع فانوس تاک جھانک
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
ابر و باران کی نہ کیون لطف اوٹھائین میخوار
کب وہ گزرتے ہین مسراف و گزاف سے
کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
گئے جنت مین اگر سوز محبت والے
ہائے رہی حسرت دیدار مری ہائے کو بھی
نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش
کبھی افسوس ہے آتا کبھی رونا آتا
ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن مین اے ذوق
بھولا نہ مجھے قتلگہ عالم مین قاتل
خط اوس کو دیا جو قاصد نے ذوق بلکہ کسی کا دیا
کیا نظر تم کو ہے یاروں سے تو کیسے
یہ اقامت ہمین پیغام سفر دیتی ہے
پہونچا ہے شب گنبد لگا کر وہان رقیب
ساقیا عید ہے لا بادہ سے مینا بھر کے
نہین مژگان پہ خون خار غم تھے دل نشین نکلے

جگر گدازی ہے سینہ کاوی ہے دلخراشی ہے جانکنی ہے
جہان مین مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج دل غنی ہے
دیکھو احمق خدا سے لڑتے ہے
کیا کسی آشنا سے لڑتی ہے
جب کسی یار سا سے لڑتی ہے
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی
پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی
چھٹتے نہین ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
کد اوڑاتے ہین گنہگار ہے رحمت کو فرسے
جنکی کہ آشنا ہے زبان لام و کاف سے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے
تو یہ جا نور ہے دوزخ ہی مین جنت والے
لکھتے ہین ہاے دو چشمی سے کتابت والے
دیکھ تو ہم بھی ہین کیا صبر و قناعت والے
دل بیمار کے ہین وہ ہی عیادت والے
اوٹھنے دیتے ہی نہین ناز و نزاکت والے
اللہ رے ترا حافظہ کیا یاد غضب ہے
وہ خط تہ پہچان لینگے میری عبارت تو نہ دیکھے لیکن
گستاخ سے نہین کہتے اشاروں سے تو کہتے
زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
[illegible] سے کی رہی [illegible]
[illegible] آشنا [illegible] ہین [illegible]
جنون یہ [illegible] کہین [illegible] نکلے

کیون ہمنے دیا دل تجھے اے سنگدل اپنا
ذوبکر بالونکو سر سے لیے ہے لیلی
مین تو اون آنکھون کی گردش کا بلا گردان ہون
نہ چھوڑ تو کسی عالم مین راستی کہ یہ شے
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی
اچھا کیا وفا کے عوض تو نے کی جفا
تیغ تو اوچھی پڑی تھی گر پڑے ہم آپ سے
جب کہا مرتا ہون وہ بولے مرا سر کاٹ کر
کیا ہوا اے ذوق ہین جون مردمک ہم رو سیاہ
ہے بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تائید
چنے تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے
کیے ضبط اشک آہ پہونچی فلک پر
تو آنکھ مین نہ سرمہ و نبالہ دار دے
اے شمع تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
پشتہ سے سیکھے شیوہ مردانگی کوئی
کچھ ہوئی آدمیت اگر ہوتے آدمی
سر تو ہے تن پر مرے تیغ ستم کیو اسطے
نعل مشکل سہ تو جب تری توسن کو لگی
رہی اسطرح بعد از ترک دنیا کی ہوس باکی
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
چھپین سے آشکارا کسکے ہمکو ساقیا چوری
بدنو نے زیر گردون گر کوئی میری سنے
پھرتے ہین لکھے پڑھے سو تو مین ہلکے جاہ کے

کم بخت ہم اوس بخت گھڑی کو نہین پاتے
پر نہین کان یہ مجنون کے ذرا جون جاتی
کہ نہین تیری ہی زبان گردش گردون چلتی
عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جوان کے لیے
پہلے ہی اونکو میری طرف سے بڑھا چلے
بس اب ستم نہ کر کہ کیا اپنا پا چلے
دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
جھوٹ کو سچ کر دکھانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
لیکن آنکھون مین سمانا کوئی ہمسے سیکھ جائے
زاہد جو دعا مانگتا باران کے لیے ہے
ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہے
سر عشق کم خرچ بالا نشین ہے
مفتون چشم کو یون ہی اک تیر مار دے
ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے
جب قصد خون کو آئے تو پہلے پکار دے
یہ خوبرو تو حور ہوئے یا پری ہوئے
پر لگا رکھتے ہین وہ جھوٹی قسم کیو اسطے
چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگی
شرابی ہوکے تائب جسطرح ہو جائے ترباکی
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
خدا کی گر نہین چوری تو بندے کی کیا چوری
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے
طفل مکتب ہنستے ہین گنبد مین بسم اللہ کے

دل نخش لب جان بخش پر جان طرۂ مشکین سے ہے
عیسائی اپنے دین پہ ہے موسائی اپنے دین پہ ہے

کیا تاب دل جلوون سے جو برق لاگ رکھے
دوزخ بھی ہو تو انکی جلوون پہ آگ رکھے

چاہیے زر ان بتان سیمتن کے واسطے
ہم قلندر ہیان نہین کوڑی کفن کیواسطے

ہوس مین کعبہ کے کیون شیخ بتخانہ سے گرم ہے
یہان تو کوئی صورت بھی ہے وہان اللہ ہی اللہ ہے

مقابل اوس رخ روشن کے شمع گر ہو جاگے
صبا یہ دھول لگائی کہ پھر سحر ہو جائے

ہمارے سینے مین وہ آہ آتشین ہے ذوق
جو برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جائے

گر رخ کا بوسہ دیتے نہین لب کا دیجیے
وہ ہے مثل ہے پھول نہین پنکھڑی سہی

کہتے ہین آج ذوق جہان سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

غزیر و ناقہ لیلےٰ کی دیکھو گے شتر غمزے
اگر مجنون کو مل جائیگی خدمت ساربانی کی

ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنے

خط بڑھا زلفین بڑھین کاکل بڑھی گیسو بڑھے
حسن کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے

لاشہ کو دفن میرے کیجیے کہ پھینک دیجیے
مردہ بدست زندہ جو چاہیے سو کیجیے

مری طاعت سے اب تو معصیت بھی عار کرتی ہے
مرے توبہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

ڈسا ہو کالی نے جسکو کافر تو وہ فسونگر سے کیا جیلے
دہان و گیسو کا تیری مارا نہ منہ سے بولا نہ سر سے کھیلے

باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی
کالا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی

درد دل سے لوٹتا ہون میرا کسکو درد ہے
ہون مین حرف درد جس پہلو سے اولٹو درد ہے

ساتھ تیرے ہم بھی جون سایہ مقرر جائینگے
آگے جائین پیچھے جائین جائینگے پر جائینگے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ بنارسی درویش سر و پا برہنہ تھے

نہ بام کی ہین نہ زیب نہ زینت کسی در کی
ہم باٹ کی روڑے ہین ادھر کے نہ اودھر کے

ذوقی تخلص ذوقی شاہ لکھنوی درویش تھے

اپنی پہ چاہ اوسکی وہ صورت
اے عزیز دکھا وہ کیجیے گا

جلد آ مل جو تجھکو آنا ہے
ورنہ کوئی دم مین دم رہ جاتا ہے

ذوقی تخلص ذوقی رام عطر فروش مراد آبادی شاگرد مہدی علی زکی ہوئے

دنون مین بہنواؤن کا سانگ بنا کر کوچہ و بازار مین شعر پڑھا کرتا تھا

ملنے سے تصور مین تجھ کم نہ مزا دیکھا — گر وہ نہ ہوا اوسکی تصویر ہے اور مین ہون

ذہین تخلص حافظ محمد اسمعیل خان دہلوی نبیرہ حافظ محمد داود خان مرحوم شاگرد حافظ غلام دستگیر

نام اوس صنم کا دل سے بھلایا نجائیگا — ہے نقش کالحجر یہ مٹایا نہ جائے گا
طرزِ خرام یار نے محشر بپا کیا — فتنہ ہے کونسا کہ اوٹھایا نجائیگا

ذہن تخلص میر محمد مستعد

ہوا اگر کچھ یار کے تشریف فرمانے مین دیر — تو گریبان کا ہے کو اس دنیا سے ہم جانے مین دیر
ہمارے دل کو مت آزار دے اے باغبان ناحق — جلا مت آتش گل سے ہمارا آشیان ناحق

حرف راے مہملہ

راجہ تخلص راجہ بہادر خلف راجہ شتاب راے دیوان نواب ناظم صوبہ بنگالہ معاصر اشرف علی خان فغان

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے — ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

راجہ تخلص راجہ راج کشن خلف راجہ نبکشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش صاحب دیوان گزرے

گر شب کو نہ تم پاس مری آؤگے صاحب — تو مجھکو سحر تک نہ یہان پاؤگے صاحب

راجہ تخلص بلوان سنگہ خلف راجہ چیت سنگہ بہادر راجہ بنارس مقیم اکبر آباد شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر صاحب دیوان ہین

تو ہے وہ گل کہ نام ترا باغ دہر ہین — مٹ گئی شکل نقش پا کیسی
دود و ہیر وطیفہ مرغ سحر ہوا — پس گئی چال پہ حنا کیسی

راجہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

مہر وش شب کو آنے کی یہان وہ ہوم رہا ہے — بہتر ہزار صبح سے یہ اپنے شام ہے

راحت تخلص بھگونت راے والد [illegible] دیال باشندہ کاکوری شاگرد امانت

انکی مثنوی زہرہ و بہرام دفلہ من نظر سے گذری +

چاہ ہو چشمہ ہو دریا ہو تو اوسکو رو دیکھے — سر ز چشم تر سے بہتا ہے سمندر زیر پا

راحت تخلص مرزا محمود بیگ ولد احمد بیگ شاگرد مومن خان وطن اکبرآباد مسکن دہلی

صبر و قرار و تاب و توان رفتہ رفتہ سب — آجا ئینگے کہین سے دل رفتہ گر ملا
کچھ جان سے آتی ہے مری جان مین قاتل — پانی ترے خنجر مین ہے کیا آب بقا کا
یہ چاہتا ہون کہ راز نہان نہ افشا ہو — ترے دہن سے زیادہ مرا دہن ہنجاے

راحت تخلص شیخ کریم الدین باشندہ اعظم پور باشندہ

ہمیشہ گذری قفس مین اسی تمنا مین — کہ اب رہا ہونے اب موسم بہار آیا

راحت تخلص پنڈت کشن لال باشندہ متھرا تحصیل دار ضلع فرخ آباد

دل کو سامان ہوا بی سر و سامانی سے — خوش گذرنے لگی اب جامہ عریانی سے

راحت تخلص راحت حسین شاگرد صمد علی حسرت باشندہ میرٹھ

دل گیا جان گئی قرار گیا — نہین جاتا یہ درد ہے سر کا

راحت تخلص مرزا راحت علی خلف مرزا رجب علی بیگ مقیم فرخ آباد

دم نہ نکلا تہ شمشیر جو آسانی سے — سخت شرمندہ ہون جلاد گرانجانی سے

راحم تخلص میر محمد علی معاصر میر و میرزا

دیوار کے روزن مین ہی جو اوس پہ پڑی آنکھ — دو چار گھڑی اوسکے مری خوب لڑی آنکھ
ارمان مرے دل کے نکل جائینگے سارے — گر تیری رہی سامنے دو چار گھڑی آنکھ

راز تخلص مرزا یعقوب علی بیگ وطن اباً توران مولد ہندوستان

شب بیکلی سے دل ترے عاشق کا شق ہوا — سے نام تیرا صبح کے ہوتی ہے حق ہوا

راسخ تخلص طالب حسین

یہ اوا دیکھو مری خاک پہ بیٹھے کے بعد — دور اُٹھے تو اُٹھاے ہوئے دامن اپنا

راسخ تخلص غلام مصطفے بن عبد الرحیم باشندہ مکن پور ضلع کانپور

راسخ محاسبان قیامت لکھین گے کیا — دفتر بہت بڑا ہے ہمارے حساب کا

راسخ تخلص سعادت علی خان دہلوی شاگرد مومن

ہون تو آنکھون مین پر نہین ہے خبر — سرمہ ہون یا غبار ہون کیا ہون
مین بنا ہے جہان سے ہے لیکن — جب کہ ناپایدار ہون کیا ہون

راسخ تخلص شیخ غلام علی عظیم آبادی شاگرد مرزا فدوی میر تقی کو بھی اپنے شعر دکھلائے تھے ۱۲۳۸ بارہ سو اڑتیس ہجری مین انتقال کیا مثنوی راز و نیاز وحسن وعشق وسبیل نجات و دیوان انکا نظر سے گزرا

خاک ہون پر توتیا ہون چشم مہر و ماہ کا — آنکھ سے والا رتبہ سمجھے مجھ غبار راہ کا
دشمنی در پردہ کی اے دوست تم نے کیا کیا — آپ تو پردے مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا
اپنی جانب تھا کشان ہر عضو تیرے درد کو — ہاے رسے لذت کہ جھگڑا جسکا ہم دیگر رہا
کب میرا خریدار ہو موجد وہ جفا کا — بندہ تو ہون ہے عیب وے مجھ مین وفا کا
سوینا ہوا داغ اونکا تازہ ہے سدا رکھا — ہم نے اس امانت کو چھپا سینے لگا رکھا
جا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو — شہید مین تیغ ہون اون شرمگین نگاہون کا
ٹھنڈی سانسین یار رخ مین اوسکی بھاتی ہین مجھے — چاندنی مین لطف ہے چلنا ہوائے سرد کا
دل شیشی ہوا جو شکست آشنا ہوا — یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا
گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سے ہاے — بے رنگ ہو کہ پھول تجھے جیسے ملا ہوا
یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق اے جو یہ ہے — قطرہ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

ملین حضرت راسخ سے اگر تو یہ پوچھیے اونکی جناب مین ہم
کہو قبلہ وکعبہ وہ کیسا تھا کل تمھین کا نٹا سا جسکے ہوا سے نے کیا

جز داغ سے ہے کیا دل حزین مین — لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین
انظار ہے اونکا لذت آمیز — ہے زور مزا نہین نہین مین
اب اور کہا ہے نے ایجاد گلستان مین — راتون کو لگا پھر لے صیاد گلستان مین
کیون بڑھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو — طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو

مجھے تحریک آہِ سرد نے کیا کیا رولایا ہے
ابھی ہے جبکہ ٹھنڈی باد تب منہ خوب آیا ہے

رسخ تخلص نواب ظفریاب خان خلف ملا سیان مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر اولادمین حافظ الملک حافظ رحمت خان مغفور والی کٹھیر کے شعر خوب کہتے ہین صاحب دیوان گزرے

دکھایا صانع قدرت نے اب تیری کف پا کو
سنا کرتے تھے ہم اعجاز روشن دست بیضا کو

کہان اب جلوہ گر ہوتی ہے سنگ طور کی آتش
ہزار آتش سے باہم جنگ ہو کے سنگ موسیٰ کو

سواد منزل اب راہ طلب مین تیرہ بختی ہے
خضر کی آنکھ سمجھا مین چراغ غول صحرا کو

رسائی عرش تک ہے بیان سخن کی بال شہرت سے
رہی امید سیری نقش پا کی چشم عنقا کو

سبکدوشی سے بغش ہے آزادونکو شب مین
فزون دم سنگ سے سہان سرگرانی بینہ مینا کو

تیور چڑھا کے رہ گئے تم کیون اوٹھا کی ہاتھ
چھوٹا سا ہے سمجھ تو لگا و بڑھا کے ہاتھ

دریا ہے حسن اور بھی دو ہاتھ بڑھ گیا
انگڑائی اوسنے نشہ مین لی جب اوٹھا کے ہاتھ

دیکھنے نکلا جو وہ خورشید منظر چاندنی
دھوپ سے بھی ہے جیک مین آج بہتر چاندنی

مارڈالا چاند سورج نے تری تعویذ کے
دھوپ ہے باہر تو ہے بدفن کی اندر چاندنی

اب اندھیرا اور اوجالے پھیرتی ہین وہ در بدر
دھوپ دکھلاتا ہے جنکو نہ مادر چاندنی

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ سعادت یار خان رنگین کے یارون مین سے وطن انکا ایران مولد دہلی بیشتر فارسی کہتے تھے

ہوتا ہے تازہ آہ سے ہر دم جو داغ دل
روشن ہے باد گرم سے اپنا چراغ دل

اے شام غربت آہ کدھر ڈھونڈئے اوسے
پایا نہ ہم نے زلف مین بھی کچھ سراغ دل

منہ ڈوپٹے مین چھپا یا اوس نے
دل کو پردے مین لبھایا اوس نے

راغب تخلص احمد حسین دہلوی برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ محمود

آوے بھی وہ اگر تو نہ آوے اسے یقین
کیا حال ہو گیا دل امیدوار کا

یارب اسے تو چین دے مجھکو دے نہ دے
جلتا ہے میرے حال پہ دل غمگسار کا

کیا فہم ہے وہ اپنی شکایت سمجھتے ہین
شکوہ اگر کرین سر دشمن رہ گذار کا

چھوٹ گئی آلام سے راحت کا ساماں ہوگیا | بڑھتے بڑھتے درد دل آخر کو درماں ہوگیا

راغب تخلص وزیر علی ولد سید جعفر علی باشندۂ فتحگڈہ

سمجھکر بنتے ہو نادان راغب | تغافل کا گلہ اوس حبیب سے

رافت تخلص حضرت شاہ رؤف احمد مرحوم خلف شاہ شعور احمد مغفور مصطفیٰ آبادی شاگرد جرأت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور بڑے زبردست عالم تھے عروض و قوافی مین اپنا ثانی نہین رکھتے تھے فارسی مین ایک دیوان اور ریختہ مین چھ دیوان اور ہر فن مین اونسے ایک دو رسالے یادگار ہین جمیع اصناف سخن پر قادر تھے

گور مین بھرتا ہے نعرہ تیرا بسمل آہ کا | پڑھ کے تحسین اوسکو تو اب ایجان بسم اللہ کا

ق

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا | صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر | چار و نظرف نہ سکے کیون کر ہو پھر اوسی کا
سایہ ہو جن پر اونکا اونکو نہین ہے خطرا | کچہ انس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت یہ چار یار اب وابستہ رکھ دل اپنا | گر تجھہ پہ کھل گیا ہے عقدہ رو اروی کا

جگنو لگے ہین زلف سیہ فام دوش پر | ہے صبح اوسکی چھاتی پہ اور شام دوش پر

یہ کس کی مژگان کی آہ یا رب بھرے ہین برسے ہمارے بر مین
کہ شکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن دل و جگر مین
ادا و انداز و ناز و عشوہ جو کچھ ہے اوس شوخ فتنہ گر مین
نہ وہ پری مین نہ حور مین ہے نہ ہے وہ غلمان و نہ بشر مین
لگا نہ جراح اسپہ مرہم کہ داغ جاوے تو جا نہین مرہم
یہ رکھتے ہین سوختہ جگر ہم چراغ او جلتے ہوئے نگر مین

وصل کی شب کی پہر گھڑیاں کیسی ہے آتین یہین | شب آیا وہ راحت جان جب مین بہر تین یہین
گرمی رخسار کی دیکھے جو وہ یار آئینہ مین | جوہر آئینہ ہو جاوے شرار آئینہ مین
رافت چنچل وہ بھلا کب ہے مری گھر ٹھہرنے کو | عکس بھی جسکے نہ آتا ہو قرار آئینہ مین

جسنے بالون مین ترے عطر بسا دیکھا ہے
اوسپہ آئی ہے بلا ہم نے بسا دیکھا ہے

آپ بیٹھے ہوئے کرسی پہ جو کرتے ہین گھمنڈ
میرا نالہ نہین یہ عرش رسا دیکھا ہے

ترا مجنون ہون ای پیاری اگر تو رشک لیلی ہے
گیا جنگل کو تھا دہ مین نے بھی صحرا کی لیلی ہے

راقم تخلص غلام محمد دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم بتتبیر خطوط مین مشق رکھتے تھے

بس کر اچکے عاشقی مری جان
غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم

جب مین نے کہا تم نے ملاقات اوڑا دی
تو اوسنے ہنسی ہی مین مری بات اڑا دی

راقم تخلص بندرابن باشندہ شہر متھرا شاگرد مظہر و سودا صاحب دیوان گذرے

نہ ترے عشق مین بلبل ہی کو نالان دیکھا
چاک ہر گل کا گلستان مین گریبان دیکھا

کہے کیا درد دل بلبل گلون سے
اوڑا دیتی ہین اوسکی بات ہنسکر

سنتے تھے ہم جہان مین اہل کرم کا ہاتھ
آیا جو دید مین تو کم از آستین نہین

مرے میکشی سے زاہد کرین تو یہ سنگسار
رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران

یہانتک قبول خاطر کیجے تری جفا کو
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راقم تخلص شیخ مظفر علی ولد شیخ رستم علی باشندۂ چار کلیانہ مقیم دہلی ہردو زبان مین شعر کہتے تھے

آفرین دست جنون تجھکو کہ دم کے دم مین
کردیے خوب مرے جامہ و دستار کے تار

اک جہان قتل کیا جنبش ابروے ترکی
کیا ستم دیکھیے دکھلاینگے تلوار کے وار

راوی تخلص میر مصاحب علی خلف اکرام علی نبیرۂ حافظ عبد اللطیف باشندۂ موضع ناون متعلق لکھنؤ شاگرد مرزا مہدی کوثر صاحب دیوان ہین

نالے کیسے خزان مین تو آہین بہار مین
ہم دوست مین رہا چمن روزگار مین

جا نکر عاشق جانباز ادھر دیکھین تو
جان و دل نذر ہے وہ ایک نظر دیکھین تو

اپنی صورت کو دکھاؤ تو یہ پردہ اوٹھ جائے
لوگ کہتے ہین تمھین رشک قمر دیکھین تو

آئیے آئیے اب نزع مین ہے عاشق چشم
بات منہ سے نہ کرین آپ مگر دیکھین تو

ہجر کی رات سے بدتر ہے یہ صبح شب وصل
تم جدا کیا ہوئے پہلو سے قیامت آئی

حکم خلاق دو عالم جو ہوا روز الست	روح بنکر مرے قالب مین محبت آئی

ربط تخلص دیبی پرشاد خلف منشی موہن لال مرادآبادی شاگرد مہدی علی زکی

در بدر پھرتے ہین اب چرخ کے ہاتھون سے تمام	گھر سے رکھتے تھے نہ باہر جو کسی کام مین پانون

ربط تخلص شیخ احمد حسین خلف شیخ غلام علی باشندہ جونپور شاگرد مہدی علی خان کوثر

زیر فلک اوٹھاؤ نہ منہ سے نقاب کو	دیکھو نظر لگے نہ مہ و آفتاب کی
ساقی پلا شتاب شب ماہ مین شراب	کیفیت آج دیکھینگے ہم آفتاب کی
ہم ہون محو دم غیر عیش کرین	کیا کرین اپنی اپنی قسمت ہے
سجدہ کرتے ہین سیکڑون تم کو	اے بتو یہ خدا کی قدرت ہے
ربط ہر وقت شکر لازم ہے	تندرستی ہزار نعمت ہے

رجب تخلص رجب علی مقیم فرخ آباد

پی پی کے خون دل بسر کی ہے زندگی	ساقی جو دے شراب بھی دم ہو واہ واہ

رحمت تخلص گنگا پرشاد پنڈت کشمیری ولد موتی لال لکھنوی شاگرد امانت

آنکھون سے اپنے تختہ خورشید گر گیا	جس روز آ گئے نظر اوس مہ لقا کے ہاتھ

رحمت تخلص رحمت علی مصنف نالہ بلبل و انشاے حدیقہ رحمت و مثنوی شکایت فلک قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی مرحوم ہر دو زبان مین شعر کہتے ہین

اللہ ری نارسائی طالع کہ ہم صبا	بیٹھے نہ خاک ہو کے بھی دامان یار پر
ملتے ابتک ہین کہ رخ کی مری کیا قدر نہ تھی	ہین نے اک روز کہین کھائی تھی قرآن کی قسم
رحمت یہ عمر اور ورع خیر ہے تجھے	بٹا تو کیون لگائے ہے عہد شباب کو
تیرا ہی کچھ یہ طور نرالا جہان سے ہے	ورنہ یہ رسم ہے کہ بشر سے بشر ملے
آرام ایک حرف تھا وہ دل سے مٹ گیا	خانہ خراب خاک مین یہ چشم تر ملے

رحیم تخلص مرزا رحیم بیگ ولد مرزا پیر بیگ شاگرد مولوی محمد بخش نادان باشندہ سردھنہ ضلع میرٹھ پہلے ستر تخلص کرتے تھے ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے ہین مخزن الشعرا انکا نظر سے گزرا

دو دن مین کس کس کو اس جان کی خواہان ہین بہت — غم جدا فکر جدا درد جدا یار جدا

طفیل لاغری مین رہ گیا ہون کو می جا تا نہین — کہ شکل ہو نظر آتا نہین اور ہون گلستان مین

رحیم تخلص عبد الرحیم خان ولد دوست محمد خان رسالہ دار لکھنوی شاگرد ہادی علی بیخود

جہاں ملنے تا کنے کا رکھتے ہین لیکا آنکھین — نہ کرین اپنی طرح سے مجھے رسوا آنکھین

رحیم تخلص رحیم بخش مرحوم

عش مین مجھکو دیکھکر بولا طبیب مہربان — ہاے رے دیکھی تھی تو نے اوسکی کیون بیمار چشم

رخشان تخلص خیرات علی خان فرخ آبادی

کیونکر اوٹھائین رنگ حنا کے وہ بار کو — نازک زیادہ گل سے ہین اوس گلبدن کے پاؤن

ہے بعد مرگ بھی وہی رخشان کو بیکلی — اندر کفن کے ہاتھ ہین باہر کفن کے پاؤن

رخصت تخلص میر قدرت اللہ خلف میر سیف اللہ مقیم لکھنو شاگرد حسرت و جرأت

آپ کا میرے ملنے سے اب ہے ننگ و عار — حاصل ہوا یہ غیر کی ملاقات سے مجھے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کے چاہ کا — خانہ خراب ہو نگہ رو سیاہ کا

رسا تخلص میان محمد بخش آرایش ساز ولد شیخ محب اللہ لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

چلنے مین تھرتھراتی ہے جو صورت کمر — لچکا نہ کھاے اوہبت نازک کمر کمر

پاجامہ یہ نہین ہے تمامی کا پاؤن مین — دریاے زر مین ڈوبا ہے وہ مہ کمر

رسا تخلص میر علی احمد خلف میر نجف علی مجتہد باشندہ فیض آباد مقیم لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان گذرے

آتی ہے شب مجھے قتل کرو تم — سر کاٹو تو جاتا رہے دھڑکا میرے دل کا

مژگان کی کٹاری ہین تو ہر سینے کی کوٹلے — ابرو کی سروہی مین ہے چھالا ہے بلا کا

ہفت اقلیم مین ہمسر نہین رکھتی اپنا — ہونٹ رخسار دہن ناک بھوین بال آنکھین

دیکھتے ہین کبھی تسبیح کبھی مصحف رخ — یا الٰہی رہین قائم صد و سی سال آنکھین

رسا تخلص شہزادہ کریم الدین دہلوی شاگرد حافظ غلام رسول شوق

بیوفائون سے اے رسا تم نے	پیچ کیون دل لگا کے کیا پایا
یہانتلک اوسکے غم مین روئے رسا	کہ ہم آنکھون کو اپنی کھو بیٹھے

رسا تخلص لالا انبہ پرشاد داستان گو ولد چندی پرشاد خواہرزادہ راجہ جھاؤ لال باشندہ لکھنؤ شاعری و داستان گوئی مین شاگرد ہوس و میر قاسم علی کے تھے

جان نکلی جو مرے جسم سے جب آنکھ لگی	اور بتلادے سے مجھے ہجر مین کب آنکھ لگی

رستم تخلص نواب اشرف الدولہ رستم علی خان عرف اشرف خان خلف نواب خان دوران خان دہلوی مصاحب نواب سعادتعلیخان والی لکھنؤ مقیم بنارس

اے دل و دیدہ بہت تم نے ستایا مجھکو	مین ہون اب جان سے بیزار تمھارے ہاتھون

رستم تخلص میر رستم علی خان باشندہ جالنتھر متعلق سہارنپور نبیرۂ امیر الامرا نواب عبید اللہ خان فرخ سیری

کب تلک ہجر کے دن دیکھیے ہم دیکھینگے	آستین اشک سے ہر رات کو نم دیکھینگے

رستم تخلص رستم علی باشندہ انبالہ شاگرد حافظ ضیغم

کل جو آکر گلبدن نے شکل دکھلائی ہمین	بیکلی ایسی ہوئی جو کل نہ پھر آئی ہمین

رسوا تخلص آفتاب رائے دہلوی محمد شاہ کے عہد مین شرف اسلام سے مشرف ہوئے تھے دیوانہ وار پھرتے تھے شراب بہت پیتے تھے مشہور ہے کہ ایک جوہری بچہ کے ہاتھ سے جسپر عاشق تھے مارے گئے

کوئی جا نہین زمین پہ کہ اشکون سے نم نہین	رسوا ابھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین
وصل مین خوف رقیب اور ہجر مین بیتاب ہے	اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھایئے

رسوخ تخلص حسن مرزا خلف مرزا بندہ محمد خان لکھنوی شاگرد آباد

پرتو فگن ہوئی جو انگوٹھی کی آرسی	چمکے ہین زور حسن سے اوسکی کلائیان

رشک تخلص میر علی اوسط باشندہ لکھنؤ مقیم کانپور ولد میر سلیمان شاگرد ناسخ کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

دیدہ سمندر سے ہوا ہو گیا
دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا

دیکھیے اللہ کی قدرتین
سنگ سے بت بت سے خدا ہو گیا

محبت تھی جب تک ہو خانۂ دل
ہمارا تمہارا تمہارا ہمارا

ہم اے رشک مرتے رہے آبرو پر
رہا نقش بر آب نقشا ہمارا

کسکو رکھتے نہین بیتاب تری گھر کی تلاش
آدمی کیا ہے اثر قبلہ نما تک پہونچا

پوچھتے وجہ دہن کسلیے معدوم ہوا
کیا کہین کچھ نہ ہی پہلی ملاقات مین بات

وہ رند ہون کہ کرون قرض کرکی میخواری
ہو روز جمعہ ہو تو سمجھی کی نوین تاریخ

زنجیر اوسے چاہیے جو زور دکھائے
سکائی ہے تری زار کو زنجیر کی تصویر

یاد اپنی ہمین بھول گئی یاد تو کیسی
کچھ دیکھے جو بولا وہ پہیرا دفراموش

تری وصاف ہے سوسن تری بینا نرگس
وہ سراپا ہے زبانین یہ سراپا آنکھین

کیا جرم منہ مین بندی نے لی لی اگر زبان
صاحب بہی تو پکڑتی ہین آٹھون پہر زبان

لعل دیا قوت ہین مہندی سے سرا ناخن
پہلے تھا غیرت الماس و گہر ہر ناخن

کیون نہو کان جواہر سینۂ شفاف یار
چھٹنیان قلم کی تو ہیرے کی باتین چھاتیان

دست بوسی کرتی ہے تصویر پشت آئینہ
اے بتو اللہ رے تقدیر پشت آئینہ

آیا جو سفر سے لیے آیا نئے عاشق
سوغات نکالی تو یہ سوغات نکالی

کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی
تمہارے ہونٹھ پتلے اونگلیان پتلی کمر پتلی

فقط تجھ مین عناصر نے عجب ترکیب پائی ہے
بدن شفاف شانے گول قد موزون کمر پتلی

یاس مین من کے بگڑ جاتا ہے
کام بن بن کے بگڑ جاتا ہے

رشکی تخلص نواب محمد علی خان خلف الرشید نواب حاجی محمد مصطفے خان بہادر شیفتہ رئیس اعظم دہلی شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب اشعار فارسی و اردو انکے نہایت شیرین ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

آنکھین ملانے مین ہی عبث تمکو احتراز
آنکھین ہین دل نہین کہ ملایا نہ جائے گا

گر ایک بار رخ سے نقاب اوسکو اوٹھ گیا
نبضین چھٹین ہین آنکھون مین دم ہے لبون پہ جان
وہ آ گئے تھے میری بھی چوری سے رات
مرا عقدۂ بخت کھلتا نہین
سخن کا گرچہ کوئی سبب درمیان نہ تھا
مانگی جو اوسنے جان تو غیرون پہ آ بنی
اک محشر خیال دل تنگ تھا کہ کیون
کیا کیا بتا کے ہم نے سنایا رقیب کو
اس قدر خوف ہوا ہم کو مری جان کسکا
قیس کی دھوم مچ رہی ہے مگر
ہم وہ گم کردہ راہ ہین کہ کبھی
ہے دگرگون ابتداے عشق مین رشکی کا حال
اس عنایت کی بھی قابل یہ گنہگار نہین
رات کو بات نہ کی اوسنے سحر تک ہمسے
نہ سلجھے گی تمہاری اور دشمن کی قیامت تک
یہ منصب بلند ملا جسکو مل گیا
مرا احوال سنکر بے تکلف
وہ وہ کیے ہین جرم کہ کم ہونگے اورسے
تدبیر کب بتانے کو احباب آگئے ہین
آیا خیال بیکسی کا اونھین تو کب
وقت وفاے وعدۂ دشمن نہین اگر
وہ باتین جو کہ اونسے تہین چھپاتی
وہ سیہر تا کو بہ کو رشکی کہان سے

پھر راز دل کسی سے چھپایا نہ جائے گا
آ جائے گر کوئی دم مین بلایا نہ جائے گا
مرا چونک پڑنا بلا ہو گیا
ترا یہ بھی بند قبا ہو گیا
لیکن وہ آپ صلح کرین یہ گمان نہ تھا
حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہ تھا
در پہ تمہارے رات کوئی پاسبان نہ تھا
مضمون تیرے نامۂ الفت طراز کا
یہ نہ سوچے کہ ہے نالہ شرر افشان کسکا
عشق اس سے سوا نہین ہوتا
خضر بھی رہ نما نہین ہوتا
رحم آتا ہے مجھے اوسکی جوانی دیکھکر
سیکڑون خون کیا کرتے ہو دو چار نہین
اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہین
اگر اولجھا ہمارا دل تمہاری زلف پیچان مین
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہان
کہا کیا سچ یہ ساری داستان ہے
کیا کیا امیدواری تقدیر کر چکے
جب کام ہم حوالۂ تقدیر کر چکے
جسوقت وہ مجھے تہ شمشیر کر چکے
پھر تیری بات بات مین کیون اضطراب ہے
غضب ہے کر رہا ہون مین اونھین سے
ہوئے ہین آپ بھی ابتو ہمین سے

رشید تخلص پنڈت کنور بہادر بن گنیش پرشاد فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

سنتے ہین آج وہ جھٹ تیغ بکف آتا ہے
کون روکے گا جو قسمت مین شہادت ہوگی

رشید تخلص سید بہادر علی محرر محبس اکبرآباد

وہ ترک شوخ جو غیرون سے ہمکنار ہوا
رشید گور سے تھی ہمکو ہمکناری رات

رشید مرزا محمد زکی لکھنوی ولد مرزا مہدی برادر زادہ مرزا حاجی قمر شاگرد محمد بخش شہید

ساقط نہ کسطرح مری نبضین ہون کج سی
غیرون کے ہاتھ مین ہین تمھاری کلائیان

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس لکھنوی شاگرد جرأت

مت پوچھیو رضا کا کچھ حال غم تنہائی
اک دل تھا سو کھو بیٹھا اک سر ہے سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلو چاندپوری

آہ کیا دن تھے کہ ہم ساتھ ترے اے گلرو
دو قدم چل کے خیابان کے تلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہے کہین چھپکے تری کوچہ مین
ہین گنہگار جو ایوان کے تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص محمد رضا مقیم اکبرآباد شاگرد خاور

شب فراق بھی مقتل ہے عاشقونکے لیے
تڑپ تڑپ کے کٹی آج اپنی ساری رات

رضا تخلص مرزا جیون دہلوی خلف مرزا جان شاگرد میر نظام الدین ممنون صاحب دیوان گزرے

غیر سے گرم اختلاط ہے وہ
ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
ہاتھ مین اسنے حنا تم جو ملا چاہتے ہو
آج دو چار کا کیا خون کیا چاہتے ہو
سبزے ہین اوسکے کانون مین اب دیا کے
جیسے کہ برگ سبز ہون نیچے گلاب کے

رضا تخلص میر محمد رضا لکھنوی شاگرد میر ضیا فن کشتی اور تیغ بازی اور عروض و قوافی مین اچھا دخل رکھتے تھے

نقش شیرین کا مٹے تیشہ سے پر اوسکا خیال
یہ نہین ممکن کہ جائے خاطر فرہاد سے

رضا تخلص میر محمد رضا عظیم آبادی شاگرد ضیا بڑے متقی تھے

اسکا کچہ انجام بھی سمجھا کہ تونے ای فلک — حسن روز افزون وہان یہان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص سید غلام رضا خان طباطبائی خلف نواب نصر اللہ خان باشندۂ بنارس شاگرد ذاکر علی ذاکر

خاکسارون کو ہے ایذا سرکشونکو چین ہے — ہے زمین پاؤن کے نیچے آسمان بالای سر

رضا تخلص غلام رضا خوشنویس ولد انبہ پرشاد داستان گوی لکھنوی یہ بھی داستان خوب کہتے تھے

رکھو نہ سر عاشق مضطر کے تلے ہاتھ — ہر شب مرے اسے مہ ہون تر سر کے تلے کر ہاتھ

رضا تخلص ایک شخص رام پوری کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

اب کوئی لحظہ مین مجنون یہ بلا آتی ہے — جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضوان تخلص نواب واحد علی خان ولد نواب نجابت علی خان بہادر نواسۂ نواب مظفر جنگ مسند آرای فرخ آباد شاگرد آمعیل حسین منیر

اے نیند کہان رہتی ہے کچہ مجھکو بتا دے — آنکھونکو تری شکل دکھائی نہین دیتی
بے جان سے چھوڑ چکے شام جدائی — کٹتی ہوئی یہ رات دکھائی نہین دیتی

رضوی تخلص حکیم جعفر علی خلف حکیم شجاعت علی باشندۂ قصبہ جے پور

وقت رخصت کیا کہون کس بیکسی سے رو دیا — دل تو مجھکو دیکھکر مین دلربا کو دیکھکر
نجۂ بیداد سے رضوی نہ چھوٹا مرغ دل — اونگلیان صیاد کی ہون یا قفس کی تیلیان

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ باشندۂ شاہجہان آباد

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین — ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
بلکہ تک شمع کو عاشق کے ستانیوالے — کسطرح جلتے ہین اور وے کے جلانے والے
رضی سے صنم کیون برا مانتا ہے — یہ تیرا ہے بندہ خدا جانتا ہے

رضی تخلص مرزا رضی خان لکھنوی نواب وزیر الممالک کے قرابتدار تھے نجوم مین اچھی مہارت رکھتے تھے قصۂ لیلی و مجنون ریختہ مین نظم کیا ہے

دل کی طلب ہے اور تمنا ہے جان کی — یہ ہم پہ مہربانی ہے اس مہربان کی

رعایت تخلص میر رعایت علی ولد امانت علی باشندۂ لکھنؤ

یارب کمر بتون کی بچا نازم خرام — ہر ہر قدم پہ ناز سے بل کھائے جاتی ہین
بنتی ہین بیڑیان تری دیوانون کے لیے — حداد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کے بلوائے جاتی ہین

رعد تخلص میرزا اکبر علی

حشر کے روز بنا خون کا محضر اپنا — خط باطل نہ وہ سینہ ور کا قشقا ٹھہرا

رعنا تخلص عبد الرحیم مرحوم لکھنوی ولد خواجہ بخش تاجر بستمبینہ مقیم کانپور شاگرد مصحفی

دے بوسہ گر اوس طفل پریزاد کے منہ پر — تو رنگ کچہ آئے دل ناشاد کے منہ پر

رعنا تخلص مردان علی خان ملازم راجہ کپور تھلہ راقم نے انکو کلکتہ مین دیکھا ہے
غنچہ راگ انکا نظر سے گزرا

گزرا ہے مرا نالۂ دل چرخ کہن سے — شمار وح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رغبت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے جسکا کچہ حال معلوم نہوا

جسکو اپنی نہین پروا ہے جگر سوز سی کچہ — اوسکی ہر بات پہ کیون جی کو جلاتے پھریے

رغبت تخلص میر ابو المعانی لکھنوی

یاد ہے راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا تیرا — چٹکیان میری وہ لے لے کے جگانا تیرا

رفاقت تخلص مرزا مکین تلمیذ جرات

خوف سے تیرے نہین بولتے اغیار سے ہم — ورنہ بگڑ جانے کو تیار ہین دو چار سے ہم
وہان کیونکہ رہیے کہ منادی جہان ہو یہ — زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی

رفعت تخلص شیخ محمد رفیع اللہ آبادی مقیم عظیم آباد

کیا جگر ہے کہ ترے بھی در پہ فغان کرتے ہین — ہم تو آہستہ قدم رکھتے ہوئے ڈرتے ہین
کیا کرتا ہے اکثر نالہ جانکاہ پہلو مین — الٰہی دل ہے میرا یا کوئی بدخواہ پہلو مین

رفعت تخلص مولوی غلام جیلانی مرحوم باشندۂ دہلی بہیت شاگرد قدرت اللہ
شوق پہلے بیدم تخلص کرتے تھے انکا حافظہ ایسا تھا کہ کل قصیدہ ایکبار سننے سے
یاد ہو جاتا تھا بعض تذکرہ والون نے انکو باشندۂ رامپور لکھا ہے

لباس صبر مری دل پہ اس روش ہی تنگ — کہ جیسے تیری قبا میرزا اقلش سے تنگ
بہتی ہے زور شور سے اپنی مدام چشم — اک بحر ہے عظیم کہ جسکا ہے نام چشم

رفعت تخلص مرزا پیارے دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی امیر تیمور گورکانی کی اولاد مین ہین

ہم خوش تھے کہ محشر مین تو دیکھینگے وہ دیدار — لیکن یہ قیامت ہے کہ محشر نہین ہوتا
کس منہ سے کرون دل کی شکایت کہ برا ہے — تجھسے تو جدا وہ کبھی دم بھر نہین ہوتا
ہو برا بیتابی دل کا کہ اسکے ہاتھ سے — راز پنہان ایک عالم پہ نمایان ہوگیا
یا الٰہی درد کس پردہ نشین کا تھا کہ شب — دل مین اوٹھ اوٹھکے مرے دل ہی مین پنہان ہوگیا
مژہ کو چھیڑے تو مدت ہوئی پہ ابتک — چبھی سی ہے خار سا سینے کے درمیان کیسا
خدا اگر وہ کرے نالہ گر تر اے عاشق — تو پھر زمین یہ کیسی یہ آسمان کیسا
کچھ آنکھ کا کیا نہ گیا کچھ خیال کا — مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا
کچھ پاس غیر کچھ وہ تغافل شعار یان — گویا کہ سامنے بھی ہین نظرون سے دور تھا
رحم اوٹھا ہو کہ نالہ کا اثر ہو کچھ ہو — نزع مین یار سے وہ لینے کو خبر آہی گیا
تھا ہدف غیر پر اپنا جو مقدر تھا درست — غلط انداز سے وہ تیر ادھر آہی گیا
آج کچھ رفعت دل خستہ کا احوال ہی غیر — جو کہ دہر کا تھا ہو وہ پیش نظر آہی گیا
شب وصال مین دیتا ہے لطف کیا کیا کچھ — ہر ایک بات پہ عالم یہ منہ بنانے کا
نہ اونکو ناز سے فرصت کہ ہم سے ہو کچھ چھیڑ — نہ ہم کو ضعف سے یارا ستم اوٹھانے کا
تری گلی مین ہوئے خاک بھی تو کیا حاصل — ترا ہے ڈھب وہی دامن اوٹھا کے آنے کا
مین ایک وہ بھی کہ اونکو ہے تمسے راز و نیاز — اور ایک ہم ہین کہ منہ تکتے ہین زمانے کا
گم ہو گئی شاید بت و تبخانہ کی الفت — کچھ اندنون آتا ہے جو رہ رہ کے خدا یاد
ہاے پانی بھی جو لانے کو نہ آیا دم مرگ — کوئی خبر گریہ حسرت ترے بیمار کے پاس
لب ہین جان بخش یہ کیسی کہ مین اونکی خاطر — اپنی جیتے ہی جی مایوس ہوا جاتا ہون
پونچھے اشک اوسنے گمان غیر مین — مر گئے ہم اتنے ہی احسان مین

جان اجل کو دینگے اک جھگڑے کر ساتھ
تو ہے جو دے دین تجھے اک آن مین

رفیع تخلص حاجی رفیع الدین خان لکھنوی

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم
عرش بھی آہ سے مظلوم کے ہلجاتا ہے

رفیع تخلص منشی فرزند علی بن روشن علی بلگرامی اٹاوہ کی فوجداری عدالت کے
سررشتہ دار تھے

اپنی آنکھون سے مجھے کھٹکا ہی سرعنوان کا
دم مین دکھلاتی ہین نقشہ نوح کی طوفان کا

رفیق تخلص رفیق علی سوار رسالہ انگریزی

کبھی بھی نہ سر مین تیغ نگہ یار رفیق
کہ لگا یا زخم جو دل پر سو وہ ناسور ہوا

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ دہلوی شاگرد شناہ اللہ خان فراق

روشن رہیگا داغ دل عاشقان مدام
ہوگا وہ حشر تک یہ چراغ مزار گل

یہ رہی ہے ہجر مین تیری سدا خونبار چشم
اور تو ہم سے خفا ہے حیف ہوکر چار چشم

رفیق تخلص امین اللہ

رہ عشق کے بیچ و پیچ مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے
مگر ایک نالہ و آہ کو مرے دل سے ہمسفری رہے

رفعت تخلص مرزا آقا سعد علی شاگرد جرات وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مسکن لکھنؤ
صاحب دیوان گزرے

پھر مجھکو کاٹے کھاتے تھا شب کو یہ رنگ تھا
اوس بن پلنگ خواب بشکل پلنگ تھا

خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا
یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا

اوسطرف وہ ہاتھ سے دامن چھڑا جانے لگا
اسطرف چاک گریبان پاؤن پھیلانے لگا

ہمارے سامنے مت ابر بار بار برس
جو ہم سے ہوسکے تجھ سے نہ ہو ہزار برس

دیا اک بوسہ پنہان اوسنے ہمکو رات دل لیکر
سو ہم بھی یہ سمجھتے ہین حساب دوستان در دل

تجھے پہلو مین پالا تھا اسی خاطر اسی خاطر
کیا رسوا مجھے تونے ستمگر دل ستمگر دل

جسمین جو بات سمائی وہ بھلا جائے کہان
حسن آخر ہوا اوسکا یہ ادا جائے کہان

چھوٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسیکی
اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی

رفعت تخلص مولوی حبیب النبی مرحوم معاون مدرسۂ عالیہ کلکتہ ولد مولوی ضیاء النبی مغفور سرہندی باشندۂ رامپور حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے اشعار عربی وفارسی بھی خوب کہتے تھے

دوسری کا سوگ کیجے ایک کا غم ہو چکا — اب جگر کو روئیے دل کا تو ماتم ہو چکا
ہم تو گل کھا کے موئے اور وہان غیرونکو — جاتے ہین اب تلک اپنے اسی معمول پہ پھول
اپنی تربت پہ نہین مارتا پتھر کوئی — چڑھتے ہونگے کسی اللہ کی مقبول پہ پھول
زندگی کر عذاب ہے تجھ بن — موت بھی تو عذاب ہے تجھ بن

رقم تخلص حکیم سکھانند باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر

وفور شوق مین سرخ کے لیے وہان کچھ — نہین میسر بوسے کہان کہان کے لیے

رقم تخلص مولوی احمد حسین خلف مولوی احسان اللہ باشندۂ کڑا ضلع الٰہ آباد

نہ دینا ہوش دو بوسے لبون کے — زبان کو بند کر دشنام سے بند

رزم تخلص مرزا فتح الملک بہادر ولی عہد ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق شعر انکے اچھے ہوتے ہین

آنکھین تو اوسکو دیکھ کے ہوتی ہین بیقرار — بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا
کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے — ملا مجھکو قسمت سے جلاد اچھا
سب کچھ آسان ہے تجھے گردش دوران کرنا — ایک مشکل مری مشکل کا ہے آسان کرنا
مانا کہ نہ دل لے کے تو مجھسے وفا کرتا — پر دل کی تسلی کو وعدہ تو کیا کرتا
طرز رفتار نے تری ظالم — رفتہ رفتہ ہمیں تمام کیا
وہ لیگئے ہین خدا جانے کسطرح دل کو — دیا ہے ہمنے اونھین اپنے اختیار سے کیا
تم نہ ہو اور مجمع اغیار — میرا کیا ہی ہوا ہوا نہ ہوا
دل بیتاب ہو کیا تجھے رفاقت کی امید — کون ہوتا ہے برے وقت مین جو تو ہوگا
سب سینہ کو یا رب کوئی دار نصیب — داغ جو پیدا ہوا شکل درم پیدا ہوا
اوس شوخ کو ہین نامہ لقب کیا کہون — مشفق نہین شفیق نہین مہربان نہین

درد فراق فکر عدو طعن دوستان
اس ایک جان پر مری کیا کیا بلا نہین

وصل کی شب حشر کا دن ہو تو شاید کچھ کہین
اسقدر شکوے ہین دل مین اوس ستمگر سے ہمین

ہم کو کیا غیر کے آنے کی خبر
چغلیان نقش قدم کھاتے ہین

نہ حرم مین جگہہ نہ دیر مین جا
ہم کہان جائین اے خدا کہین

رمز الفت مین جو جا ہو آرام
تو یہ راحت طلبی جانے دو

ہوئی صورت نہ کچھ اپنے شفا کی
دوا کی مدتون برسون دعا کی

یاد بت مین عمر گذرنی یان تو رمز
کیا کہوگے وہان خدا کے سامنے

دل لے تو گئے ہین وہ ہمارا
پر دیکھیے اوسکو کیا کرین گے

الٰہی موت تو ہوگی مگر یون ہو تو بہتر ہے
کہ سر ہو پاؤن پر قاتل کے اور سجدے مین دم نکلے

نہ جب ضعف سے طاقت کہ آئی جان ہی لب تک
تو ہم سے ناتوانون کا کہو کسطرح دم نکلے

رمز تخلص مولوی ظہور اللہ خلف چودھری انوار اللہ نامی زمیندار چاٹگام شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستون مین ہین بیشتر فارسی کہتے ہین ٭

حکم ہے باد بہاری کا کہ ہر طفل کو آج
بوستان حفظ ہو اور یاد گلستان ہووے

رنج تخلص میر محمد نصیر محمدی مرحوم خلف میر کلو متوطن اکبرآباد مقیم دہلی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے سجادہ نشین و نواسہ تھے سنہ ۱۲۶۱ بارہ سو یکسٹھ ہجری مین انتقال کیا علم ریاضی و علم موسیقی مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

خط دیکھکر ادھر تو مرا دم اولٹ گیا
قاصد ادھر بدیدہ پرنم اولٹ گیا

یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت
کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا

کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھی چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلواکے جو ہم بستری یار رلاے
سو وہ تصویر نہالی سے ہے بغل کا دشمن

دیکھی نہین حالت یہ جدائی مین کسی کی
ہے طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

رنج تخلص حکیم محمد فصیح الدین قوم بنی اسرائیل مؤلف تذکرہ بہارستان ناز

باشندۂ میرٹھ شاگرد غالب دہلوی تذکرہ اونکا نظر سے گزرا

نامہ مجھ سے وہ غیر کو لکھوائین
یہ بھی لکھا مرے مقدر کا

اک بار اور میری عیادت کو آئیے
اچھی طرح سے مین ابھی اچھا ہوا نہین

مین خوب جانتا ہون لگاوٹ کو آپکی
آنکھین تو مل رہے ہین مگر دل ملا نہین

رند تخلص لالہ کیسو نراین کھتری دہلوی نبیرۂ لالہ لچھمی نراین طب مین اچھا دخل رکھتے تھے مہاراجہ تکیت راے کے رفیقون مین تھے کلکتہ مین بھی آئے تھے ہوگلی مین رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

نالۂ طنبور و چنگ اے اہل غفلت کم نہیں
گوشش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز کی

ق

ہے سزا اوسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال
راز دل بے پردہ جو کہدے بلند آواز سے

رند تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری شاگرد جرأت

روتا ہون چھپکے چھپکے آتا ہے یاد جسدم
وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کر

اُسنے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو ہان
ہم تمھین مشہور اپنا چاہیئے والا کرین

وہی فغان ہے وہی آہ ہے وہی نالہ
خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہے سو ہے

رند تخلص مہربان خان پسر خواندۂ نواب احمد خان بنگش ناظم فرخ آباد موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے

جسکا تجھ سا حبیب ہووے گا
اوسکا عالم رقیب ہووے گا

دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی
دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی

مری چھاتی پہ رکھکے بر چھی کو
نہ اوٹھا دل کے پار ہونے دے

رند تخلص اکرام الدین باموزادہ شاگرد مولوی عبد الکریم سوز

تری زلف بکھری بکھری جو نہ دیکھتے کبھی ہم
تو نہ ہوتے یون پریشان نہ یہ حال زار ہوتا

نہ وصال اوس سے ہوتا نہ اوٹھاتی رنج فرقت
جو شراب ہم نہ پیتے تو یہ کیون خمار ہوتا

تو نے ہماری یاد کو خاطر سے اپنی ہاے
حرف غلط کی طرح سے ظالم مٹا دیا

ہم پر تو التفات نہ تھی لیک بزم مین
ساقی نے رند جان سے سب غم بھلا دیا

دل میں آنا ترے نہیں مشکل | ہو گئے جب غبار آ بیٹھے

رشید تخلص سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

ٹوٹی بت مسجد بنی مسمار بتخانہ ہوا | جب تو اک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ ہوا

دونوں زلفیں یار کی ہلتی ہیں نالوں سے مرے | وجد کرتا ہے صدا سے یہ جوڑا سانپ کا

خط پہ آتے ہیں سبت لہرا کے گیسو یار کے | سبزۂ نوخیز پر جنبش ہے یہ جوڑا سانپ کا

کب مٹا عشق کا نشان دل سے | زخم اچھا ہوا تو داغ رہا

کھلی ہے کنج قفس میں مری زبان صیاد | میں ماجرائے چمن کیا کروں بیان صیاد

دکھایا کنج قفس مجھکو آب و دانے نے | وگرنہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

دل کو لے لیتا ہے محبوب جوان ایک نہ ایک | دل ہی رہتا ہے مجھے آفت جان ایک نہ ایک

رخ کو پوشیدہ عبث ماہ لقا کرتے ہیں | اچھی صورت کو چھپاتے ہیں برا کرتے ہیں

گلے لگائیں بلائیں لیں تمکو پیار کریں | جو بات مانو تو منت ہزار بار کریں

غیر نے لاکھ جوڑ مارے ہیں | پر ہم اون کے ہیں وہ ہمارے ہیں

تمھارے ہاتھ سے تنگ آئے ہیں جان دیا کرتے ہیں | یہ مجبوری گلے کو کاٹتے ہیں تم پہ مرتے ہیں

نہیں معلوم انھیں کیا حال میری بیقراری کا | غلط کہتے ہیں دم دیتے ہیں [illegible]

ہو گئے بیزار عبث گھر کو نہ جاؤ آؤ | تھوڑے سے رنج کو اتنا نہ بڑھاؤ آؤ

دل نہیں دیتا ہوں اسواسطے آزردہ ہے | روٹھے جاتے ہو ایسی بات پر آؤ آؤ

تنگ پاس سے دیکھوں تو یہ کہتا ہے وہ شوخ | پھر پڑی آنکھ سے اسنے مجھے دیکھا دیکھو

دیکھکر اپنی گلی میں کئی پتھر مارے | مجھکو دیوانہ بنایا ہے پری نے دیکھو

بت کریں آرزو خدائی کی | شان ہے تیری کبریائی کی

پاس دین کفر میں بھی تھا ملحوظ | بت کو پوجا خدا اگر سمجھے

خیال اور کچھ ہے رشک حور ہوتا ہے | خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے

چلنی ہی ادھر وحشی تجھکو نہ دھانی چاہیئے ... چاند گھڑا ہے ڈوپٹا آسمانی چاہیئے
آزردہ ہو کہ خوش ہو میں کہتا ہوں صاف صاف ... ہان ہان نہیں پسند تمھاری نہیں مجھے

رنگین تخلص میر اکبر علی عرف میر سنگی لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گذرے

دکھا جا آن کر صورت خدا کیواسطے اپنی ... ترے عاشق کا دم آیا ہے بس اب لبپر انکھو میں

رنگین تخلص پورن لال کایتھ دہلوی

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین ... باد صبا نے مے سے بھرا ہے ایاغ گل

رنگین تخلص سعادت یار خان مرحوم دہلوی تورانی الاصل ولد محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان شاگرد شاہ حاتم مرحوم فنون سپاہگری کو اچھی طرح سے جانتے تھے بہت سے شہرون کی سیر کی تھی کلکتہ مین بھی آئے تھے ریختی کے موجد تھے صاحب تذکرہ گلستان سخن نے جو انشاء اللہ خان کو ریختی کا موجد قیاس کیا ہے خطا کی ہے کیونکہ خود انشاء اللہ خان نے نسخۂ دریاے لطافت مین لکھا ہے کہ اونھون نے اس زبان کو سعادت یار خان رنگین سے اخذ کیا تھا ریختہ و ہزل بھی خوب کہتے تھے ماہ جمادی الثانی مین سنہ ۱۲۵۱ بارہ سو اکیاون ہجری مین اسّی برس کی عمر مین انتقال کیا دیوان ریختہ و ریختی و ہزل و فرسنامہ و حکایت رنگین اور کئی مثنویان انسے یادگار ہین فرسنامہ اور دیوان و مثنوی انکی نظر سے گذری

رباعی

اے موجد عیش و شادمانی پھر آ ... وے باعث لطف زندگانی پھر آ
مین ہون بن تیرے چشم خوبان مین ذلیل ... پھر آ تو اب اے مری جوانی پھر آ

جو نالہ رات کو لب سے نہ ہٹ گیا ہوتا ... تو ساتھ آہ کے سینہ بھی پھٹ گیا ہوتا
کھینچ لائی ہے اوسے اک کشش دل یہان تک ... بارے صد شکر کہ تجھکو بھی یہ مقدور ہوا
تھی شعلہ یا وہ برق کہ جی میرا جل گیا ... ایسی ہی کی نگاہ کہ بس دم نکل گیا
ربط ہمسے آپ نے جو اب بہت کم کر دیا ... سچ بتاؤ تم کو صاحب کسنے برہم کر دیا
کیا کرتے ہو تم ناصح نصیحت رات دن مجھکو ... اوسے بھی ایک دن کچھ جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا

پرندے کا نہین مقدور جو وہان جاکے پر ماری
کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا

قسم ہے ایک عالم کو رولا دیتا ہی اے رنگین
وہ اوسکی جھڑکیان کہا کر ترا بھبھو ہو جانا

بازگشتی تیر ہے پھر کر یہ تیرا دیکھنا
صدقے تیرے اس ادا کے مجھے تڑپا کر

زاہد بتا تو کعبہ مین کیا دیکھتا ہے تو
جاتے ہین دیر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم

ہر سخن مین تم نہین کرتے ہو یہ کیا طور ہے
نازنین معشوق کو لازم ہے پر اتنا نہین

جی جلا کر ایک بوسہ مانگتے ہین یار سے
آگے باقسمت وہ دیکھین ہان کرے ہے یا نہین

گھر سے تیرے اوٹھکے مین جاتا ہون روتا اسطرح
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین

تیری گل تکیون کے خاطر ہی لازم ہی کہ ہو
ایک تو شمس کا اور ایک قمر کا تکیہ

پیار کے الطاف کے بوسے کے ہم خواہان ہین
وہ سمجھتے ہین ہماری آرزو کچھ اور ہے

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
اس مین کیا تیری شان جاتی ہے

میری چھاتی سے لپٹ جایئے اور سو رہیے
آیئے آیئے بس آیئے اور سو رہیے

کس رات ہوئے آپ ہین مہمان ہمارے
کب تم نے نکالے کہو ارمان ہمارے

دم آیا ناک مین اس آہ و زاری کے جینے سے
طبیبو موت سے بہتر ہے بیماری کے جینے سے

روح نے جسم پر گرانی کی
اب یہ حالت ہے ناتوانی کی

دمبدم بسکہ ترا حسن فزون ہے ظالم
روز جی مین ہے کہ کھینچا کیجے تصویر نئی

دل کو کوئی کسطرح سنبھالے
یہان جان کے پڑ رہے ہین لالے

اس اپنی ہاتھ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہے
نشانی اونکی چھلا تھا سو اوسکی یہ نشانی ہے

ریختی

دل تڑپے ہے تجھ بن مرا اے جان دوگانا
ہمارے گھر آج تو مہمان دوگانا

میرے گھر مین زناخی آئی کب
مین نگوڑی بھلا نہائی کب

کرون مین کہان تک مدارات روز
تمھین چاہیے جی وہی بات روز

تو دوا ایک ہے اللہ رہی او حرفت باز
قادری مانگی تھی تو دوڑ کے لائی پشواز

ایک مدت سے ترستی تھی ملاقات کو مین
شکر صد شکر کہ وصل اوس سے ہوئی رات کو مین

چل دوگانا چھاتیون سے چھاتیان مل مل گھسین — چل بدن سے ہم بدن گور گڑین اور صندل گھسین

آج فرصت نہین کل رات کی ٹھہرا کر اوٹھو — بات بندی سے ملاقات کی ٹھہرا کے اوٹھو

ابھی یہ عہد ہے کہ جو بارہ وفات ہو — تو میرے اور تیرے زناخی وہ بات ہو

صبح کو اوٹھ کے جو تم گھر کو اجی جاؤ گے — یہ تو فرماؤ بھلا پھر بھی کبھی آؤ گے

مین وہ لوا اوڑھنی کی نہین کل کی اوڑھنی — باجی مجھے اوڑھا دے جھلا جھل لی اوڑھنی

برسات اوسکو کہتے ہین جی جس بہار مین — سر پر ہوا کے ہوتی ہے بادل کی اوڑھنی

پھوپھی لچکا لگوا رہی لوگو دوڑیو — گوسے تلک جو سر سے مرے ڈھلکی اوڑھنی

بہاری ہنت لگا دو کہ رنگین لگاون مین — سر پر مرے ٹھہرتی نہین ہلکی اوڑھنی

ٹیس پیڑو مین اوٹھی اوہی مری جان گئی — مت ستا تجھکو دوگانا تری قربان گئی

روان تخلص سید جعفر علی لکھنوی شاگرد کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

عشق مین لیلی و مجنون کے گھر لٹایا چاہیے — وادی مجنون مین اک تکیہ بنایا چاہیے

پائی جس گلبدن مین بوے الفت اک ذرا — گلشن ہستی مین دل اوس سے لگایا چاہیے

روشن تخلص میر علی حسین داروغہ سرکار نظام الدولہ خلف میر خلیل باشندہ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید صاحب دیوان ہین

اوسکی آنکھون سے بھلا کرتی ہے کیا ہمچشمی — جا کے بنواتے کہین نرگس بیمار آنکھین

بغل مین غیر و کے جب بیٹھتا ہے وہ دلبر — تو درد اوٹھتا ہے بے اختیار پہلو مین

روشن تخلص روشن شاہ باشندہ بریلی مقیم میرٹھ

دیکھ کے تجھکو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا — واہ ری تیری دانشمندی ہمین بھی اک کام کیا

آپ کرتے ہین بار بار نہین — ہمکو ان کا بھی اعتبار نہین

کوفتی چاہیے کہ جس جا نہ گزر اوسکا ہے — مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اوسکا ہے

دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد کی — سینہ اگر یہی ہے تو دو رخ بھی گرد ہے

کوچہ یار مین جو بیٹھ گئے جب کہا اوٹھا یہ — جوا نقش قدم بھی نہین اوٹھنے کی زمین سے

روشن تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

جی مین یہ تھا کہ جان کیجیے نثار ۔ ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

رونق تخلص میر غلام حیدر خان عظیم آبادی

رحم کر اے دوست کا ہے خاکساری پر مری ۔ نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

رونق تخلص سیٹھ بابو جی پارسی باشندۂ بمبئی مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم

نہین ملتی دل وحشی کو اپنے ایکدم راحت ۔ کبھی پھرتا ہون صحرا مین کبھی جاتا ہون گلشن مین
اب بنایا گھر کو اندر کا اکھاڑا خیال ہے ۔ جو پری پیکر کہ آ جائے پچھاڑا چاہیے

رونق تخلص راے گنگا پرشاد بہادر ڈپٹی کلکٹر ولد بھوانی پرشاد باشندۂ بریلی

آغاز مین نہ فکر کی انجام کے لیے ۔ چھوڑا خدا کو الفت اصنام کے لیے

رونق تخلص لالہ رام سہاے ولد حکیم منا لال باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ راجہ جھاؤلال کے عزیزون مین تھے

صد چاک ہون شانہ کیطرح زلف کے غم مین ۔ قاصد یہ اوسے کہیو زبانی مرے دل کی

رویت تخلص مولوی حبیب احمد خلف و شاگرد حضرت شاہ رؤف احمد رافت تال بھوپال مین رہتے تھے شعر انکے شیرین و نمکین ہوتے ہین اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے عروض و قوافی مین کمال تھا شروع جوانی مین انتقال کیا

کسی پری کی ہے زلف دوتا سی جا اوجھا ۔ یہ دل بلا ہے کہ ایسی بلا سے جا اوجھا
سحر کہتے ہین جسکو چاک ہے اپنی گریبان کا ۔ جسے کہتے ہین بجلی لمعہ ہے اک آہ سوزان کا
تصور یہ بندھا ہے مجھکو اوس رشک گلستان کا ۔ نظر آتا ہے دنیا ہی مین عالم باغ رضوان کا
مزار ایسی جگھہ کیجو نہ ظاہر تا کسی پر ہو ۔ کہ مین کشتہ ہون ای یار و کسیکے ناز پنہان کا
کیا غضب ہے پاس انکے بیٹھون تو کہے وہ دور ہو ۔ اور اگر ہون دور تو کہتا ہے کیون مغرور ہو

رہا تخلص میر رضی ولد میر عباس عرف میر مغل باشندۂ فیض آباد مقیم کانپور شاگرد رشک

آرزو ہے کہ رہا دادی ایمن دیکھے ۔ عاریت اوسکو عنایت کرو موسی آنکھین

رہا تخلص غلام محمد خان قوم افغان باشندۂ اکبر آباد شاگرد گلزار علی اسیر ملازم راجہ بھرتپور

اللہ رے بناوٹ کہ بگڑنے لگے سنکر ۔ کچھ وصف کیا مین نے جو بے ساختہ پن کا

دل لگ چلا ہے اوسکا بھی شاید کسیطرف — آنے لگا جو کچھ مرے غم کا بیان پسند
کہنا تھا ہمارے سر آنکھوں پہ ناصحا — پر کیا کرین جو دل ہے نہ ہو اختیار مین

رہائی تخلص شیخ عبد اللہ ڈاکٹر ولد شیخ نقیر محمد باشندۂ موضع راگھوپور پرگنہ منیر ضلع عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و عبد اللہ خان مہر راقم کے ملاقاتی ہین

مجھ پا شکستہ کے لیے کیا احتیاج قید — قابل ہے بیڑیونکے نہ لایق رسن کے پاؤن
کیا ہوگئے وہ لوگ رہائی جو زیر چرخ — بیخون کے بل سے چلتے تھے رکھتی تھی تن کی ناؤ

ریاض تخلص شیخ ریاض الدین امجد خلف شیخ غیاث الدین اشرف باشندہ سندیلہ شاگرد خواجہ وزیر

تو وہ آہو چشم ہے جائے اگر گلزار مین — گل وہین شاخین نکالین نرگس بیمار مین

ریاضت تخلص اسلام علی ولد عبید اللہ شاگرد و خانہ زاد امانت

حسرت سے پس کے ہو گیا دل میرا پایمال — اوس شوخ نے دکھای جو مہندی لگی ہاتھ

حرف زاء معجمہ

زار تخلص مغل بیگ معاصر میر تقی

مشہور ہے جو نالے میری گلی مین اوسکے — جب اور کوئی رویا سمجھا کہ زار ہوگا

زار تخلص برہان الدین خان دہلوی ملازم درگاہ شاہی خط شکست مین دستگاہ رکھتے تھے فارسی بھی کہتے تھے

کیونکر اوس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون — کب وہ دیکھے ہے خدا اسکا بھی اگر نام لکھون
چشم طوفان خیز پھر اب گریہ پر تیار ہے — جسکے آگے اے سیہ رو ابر تو بیکار ہے
چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے — پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے

زار تخلص میر مظہر علی لکھنوی رفیق نواب احمد علی خان شوکت جنگ

چھوٹ جاوین غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہین — خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین
اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو — خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

تیری ہی قسم تجھ بن کچھ اور جو بھاتا ہو
کافر ہوا گر اسمین کچھ بات بناتا ہو

اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہے کو یہ خواری ہے
نہ چاہین اوسکو اے ناصح جو الفت اختیاری ہے

فصلِ گل و بہار مبارک ہو عندلیب
ہین یار ایک سی ہے بہار و خزان مجھے

نزار تخلص حافظ امام بخش نابینا باشندۂ تھانیسر مقیم دہلی بعلم فارسی و علم موسیقی و علم دعوت مین خوب دخل رکھتے تھے

دکھلاؤن چارہ گر کو جو زخم جگر تو وہ
رو رو کے یون کہے ہے کہ اسکا نہین علاج

زار یون دیتا ہون تسکین اس دل غمناک کو
اب کوئی لاتا ہے اوس نا آشنا بیباک کو

زار تخلص شیخ امیر الدولہ ولد شیخ محمد بخش متوطن بجنور منشی محکمہ صاحب اجنٹ جونانہ

غیر کے پاس شب و روز رہا کرتا ہے
ایک شب بھی نہ مرے گھر وہ ستمگار آیا

نثار تخلص میر جیون شاگرد محمد امان نثار وطن انکا کشمیر مولد دہلی

لیجاؤ گے تم اوسکی گلی سے جہان مجھے
آرام جو یہان ہے نہو گا وہان مجھے

کس سے ہولی کھیل کے آتا ہے وہ شاخ بہار
رنگ مین کپڑے ہین سارے تر بتر بھیگے ہوئے

نزار تخلص لالہ دہنپت رائے خلف لالہ شنکر لال ماموں زادہ لالہ کندن لال بہادر باشندۂ بریلی مقیم لکھنو شاگرد خواجہ وزیر

میری طرح کسی پہ تمھارا جو آئے دل
سینے پہ ہاتھ رکھہ کے کہو ہاے ہاے دل

مین گرمیان کرون جو بھرین آپ آہ سرد
کیا خوش ہون مین کسی پہ تمھارا بھی آئے دل

نزار تخلص منشی مینڈو لال خلف میدنی لال لکھنو شاگرد طوطا رام عاصی صاحب دیوان ہندی و فارسی ہین

لیلی رگ جان قیس کی کھنچ آئی ہے شاید
ڈوری یہ نہین پردۂ محمل سے لگی ہے

زاہد تخلص عادل شاہ خان بن گلداد خان باشندۂ راے پور ضلع فتح آباد

تشریف وہ نہ لائے نہ بھیجی خبر کبھی
اے آہ کچھ کیا بھی تو نے اثر کبھی

زاہد تخلص سید علی محمد شاگرد صبا

کچھ فرشتہ نہین مین بھی تو بشر ہون زاہد
اوسکے کہدے کوئی اچھی ہین شعر کیسے ہوئے

زاہد تخلص مرزا زاہد الدین خلف مرزا کام بخش ابن مرزا سلیمان شکوہ بہادر مقیم لکھنؤ شاگرد آتش

طرزین بناو کی یہ فقط ہین برائے دل	کیونکر نہ اوس پری پہ بھلا اپنا آئے دل
جب ہم بغل رہے وہ گل گلشن مراد	پہلو مین کسطرح سے نہ پھولا سمائے دل

زاہد تخلص خواجہ ولایت حسین اکبرآبادی شاگرد اعظم

خدا کو واسطے فرقت زدو نکو مت چھیڑو	نہ پوچھو یہ کہ کٹی کسطرح ہماری رات
قضا پکار رہی ہے یہ نعش زاہد پر	وہ لب ہلائے تو آجائے جسم زار مین روح

زائر تخلص مرزا علی حسین ولد مرزا خلیل اللہ بیگ شاگرد حسن یار خان افضل متوطن مشہد باشندۂ لکھنؤ مقیم موچی کھولا متعلقۂ کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

زلف شبگون سے عیان چہرۂ زیبا ہوگا	آب حیوان ابھی ظلمات سے پیدا ہوگا
رولاتی ہے تصور جب گلوے یار مہرو کا	صراحی دار موتی بنتا ہے ہر قطرۂ آنسو کا
مانند شمع یکسر دنیا مین تھی زبان ہم	خاموش ہو کے لیکن ایسا انجمن سے نکلے
فلک حسن خوبان سے روی زمین ہے	کوئی مہروش ہے کوئی مہ جبین ہے

زر تخلص شیخ بلاقی ولد شیخ سعد اللہ سادہ کار لاہوری مقیم اکبرآباد شاگرد مرزا حاتم علی مہر و مرزا عنایت علی ماہ

کبک و طوطی مین کچھ کمال نہین	اون مین تیری سی بول چال نہین
مجھسے کہتے ہو مرے گھر سے نکل باہر ہو	کب مین باہر ہون بھلا آپ کے فرمانسے

زکی تخلص میر محمد زکی ولد میر غلام رضا عرف غلام میر باشندۂ بلگرام

تصور بندھگیا رونے مین کس قاتل دوران کا	رگین گردن کی دم بھرنی لگین شمشیر براں کا

زکی تخلص محمد زکی خلف قاری محمد تقی شاگرد عبد الرحمن خان احسان مقیم دہلی

میرا دل سودا زدہ اسمین سے نہ گر جائے	گر زلفون کو شانہ تو مری جان سمجھ کر

زکی تخلص مرزا احمد علی لکھنوی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے خمسہ خوب کہتے ہین

مسیحا کے ہمنے زبانی سنا ہے — کہ بیمار الفت سنبھلتا نہین ہے
نکلتا ہے دم ایسے پردہ نشین پر — جو گھر سے بھی باہر نکلتا نہین ہے

زکی تخلص جعفر علیخان مرحوم دہلوی امراے شاہ عالم بادشاہ مین تھے

سنکے احوال مرا ناصح مشفق سے زکی — ہاتھ سے ہاتھ ملے حیف سے سینہ کوٹا
عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانہ کی ساتھ — وصل مین وہ جان دی یہ ہجر مین جیتی رہے

زکی تخلص شیخ مہدی علی مرادآبادی خلف شیخ کرامت علی واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ نے انکو ملک الشعرا خطاب دیا تھا صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بوسہ لیتے ہی جو پاپوش نگارین پاؤنکا — رشک سے کہتا ہے دل اپنا کہ دشمن زیر پا
جمال یار پہ ہمنے یہ ٹکٹکی باندھی — کہ اپنی آنکھ کا تل اوسکے منہ کا خال ہوا
دھوم دیوانے اوڑاتے ہین پریزادونکے — شمع محفل کو لگا دیتی ہین پروانے پر
بو سے ہے غنچہ مین عیان یا تری ہونٹھون مین مسی — قید شیشے مین پری ہے کہ ضیا آنکھون مین
اب سبب کیا ہے جو کانٹا سا کھٹکتا ہے زکی — یہ وہی دل ہے کہ رہتا تھا سدا آنکھون مین
شورش وحشت ہو اور دامان دلبر ہاتھ مین — پاؤن مین بیڑی ہو اور زلف عنبر ہاتھ مین
ٹھرہا کے طپش کھاکے خفا ہوکے ہنس پڑے — پاؤن پہ مین گرا جو بدن کو لگا کے ہاتھ
گا ہے غم فراق گہے آرزوے وصل — کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے
حسرت اسے تازہ اسیران قفس آتی ہے — دھوم سے فصل بہار اب کی برس آتی ہے
جب یہ سنا کہ پاؤنکو مہندی لگی ہے وہان — شعلہ بھڑک اوٹھا نگہ انتظار سے
ماہتابی پر جو وہ خورشید رو ہے بے حجاب — اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہے باہر چاندنی
دل ہم سے جدا رہا ہمیشہ — گویا وہ ضمیر منفصل ہے
جوہر تھے مجھ مین سب ملکوتی خصال کے — انسان بنا کے کیون مری مٹی خراب کی

زکی تخلص نواب محمد زکی خان عرف نواب بہادر خلف نواب دلیر الدولہ آغا حیدر حیدر نیشاپوری باشندہ لکھنؤ شاگرد اشرف علی قادر و علی اوسط رشک

زنجیر ہو گلے بنکے میرے موج مے — میخواری مین اگر وہ مجھے یاد آئی زلف

زلال تخلص میر دوست علی خوشنویس خلف میر محمد پناہ باشندۂ اٹاوہ شاگرد مصحفی و محمد عیسی تنہا پہلے دوست تخلص کرتے تھے

کسی کاتب نے گر نامہ لکھا تھا اوسکو — آج کل روز قلم ہوتے ہین دو چار کے ہاتھ

زمان تخلص سید محمد زمان باشندۂ امروہہ تعلقات دنیوی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی تھی

عارض ہے گل کا صاف ولیکن جھلک نہین — نرگس کی چشم ہی پہ پتلی پلک نہین

زور تخلص داؤد بیگ برادر خورد و شاگرد محمود بیگ

ہوتے ہین اب سیاہ خانۂ خلق — سرمہ آنکھون مین مت لگایا کرو

زیب تخلص مرزا جمال الدین معروف بہ مرزا کلن بن مرزا بہادر بن مرزا بختاور بخت نبیرۂ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

لہو مین بھر کے جو دامن کو اپنے یار آیا — یقین ہے آج کسی بیگنہ کو مار آیا
بعد اک عمر لگی آنکھ ذرا سونے دے — نہ کرا شور قیامت ابھی بیدار مجھے

زیب تخلص مرزا احمد علی خان

تپ فرقت سے ہے یہ داغ جگر کی صورت — پھیلا اودھر جاتا ہے رکھتے ہی شرر کی صورت

زیب تخلص میر آغا خلف میر الہی بخش باشندۂ فیض آباد شاگرد وزیر علی صبا

پیش آتی ہے وہی جو ہے تقدیر مین لکھا — ٹلتی ہے سرنوشت بیاض جبین سے کب

زیرک تخلص مولوی حافظ قلندر بخش باشندۂ پانی پت شاگرد منشی کرامت علی شہیدی تھے ابتداے عمری مین عالم تخلص کرتے ہین

ق

زیرک کل ایک طرف کو مین نکلا خستہ دل — جاتا تھا تا کہان وہ پیر دلا مجھے
فی الفور دیکھتے ہی یہ اوسکو مین عرض کی — کب تک رکھے گا رنج مین تو بیتلا مجھے
سنتے ہی در جواب یہ بولا وہ تند خو — صحبت سے تیری رنج نہین ہے ذرا مجھے
لیکن یہ ڈر ہے اپنی صحبت کے واسطے — ایسا نہو سکھا دے تو مہر و وفا مجھے
زیرک شباب ہی مین ہے کچھ لطف زندگی — یہ عیش پھر کہان جو جوانی گذر گئی

حرف سین مہملہ

ساجد تخلص محمد ساجد علی خان ولد نواب سید علی محمد خان بہادر شاگرد مولوی شہید

یاد آتی ہے جو اوس شاک قمر کی صورت ۔۔۔ دل بھی پہلو مین بھڑکتا ہے جگر کی صورت

ساحل تخلص مرزا اکبر علی ولد میرزا باقر علی دہلوی مقیم کانپور شاگرد رشک

چلمون سے محو زلف کو نوکر وہ رکھتے ہین ۔۔۔ اکثون مین آج ہوتا ہے بھرتی غلام زلف
ہمسری یار سے گلشن مین کیا کرتی ہے ۔۔۔ کور ہوجائین تری نرگس شہلا آنکھین

سابق تخلص منشی میر محسن علی ساکن نگینہ

دم تاک مین ہے گبر و مسلمان کے بحث ہے ۔۔۔ یارب چھٹینگے مخمصۂ کفر و دین سے کب

سابق تخلص میر غلام حسین متوطن بخارا شاگرد میر شمس الدین

آج کی رات مری جان نہ جا ۔۔۔ راہ مین ڈر ہے بات مان نہ جا

سالک تخلص ارشاد علی شاہ خلف محمد علی مرید شاہ فضل حسین عظیم آبادی شاگرد ہادی علی بیخود باشندہ بھوپال تا ل لکھنؤ مین بہت روز رہے سیاح وارفتہ مزاج تھے

نہ رہوت مین کبھی نظرون مین حسینون کے ذلیل ۔۔۔ چھوڑ دین حسن پرستی کا جو لپکا آنکھین
واہ کیا رنگ طلائی ہے کہ کندن گر ہے ۔۔۔ ہوگیا ہے نقرۂ چھلا سنہرا پاؤن مین
گر یہی ہے اشتعال آتش رنگ حنا ۔۔۔ شعلہ جوالہ بنجاے گا چھلا پاون مین
اس ادا سے بزم مین رقصان ہوا وہ شوخ سنگ ۔۔۔ بنگیا گھنگرو ہر اک چشم تماشا پاؤن مین

سالک تخلص مرزا خجستہ بخت ابن شاہ عالم بادشاہ مرید میر مہدی قدس سرہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

مت دیکھیو حقارت سے مرے گریہ کو ظالم ۔۔۔ یہ اشک مسلسل نہین موتی کی لڑی ہے

سالک تخلص مرزا قربان علی بیگ وکیل راجہ الور خلف نواب مرزا عالم بیگ خان مرحوم شاگرد مومن خان و اسد اللہ خان غالب مولد انکا حیدر آباد و مسکن دہلی راقم کے دوستون مین ہین اشعار اسکے نہایت بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

وہان دخل وہم کو نہ گذر ہے خیال کا
کچھ ہو سیر اونکو جانب اغیار دیکھنا
خلق خدا پہ رحم بھی کرنا ضرور ہے
کسلیے حال دل گمشدہ یارب نہ کھلا
یون عمر گزاری تری فرقت مین کہ ہردم
دل وہ کافر ہے کہ مجھکو نہ دیا چین کبھو
کچھ بھی جور روز حشر بڑھا یا نہ جائے گا
وہ اضطراب شوق کے طعنے وصال مین
سمجھتے ہین وہ فرض اسکی شکست
خوبان ظلم دوست کو مین نے برا کہا
کیونکر ہو جس ستم عشق کی سیری
خراب کوے بتان ہے خلقت یہین سے پائی ہے ہم نے جنت
تیری تصویر کیون نہ بول اوٹھے
خلقت کو یہ گمان ہے کہ خلوت عدو سے ہے
اوس سے اور بوسہ کی خواہش اپنی حد سے بات کر
گمان مجھپر ہے اوسکو دادخواہی سے شکایت کا
پسند اللہ کو کیا جانے کیا آجاے اتر راہ
نیند اوڑنے سے بڑھا لطف شب وصل عدو
تیز چلتی ہے سخت جانون پر
مرے کوچے سے گزر جائے عدو دیکھون تو
خوشی ہے اونکو یہ جانتا ہون مگر مین سمجھنے کو بات اپنی
نہین اکبار بھی اب سننے کی طاقت دل مین
گرے ہین چشم خلائق سے خاک ہوکر ہم

اچھی جگہ ہے دل کو بھروسا وصال کا
اکبار منع کیجے تو سو بار دیکھنا
مت دیکھنا کسی کو خبردار دیکھنا
غیر کا راز تھا کیا یہ بھی کہ افشا نہ ہوا
جینے کا گمان تھا مجھے مرنے کا یقین تھا
بیوفا تو بھی اسے سنکے پشیمان ہوگا
قصہ تمام ہمسے سنایا نہ جب بنیگا
کیا رنج ہجر ہے کہ اوٹھایا نجائے گا
مرا دل بھی عدو فا ہو گیا
تم کیون خفا ہوے تمھین اللہ کیا کہا
غم رزق مقدر ہے سوا ہو نہین سکتا
سپہر گردش مین کرنہ جرأت کہ دور آیا ہے اب مین کا
اسمین عاشق کی جان ہے گویا
پردہ کو تم اوٹھاؤ کہ یہ پردہ در ہوا
وہ اگر دی بھی تو سالک کب تری تشنہ پہ کھلا
قیامت ہوگیا حق مین مرے آنا قیامت کا
مجھے شرم گنہ تجھکو تکبر ہے عبادت کا
ہاے پہونچا ہے کہان شور سلاسل میرا
دم نہ چڑھ جاے تیغ قاتل کا
یہ بھی سمجھا ہے کہ دل مین ترے گھر ہونا
کہون یہ اونسے کہ بعد مردن تم آکے ماتم مرا کیا
پہلے سو بار ترا نام لیا کرتا تھا
ستم ہے تم نے کیا کسطرح جہان اپنا

اپنی ستم کشی کا مجھے امتحان ہے اب
اقرار وصل اور وہ مستِ غرور نا سمجھ
میری قسمت مین ہے وہان آوارہ ہونا چارہ گر
سنتی ہو وصل مین ہجران کی بیقراری رات
زنہار مین سپہر کی سرعت سے شام سے
یہ تازہ رشک کسکا ہے دل مین بجز عدو
دیکھ لیتے ہین جو دروازہ کے اکثر باہر
یہ صفت تجھ مین نئی ہوگئی بدخو ہو کر
ابتک بھی ہوش میرے ٹھکانے نہین ہوے
تم بھی وہی کہو تو کہے اک جہان عجب
کیونکہ ممنون نہ ہوت مین اپنی گرانجانی کا
یہ بھی ہوگا اے ستم ایجاد تجھ سا ہے کبھی
ہوتی ہے رحم و نزاکت مین لڑائی کیا کیا
یہ بھی قسمت کہ ہوا نامہ ہمارا سالک
پوچھتے ہو کہ مجھے غیر کے گھر دیکھا تھا
دیکھنا صبح شبِ وصل بھی ہے کیا ہی بلا
نہ وہ آئی نہ نیند آئی شبِ وعدہ مگر یارب
پستی طالع نے اس عالم کو اب پہنچا دیا
جھکتا نہین سر آج ترے در پہ ہمارا
دل بھی کیا چیز ہے کھنچتا ہی جو خریدار کے ساتھ
ہاتھ مین آئینہ لیکر تم دکھاؤ غیر کو
ہو اور گرم ہوگئی محفل رقیب کی
اے خضر اتنے دن تری کیونکر بسر ہوئی

درکار ایک اور نیا آسمان ہے اب
آیا ہے پی کے تو کہین اے نامہ بر شتاب
میری پیشانی پہ لکھا ہے نشانِ کوی دوست
تو غیر کے لیے روتا رہا وہ ساری رات
اے دل وہ اپنے وعدہ پہ آئین یقین ہے آج
شاید ملے ہین وہ مرے پیغامبر سے آج
تو مجھے ہاتھ سے کھو دیتے ہین باہو باہو
آپ بھی منہ سے نکلتا ہے تری تو ہو کر
سالک کا حال رات کو ایسا سنا کہ بس
مین بھی وہی کہون تو کہے اک جہان غلط
اونکو نظر دن سے ہوا سیر اگر انا مشکل
شوخیان ابتک جوانی کی ہین چرخ پیر مین
سر ہمارا جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہین
بے نقط ہے وہ سناتے ہین اگر لیتے ہین
جان کے خوف سے کہہ دیتے ہین مجبور نہین
ہین تو ہین شمع کے بھی منہ پہ ذرا نور نہین
ہماری نیند لیکر سو گئے وہان پاؤن پھیلا ان مین
چاہیے تحت الثری کو عالمِ بالا کہون
ظالم نہ کہین غیر نے یہان پاؤن دھرا ہو
یہ دکان وہ ہے کہ چلتی ہے خریدار کے ساتھ
وائے بخت رو سیہ تقدیر پشتِ آئینہ
کیا کیا جلا ہون مین نفسِ شعلہ بار سے
ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی

دا اور روز حشر اٹھ کھڑا ہوگیا | مین نے اتنی حشر مین فریاد کی
فلک کا حال کہین یا عدو کا یا تیرا | نہ پوچھے کاش قیامت مین کچھ خدا ایسے
میکدہ کی نہین ملتی گر راہ | آؤ مسجد کی زیارت ہی سہی
وصل اوس بت کا نہ ہوگر سالک | آج کی رات عبادت ہی سہی
صیاد اور بند قفس سے کرے رہا | جھوٹی خبر کسی کی اوڑائی ہوئی سی ہے
وا اے ضعف کہ شغلے تھے فقط اسکو | یاں شنائی نہین دیتی مری فریاد مجھے
یون وہ خودرفتہ کہ کب جانے کہان دل کیسا | یاد آتا ہے تو اتنا کہ نہین یاد مجھے
روے سخن کدھر ہے نہ سمجھا ترا رقیب | ہم یار سے شکایت تقدیر کرچکے
سب کے رشک کہ تمہارا اور غیر کے گھر جائے | ورنہ تمہین آرام سے یون رات گزر جائے
ہان سچ ہے اگر ہم کو یونہی وہ قتل کروگے | دشمن کا مرا احسان نہین ہے کہ اوتر جائے
کنج مزار مین بھی وہی اضطراب ہے | دل ہے کہ اک فرشتۂ قہر و عذاب ہے
پہونچے عدو کے گھر مین تو دامن جھٹک دیا | ہم خاک بھی ہوئے ہین تو مٹی خراب ہے
جیتے گئے ہین سب ترے غم مین ہین مبتلا | ملک عدم یہان سے زیادہ خراب ہے
ہنسو بولو کہ کھلے خوبی زبان کی | خموشی بات کھوتی ہے دہان کی
نزاکت سے بڑھا لطف شب وصل | نہین ہے تاب اونھین خواب گران کی
وصل چشم کی مانگے نہ یون دم بدم دعا | سالک خدا سے اتنا تقاضا نہ چاہیے
جانے سے اے تصور جانان نہ کر تلاش | ایسا نہ ہو کہ وہ کہین دشمن کے گھر ملے
بات کرتے ہین وہ گھڑیون مین جیا کر سالک | وعدۂ وصل مین اونکو بھی مزا آتا ہے

سامان تخلص میر محمد ناصر جونپوری مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر جانجانان

رقیب اسطرح جلتے ہین ہمین دیکھ | کہ ہم رشتہ مین ہین اوس شمع رو کے

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ کشمیری مرید حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ تن
اسکا وشت قبچاق اشعار پارسی بہت خوب کہتے تھے کئی غزلین حسب فرمائش احباب
ریختہ مین کہین تھین شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین وفات پائی

افسوس کہ اغیار بنے یار تمھارے — غماز بنے محرم اسرار تمھارے
ہم گھر میں تمھارے کہو کس راہ سے پہنچیں — دشمن ہیں ہمارے در و دیوار تمھارے

سامی تخلص مولوی وحید اللہ خان بہادر صدر الصدور ضلع مین پوری ولد مولوی عبد الحکیم چاٹگامی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت راقم کے دوستوں میں ہیں بیشتر فارسی کہتے ہیں

امتحان تیر ستم کا سینہ سامی پہ ہو — سنتے ہیں دعوا ہے اوسکو لذت آزار کا

سائل تخلص محمد یار بیگ دہلوی قوم اوزبک شاگرد شاہ حاتم و سودا

نہ دیکھا زندگی میں اوسکو سائل — پھر وسا کیا نگاہ واپسین کا
وہ حائل ہو گیا دست شکستہ کیطرح — آہ اپنا جسکو میں نے قوت بازو کہا
شاخ کو کوئی ہلا دے تو ثمر جھڑتے ہیں — اپنے ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہیں

سائل تخلص حکیم عبد الحق ولد شاہ ابو الحسن قادری باشندہ موضع سنجہ ضلع مونگیر شاگرد خواجہ وزیر و امیر احمد امیر

شوق سے اپنے گنہگاروں کو جو زنگ کریں — سیچے یار کے ابرو ہیں تو تیر پلکیں
کھیل مرغ دل وحشی کا شکار او صیاد — دونوں آنکھیں تری شہباز ہیں شمشیر پلکیں
سوزش عشق سے جلتی ہیں یہ آنکھیں اپنی — پنجباشے کی طرح ہینچتی ہیں آتش بھر پلکیں

سبحان تخلص عبد السبحان شاگرد ابر و مقیم دہلی

جان و دل ہے قبول سب جانا — پر گلی میں تیری ہمیں آنا

سبقت تخلص مرزا مغل خلف مرزا علی اکبر اخوند شاگرد جرأت وطن اگلا ایران مولد دہلی مسکن لکھنؤ سنہ ۱۲۳۵ بارہ سو پینتیس ہجری میں

تا بہ کجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا — جان لبوں پہ آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا
جب سے ترے فراق میں ہمیں گرم گریہ ہیں — ہنگامہ شب سے [illegible]
کس طرح سے اپنے تئیں کرتے پایمال — افسوس اوسکو شوق نہیں ترک تاز کا
کھلتی ہے اب ہی دل پر کہ ہم کسی سے ملیں — نہ کوئی ہم سے ملے اور نہ ہم کسی سے ملیں

شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

رہا بعد فنا بھی یہ اثر سوداے الفت کا — کہ مقتل مین سیاہی چھا گئی خون شہیدان پر
زخم شمشیر نگہ کا رہی ہے — دونون آنکھون سے لہو جاری ہے
جو ترے عشق کا آزاری ہے — تندرستی اوسے بیماری ہے
سیہ پوشی یہ مائل کیون خط رخسار رہتا ہے — مگر حسن رخ سادہ کا ماتم دار رہتا ہے
یکس عارض کا محو جلوہ دیدار رہتا ہے — کہ آئینہ ہمیشہ پشت بر دیوار رہتا ہے

سجاد تخلص حکیم سید سجاد اکبرآبادی ولد میر محمد اعظم شاگرد امیر وجد اعلی اُنکے میر منشی دار الانشاے شاہی تھے صاحب دیوان گزرے

دل کی جمعیت نہ کھو لب کھول کر — ہووے سے غنچہ پریشان بول کر
مر گئے پر اگر نہین آسیب — کیون یہ رکھتے ہین قبر پہ تعویذ
میرے تمام حال کی تقریر ہے وہ زلف — روز سیاہ و نالۂ شبگیر ہے وہ زلف
ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو لیجاوے آو — خواہ کاکل خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم
لب شیرین پہ اوسکے مرتا ہون — زندگی اپنی تلخ کرتا ہون
جب ہم آغوش یار ہوتے ہین — سب مزے درکنار ہوتے ہین
یار کا جامہ نہین تو ہے عزیز — یوسف اپنا پیرہن تہ کر رکھے
بتون کے تئین کس قدر مانتا ہے — یہ کافر مرا دل خدا جانتا ہے
رات اور زلف کا یہ افسانہ — قصۂ کوتہ بڑی کہانی ہے

سجاد تخلص میر علی سجاد محافظ دفتر کلکٹری ضلع الہ آباد خلف میر حیدر علی باشندہ موضع کڑا پرگنہ ملیہ توابع ضلع مذکور شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

صدقے ترے قد پہ لاکھون خوش قد — آنکھون پہ فدا ہزار آنکھین
گلرنگ ہین آستین و دامن — دکھلاتی ہین کیا بہار آنکھین

سحاب تخلص محمد الہ یار خان خلف محمد ہارون خان رسالدار خیرآبادی مقیم لکھنؤ شاگرد برق

ہر قدم پر مردے زندے کرتے ہین انداز ناز — اے بتو مسیح نما گویا تمھارا پاؤن ہے

سحاب تخلص کنور گوپال سنگھ ولد راجہ سالگرام شاگرد مولی بخش قلق

شمع رو رو کے سر بزم یہ کہتی تھی کہ ہای — خاک کرتی ہے مری گرمی بازار مجھے
اے دل رفتہ مگر جان پہ کچھ آن بنی — چارہ گر اب نظر آتے ہین عزادار مجھے

سحر تخلص محمد خلیل خان حیدرآبادی

بو تری باقی ہے اے رشک بہار — اشک کا ہر قطرہ سمن بن گیا
اے سحر یار مزیدار کسکو ملتا ہے — برا بھلا تو ملے در کنار خاطر خواہ

سحر تخلص میر ناصر علی مرحوم زمیندار بریٰ براون خلف سید محمد علی متوطن کوپل مقیم لکھنو شاگرد ناسخ ۱۲۴۹ سنہ بارہ سو انچاس ہجری مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

آنکھین مری فرقت مین ہین ناسور سے افزون — پھوڑے سے زیادہ ہے دل زار بغل مین
کچھ سخت نکلنا کسی بدمست کو ساقی — شیشے سے فزون ہے دل میخوار بغل مین
نکلا ہے جو دم حسرت آغوش مین اے سحر — کس پیار سے لیتی ہے مجھے گور بغل مین
اسمین شیرین تری کچھ شان نہ کم ہو جاتی — چوم لیتی لب شیرین سے جو فرہاد کی ہاتھ

سحر تخلص مرزا افضل علی باشندہ لکھنو مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد مرزا علی جان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

پریون سے مشابہ جو ہے پرواز پری رو — انداز پری رکھتا ہے انداز پر تیر
نکالین صلح مین اولجھن کی باتین — دیا بوسہ تو پیچ و تاب سب کھل کر
کھلا دو چشم افسون گر مین سرمہ — دکھاؤ سحر کو جادو جگا کر
مردم دیدہ یہ کوئی زلف مین پھنستے نہین — پتلیون کا ہے تماشا خانہ زنجیر مین

سحر تخلص منشی عبد المجید ولد غلام مینا صاحب باشندہ کاکوری

نام کو تجھ سے نہ الفت نہ ملاقات رہی — دن کو بھی آپ وہین رہیے جہان رات رہی
یہ شب وصل مین گردون کی عداوت دیکھو — صبح ہوتی ہے مرے گھر مین پہر رات رہی

سحر تخلص شیخ امان علی ولد محمد امین لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان گذرے

جو کچھ ہوا سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہان تلک کوئی رو رو یا کرے گلا دل کا

برق کے ہم ہین دیکھنے والے
ابر تر کے ہین یادگار آنکھین

چشم بیمار کی بیمار صرے جاتے ہین
لب جان بخش سے ہوتا نہین اچھا کوئی

منہ کو آئینہ مین دیکھا دیکھ کے خوش ہوتے ہو
پہلے پیدا تو کرو چاہنے والا کوئی

وصل کی بعد مرگ ٹھہری ہے
اسلیے گور پہ مسہری ہے

سحر تخلص احمد علی خان خلف کرم علی خان مقیم دہلی

ہوئی زخمی مژہ کی اور نگاہ چشم دلبر کے
نہین محتاج ہم نوک سنان و آب خنجر کے

سحر تخلص مولوی ظہور علی

عبث دار فنا مین گھر سکونت کا بناتا ہے
کہ آخر ایک دن دار بقا کو ہیا سے جاتا ہے

بعد مردن بھی مجھے رنج فراق یار ہے
گور کی ظلمت نہین ہے کم شب دیجور سے

سحر تخلص راجہ نواب علی خان ولد امیر علی خان باشندہ خیر آباد

حور دن مین کہان ناز و ادا صورت انسان
جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرینگے

ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا
اجابینگے افلاک جو فریاد کرینگے

لکھینگے سراپا سحر اوس لعبت چین کا
سکار قلم مانی و بہزاد کرینگے

سحر تخلص اجودھیا پرشاد پسر رام دیال دیوان اعتماد الدولہ افضل علی خان شاگرد مہدی علی خان قبول

تصور کمر یار مین ہین اشک روان
کھٹک ہو کیون نہ جو پڑ جاے بال آنکھون مین

اسیر دیدہ جانان ہین سب کی طائر دل
نہین یہ نشہ کے ڈورے ہین جال آنکھون مین

سخا تخلص شیخ سخاوت حسین ولد گل محمد باشندہ دیبا ہی تولع بلندشہر شاگرد فدا حسین

سمجھا دن سر کو کاٹ کی سنا میرے ہاتھ
ایذا انیا مین قتل ہین تا فتنہ کرے ہاتھ

یہ جان ہے کہ جان بھی جائیگی ہاتھ سے
ہم پھر بھی تیرے گر مرے سینہ سے سر کے ہاتھ

سخن تخلص رام دیال گھڑی ساز ولد پریم سکھ لکھنوی شاگرد آتش صاحب اپان گر رہے

خدا کے واسطے سن اے صنم گلہ دل کا
کہ تیری آنکھون نے لوٹا ہے قافلہ دل کا

سخن تخلص حکیم مرزا احمد حسین وطن انکا کشمیر مولد دہلی شعر فارسی بھی کہتے ہین

وہین جان نکلی دہن آن نکلا	بھلا مرتے مرتے یہ ارمان نکلا

سخن تخلص خواجہ فخر الدین حسین خلف خواجہ جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ وکیل عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد عرف آرہ شاگرد مرزا نوشہ غالب سید فرزند احمد صفیر بلگرامی انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین کلام ان کا لکھنویون کے انداز کا ہے کوئی شعر یا کوئی فقرہ نثر دہلویون کے انداز کا انکے کلام مین نظر نہین آتا انکو آرہ مین دیکھا تھا انکا فسانہ سروش سخن نظر سے گزرا

یہ جان ہے یہ جگر ہے یہ دل تیری نذر ہے	اسمین سے کوئی بھی تو کر اسے دلستان پسند
بناوٹ سے بگڑ کر عین گرمی مین لگے کہنے	خدا کی واسطے چھوڑو نہ ڈالو ہاتھ گردن مین
کبھی چھونے نہ پائین پاؤن تک جس بت کا ہم زاہد	زہے تقدیر اوسکا ہاتھ ہو دست برہمن مین
پڑا ہے جن کو اوتار ا ساقی مہوش نے شیشے مین	کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر مین
دفن ہے اسمین سخن لاشۂ لیلی شاید	ہاے مجنون کے جو مرقد سے صدا آتی ہے

سخنور تخلص دیوالی سنگھ کایتھ خلف راے جی سنگھ دہلوی منشی دفتر شاہی

گریان رکھے ہے بن ترسے یہ چشم تر مجھے	طوفان نوح آگے ہے اب پھر نظر مجھے

سخنور تخلص مولوی احمد علی لکھنوی مقیم مرشد آباد شاگرد مصحفی

آب گو ہے سخن غیر مین لیکن صاحب	کان مین کرتے ہی کر دیتا ہے بہرا پانی
لب شکر شکن اوس غیرت گل کا دکھاتا ہے	چمن مین طوطی و بلبل کو آپس مین لڑاتا ہے
اثبات جز لا یتجزے مین تھا کلام	ساکت رہا وہ غنچہ دہن انفصال ہے

سخی تخلص سید پیر بخش علی ولد بیدار علی باشندۂ کڑا ضلع الہ آباد

دل کھولنا نہین جو کہتے ہو	ہم بھی لینگے ہم بھی لین گے

سراج تخلص مولوی سراج الدین باشندۂ ضلع فرید پور مقیم ضلع مرشد آباد راقم سے اپنے ضلع راج شاہی عرف رام پور بوالیہ مین ملاقات ہوئی تھی انکے بہت سے اشعار عربی و فارسی بھی نظر سے گزرے

حسن ہے خوبون مین لیکن کچھ وفاداری نہین | جون گل کاغذ کہ جسمین بو نہین ہے رنگ ہے

سراج تخلص سراج الدین دکھنی بعضے تذکرہ والون نے انکا نام قمر علی لکھا ہے

نہین ہے تاب تجھے تیرے سامنے جانان | کہان سراج کہان آفتاب عالم تاب
پھر بھی نہین ہے شتر شوق سے خالی | ہتیا ہی نبض رگ خارا کی خبر لو

سراج تخلص سراج الدین علی شاہ اورنگ آبادی درویش تھے

رفوگر کو کہان طاقت کہ زخم عشق کو ٹانکے | اگر دیکھے مرا سینہ رفو چکر مین آجائے
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا | مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی
وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخہ عشق کا | کہ کتاب عقل کے طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

سردار تخلص سردار مرزا خلف سید محمد لکھنوی شاگرد وزیر

مژدہ ای جوشش جنون دشت مین آئی ہے بہار | پھر کھجاتے ہین کئی دن سے برابر تلوے
گرم رفتاری عشاق کا اعجاز یہ ہے | تر نہین ہوتے ہین بالا سے سمندر تلوے

سرشار تخلص مرزا زین العابدین خان خلف نواب سالار جنگ شاگرد مصحفی
صاحب دیوان گزرے

بے تکلف تھی دل کے لینے تک | ہم سے اب آپ منہ چھپاتے ہین
ترے ہاتھ سے بوے مشک آئی شانہ | مگر تو نے کاکل سنوارے کسی کے
اوسکے کوچہ کیطرف مین تو نہ جاؤن سرشار | کشش دل ہے کہ کھینچے لیے جاتی ہے مجھے

سرشار تخلص لالہ ملوک چند لکھنوی

اس سج سے وہ دلبر چلے خوبین اکڑ کے | جون ماہ ستارون مین چلے رات کو اڑ کے

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ ولد مرزا اصغر علی لکھنوی شاگرد نوازش حسین خان نوازش صاحب دیوان و سرور سلطانی ترجمہ شمشیر خانی و شگوفہ محبت و گلزار سرور و فسانہ عجائب مین اردو نثر بہت خوب لکھتے ہین اوائل ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راجہ بنارس کی سرکار مین متعلق تھے بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزری

ہزار حیف ہے دل نے ہماری اف بھی نہ کی
جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا

یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا
گلی سے مل گئے سب رنج درکنار ہوا

رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے اے سرور
اور اولجھ اوٹھتے ہین بیٹھے جب کہ سلجھاتے ہم

نہین اوٹھتی پلک نزاکت سے
سرمہ ہوتا ہے بار آنکھون مین

اتنی چھائی ہے خاک تیرے لیے
چھا رہا ہے غبار آنکھون مین

جب سے اپنا لقب ہوا ہے سرور
روز و شب ہے خمار آنکھون مین

سرور مشرق و مغرب کی سیر کی ہم نے
نہین ہے حسن خداداد کا جواب کہین

کوچۂ قاتل مین جا کر اپنے ہاتھون جان دی
مرتے مرتے کام آئے یہ ہمارے ہاتھ پاؤن

پیری و صد عیب یہ سچی مثل ہے اے سرور
ڈھونڈھتے ہین اب تو لاٹھی کو سہارے ہاتھ پاؤن

تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر
کہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبینان ہون

اللہ رے بیکسی کہ جو دریا مین غرق ہون
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہ ہو

پھیر نہ منہ اوسنے کیا میری طرف ہی ظالم
سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی

سرور تخلص مرزا افضل علی بیگ برادر حقیقی مرزا انیاز علی بیگ نکہت شاگرد شاہ نصیر دہلوی

آج آئی نہین ہے بانگ درا
ہم ہون نے کہین قیام کیا

سرور تخلص لالہ نیک رام نائب سررشتہ دار بندوبست ضلع فرخ آباد ولد جے کشن لال مقیم فتح گڈہ

مطلب کی میری ایک نہ مانی آپ نے
باتین شب وصال مین کین اپنے کام کی

سرور تخلص سید کاظم حسین شاگرد آباد ولد سید ظفر علی باشندۂ لکھنؤ

دل مین جو بار گیسوی پیچان کا تھا خیال
ڈر ڈر کے چونک چونک اوٹھے ہم تمام شب

مر مر کے کاٹتا ہون شب انتظار یار
اوٹھتا ہے بار ہجر بھلا مجھ حزین سے کب

پیدا کیا ہے حسن نے ساری کلائیان
ہین شاخ نخل طور تمھاری کلائیان

سرور تخلص حمایت اللہ خان دہلوی شاگرد نصیر

زنجیر کی جو کانون مین آئی صدا نہین	مجنون کے سلسلہ مین کوئی کیا رہا نہین

سرور تخلص غلام مرتضی خان ولد نصیر اللہ خان عرب ہاشمی شاگرد خواجہ آتش وطن انکا مدینہ منورہ مولد و مسکن لکھنؤ

مجھسے جو پوچھتا ہے کوئی ماجرائے دل	یہ کہکے لوٹ جاتا ہون مین ہای ہای دل

سرور تخلص ولایت علی کشمیری لکھنوی خلف و شاگرد محمد جعفر مخمور و آتش انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

آتی نہین کسیکو بھی اصلا نظر کمر	عنقا کی طرح گم ہے تمہاری مگر کمر
جدا ہوئے ہین کسی برق وش سے یہ شاید	بسان ابر جو روتی ہین زار زار آنکھین

سرور تخلص مرزا اعز الدین دہلوی داماد سراج الدین بہادر شاہ تخلص بہ ظفر شاگرد ذوق

ہوتے ہین آپ چین بہ جبین بات بات پر	یہ ڈھنگ ہے تو ہوچکی صورت نباہ کی
یہ بھی سرور ترک کیا چاہتے ہین وہ	صحبت جو ہم سے اونسے ہے یہ گاہ گاہ کی

سرور تخلص احمد حسین شاگرد و برادر خورد امداد حسین ظہور باشندۂ میرٹھ

الامان الحذر کا شور اوٹھے	جوش ہووے جو دیدۂ تر کا

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف نواب ابو القاسم خان شاگرد محمد جان بیگ سامی امرائے دہلی مین تھے شعر اچھا کہتے تھے ایک تذکرہ شعرا اور ایک دیوان انسے یادگار ہے سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین وفات پائی فارسی بھی اچھا کہتے تھے

مانع امید وصل ہوئی ورنہ ہجر مین	قصہ ہے زندگی کا یہ سب انفصال تھا
سبزۂ خط گرد لب شاید ہوا اوسکے نمود	خود بخود دہدہم جو میرا رنگ کاہی ہوگیا
نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے	بازوون سے جو ہلاتا ہے کبوتر پنکھا
ہاتھ اپنے رہی زیر بغل بعد فنا بھی	تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت
تیرے کھولینگے جب بند قبا ہم	گرہ دل کی کرینگے اپنے وا ہم
دیوانے ہم نہین ہین جو فصل بہار مین	کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کرین

غیر لایا اوسے یہان پھر تماشا دمِ نزع
دوستون سے نہ ہوا وہ جو ہوا دشمن سے

گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائین
آسیب کہین اوس رخِ روشن پہ نہ آئے

سرورشن تخلص امداد علی خان ولد منو خان فرخ آبادی

روے روشن کا تصور ہے مگر دل مین سرورشن
دلِ خون گشتہ بہا اشک کے شامل ہو کر

سریع تخلص سید محمد علی ولد داروغہ باسط علی شاگرد صفیر

غنچے سر اپنا جھکا لیتے ہین شرماتے ہین
مسکراتے ہوئے گلشن مین جو وہ آتے ہین

سعادت تخلص میر سعادت علی باشندہ امروہہ معاصر سودا

ہوش کھو دیتے ہین میرے اونکی آنکھین مست
بسکہ ہون کم ظرف ہو جاتا ہون بیہوش ... کہین

یار سے جو رقیب لڑتے ہین
یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعادت تخلص سعادت خان ولد جہان خان ساکن اعظم گڈہ مقیم کانپور تھانہ دار کرنیل گنج ضلع کانپور شاگرد رشک

چھپ گئی صبح وطن زلف جو کھولی تم نے
ہے غضب آئے تہِ شامِ غریبان عارض

وہ جبین ماہ دو ہفتہ ہے وہ رخ غیرتِ مہر
دانت موتی کی لڑی لعلِ بدخشان عارض

سعید تخلص مرزا آغا نجف ولد مرزا امیر بیگ بھکیت باشندہ لکھنؤ مقیم کلکتہ شاگرد مرزا مہدی قبول صاحب دیوان ہین یہ شعر اِس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کیا ہم نے خوب سیر حسینانِ دہر کی
اسے بت نہین جواب ترے آئی قسم ترا

دل اوسنے لیکے جسم کی مٹی خراب کی
ہو جاتا ہے بغیر مکین کے مکان خراب

مہر کا تو نے فسون سازی سے باندھا تعویذ
سر اوٹھانے نہین دیتا تری سر کا تعویذ

صاف معلوم ہوا شب کو ستارا ٹوٹا
تند پھرانے ہین جو سر کا ترے جھکا تعویذ

کہکشان مانگ ہے رخ ماہ ہے پیشانی بدر
بال ہین شبِ دیجور ستارا تعویذ

گر دیکھنی ہو شکل بتِ لاجواب کی
عینک لگا کے چہرۂ مہر و آفتاب کی

وہ سیکش آج آنے کو ہے شغل میکشی ہوگا
گرم تو بھی گرا دینا ابر باران تجھکو حجت ہے

ہم دعا دینگے رہا کر دی قفس سے صیاد
تو پہلے ہو لے گا ہم سیر چمن دیکھینگے

مجھ خاک

مجھہ خاکسار کو نہین حاجت سریر کی | ہے بوریاے فقر پہ عزت فقیر کی

سعید تخلص مرزا سردار حسین ولد مرزا علی اصغر

عجب کیا ہے اگر ہین بھی اسیر چاہ بابل ہون | کسی زہرہ شمائل کے ذقن پر دلسو مائل ہون

سعید تخلص لالہ کنور بہادر ولد گنگا پرشاد فرخ آبادی

بجوش وحشت کبھی زندان مین نہ رہنے دیگا | بیڑیان لاکھہ پنہائی کوئی حداد مجھے

سعید تخلص محمد سعید الدین بن مولوی محمد اساس الدین باشندۂ بدایون مقیم دہلی
تلمیذ نواب زین العابدین خان عارف

ہے برق کا خواص شب وصل یار مین | یعنی ادھر سے لمحہ مین آئی ادھر گئی
گو لامکان تلک تو رسائی ہے آہ کی | پر کیا ہی گر بتون ہی کے دل مین نہ راہ کی

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف قاضی القضات نجم الدین علی خان باشندہ
کاکوری آخر ایام مین انکی بصارت زائل ہوگئی تھی

بیدماغی اوسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری | کہ پری کو نہین خوش آتی ہے انسان کی بو

سعید تخلص قاضی میر سعادت علی باشندۂ اکبر آباد

یار بن آنکھون مین اپنے خار ہے گل باغ مین | ہے نمک پاش جراحت شور بلبل باغ مین

سعید تخلص حاجی سعید بخت ولد محمود بخت مجموعہ دار شاگرد حضرت حسینم باشندۂ سلہٹ
راقم کے ملاقاتیون مین ہین تاریخ گوئی سے بہت شوق رکھتے ہین فارسی بھی کہتے ہین
اجداد انکے ہندو تھے کئی پشت سے مشرف باسلام ہوئے ہین

کر اس سے محرم صنم خدارا کہ تیری انگیا کی ہے گرہ دار | یہ ادبھرا او بھرا یہ اوٹھا اوٹھا یہ شکل موزون جھاگ سا
پایا نہین ہے سرمہ کا ہرگز قرار رنگ | ہر آن مین بدلتی ہین آنکھین ہزار رنگ

سفیر تخلص خواجہ بادشاہ ولد و شاگرد خواجہ وزیر لکھنوی

دیوانہ مجھکو آپ نے اچھا کیا کہ اب | لے لونگا اب تو زلف گرہگیر ہاتھہ مین
وہ سحر کر کہ طائر رنگ حنا ترا | طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھہ مین

سفیر تخلص حاجی جلال بخش خلف حاجی حسین بخش باشندۂ سلہٹ شاگرد منشی [illegible]

مست راقم کے ملاقاتی ہین

سحر آفرین یہ سایۂ زلف سیاہ ہے ‏ — ‏ ہنجاہے کیا عجب ترے پھولون کا ہار سیاہ

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی مرثیہ گو باشندہ نجیبابادشاگرد محمد شاکر ناجی شراب بہت پیتے تھے وطن سے دہلی گئے وہان سے حیدرآباد مین جاکر انتقال کیا وہان کے باشندونے اونکی ہڈیون کو کربلا مین بھیجدیا

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا ‏ — ‏ مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب مین دریا ‏ — ‏ وہ دیکھ لے مری چشم پرآب مین دریا

گرا ہے مانگ مین دل میرا آہ ڈھونڈھون کدہر ‏ — ‏ کہ آدہی رات ادہر ہے اور آدہی رات ادہر
سحر گزرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب ‏ — ‏ کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

سکندر تخلص سکندر خان باشندۂ شاہجہانپور مومن خان سے کسب سخن کرتے تھے ایک دن ایک شعر کی اصلاح پر بہت مباحثہ کرکے ترک مشورہ کیا:

کسکا نام اوسکے لبون پر تھا کہ اس نفرت کیا ‏ — ‏ حرف ناصح سے دماغ اپنا پریشان نہ ہوا

سلام تخلص نجم الدین علی خان اکبرآبادی خلف شرف الدین علیخان پیام

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ ‏ — ‏ درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سلطان تخلص شہزادہ ایزد بخش بہادر عرف مرزا نبلی خلف شاہ عالم بادشاہ

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھے ‏ — ‏ مت رکھ اے دیر خراب آباد سرگردان مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم والی رامپور

اوس لب سے کیا لعل کا جب رنگ برابر ‏ — ‏ دیکھا تو نہین اوسکے یہ پاسنگ برابر

سلطان تخلص سلطان شاہ خلف شاہزادہ جمعیت شاہ ماہر دہلوی

بن جلائے دل و جگر جل جاسے ‏ — ‏ کیا بری آگ ہے محبت کی
آتے آتے وہ پھر گئے گھر کو ‏ — ‏ یہ بھی خوبی ہے اپنے قسمت کی

سلطان تخلص صاحبزادہ اعظم الدین نواسۂ ٹیپو سلطان مرحوم مقیم ٹالیگنج متعلق کلکتہ صاحب دیوان فارسی اور راقم کے دوستون مین ہین

داغون سے غم کے رشک چمن ہے فضاے دل	ہے جاے سیر یہ چمن دلکشاے دل

سلطان تخلص خواجہ طالب علی خان عرف خواجہ سلطان جان مرحوم خلف خواجہ حسین علیخان مرحوم رئیس عظیم آباد مقیم کیا اولاد مین خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ کی تھی سلسلہ انکے ننہیال کا حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے ملتا ہے موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے بہت دنون تک کلکتہ مین اکر رہے تھے لکھنؤ کی بھی سیر کی تھی تین دیوان انکے نظر سے گزرے اشعار فارسی و اردو خوب کہتے تھے سنہ ۱۲ بارہ سو ستر ہجری مین کلکتہ سے گیا جی مین جاکر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے راقم نے یہ تاریخ اونکے وفات کی لکھی ہے

قطعہ تاریخ

خواجہ سلطان جان کہ رحلت کرد واے	دوستان را کرد با اندوہ جفت
سال مرگ او چو جستم از سروش	خواجہ سلطان جان بمرد افسوس گفت

اشعار سلطان

اک نئی طرح کا حلقہ نے پہندا مارا	تو نے اے زلف مسلسل مجھے اولجھا مارا
وار کیا معلوم ہو تیغ نگاہ یار کا	ساحل بحر فنا ہے گھاٹ اس تلوار کا
موجۂ آب زمرد سے مری زنجیر ہو	ہون مین دیوانہ کسی کے سبزۂ رخسار کا
اے بتو ہر مومن وکافر کی گتی ہے نظر	ہے خدا حافظ تمہاری مصحف رخسار کا
بوے عطر خس تھی سلطان یار کی رومال مین	اوسنے جو پوچھا پسینا سبزۂ رخسار کا
دل کی جا سینے مین میرے اوسکا پیکان رہگیا	میزبان جاتا رہا اور گھر مین مہمان رہ گیا
کمر لچکی تو وہ گل ہنسکے بولا	بھرا ہے پھولون سے دامن ہمارا
دیکھی جو تری چاند کی ٹکڑون سے یہ دوگال	انکار نہ کا ذکر ہے شق قمر کا
مثل مشہور ہے دیوانہ را ہوئی بس است اے دل	بہین انکھون سے دریا مے گرگوئی [illegible]
لگائی تیغ اگر قاتل تو شادی مرگ ہو جاؤن	دہان زخم مین ہو جاے عالم روے خندان کا
مانی بلینگے خاک مین سب مونسگا فیان	اوسکی کمر مین فرق اگر بال بھر رہا

اندنون حسن پہ آپ اپنے ہین مغرور بہت
اور سب باتین تو موقوف ہین دل دو بہت

اس دم کسی کا ڈر نہین شرطی گھر اپنے یار
لیجاؤنگا تجھے مین اگر اور مگر نسیمت

رندون نے آج نشہ مین کیا دھج نکالی ہے
مینا بغل مین سر پہ سبو جام دوش پر

افتادگی پسند تھی طفلی ہی سے مجھے
آیا نہ ایک دم کبھی آرام دوش پر

بات کہتے نہین ہین موتی برستے ہین ہم
ہے بجا کہیے زبان کو جو زبانِ الماس

مرنے کے بعد بھی نہ گئین بیقراریان
عالم ہے برق کا مرے سنگ مزار مین

لڑاتا ہے وہ اپنی عکس سے آئینہ مین آنکھین
مری نظرون مین اہو سلطان ہرن گویا کہ لڑتی ہین

جب آتا ہون ہو جاتا ہے سوراخ جگر مین
کاہیکو کوئی آئیگا اب آپ کی گھر مین

چاہیے عاشق و معشوق مین گرما گرمی
وصل کی رات نہین خوب یہ شرما شرمی

دام بلاے عشق مین ہم بے سبب پڑے
کم بخت دل پہ ہاے خدا کا غضب پڑے

تاب کسکی جو کرے بات اوس بت مغرور سے
حور بھی دیکھے تو لے اوسکی بلائین دور سے

معشوق کو جو وصل کی شب مین حجاب ہے
دامن مین صاعقہ کے گل آفتاب ہے

پڑھی جو بادہ کشون نے نماز استسقا
تو جھوم کر طرف قبلہ سے گھٹا آئی

تمکو یہ دیسی فقط بات بنا آتی ہے
یا کبھی چاند سی صورت بھی دکھا آتی ہے

دفن جس کوچے مین ہم عاشق ناشاد ہوے
جتنے پیر حرم تھے وہان غیرت فرہاد ہوئے

سلسبیل تخلص سید محب علی متوطن کانپور شاگرد مونس مرثیہ گو

بے اذن بوسہ لے کے گنہگار ہو گیا
اب تو قصور وار مین سرکار ہو گیا

سلیم تخلص مرزا سلیم بہادر خلف اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی مرید میر محمدی مرحوم

جھگڑے سے سب دوئی کی فراغت ہوئی مجھے
کثرت مین سیر عالم وحدت ہوئی مجھے

ہے کوئی اپنا خانۂ دل بھی عجب مکان
جسمین نصیب یار سے صحبت ہوئی مجھے

سلیم تخلص میر عباس ولد میر عالم علی لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

کیا کرین ہم جو موثر نہ ہو نالا دل مین
جان جان دل نہین جاتا کوئی ڈالا دل مین

واے قسمت نہ ہوا یار فلکگیر سلیم
رہگیا عید کو ارمان مرے دل کا دل مین

پیار آیا ہے نظر خواب مین لبعد مدت	کھولیو چونک کے غافل نہ ذرا آنکھین

سلیم تخلص میر سلامت علی بنارسی

کہتے ہو لعل سے بہتر لب معشوق ہوا	سخت نادان ہو پتھر لب معشوق ہوا

سلیمان تخلص مرزا محمد سلیمان شکوہ بہادر خلف حضرت شاہ عالم بادشاہ شاگرد شاہ حاتم و انشا مدت تک لکھنؤ مین جلوہ افروز رہے شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے ۱۲۵۴ ہجری مین اکبر آباد مین قضا کی اور وہین مدفون ہوئے راقم نے اُنکے مزار کی زیارت کی ہے انکے انتقال کی تاریخ رحمت خدا سے نکلتی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

کرے یہ کاش فلک میرے بند بند جدا	یہ مجھ سے ہو نہ مرا شوخ خود پسند جدا
جنازہ تیرے دیوانے کا اس تو قبر سے اوٹھا	کہ شور نالہ ہر اک خانۂ زنجیر سے اوٹھا
ناز سے کر کے وہ ایسا ہی اشارہ چمکا	کہ نئے سر سے یہ پھر داغ ہمارا چمکا
یون یہ آکے جو نالہ نہ ہٹ گیا ہوتا	تو آسمان و زمین سب اولٹ گیا ہوتا
رہ گئے ہوش و حواس و خرد و طاقت سب	یون ترے کوچہ سے ہین بے سر و سامان نکلا
جان دی راہ محبت مین الٰہی صد شکر	بات جو ہم نے کہی تھی سو بنا ہے صد شکر
بات کہنے مین جواب نامہ لایا سچ بتا	کیا نکالی تو نے اب اے قاصد چالاک بیہ
زخم کھا کر جو گرا مین تو وہ یہ کہنے لگا	اچھا اچھا تو تڑپ کر مری تلوار کو توڑ
ہزار طرح سے وہ چھپے کرے لیکن	نہ پہونچے نالہ کو میرے ترانہ بلبل
غیر کا نام جو تم پیار سے لیتے ہو تو بس	ایک برچھی ہے کہ پہلو مین چبھو دیتے ہو
شیخ کی تسبیح اور عصا کس گنتی مین ہے	وہ کمند زور سے یہ گنبد تلبیس ہے
دل اگر فولاد ہو تو بھی کھنچا جاتا ہے آہ	اوس صنم کا جذب الفت سنگ مقناطیس ہے
کیا اجابت کی ہوا اور کو خدا و ندا آہ	مارے مارے جو دعائے سحری پھرتی ہے
جبہہ سائی کا نشان جائے جبین سے کیونکر	کوئی تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتا ہے

سلیمان تخلص سلیمان خان دہلوی مقیم عظیم آباد شاگرد اشرف علیخان فغان

نظر آئی حنا بندی مجھے کس گل کے ہاتھون کی	کہ اشک سرخ سے کاسہ ہوا معمور آنکھون کا

سلیمان تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہوا

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھیو طرار ہی دل
کچھ بھی دہرکا نہ کیا یہ بیجگر دار ہی دل

سودا تخلص مرزا محمد رفیع ولد مرزا محمد شفیع شاگرد شاہ حاتم وطن انکا کابل مولد دہلی ایام شباب مین لکھنؤ مین جا کر نواب آصف الدولہ بہادر کے مقربون مین منسلک ہوکر ملک الشعرا کا خطاب پایا تھا ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین انتقال کیا سوا مثنوی کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے لیکن ہجو و قصیدہ گوئی مین اپنے عہد مین بے عدیل تھے کلیات انکا نظر سے گزرا

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا
جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

صحبتون مین کا نہ کر غیر کے مجھسے اخفا
کو نسی شب تھی کہ مین وہان پس دیوار نہ تھا

بدنام تو عبث سب مجھے کرتا ہے ناصحا
مدت ہوئی جنون سے سروکار اوٹھ گیا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

گلہ لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان راحت ای سودا
پھرے ہے آپ یہ کاسہ لیے گدائی کا

لطف ای اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جل جاؤن کا

چھیڑ مت باد صبا ری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نہ جائیگا
جون اشک پھر زمین سے اوٹھایا نہ جائیگا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہوگیا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

کونین تک سے تھی جس دل کی مجھکو قیمت
قسمت کہ اک نگہ پہ جا اوسکو ڈال آیا

بے رنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوے
جو اپنے دل پہ کبھی تجھکل سے غبار آیا

حکاک کا بسر بھی مسیحا سے کم نہین
فیروزہ ہووے مردہ تو دیتا ہے وہ جلا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو چھکا ڈالا
کہین بیہوش ہے شیشہ کہین ساغر ہے متوالا

سو بھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلا سکے کی
کمال کفر ہے اے شیخ ایسا کچھ کہ اوس بت نے
ہے رنگ تماشا ہے عیان صورت خورشید
نور اخذ ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا
زنہار عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
سجدہ ایں اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون
گالی نہین ہے بوسہ مرے دل پہ گوارا
یا تجسم یا کہ یہ وعدہ یا گالی ہے پیام
گذری جس غم سے ہمین زندگی وہ روزہ
لطف سنگر ہمشوا ہو گا او بلتا ہے یہ دل
ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جس اشک مجھے
کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
کسکے ہین زیر زمین دیدہ نمناک ہنوز
ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
اشک آتش و خون آتش وہ سخت دل آتش
اے لالہ کو فلک نے دیے تجھکو چاہیے داغ
غیرون کی بات پر نہ کہون کان مت رکھو
ناصح نہ اوسے بک جو ہین آگاہ راز عشق
لے مرے دل کو دے سکے اپنا دل
قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
نہ نصیب زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم

جب تجھے قتل پہ عاشق کی مچلتے دیکھا
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا
جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا
جون آئنہ جوہر نے مجھے عیب لگایا
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب
پوچھو ہون مین اوسی کو جو ہے آشنا پرست
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز پہ مست
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کے من کے بیچ
جھوٹا کوئی کہاتا ہے تو بیٹھے ہی کے لالچ
کچھ بھی اے خانہ خراب اس دل کے بہلا کسیطرح
رکھے اوس غم کو خدا ماہ مجھے سے دور
رخصت اک نالہ اے صیاد چاہی ہے بہار
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر
سمجھے اکسیر تھے نکلا وہ غبار آخر کار
جا بجا سوت ہے پانی کی تہ خاک ہنوز
گرد بکھرتے ہین گریبان کے مرے چاک ہنوز
آتش پہ برستی ہے پڑی مشتعل آتش
چھاتی مری مراہ کہ اک دل ہزار داغ
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کی طلب
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نثار عشق
سنگ کے مول یہ بکے ہے لعل
ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام
جو چاہیے تجھے یہ دل کا جیا ہے سلام

سو دل اوسکے تو نہو بات نہ کر نیسے بلول
ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے
غنچہ سے مسکراکے اوسے زار کر چلے
اب تو ہین چھوڑنے کا نہین اوسکو ناصحا
مستی سے اوس نگاہ کی لی محتسب خبر
یارو وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
دشنام تو دینے کی قسم کھائی ہے لیکن
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق
اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
انصاف کیسکو سونپئیے اپنا بجز خدا
جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار آیا
دہن غنچہ کہا جب سنکہون ہون گوش گل یہ گلشن مین
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور ہے وہ مارن
تھی سرد مہری اوسکی آب حیات دل کو
سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
دل اپنے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
خواہ کہے ہین سمجھے خواہ ہین سمجھانے مین
مری آنکھون مین بستا ہے مجھے تو کیون رولاتا ہے
ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
گردش سے آسمان کے نزدیک ہی سبھی کچھ
گزرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بے خبر

وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہین بات کی راہ
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے
نرگس کو آنکھ مار کے بیمار کر چلے
ہوئے جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دنیا تمام تیرم خرابات ہو گئی
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی
یک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے
جب دیکھے ہے وہ مجھکو تو اک جنبش لب ہے
توبہ صد قوم نے کی ہے مری میخواری سے
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے
منصف جو بولتے ہین سو تجھ سے ڈرے ہوئے
مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے
تو اپنا درد دل کہنا کسی سے یاد آتا ہے
منت غریب اوسکے عہدی سو کب بر آئے
جھوٹی تپاک دنے تو کچھ آگ ہی لگائی
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے
اتنا سمجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہے
سمجھکر دیکھ تو اپنا کوئی بھی گھر ڈہاتا ہے
ہر اک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہے
ہم سے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہے
دامن کے ساتھ ساتھ تری گرد ہی سو ہے

کچھ تازہ تعلق نہین اس دل کو الم سے
یہ رنگ مین تصویر کی تیر سے ہے ترا کہت
اثر ہے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین
کہا مین کہ لازم ہے کیا قتل سیہ ا
رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے
جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے
نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار
نے ضرر کفر کو نے دین کو نقصان مجھ سے
آہ و زاری سے مرے شب نہین سوتا کوئی
گل پھینکے ہے اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
کیا ضد ہے خدا جانے مجھے ساتھ وگرنہ
تنہا مرے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
جان سے کندن دل کا رسخت ہے فرہاد
نامہ کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش
تجھ تیغ تلے کہہ تو ستم ہے کہ سر دھر دے
مجرم ہون مین تو کہہ مکافات کے لیے
مستان مین کیا کہون زاہد پیر کی کیفیت
ہو گئے صاحب جو ہیں ترا متہ دیکھ فقیر
بھر نظر تجھکو نہ دیکھا کبھو ڈر سے ڈر لے
کھینچے کیا ہو میان تیغ کہ یہان رشتۂ عمر
بھلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
قاتل ہماری لاش کو تشہیر ہے ضرور

تھا طفلی مین گہوارا مراد امن غم سے
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے
پیر آتا ہے کہ ان دونون سے سیراجی بہلتا ہے
لگا کہنے ہنسکر کہ خواہی نخواہی
پھر کتا بھی جیسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے
یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے
قسم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہے نالان مجھسے
اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی
آئی ہے سحر ہونے کو ظالم کہین مر بھی
وگرنہ کوہکنی زور آزمائی سے ہے
قاصد کے بد و نیک کی مجھ تک خبر آوے
پیارے یہ ہمین سے ہو ہر کارے و ہر مرد
منہ مین خدا نے دی ہے زبان بات کیجیے
کہ جسکو دختر رز دیکھ کر ادہل جاوے
ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے
صرف سینے کا ہوا ٹانکے ہے بھرتے بھرتے
اپنا ہے تو فریفتہ ہو وے خدا کرے
آئندہ تا نہ کوئی کسی سے وفا کرے

فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان / اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے
گر ہو شراب و خلوت و محبوب خوبرو / زاہد تجھے قسم ہے کہ تو ہو تو کیا کرے

سوز تخلص مولوی عبدالکریم خلف مولوی امام بخش صہبائی مقیم دہلی صاحب دیوان گذرے شعر اونکے بامزہ ہوتے ہین

ہوتی ہے ہوگا اثر اس نالۂ شبگیر کا / راہ پر آنا کوئی آسان ہے چرخ پیر کا
فکر مین تھے انتہاے عشق کی مدت سے ہم / بارے یہ عقدہ ہمین آکر ترے خنجر کھلا
صبا رقیب سے رکھتی تھی راہ کچھ ورنہ / ستم یہ کیون مرے مشت غبار پر ہوتا
کچھ ترا شہرہ ہوا کچھ میری رسوائی ہوئی / رفتہ رفتہ یون ہی ظاہر راز پنہان ہوگیا
ابھی دل مین ابھی آنکھون مین ابھی دامن پر / اشک مین بھی تری شوخی کا اثر آہی گیا
سوز کو بیگانہ ہے پر بزم مین رہنے تو دے / رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہوجاے گا
پاس آنے مین نہ کشتون کے لگے دیر کہین / لے لیا موت نے گھر ہی ترے بیمار کے پاس
جتنا جتنا روکا اونکو اوتنی اوتنی بہرے اور / طفل تو ہین یہ اشک ابھی پر کتنی شرارت کرتے ہین
مجھکو بہر کھٹکے یہ گزرا ترے آنے کا خیال / اور شب وعدہ مین ہوتی رہے کھٹکے لاکھون
جان سینے مین نظر آنکھون مین دم ہونٹون پر / اک نہ آنے سے ترے کام مین اٹکے لاکھون
آج یہان رسوا ہوا کل وہان خرابی مین پڑا / یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر آدھی رہ گئی
اوسکو ہے شوق ستم مجھکو ستم کی خواہش / مین ستمگار کو ور کار ستمگار مجھے
سوز ہے کچھ تو تمنا کہ پڑے پھرتے ہو / کیون یہ کہتے ہو نہین اوس سے سروکار مجھے

سوز تخلص محمد میر ولد میر ضیاء الدین اولاد مین حضرت قطب عالم گجراتی کے تھے وطن انکا بخارا مولد دہلی نواب آصف الدولہ بہادر کے عہد مین لکھنؤ مین گئے تھے خط شفیعا اور نستعلیق خوب لکھتے تھے تیر اندازی مین کمال تھا + شعر اس انداز سے پڑھتے تھے کہ مضمون شعر کی صورت بناکے دکھا دیتے تھے + پہلے میر تخلص کرتے تھے جب میر تقی لکھنؤ مین گئے اونھون نے سوز تخلص کیا + اشعار عاشقانہ اونکے نہایت پرسوز ہوتے ہین انشی برس کی عمر مین لکھنؤ مین وفات پائی + دیوان انکا نظر سے گزرا

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
تن چاک سینہ سوزان دل داغ چشم گریان
کیون طفل اشک تجھکو آنکھون مین مین نے پالا
ایک تو تھا دل غمدیدہ اسیر زلف
جنکے نامے ہو پہنچتے ہین تجھ تک
بہت چاہا کہ تو بھی مجھکو چاہے
رقیبون کے ڈر سے مبادا نہ کہدین
کعبے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
ہم اوس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رولا دیا
کی فرشتون کی راہ ابر نے بند
نہ بھولا یہ دل تو اس نیرنگی مینائی دوران پر
چوری چوری تیرے منہ شاید لگا
برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون
منت کش خزان ہون نہ حسرت کش بہار
بس جی کہاؤ نہ قسم جانتے ہین
بند مین اپنے گرہ دے کہ تجھے یاد رہے
ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سن لو
قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے
کیا خفا کر دیا جوانی کو
خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانو لگا کہا اب تو
کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یارون کو
کھول نہ دیجیو لاڈلے اس دل ناصبور کو
دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے

آہ یا رب راز دل اونپر بھی ظاہر ہو گیا
تو دیکھتا نہین ہے تجھکو دکھائین کیا کیا
اسپر بھی میرے منہ پر تو گرم ہو کے آیا
پاؤن زنجیر مین اور ہاتھ گریبان مین پھنسا
کاش مین اونکا نامہ بر ہوتا
ولے تو نے نہ چاہا پر نہ چاہا
کبھو کچھو لکر دل مین رونے نہ پایا
جو تم سے بتو ہوگا سو اللہ کرے گا
ولے کین بھی کیا ہون کہ روتی مین بنا ہنسکہ کہ ہنسایا
جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج
یہ شیشہ ہے ابھی قابل رہے جو طاق نسیان پر
ہو تشنہ جو ہین آج پیمانے کے خشک
جس رنگ مین ہون ہین غرض از خود رمیدہ ہون
جون سرو باغ دہر مین دامن کشیدہ ہون
جیسے تم ہو تمھین ہم جانتے ہین
مین یہ ڈرتا ہون نہ ہو جاؤن فراموش کہین
تنہا نہین ہون ہمائی با نالہ و فغان ہون
کیون سوز چپ ہی بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہان ہو
کو سون کس شتہ سے ناتوانی کو
نہ چھوٹے گا ترے کوچے سے سیلر دل لگا اب تو
راہ ملتی ہے نہین دشت کی آوارون کو
ہاے لگی ہے چلیلے جہانکیو مست تنور کو
تیری گلی کی خاک بھی ہو تو ہو بس مجھے

جو سرگوشی مین بوسہ لے لیا احسان کیا اسکا
تکلف بر طرف یہ حقیقتا لی کی ہے زناقی

منہ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھہ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصور تو کیا مجال
دست قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے
دور گے بھی دیکھنے سے ہم گئے

مثل نے ہر استخوان مین درد کی آواز ہے
کچھ نہین معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

گفتار مین اب ضعف سے آواز نہین ہے
سمجھے نہ مری بات جو ہمراز نہین ہے

بکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سبھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

مانند جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغان سے
فریاد کو پہونچا نہ کوئی راہ روان سے

فرض کیا مین کہ وہ ہے سنگدل
آہ مین اپنے بھی اثر چاہیئے

سوزان تخلص شہزادۂ امام بخش دہلوی معروف بہ مولوی کلو شاگرد عبد الرحمن خان احسان

پھر دام سے زلفون کے تا حشر نہ چھوٹیگا
اے دل تو کہین اوسکے پھندے مین نہ آجانا

مین خون دل پیون اور ہنگام بادہ نوشی
بوسہ یہ جام لیوے اوسکے لب دہان کا

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ فرزند مرزا علی جان لکھنوی

اوس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسی کے
دل مت لگا کسی سے کہتے یہ جا کسی کے

فرقت مین اوسکے سوزان ناحق تو جان دیتا ہے
ہرگز نہین نہ ہونگے یہ آشنا کسیکے

سوزان تخلص مولوی غلام مرتضی مرحوم رامپوری مدرس مدرسۂ عالیہ کلکتہ عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے حضرت مجدد الف ثانی کی اولاد مین تھے وہین وفات پائی

سینے پہ ہمنے کھائے داغ ایک دو تین چار پانچ
تمنے جلا کے کیا چراغ ایک دو تین چار پانچ

شکلے خم کے خم پی گئے غیر سا قیا
بھر کے ہمین کبھی دیا ایاغ ایک دو تین چار پانچ

سوزان تخلص شیخ شمس الدین دہلوی مقیم فرخ آباد

ہر دم مجھے دھمکاتے ہو تلوار پکڑ کے
میان جاؤ کہین گھر سے تو آئے نہین لڑ کے

سوزش تخلص حافظ عبد الرحمن شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلی مین طالب علمی کرتے تھے

اس قدر ضعف ہے بیٹھون ہون تو اوٹھنا ہے محال
ناتوانی سے اوٹھا بھی تو گرا جاتا ہون

ہوا منظور میرا رشک جو اوس شوخ پری فن کو
تصور میں بھی ساتھ اپنے لیے آیا وہ دشمن کو

سہراب تخلص سہراب بیگ دہلوی شاگرد نصیر خوشنویسی و فن رمل مین کامل تھے فارسی بھی کہتے تھے

ہم آ گئے بہ تنگ زیست سے پھر
اپنے خانہ خراب تو نہ آیا

نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ
دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا

کس دن نہیں خیال وہان و کمر مجھے
وہ کونسا ہے روز کہ سیر عدم نہین

یہ عجب ہے کہ جو تو بہر تماشا نکلے
ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہے

سہیل تخلص مرزا احسن جان لکھنوی مقیم ہوجی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد ملیحان شفق یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

غش پہ غش آتے ہین اوس زلف کی بیمارونکو
لخلخہ بھیجیے گیسو کا سونگھانے کے لیے

کہدے کے یہ خواب عدم سے ہین جو لگاتے ہین
آنکھین کھولو ہم کہ آئے ہین منانے کے لیے

سہیل تخلص مرزا امجد عباس

ماہرویوں کو دل اپنا نہ کبھی دیجیے سہیل
وصل اک دن نہ ہوا داغ الم کھائے بہت

سہیل تخلص ارتضےٰ علی خان ولد مولوی احمد علی خان فرخ آبادی

کسواسطے آزردہ طبیعت ہے سہیل آج
کیا حال ہے کچھ تو کہو رنج و محن اپنا

سیّاح تخلص میاں داد خان اورنگ آبادی ولد عبد اللہ خان شاگرد غالب اطراف عرب و عجم و ہندوستان کی سیر کی تھی ۱۸۶۰ء اٹھارہ سو ساٹھ عیسوی مین کلکتہ مین آئے تھے اندنون سورت مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین تم کو احباب مین ہین یہ شعر انتخاب کر کے دیے تھے

آیا نہ یار وعدے پہ سیّاح صبح تک
کیا کیا شب فراق مین تڑپی ہیں بہ بحر

عبث جاتا ہے کعبے کو خدا تو دیکھ ہی دل سے
تو کیا نادان ہے زاہد فائدہ تحصیل حاصل سے

نہ رکھینگے قدم دہشت کے مارے غیر وہان ہرگز
نہ گر جوا ئین اوٹھا کر لاش میری کوچے قاتل سے

دل وحشی کا بھی کیا کارخانہ لا اوبالی ہے
زر داغ جنون کا خرچ ہے سر کا یہ عالی ہے

کہون گر جان تو سمجھے کہ ہمکو بیوفا سمجھا
سمجھ اوس بدگمان کی ساری دنیا سے نرالی ہے

پھر آگیا ہون گرد او سکے نہیں تاب ہم آغوشی
مین ہون تصویر اور وہ شمع فانوس خیالی ہے

ہوتے ضرور تیری ثنا خوان یہ کیا کرین	قاتل وہان زخم کی گویا زبان نہ تھی
پڑ گیا ہے اوسکو جیسکا چاٹ کر کیسا لہو	اوگلی ہی پڑتی ہے جو تلوار اوس خونخوار کی
آتش قدم ایسا ہون جو بیٹھون تو زیادہ	ہو دھوپ سے بھی سایۂ دیوار مین گرمی
مشتعل ہے بزم مین شعلہ جو اوسکے حسن کا	شمع پر وانون سی جو پائی پر پرواز ہے
بارے اتنا تو اثر نالۂ بلبل نے کیا	نظر آتا ہے ہر اک گل ہمہ تن گوش مجھے
بچھاتا خار غم ہے وہان جہان بستر لگاتا ہون	کھٹکتے میرے دو دن کی فلک کو زندگانی ہے
عدم کا کیون کیا ثابت وجود اہل سخن بھولے	ندیمی تھی عدم کے ساتھ تشبیہ دہن بھولے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین	پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سیارہ تخلص مرزا فخر الدین بن مرزا اسغر الدین ثابت بن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان ستار اچھا بجاتے تھے

خدا کے واسطے جا کر کہو اوس آفت جان سے	کہ وقت نزع ہے رخصت ہو تو بیمار ہجران سے

سعید تخلص سید غلام رسول ولد سید احمد رامپوری

مژگان پہ دم گریہ ہے لخت جگر آیا	یا ہے شجر عشق صنم مین ثمر آیا

سعید تخلص میر غلام رسول اکبر آبادی بعض صاحب تذکرہ نے انکو الہ آبادی لکھا ہے

خوبرویون کے تو ملنے سے نہ باز آئینگے	یہ تو ہم خوب نہین جانتے کی مگر جان کے ساتھ

سعید تخلص میر علی نقی برادر خورد میر ابو القاسم محب دہلوی برادر زادہ میر نظام الدین ممنون

قربان سادگی کے لگا کہنے غیر سے	کیا جانے آج کیا تھا کہ سعید خفا گیا
کھلے بال شاید کوئی خوبرو ہے	صبا کے لپٹ مین جو عنبر کی بو ہے

سعید تخلص میر بہادر علی ولد سید مردان علی باشندۂ فرخ آباد

کرے کیا اثر خاک ہمکو دوا کچھ	تری چشم فتان کے بیمار ہین ہم

سعید تخلص حکیم میر قطب علی عرف قطب عالم باشندۂ سکندر آباد

جادوگری ہے شہر میں سید کا ریختہ | دکھیو سکندرہ سبھی بنگالہ ہو گیا

سید تخلص میر غالب علی خان دہلوی مخاطب بہ سید الشعرا دفتر شاہی کی انشاپرداز تھے سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا پہلے غریب اور آشنا تخلص کرتے تھے

نہ غازہ نہ گلگونہ ہے نہ رنگ حنا تو	اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا
سید سے یہ عداوت اللہ رہی کفر اے بت	پڑھنے جنازہ اوسکا سب آئے تو نہ آیا
ستا دے گا پھولا قبا مین نہ سید	ہم آغوش جب وہ گل اندام ہو گا
نہ ہین گردون نہ شکل آسیا ہم	وے کے گردش مین رہتے ہین سدا ہم
مین اور ترک عشق یہ امکان ہے نہین	ناصح کے پند سننے کو یہان کان ہی نہین
جو آنکھ اودسے وہ لڑا جانتے ہین	تو ہم بھی کہین دل لگا جانتے ہین
یارو مرے بالین سے نہ اُٹھو نہ جدا ہو	حالت مری اچھی نہین کیا جانیے کیا ہو
بنائے کفر و دین اک تار سے ہے	کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

سید تخلص امام الدین

ہماری حسن کے کوچے مین بینوائی ہے | یہ آنکھین دیکھتے ہو کاسہ گدائی ہے

سید تخلص میر یادگار علی باشندۂ بارہ معاصر شاہ عالم بادشاہ

شورشین باقی ہین دل مین بس یہ آتی ہے بہار | دیکھیے کیا کیا شگوفے اب کی لاتی ہے بہار

سید تخلص سید حسین عظیم آبادی خلف شاہ فریدالدین احمد شاگرد میر محمد رضا جد پریشان تخلص انسے کلکتے مین ملاقات ہوئی تھی

گرچہ ظاہر مین نظر ہمکو نہ آوے گا ہے | پر تصور مین میان تیری کمر دیکھ چکے

سید تخلص میر امداد علی ولد سید حسین باشندۂ بارہہ مقیم لکھنؤ شاگرد نواب منصور خان مہر

حسن کی ہے اب سراپا مین سمائی پیٹ پر | خط نے رخ گھیرا نظر اپنی اب آئی پیٹ پر

سید تخلص نظام الدولہ سید علی خان بہادر خلف معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد رشک سنہ ۱۸۵۶ اٹھارہ سو چھپن عیسوی مین کلکتے مین آئے تھے

صاحب دیوان ہین

بازار کسقدر مرے یوسف کا گرم ہے
لاتے ہین نقد عمر خریدار ہاتھ مین

شانہ نہ کھینچ زلف مین مشاطہ بار بار
اک روز کاٹ کھائے گا یہ مار ہاتھ مین

سعید تخلص آغا سید مولوی میر محمد لکھنوی صاحب دیوان ہین

فرق ہے ظاہر و باطن مین حق و باطل کا
لب پہ ہے ذکر خدا عشق بتونکا دل مین

ہر گھڑی گرد کدورت سے تہ و بالا ہے
اے صنم شیشۂ ساعت کا ہی نقشا دل مین

سعید تخلص مرزا عباس علی خلف مرزا بندہ حسن باشندہ لکھنؤ شاگرد مہدی حسن خان آباد ـ تجمل حسین خان کے عزیزون مین ہین

کبھی نہ پہنو ہاتھون مین پھولون کی اے صنم
لچکین نہ بار گل سے تمھاری کلائیان

سیف تخلص مرزا محمد حسن مرحوم ولد مرزا علی خان اعظم فارسی گو بن مرزا احمد فاخر مکین باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

وہ دن رہے نہ وہ سن اور نہ وہ شباب رہا
دل خراب یہ ابتک مگر خراب رہا

جدا جو شب کو تو اے رشک ماہتاب رہا
ہر ایک داغ جگر مثل آفتاب رہا

مثل ہے جل گئی رسی مگر نہ نکلا بل
جو تجکو شیب مین شوق شراب ناب رہا

اسقدر سوزش ہوئی دلکو تپ فرقت مین آہ
اشک گرم اپنا زمین پر گرکے چھالا ہوگیا

خاک جل جل کے ہوا آہ تن زار اپنا
سیف سے شعلہ فشان داغ دل زار کی آنچ

کافر عشق ہین اسلام سے کچہ کام نہین
ہے زیادہ ہمین تسبیح سے زنار پسند

پھول کانٹے مرے آنکھون مین نظر آتے ہین
دشت وحشت کے سوا خاک ہو گلزار پسند

خم کے خم صرف ہون تو بھی نہ چھکون ای ساقی
مین وہ کمظرف نہین اُبلون جو مملو ہوکر

قسم لون غیر کے اس سلسلے سے اوس بت کے
خدا کرے کہین لٹکائے آسمان بخیہ

عقد مے جب کیا ساقی نے مری جانب کو
بند شیشہ کا گلا ہوگیا اچھو ہوکر

کان تک اوسکی رسائی کی ہوئی ہی صورت
آہ پہونچی ہے مرے حلقۂ گیسو ہوکر

قہر تیر نگہہ اوس قاتل سفاک کی ہے
رہگیا مرغ دل زار تراز و ہوکر

قتل کے ساتھ ہے منظور ادب عاشق بھی
آج محفل میں وہ بیٹھا ہے دو زانو ہوکر

کہتا ہے شب کے پردے میں گھر جانیکو مہر
یارب نہ شام ہووے نہو یہ تمام روز

اب زندگی فراق میں مثل حباب ہے
رہتا ہے اپنی عمر کا لبریز جام روز

انکار بوسہ کرتے ہوا اقرار وصل میں
دکھلا دیا ہے ہمنے یہ اقرار کا طریق

جھڑکی ہے لاکھ بار تو گالی ہزار بار
بدلا ہے صاف یار کے گفتار کا طریق

پہلے ہیں لطف بعد بہت ہیں خرابیاں
یہ ابتداے عشق ہے وہ انتہاے عشق

اسے پاؤں وقت طاقت وامداد ہے یہی
بھاگیں ہم اسطرح کہ نہ پھر ہمکو پاے عشق

جنہیں بہائی ہے بوے خاکساری گو وہ منعم ہیں
کبھی دن عطر بھی ملتے ہیں تو مٹی کا ملتے ہیں

شاید کہ گنج حسن بتاں ہاتھ آئے گا
کھجلاتی ہیں جو آج ہماری ہتھیلیاں

مجھے ہے خوف تم رکھنا نگہبانی یہ اے مردم
ہے طفل اشک تنہا ملکوں کی کانٹوں کا جنگل ہے

یہ گل چھلے کے کہاں ہیں کسیکی یاد گیسو میں
کہ سر سے تا قدم اپنا تنِ لاغر مسلسل ہے

بری ہے صاف آرایش سے حسن او رمہ رو کا
نہ مہندی ہے نہ افشاں ہے نہ مسّی ہے نہ کاجل ہے

سیف تخلص خواجہ سیف اللہ فرخ آبادی ولد خواجہ احمد اللہ شاگرد صفیر

ہوا در آپ کا کچھ کم نہیں باد بہاری سے
پریرو اوس پہ پھبتی کہتے ہیں تختِ سلیمان کی

سیف تخلص سیف اللہ مرحوم ولد حاجی لعل محمد باشندۂ کلکتہ

مصحفِ رخسار بیضاوی پہ کشفِ خالِ سبز
وقف ہے اک سورۂ والشمس کے تفسیر کا

سیف کو دل میں کھپی ہے جب سے وہ ترچھی نگاہ
سانس ہر دم کام کرتی ہے دمِ شمشیر کا

سیفی تخلص میر وارث علی خوشنویس ولد میر بشارت علی باشندۂ نواب گنج توابع فرخ آباد مقیم کانپور شاگرد ناسخ

دل جو روشن ہے اثر ہے چہرۂ پرنور کا
رات جو تاریک ہی ہوتی ہے یہ تاثیر زلف

سیل تخلص سید محمد ولد سید علی جان باشندۂ فیض آباد مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ
یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

کار گر کچھ بھی نہ زنگار کا پھاہا ہوگا
زخم تیغ نگہ یار نہ اچھا ہوگا

درد فرقت سے شب در و زہین گریبان تھین	اس سے بڑھکر غم و اندوہ بھلا کیا ہو گا
ابھی آئے ہو ابھی مجھسے ہے رخصت کا سوال	ہان یہ کہیے کہ کسی اور سے وعدہ ہو گا

حرف شین معجمہ

شاباش تخلص کلب سجاد خان عرف مبارک میرزا وزیٹر ضلع اٹاوا ولد کلب حسین خان بہادر نادر تخلص

عاشق شہید خنجر ناز و ادا ہوا	سر دی کے آج حق محبت ادا ہوا

شاد تخلص منشی تفضل حسین خلف سید قمر الدین احمد باشندۂ میرٹھ مقیم فرخ آباد

یون خوشقدون مین قامت جانان بلند ہے	جیسے نشان قلب مین ہووے سپاہ کی

شاد تخلص میر یار خان منشی پلٹن انگریزی باشندۂ میرٹھ

زلف ہمنم ہے مشکبو ساری جہان مین قاصدا	آہوئے چین جہان ملی جا نو یار کی گلی

شاد تخلص شیو بر شاد شاگرد میر حسین تسکین باشندۂ دہلی

جاکے قاصد بھی وہان غیرون مین شامل ہوگیا	اور آک کانٹا نکل آیا مری تقدیر کا

شاد تخلص رجب بیگ خان شاگرد جرأت

الفت نہین جانے کی صنم تیری قسم ہے	جب تک تن فرسودۂ عاشق مین یہ دم ہے
وحشت مین گریبان ہے اور پنجۂ غم ہے	ہو خار بیابان سہے سوا ب زیر قدم ہے

شاد تخلص محمد ایاز خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ادسکو تو کہتے خلق نے میرا گلا سنا	میرے بھی منہ سے گاہ برا یا بھلا سنا

شاد تخلص الہ یار بیگ شاگرد مصحفی کیانی نسب تھی

اگر چاک سینے کا ہم وا کرین	تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

شاد تخلص سکندر آباد کے ایک برہمن کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ادس رنگ جینی کا ٹپا جہین زین یہ عکس	ضیا کے پھول اوگتے ہین و ان سی بہارین

شاد تخلص بڑھانہ کی ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

خون ٹپکے تھا آنکھون سے لگے جھڑنے شرر بھی ۔ کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص شیخ محمد جان خلف وارث علی لکھنوی فارسی مین شاگرد مرزا علی اکبر شیرازی کے اور اردو مین شاگرد میر کلو عرش کے

کہین ہیچ دفن نکلتا ہے کوے جانان مین ۔ زمین مین بھی نہین لیتا قرار دل میرا
جو روکے کہتا ہون ملنے سے غیر کے حاصل ۔ تو ہنس کے صاف یہ کہتا ہے یار دل میرا
جیتے ہی جی نہ پوچھا یو چھینگے کیا مری پر ۔ مردے کی روح کو بھی گھر سے نکالتے ہین

شاد تخلص فضل علی مرحوم شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نہین سنتا کبھی وہ درد دل کا ۔ عجب بیدرد کے پالے پڑا دل
عجب کم بخت وہ ساعت تھی اے شاد ۔ لگا تھا جس گھڑی اوس سے مرا دل

شاداب تخلص خوشوقت راے باشندۂ چاندپور شاگرد قایم و میان مصحفی

جب تلک ہو کام مژگان سے تو ابرو مت چڑھا ۔ تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہے تلوار کو

شادان تخلص میر حبیب علی دہلوی شاگرد بھوری خان آشفتہ درویش تھے

دل نہ تجیئے آہ نادان طفل ابتر کو کبھی ۔ یاد ہے نکتہ مجھے حضرت اوستاد سے

شادان تخلص لالہ پساد لال کایتھہ

یون داغ دل ہین اس مری سینے کے آس پاس ۔ پچنے جڑے ہون جیسے نگینے کے آس پاس

شادان تخلص مرزا حسین علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب ان سے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

غیرون پہ ہین وہ لطف کہ بڑھتی ہین ہمیشہ ۔ ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہو نہین سکتا
ذوق نظارہ سے نہین باقی ادب کا نام ۔ سر مجھ سے زیر تیغ جھکایا نہ جائے گا
شادان نے دل لگا کے بتون سے برا کیا ۔ اوس سے یہ راز عشق چھپایا نہ جائیگا

شادان تخلص میان رحمن بخش خلف منشی فیض بخش تاجر شاگرد راقم وطن انکا فرید پور مولد و منشا و مسکن کلکتہ بہت اچھی طبیعت پائی ہے

شاد کیسے ہوتے ہین ہنستے لوٹے جاتے ہین ۔ دست طفلان ہین دل شادان کھلونا ہو گیا

کھاؤنگا تلوار کا پھل جب تمھارے ہاتھ سے — تب مرا نخل تمنا بار ور ہو جاےگا
جو کہتا ہون نہ مل اغیار سے فرماتے ہین ہنسکر — بھلا کہیئے تو میرے آپ کیا مختار بیٹھے ہین
ذکر وفا پہ دیتے ہین کیون آپ گالیان — گر جی نہ چاہے آپ کا اچھا نہ کیجیے

شادان تخلص راجہ چندو لال نائب والی حیدر آباد دکھن ولد نراین داس کھتری باشندہ راے بریلی شاگرد شیخ حفیظ الدین و شاہ نصیر دہلوی حالات اِنکے نہایت مشہور ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

معشوق کے آنے کی شتابی خبر آوے — اللہ کرے دل کی یہ امید بر آوے

شاد تخلص محمد عباس خلف مرزا غلام علی بیگ ولد مرزا اعظیم بیگ صوبہ دار توپخانہ فرحت بخش باشندہ لکھنؤ مقیم ٹمیا برج متعلق شہر کلکتہ شاگرد امداد علی بحر راقم نے انکو ٹمیا برج کے مشاعرے مین دیکھا ہے یہ شعر اس تذکرے لیے بھیجے تھے

روشن ہوا یہ تار شعاعی سے سربسر — بکھری ہوئی ہے زلف پریشان آفتاب
سچ ہے کہ آگ ہوتا ہے غصہ شباب کا — مشہور ہے جہان مین گرمی دوپہر کی دھوپ
فریاد کہ اوس زلف سیہ فام نے مارا — کی مشک نے تاثیر مرے زخم جگر پر
پایا نہ کبھی آگ پہ سیماب کو قایم — کھایا ہا کبھی ٹھہرا نہ مرے زخم جگر پر
تیر نگہ یار کسی سے نہین رکتا — آئینہ فولاد ہو یا ہو سپر سنگ
ہوائے تند کے جھونکے نہ دو بر وقت آئی ہو — بھڑک اوٹھین نہ میرے شعلۂ داغ جگر دیکھو

شاد تخلص میر احمد حسین مقیم شکوہ آباد بزرگ اِنکے سلطان شمس الدین التمش کے عہد مین حجاز سے ہند مین آئے تھے

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی ہے رعنائی کیا — کام آئے گی قیامت مین مسیحائی کیا

شاعر تخلص میر بسم اللہ لکھنوی خلف میر نور وز علی ملازم راجہ نواب علی خان شاگرد کرامت علیخان فرخ صاحب دیوان ہین

نہین سوگالیان اک بوسہ لیکر ادی مری بیگم — پھر اب آزردہ کیون ہے تو حساب دوستان در دل
جسے نہین ہے مروت وہ آدمی ہی نہین — بشر کو چاہیے شاعر حجاب آنکھون مین

ہاتھ خالی آئے تھے سب ہاتھ خالی جائینگے	لائے تھے کیا ہاتھ مین لیجائینگے کیا ہاتھ مین

شاعر تخلص میر ناصر پرست عرف میر کلو دہلوی حضرت خواجہ میر درد سے نسبت تلمذ و قرابت رکھتے تھے صاحب دیوان گزرے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا تخلص کلو لکھا ہے

اپنے مطلب کی کہے جائینگے ہم	گرچہ سوبار نہین تو کہیگا

قطعہ

تو نہ تھا افسوس ظالم کیا کہین	حال شاعر ہجر مین کیسا رہا
بیقراری جانکنی بے طاقتی	غم الم وحشت جنون سودا رہا

شاعر تخلص شیخ خدا بخش باشندۂ سہارن پور

یہ کیا انصاف ہے اے چرخ نا انصاف تیرا ہے	زلیخا خوش ہو عشرت گہ مین اور یوسف ہو زندان مین
اوٹھایا لطف دنیا مین سبھون نے عشق خوبان سے	رہا شاعر ہے لیکن حسرت و افسوس حرمان مین

شاغل تخلص اشرف حسین لکھنوی خلف و شاگرد کاشف علی کاشف مقیم کانپور

محرم گلابی ساقی مینکش کی دیکھ کر	کیا دوڑنے لگا مرا وقت خمار ہاتھ

شاغل تخلص شیخ اسیر الدین معروف بمولوی امیر اللہ باشندۂ کڑا شاگرد مصحفی الہ آباد مین وکالت کرتے تھے

بیقراری سے مری آہ وہ آگاہ نہین	جسکا مین چاہنے والا ہون وہی چاہ نہین

شافی تخلص امین الدین دہلوی معاصر سودا مقیم عظیم آباد

بست زخم دل مرے کو کوئی التیام دو	ظالم کو ملکے زخم دگر کا پیام دو

شاکر تخلص شاہ شاکر علی دہلوی درویش صاحب دل تھے

اوسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا	زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا
ہم تمھارے ہین تمھین ہمسے بہت شرمانا کیا	دور سے شکل دکھا کر ہمین ترسانا کیا

شاکر تخلص محمد شاکر شاگرد محمد علی حشمت

قطعہ

گلچین تجھے کیا تری بلا سے	گل توڑ کے تو تو گود بھر لے

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا | جو اون پہ گزرتی ہے گزرے

شاکر تخلص منشی عبدالسبحان ولد قاضی اکبر علی مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

تڑپتے ہین ترے کوچے مین قاتل نیم جان کیا کیا | تماشے مرغ بسمل کے دکھاتے ہین جوان کیا کیا
وابستہ ہوگیا تری زلف دوتا کے ساتھ | دل لے ملایا لا کے مجھے کس بلا کے ساتھ
کاہیدگی جسم کا ممنون کیون نہ ہون | پہونچا مین کوے یار مین باد صبا کے ساتھ
جو تیرے حسن کا مشہور عالم مین فسانا ہے | مرے بھی عشق سے آگاہ ایجان اک زمانا ہے
نہین معلوم کس منزل پہ جا کر اوترتے ہین | یہانسے قافلہ ہر روز یارون کا روانا ہے
سوے کاکل لگی رہتی ہے اپنی آنکھ کیون شاکر | خم گیسو مین کیا مرغ نظر کا آشیانا ہے
ڈر موت کا جینے کی تمنا نہین رکھتے | ہم دل مین کسیطرح کا کھٹکا نہین رکھتے

شاکی تخلص مرزا انجنا ور شاہ بہادر خلف ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ دہلی
شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

لائے اسے آہ جگر تو اوسے پانا لۂ دل | کون دونون مین کرے جلد اثر دیکھین تو
ایک پہ زخم ایک پر ہے داغ | دل تو وہ کچھ ہے اور جگر یہ کچھ

شان تخلص اکبر حسین خان بن حسن علیخان بن مجمل حسین خان لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

دل مین کبھی ہے ذکر خدا گاہ یاد بت | خالی رہا مکان یہ اک دم مکین سے کب
نالا کیے دیا کیے وہ دم تمام شب | امیدوار وصل رہے ہم تمام شب

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ دہلوی درویش صاحب کمال تھے

وابستہ ہے تجھسے اپنی یہان زیست | جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست

شاہ تخلص درویش خدا آگاہ محمد شاہ مقیم دہلی

کیا بھروسا خوبرویان سمن اندام کا | ان پہ مرنا ہاتھ سے کھونا ہے ننگ و نام کا

شاہ علیخان دہلوی معاصر سودا ملازم نواب سراج الدولہ و نواب عالیجاہ
محمد قاسم خان لکھنؤ مین انتقال کیا

کیا مری آہ کیا صنم کی نگاہ | ایک ترکش کے تیر ہین باللہ

شاہی تخلص شاہ قلی خان باشندۂ حیدر آباد دکھن ملازم تاناشاہ

ملنا تمھارا غیر سے کوئی جھوٹ کوئی سچ کہے ۔ کس کس کا منہ موندون صنم کوئی کچھ کہے کوئی کچھ کہے

شاہی تخلص مرزا انور الدین کہ مین برادر مرزا حیدر شکوہ حیدر تخلص مقیم لکھنؤ شاگرد آتش و نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

ملو گلے سے تو جاتا رہے گلہ دل کا ۔ تمھارے وصل پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
مژدہ باد اے مے پرستو میکدہ کا در کھلا ۔ خم سر شیشہ کھلا شیشہ سر ساغر کھلا

شاہی تخلص مرزا امجد الدین دہلوی شاگرد مرزا آغا وزیر بخش صابر

مین اور کس سے راز نہان آپ کا کہون ۔ کیا مین بھی غیر ہون کہ چھپایا نہ جائے گا
شب کو گیا وہ ماہ لقا بزم غیر مین ۔ یہ داغ دل سے اپنے مٹایا نہ جائیگا

شایان تخلص پنڈت ہیم نراین خلف پنڈت رام نراین مصنف مہو باشندۂ بریلی

قائل نہین مین دیدۂ پر نم کے سامنے ۔ طوفان نوح اگلے زمانے کی بات ہے

شائق محمد ہاشم خیاط دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

دل مرا تم نے چرایا نہین سچ کہتے ہو ۔ اک ذرا میری طرف رشک پری دیکھو تو
سراپا اوس پریرو مین لطافت ہی صفائی ہے ۔ تصدق ہم ہین اوسکے جسنے یہ صورت بنائی ہے

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی مہوسی مین کامل عیار تھے بیشتر فارسی کہتے

اوس سنگدل کے دل مین ذرا بھی نہ راہ کی ۔ تاثیر ہم نے دیکھ لی بس اپنے آہ کی

شائق تخلص منشی محمد بخش ساکن حال عظیم آباد

میرا جور فلک سے یہ حال ہوا میرا جینا بھی مجھ پہ وبال ہوا
نہ تو ہوش و حواس بجا ہی رہا نہ تو آشنا شفیق و یگانہ رہا

اب اونکا کاسہ سر پایمال عالم ہے ۔ کہ جنکا تھا نہ کوئی ہمسر آسمان کرتے

شائق تخلص سید محمد حسین عرف میان جان بن سید سرفراز علی باشندۂ بریلی مقیم فرخ آباد

ترک الفت اغیار بدل تم سے ہوا کیا ہان ۔ باور نہین آتا مجھے باور نہین آتا

شائق تخلص عبد اللہ باشندہ سہارنپور

لگانے اوس سے پروانہ لو پروا نہیں اسکو ۔ جلادے کی محبت جو کہ ہے شمع شبستان ہیں

شائق تخلص شیخ محمد پیر بخش اکبرآبادی شاگرد ہاشمی و جرأت

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانے کا ۔ ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہیں
بزیر دور فلک جب تلک زمانہ رہے ۔ ہمارے سجدے کو یارب وہ آستانہ رہے

شائق تخلص شیخ محمد نذیر الدین حسن فرزند شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی باشندہ بمبئی

چین ایسا دل کو نہ اک آن ترے بن آیا ۔ دن گیا رات گئی رات گئی دن آیا

شائق تخلص خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر جان باشندہ ڈھاکہ ولد خواجہ علیل اللہ
مرحوم شاگرد مرزا نوشہ غالب شعر فارسی وارد و اسکے پردرد ہوتے ہیں ایک چھوٹا سا
دیوان انکا نظر سے گزرا بارہ تیرہ برس ہوئے کہ فوت کی کلکتہ میں ہوئے تھے

اوسی نے کیا مجھکو رسوائے عالم ۔ کہ جس نے تجھے عالم آرا بنایا

گئے کل سوئے مرقد ہمنشان کہ وہ سوتے تھے راحت و چین سے وہاں
غم دل سے پکارا بہ آہ و فغان و لے آئی وہاں سے صدا بھی نہیں
کوئی رفتہ ملک عدم نہ پھرا کہ جو پوچھوں وہاں کا میں حال ذرا
ہے مقام عجب کہ وہ کیسی ہے جا جو گیا سو وہاں سے پھرا بھی نہیں

شیشہ گر کیا ہے بنا تجھ سے جو پتھر شیشہ ۔ اشک کا اس سے بناتا ہوں نیا پیر شیشہ

شائق تخلص منشی سرفراز علیخان ناظر محکمہ ڈپٹی کلکٹری و ڈپٹی [illegible]
ضلع بھاگلپور بھاگلپور میں رہنے کے ہنگام میں اقم سے اصلاح لیتے تھے

موت بھی سر ٹلتی ہے اوسکے بالین پر کھڑی ۔ حال ابتر ہے تمہارے عاشق بیمار کا

شائق تخلص لالہ فتح چند ولد لالہ بستی رام لکھنوی شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہیں

دل اپنے قبضے سے باہر ہے او دل ربا میں کیا ۔ نہ زور دل پہ ہمارا نہ اختیار رہے کسی طرح

شباب تخلص سید ولد امجد حیدر خلف سید ولی حیدر شاگرد [illegible] باشندہ
سانڈی مقیم فرخ آباد

چاہت وہ روگ ہے کسی بت پر جو آئی دل | تم بھی کہو پکڑ کے کلیجہ کہ ہائے دل

شتاب تخلص مرزا غلام عباس خلف مرزا آغا جان سلاطین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

دست بردار ہوئے تم کیسے لکھوں کاغذ | آرزو کسکی کرون اور کسے بھیجون کاغذ

شجاع تخلص مرزا کریم الشجاع بن مرزا دارا بخت بن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کب سے شجاع سلطنا لے بھرے ہی آکر | کوچے مین اوسکے گھر گھر ند کو رہے تو ہے

شجاعت تخلص شیخ بہادر علی ولد شیخ فتح علی عرف شیخ مداری باشندہ لکھنو شاگرد امام بخش ناسخ صاحب دیوان ہین

بام پر بیٹھ کے آنکھین جو دکھاتے ہو تم | پتلیون کا سر بازار تماشا ٹھہرا
ہرن کی آنکھ نہ ایسی نہ ایسی حور کی آنکھ | ہزار ایک آنکھ تمھاری ہزار آنکھون مین

شرافت تخلص مرزا اشرف علی لکھنوی نبیرہ میر مشرف شاگرد میر نظام الدین ممنون

چمک کے برق سے کی دل پہ شعلہ باری رات | نظر مین پھر گئی دامن کی وہ کناری رات

شرر تخلص سید علی حسن دہلوی ولد سید قدرت علی طپان نبیرہ میر سوز ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے ملاقاتی ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

نکل ہرگز نہ چشم تر سے لخت دل نہ بن اڑکا | ادھر شدت سے ہے مینہ کی خوف ہی رستے مین کیچڑ کا
جو اہل سوز ہین نیرنگی عالم سے کیا اونکو | بہار نخل شمع بزم کو کیا ڈر ہے پتجھڑ کا

شرر تخلص مرزا جعفر دہلوی برادر خورد حکیم مرزا محمد عشق تخلص حیدرآباد مین جاکر انتقال کیا

اے عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند | اک شعلہ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص حافظ مہر حافظ نواسہ حافظ اشرف مرحوم حافظ تخلص باشندہ دہلی

یہ بیخودی ہے شرر کو نہ جانتا ہی نہین | زمین ہوتی ہے کیسی اور آسمان کیسا

تم جانتے تو ہے کہ مروت نہین ذرا | مرنا تمھین بتون پہ شرر کیا ضرور تھا
اللہ اللہ رے سجدے کی تمنا مجھکو | اوسکے ہر نقش کف پا پہ جھکا جاتا ہون
تری تقدیر مین ہونی تھی اسیری ورنہ | ساتھہ لیکر تجھے ہم اے دل مضطر آتے

شرر تخلص مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شید تخلص نبیرۂ شاہ عالم پادشاہ شاگرد شیخ محمد ابراہیم ذوق

شرر خدا سے ڈر وکل تجھے سجدۂ بت مین | اور آج تم کو یہ دعوے ہے پارسائی کا
روز کے ظلم و ستم اوٹھہ نہ سکے ای ظالم | تنگ آخر ترے ہاتھون سے شرر آہی گیا
ہر جفا کو ترے وفا کہیئے | یہ نہ کہیئے تو اور کیا کہیئے

شرر تخلص مولوی علی بخش خان بہادر صدر الصدور بن مولوی خدا بخش باشندۂ بدایون

برائے نام بھی ہے اونکو وصل سے نفرت | وصال کا بھی مرے وہ ملال کرتے ہین
ہون یہ جان ہے آنکھون مین دم رکا ہے شرر | یہ کسکے آنے کا ہم احتمال کرتے ہین

شرر تخلص سید فضل حق ولد سید عظیم الدین باشندۂ میرٹھہ شاگرد عبد الصمد فوق

مانا کہ حال غیر پہ تو مہربان نہین | پر مجھسے بھی تو پہلی سی وہ گرمیان نہین

شرر تخلص مرزا صادق علی مرحوم برادر مرزا جعفر علی فصیح ترک دنیا کیا تھا

گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے رہے | نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ اودہر کے رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسینخان نوازش بیشتر فارسی کہتے تھے

جھوٹی ہے محبت یہان تم کسکو جتاتے ہو | تقریر مین لکنت ہے کیون باتین بناتے ہو
سامعین کا نہ فقط سننے سے دم رکتا ہے | سرگذشت اپنی جو لکھین تو قلم رکتا ہے

شرر تخلص عبد الغفور خان تھانہ دار ضلع بوندیلکھنڈ خلف نور محمد خان ابن شاہ محمد خان کابلی باشندۂ رامپور بریلی

ہاتھا پائی جب سے کرتا ہے وہ کافر مجھسے | ٹوٹے ہین رشک کی مارے ہماری ہاتھ پاؤن
کس ستم بن پر پڑی ان روزون ٹی آنکھہ | سونے نہین دیتی ہے مجھے ایک گھڑی آنکھہ

شرر تخلص مرزا آغا حسن ولد آغا محمد شفیع آبادی مقیم لکھنو شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

پاپوش اوسکی مہندی لگائی ہے اے شرر
پینا ہم کو دیکھتا ہون محبت کی آنکھ سے

یون ہی ہین سرخ اوس گل نازک بدن کے پاؤن
تم مجھکو گھورتے ہو عداوت کی آنکھ سے

شرف تخلص سرفراز الدولہ مرزا ابو طالب خان خلف نواب سنیر الدولہ ولد میرزا ابو الحسن خان نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

جب شب غم کا نہ اے خورشید رو چارہ ہوا
یار غرور نگین ادائی سے ہوا بیہوش رت

نبض میری چھوڑ کر بھاگا مسیحا ہاتھ سے
لے لیا درد حنانے صاف چھلا ہاتھ سے

شرف تخلص میر امام علی خلف میر قادر علی باشندۂ فرخ آباد

منہ سے بوسہ تو نہ ا ٹھکے جبین یا مرجائیں
وصل مین ہوکے ہم آغوش وہ بولے یہ شرف

جان جائے تو نہین غم ہے نگران رہے
ابتو فرمائیے کچھ اور بھی ارمان رہے

شرف تخلص شرف الدین حسین تھانہ دار ضلع کانپور ولد شہاب الدین باشندۂ علیگڈھ شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

ایسی کسی حسین نے بھی پائی نہین جبین
گیسو ہی رات تارے ہین تل مانگ کہکشان
دعوے کوئی شاید کرے خون کا اپنے

دن کو ہے مہر رات کو ماہ مبین جبین
ابرو اگر ہلال ہین ماہ مبین جبین
اسواسطے ابرو کی طرف فدا ہین پلکین

شرف تخلص مرزا اشرف الدین بیگ لکھنوی

مژگان اوسکی برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین
سینہ سپر یہان ہم بھی ہین سب آپکے دیکھے بھالے ہین

شرف تخلص سید سادات حسین خان عرف آغا مجو خلف سید محمد میر عرف میر نواب باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش سنہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم سے انسے بزم مشاعرہ مین ملاقات ہوئی تھی

چھوا ضبط تو بیتاب ہوکے کہہ بیٹھا
شب فراق مین تڑپا کے مار ڈالیگا
داغ دل بہت مجنون سے بڑھا آؤن گا
یار کرتا ہے مرے سوز تنفس کا علاج

خبر بھی ہے تمھین کرتا ہے پیار دل میرا
قرار واقعی ہے بیقرار دل میرا
فصل گل مین جو ذرا ابھی میرا سودا اٹھا
ہون وہ بیمار کہ دمساز مسیحا ٹھہرا

بیتاب ہون سنو نگانہ مین لنترانیان
گستاخ ہون ڈرونگا تری اس نہین سی کب

گھستے گھستے پاؤن کی زنجیر آدھی رہ گئی
آدھی چھٹنے کی ہوئی تدبیر آدھی رہ گئی

آدھے دھڑکا دم نکلتا تھا کہ آیا خط یار
پڑھتے پڑھتے مرگئے تحریر آدھی رہ گئی

شرف تخلص شیخ شرف الدین حسین دہلوی شاگرد سودا بیشتر مرثیہ اور منقبت کہتے

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیان ہوا
وہ مہ جبین جو رات کو پھر میہمان ہوا

لوٹے چمن مین گل کے خزان یون بہار حیف
اور عندلیب جیتی رہے تو ہزار حیف

مانند مرغ قبلہ نما گرچہ مضطرب
پھرتا ہون اپنے گھر مین پہ غربت گزیدہ ہون

شرف تخلص میر محمدی خلف سید جعفر خان صوبہ دار مرشدآباد برادرزادہ
نواب خان دوران خان

رباعی

قزاق نہین کہ لوٹ لاتے ہین ہم
نوکر بھی نہین کہ روز پاتے ہین ہم

کیا پوچھتے ہو یاد حقیقت اپنی
اللہ دیتا ہے بیٹھے کھاتے ہین ہم

اک صفائے قلب بس ہے بہر تسخیر جہان
خاتم دست سلیمان ہے نگین آئینہ

خاکساری مین تردد سخت بے تاثیر ہے
پاؤن مین رنگ رو آنکے موج کی زنجیر ہے

توتیائے چشم مردم خاکساری کیون نہ ہو
فی الحقیقت خاکساری نسخۂ اکسیر ہے

شرق تخلص سید غلام عباس خلف سید غلام رضا لکھنوی شاگرد میر وزیر علی صبا
صاحب دیوان ہین

فکر عقبیٰ کی نہ کچھ خواہش دنیا دل مین
ہے فقط یار کے ملنے کی تمنا دل مین

مین وہ بیمار ہون احسان نہ لون مرتے دم
خوب سمجھے ہوئے ہین مجھکو مسیحا دل مین

یاس و حرمان و غم و رنج فراق جانان
آیا پیغام اجل کا انہین دو چار کے ہاتھ

ذبح کر ڈال تو چھوٹون مین غم فرقت سے
فیصلہ ہے مرا قاتل تری تلوار کے ہاتھ

کیون لوٹ پڑا گیسوے شبگون پہ تمہارے
لو اور سنو آئی ہے شامت مرے دل کی

شرم تخلص نور بیگ باشندہ دہلی شاگرد حافظ اشرف حافظ و شاہ نصیر دہلوی

ظاہرا انکے شرم تخلص کرنے کی کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی

تری محفل مین جانے کی مجھے رخصت اگر ہوتی	برنگ شمع قوت پاؤن کی بھی صرف سر ہوتی

شریر تخلص احمد خان دہلوی فیروزپور مین رہتے ہین

خاک اپنی زندگی ہواے عزیزو جب کہ وہان	صورت امید مرمر کر بنے اور پلوٹ جائے

شریر تخلص منشی کریم الدین سوداگر پنجابی کٹرہ دہلی

ہم کو خالق نے کیا بے سروسامان پیدا	نہ تو دامن ہے میسر نہ گریبان پیدا

شریف تخلص مولوی شریف الحسن بن مولوی نظام الدین باشندہ فرخ آباد

مرے سوادمین پنہان ہین معنی روشن	نگاہ غور طلب ہون خط غبار ہون مین

شریف تخلص مرزا شریف بیگ مرثیہ خوان دہلوی

شریف رونے پہ آجائین گر یہ دیدہ تر	تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شریف تخلص مرزا محمد شریف خلف مرزا فیض شاگرد ولی اللہ محب

ضعف سے جب تری دیوار تلے بیٹھ گئے	تو نے سو طرح سے ٹالا نہ ٹلے بیٹھ گئے

شمشاد تخلص مرزا حاجی قادربخش بن مرزا بلندبخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد و مرید عبیدہ شاہ

پھر فصل بہار آئی شاید کہ گلستان مین	آباد جو دو دن سے زندان نظر آتے ہین

شمشاد تخلص مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان مضطر بن مرزا سلیمان شکوہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا داستان طرازی و افسانہ گوئی مین کمال رکھتے تھے

کام تو کچھ بھی نہین ہے حشر مین اپنا مگر	آن نکلینگے ترے خاطر اگر آنا ہوا
ناتوانی کا برا ہو کہ اوٹھانے نہ دیا	ایسا کیا بوجھ بہت طوق گلوگیر مین تھا
ستم کا یہ مزہ ہے دل کو الفت مین کہ اے ظالم	لیے پھرتے ہین ہم سر پر سدا گرد و ہے دشمن کو

شعاع تخلص محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی خلف الصدق جنت آرامگاہ حضرت شاہ عالم بادشاہ آفتاب تخلص ۱۲۵۳ بارہ سو تریپن ہجری مین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال فرمایا راقم نے دہلی مین انکے مزار کی زیارت کی ہے

تجھ زلف کے سودے سے یہ دل کیونکہ بری ہووے | تا حشر نہ چھوٹے یہ بلا جسکے سر آوے

شعلہ تخلص امرناتھ وطن انکا کشمیر مولد لکھنؤ

جان دی شعلہ نے حسن سبز سے پرہیز کر | حق مین اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
غبار راہ ہین پر اسے ہوا سے عالم بالا | فلک پر ایک دن پہونچینگے ہم اس خاکساری سے

شعور تخلص میان شعور احمد سرہندی پیرزادے تھے

عشق نے کیا کیا دیے آزار اوٹھتے بیٹھتے | دم ہوا لینا ہمین دشوار اوٹھتے بیٹھتے

شعور تخلص شیخ عبد الرؤف ولد شیخ حسن رضا باشندہ بلگرام مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

گلے سے اپنے لگائے وہ جان جان جو تجھے | بدن سے رشک کرے کیون نہ وصل یار مین روح
آسمان سے کون لے احسان تاج خسروی | اوٹھ سکیگا کس سے یہ بار گران بالای سر

شعوری تخلص ایک شخص باشندہ جوالاپور کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پھرتا رہے ہے چار پہر مضطر آفتاب | روشن ہے یہ کہ محو ہوا تجھ پر آفتاب

شفا تخلص حکیم یار علی دہلوی قوم بنی اسرائیل معاصر محمد علی حشمت یا ولی دکھنی

جون ڈانک دیتے ہیں دونا جھلکے ہے جوہر | چمکا ہے رنگ پان سے شہرہ ترے لب کا

شفا تخلص مرزا کریم بیگ خلف مرزا انور علی بیگ لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

خیال حور کیا دھیان اوس پری کا ہے | نکل کے تن سے رہنے لگی ہے نار مین روح
وہان بھبھوکا آگ کا تھا خال یہان اختر ہوا | وہان یہ بیٹھا تھا یہان نکلا ہے تارا ہاتھ پر

شفا تخلص خواجہ محمد کاظم کشمیری

تیرے خنجر کے وہ احسان ہین کہ ہر زخم جگر | خود ادا ے شکر کو قاتل دہن ہو جائیگا

شفق تخلص مرزا علی جان خلف مرزا جان لکھنوی شاگرد ہجر + غلام نے انکا دیوان نیساری کے نذر کیا کہ پڑیون مین صرف ہوا + راقم کے دوستون مین ہین + اندنون مدتی لکھنؤ مین رہتے ہین شعر اچھا کہتے ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لئے دیے تھے

سوا تیرے نہین پاتے کسی کو دوست ہم اپنا | نظر آتا نہین کوئی یہان سے تا عدم اپنا

جو قصد قصد ہے تو خون کرین پہلے ہم اپنا
اگر تیر الود دیکھا نکل جائے گا دم اپنا

سر شوریدہ اپنا وقف تیغ جور خوبان ہے
نکالین حوصلہ جی بھر کے اب اہل ستم اپنا

طمع دو آنسوؤن کی بھی نہ رکھو اہل دنیا سے
شفق جی بھر کے رو لو جیتے جی کرجاؤ غم اپنا

چھڑایا اسنے مجھکو کیسے کیسے نوجوانون سے
مرے ہاتھون سے اک دن خون ہوگا پیر گردون کا

وہ دوست مل گئے غیر و نسے جن پہ دعوی اتھا
کسی کا اب نہ زمانے مین اعتبار رہا

ملو تو صورت آئینہ صاف ہو کے ملو
مزا نہین ہے دلون مین اگر غبار رہا

کرلے مین کوئی کسی کا شریک حال نہین
چلے ہے چھوڑ کے تنہا مجھے مزار مین روح

جو بات کی اونھون نے خبر ہو گئی ہمین
حاصل ہوئی ہے عشق سے ہمکو صفائے دل

کیون ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو غیر ونکو دیکھکے
محفل مین شمع سان نہ جلاؤ ہوائے دل

رخ کا یہ قول ہے رشک کرہ نار ہون مین
زلف بڑھ بڑھ کے کہتی ہے دہوان ہمار ہون مین

ادھر خدا بندگی کا طالب ادھر ہے نفس حرام کا طالب
یہ روح اگر میان قالب عجب مصیبت کے درمیان ہے

شفق تخلص دولت رام کلفروشش باشندہ دہلی

پس از مردن بھی گردش ہے نصیب اپنے مقدر مین
بگولے کی طرح رہتی ہے میری خاک چکر مین

شفق تخلص محمد علی خان بن مولوی احمد علی خان باشندہ فرخ آباد

بوسہ جو انصیب جو خال حبیب کا
چمکا ہے مدتون مین ستارا نصیب کا

پامال گذر رہا ہون ترے آستان سے
لکھا مٹا رہا ہون مین اپنے نصیب کا

شفق تخلص انور الدولہ محمد سعید الدین خان بہادر عرف منجھلے صاحب خلف نواب احمد بخش خان بیتاب ۔ شاگرد احمد علی تاق ۔ باشندہ موضع ... ضلع کالپی ۔ صاحب دیوان ہین ۔ انکی ایک چھوٹی سی مثنوی نظر سے گذری

ہوا ہے کس سے الٰہی مقابلہ دل کا
کہ رشک ساغر جم ہے ہر آبلہ دل کا

ٹھوکرین کھاتا ہے میرا کاسۂ سر خاک مین
بعد مرنے کے بھی اک دردِ سر پیدا ہوا

دہن سے اوس گل تر کے جو آب آب ہوا
ہر ایک غنچۂ گل شیشۂ گلاب ہوا

مقام عشق مین غفلت سے ہے مین ہشیار رہا
کہ مین ہوا سے زلیخا سے زار خواب ہوا

ہاتھ دکھلا کر مجھے دیوانہ و مفتون کیا
ہین لکیرین یا کہ ہین نقش محبت ہاتھ مین

بگولے پیتے ہین تعلیم مجھ سے ہرزہ گردی کی
کہ آندھی ہون مین صحرا سے جنون کے خاک اوڑاتے ہین

سرنگین فرگان کی یہ فوج صف آرا دیکھیے
اس سپہ گری کی پلٹن کا تماشا دیکھیے

حوصلے دل مین تڑپنے کے ہین کیا کیا دیکھیے
ذبح کر کے رقص بسمل کا تماشا دیکھیے

چتون سے صحرا دس پڑی کی
آنکھین استاد سامری کی

ایسا تھا شوق وادی وحشت کہ دوڑ کر
بوسے ہمارے آبلون نے خار کے لیے

یہ ضعف ہے کہ سانس کا لینا محال ہے
بار گران ہے روح تن زار کے لیے

گھر سے وحشت مین نکلتے ہی وطن بھول گئے
یہ فضا دشت کی دیکھی کہ چمن بھول گئے

شفقت تخلص میر بشارت علی باشندہ دہلی مقیم حیدر آباد دکن

دل مین لبتا ہے حسینان پریرو کا خیال
بند کی ہم نے ہے افسون سے پری شیشے مین

شفقت تخلص شکر اللہ بنارسی شاگرد مرزا طپان

اوس گل نو سے سوم مین ہم سے آیا نہ گیا
پھول بھی مارے نزاکت سے کے اوٹھایا گیا

شب جو تھی بے نور بے روے دلبر چاندنی
لوٹتی تھی خاک پر حسرت سے شب بھر چاندنی

شب کو بیٹھے تھے بچھا کر تم جو اپنے بام پر
رشک کرتی تھی تمھاری چاندنی پر چاندنی

شفقت تخلص عبد الرحیم ۱۸۰۸ء اٹھارہ سو آٹھ عیسوی مین کلکتہ کے میڈیکل کالج مین ڈاکٹری سیکھتے تھے

رسم الفت دہر مین مطلق نہین شفقت رہی
بیوفاؤن سے بس اب دل کا لگانا چھوڑیے

شفقت تخلص سید محمد حسین باشندہ موضع کلاوٹھی مقیم دہلی شاگرد مولوی صہبائی فارسی گو ہی تھے

وہ چشم مست ہے ساقی کہ جھکی گردن پر
بغیر جرم ہے خون ناکردہ شیشہ مل کا

جاتی ہے اپنی جان سحر کی امید مین
آفت ہے کوئی طول شب انتظار سا

چلتی ہے جب تو میرے ہی جانب ہے التفات
کیا دشمنی صبا کو ہے میرے غبار سے

کس کس سے مین بچاؤن دل ناتوان کو آہ
اوس فتنہ گر سے یا فلک کج شعار سے

شفیع تخلص محمد شفیع مقیم لکھنؤ معاصر سودا و میر

شام کو جب یاد تیری بات آتی ہے ہمین
نیند کا فرمون جو ساری رات آتی ہے ہمین

شفیق تخلص مظہر علیخان شاگرد شاہ امراللہ خان فراق

آتا نہین چمن مین مرا آگعندا ر حیف
جاتی چلی بہار ہے یونہین ہزار حیف

شفیق تخلص خواجہ نورالدین خان عرف سانولے صاحب برادر سعیدالدین خان

شفق شاگرد امجد علی قلق

کندن سا دمکنے لگا وہ پھول سا چہرہ
کی مے نے اوترتے ہی یہ تاثیر گلے مین

واہ کیا ہو نور ہے اسے مہر طلعت ہاتھہ مین
ہے یہ بیضا نہین مہندی کی رنگت ہاتھہ مین

شفیق تخلص شیخ ناصر علی خلف شیخ مدد علی باشندۂ فتح آباد

انکار بات بات مین ہر دم شب وصال
اوٹھتے نہین شفق سے یہ غمزے حجاب کے

شفیق تخلص تلسی رام شاگرد کیول رام ہوشیار

مرے سینے کی سوزش کا بیان کیا
فلک آہون کا میرے اک دہوان ہے

شکر تخلص رادھا کشن کایتھہ مرادآبادی

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی مین ہے
گھر سنبھال اپنا کہ دیوار قرہ پانی مین ہے

شکوہ تخلص مرزا محمد رضا لکھنوی شاگرد مرزا قتیل

تجھکو دلدار مین سمجھتا ہون
کیا غلط یار مین سمجھتا ہون

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دل کو

تھوڑے ہی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے
کافر ہو پھر جو اوس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص آغا محمد حسین خلف احمد حسین احمد بن مرزا امیر امیر فارسی گو + صاحب تذکرہ حدائق الشعرا + باشندۂ لکھنؤ + مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ شاگرد اصغر علی خان نسیم

یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے

ہان وہ بات اور ہے گر آپ بتا ہی سکین
ناز قرآن تو نہین ہے کہ اوٹھا ہی نہ سکین

اسمین کچھ راز نہین ہے تو چھپاتے کیون ہین
رخ خط غیر نہین ہے کہ دکھا ہی نہ سکین

دیکھنا جب وہ عنایت کی نظر کر لین گے
ہم بھی سرمے کی طرح آنکھہ مین گھر کر لین گے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن رادہ

نہ دم مین دم ہے نہ اب غم رہا ہے آنکھون مین	کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہے آنکھون مین

شکیبا تخلص غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی شعراے پاے تخت معین الدین اکبر شاہ بادشاہ دہلی مین تھے

نیم بسمل اوس نے گر چھوڑا شکیبا غم نہین	پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل اوٹھ گیا
نہین قبل تم نے کیا کیا نہین کہتے ہم کہ برا کیا	یہ بھلا کیا یہ کہو گے کیا جو کوئی کہے کہ یہ کیا کیا
تری چین جبین ہے موج طوفان	ابھی سے ہم کنارے ہو رہے ہین
چکا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین	تو نبض دیکھتا ہے یہان جان ہی نہین
یاد اوس ساق بلورین کی دلائی مجھکو	شمع نے آگ نے سر سے لگائی مجھکو
اوس چشم سرمہ سا کی نظر کیون نہ گرم ہو	اوتری ابھی سے ہے سان یہ تلوار گرم ہے
نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے	مہ تابان بھی میرے سر پہ خورشید قیامت ہے

شگفتہ تخلص مرزا شگفتہ بخت عرف مرزا حاجی خلف مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم ابن شاہ عالم بادشاہ مقیم بنارس

ساقی ہے مے ہے باغ ہے ابر بہار ہے	تیرا ہی رشک گل فقط اب انتظار ہے
مشکل ہے میرے اوسکے یہ صحبت برآہ	مین جلد باز ہون وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگہ آہنگر دہلوی شاگرد کلب رسے خان آشفتہ

پروانہ وار جلکر گو خاک ہو گئے ہم	پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتون سے

شگفتہ تخلص سیف الدولہ سیف علی خان خلف نواب شجاع الدولہ بہادر شاگرد کاظم علی جوان صاحب دیوان گذرے

خرام ناز ترا بس سدا ہی نظر مین رہا	تمام عمر ہی بیٹھا مین رہگذر مین رہا
آنکھین حیا کے شب وہ بہانے سے اوٹھ گیا	حرف مروت آہ زبانے سے اوٹھ گیا
بوسہ لیتے ہوئے ہم دیکھ ادب کرتے ہین	گالیان دیتے ہین یہ آپ غضب کرتے ہین
غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریک تھے	یاس ہے رخ اوسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شمس تخلص میر شمس الدین عرف مرزا حیین

چٹکلے روبکی مری آواز کہتا ہے وہ شوخ ۔۔۔ یہ وہی کم بخت شاید یہان لیٹا دیوار ہے

شمس تخلص شمس الدین منشی کتب خانہ مہاراجۂ بردوان

گلستان ہین گزرے ہے آج کس ساقی گلرو کا ۔۔۔ کہ ہاتھون مین صراحی ہے لیے ہر نخل تنبو کا

شمس تخلص شریف احمد خان عظیم آبادی شاگرد مرزا غلام حسین

اگر نہائے وہ مہ بے حجاب دریا مین ۔۔۔ تو تھرتھرانے لگے آفتاب دریا مین

شمس تخلص شیخ علی محمد مرحوم باشندۂ بریلی

اللہ رے صفائی بدن نازک جانان ۔۔۔ سینے کی نظر آتی ہے زنجیر پس پشت

شمس تخلص میر آغا علی لکھنوی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر کلکتہ مین کبھی آئے تھے راقم سے ملاقاتی ہین

یہ تو فرمائیے کب آئیے گا ۔۔۔ تو خوشی آپ کی رخصت ہی سہی
نہ کرو بات ادھر دیکھ تو لو ۔۔۔ نہین الفت تو مروت ہی سہی
کٹی شب یار کی آرائشون مین ۔۔۔ سحر تک زلف بگڑا کی بنا کی
بشارع حسن ہاتھون ہاتھ لوٹی ۔۔۔ بندھی مٹھی کھلی قسمت حنا کی

شمس تخلص مرزا اکبر علی شاگرد حیدر علی آتش

تیرہ بختی سے نہ دیکھی کبھی گھر کی صورت ۔۔۔ خانہ بر دوش ہمیشہ ہون بھنور کی صورت

شمس تخلص میر آغا شاگرد ثاقب باشندۂ لکھنؤ

ہنس کے وہ بولے جو بکھری پیٹ پر چوٹی کبھی ۔۔۔ دیکھ گر دیکھی نہ ہو زنجیر پشت آئینہ

شمسی تخلص لالہ سورج پرشاد ولد لالہ جنی لال باشندۂ فرخ آباد شاگرد مجذوب

واللہ منکر ان قیامت کو اے صنم ۔۔۔ قائل اگر کیا تو تمہاری ہی چال نے

شمشاد تخلص میر احمد علی لکھنوی نواسہ اقبال الدولہ شاگرد مرزا علی حسین اوج

خوف کیا ہم کو اگر ساتھ ہے اوس گل کے رقیب ۔۔۔ کہین بلبل کی جھجکتی ہے بھلا خار سے آنکھ

شمیم تخلص عباس مرزا عرف امراو مرزا خلف مرزا امداد علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

بغیر یار کے کیا سیر باغ کو جائیں | ہمارے ہی آنکھوں کو ہے خار ہر چمن کی بہار
پھر وقت ہجر یار میں ہے یہ صدای دل | بھولے سے بھی کسی سے نہ کوئی لگائیو دل

تمیم تخلص سید غالب علی ولد سید حیدر بخش بنارسی شاگرد مرزا الطاف حسن

رہبر اہل جنون ہوتے ہیں اسباب جنون | پیچھے پیچھے ہم ہیں آگے نالۂ زنجیر یا

شناور تخلص صاحب مرزا خلف شاہ میر خان ابن آغا نصیر نیشاپوری باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

یاد ہیں مجھکو ہی عیار کے دستور بہت | آپ گرد در تو بندہ بھی ہے پھر دور بہت
کسیکو تیغ ملتی ہے کسیکو غنچہ بڑا ان | ہمارے قتل کا سامان ہے وہان ہتھیار بٹتے ہیں
لحاظ اپنا وہی رہتا ہے ہم بستر بھی ہوتے ہیں | اگر وہ پھیل کر سوتے ہیں تو ہم خود سمٹتی ہیں
پھر شب عیش و طرب ہو وہی چرچا پھر ہو | وہی ساقی وہی ساغر وہی مینا پھر ہو
اے آئینہ رو ایک مجھی کو نہیں حیرت | بت بن گیا جسکو تری صورت نظر آئی
دنیا تھا مراخط اوسے غیر و نسے چھپا کر | آخر ہی تجھے عقل نہ اے نامہ بر آئی

شنک تخلص دہ باشندۂ دہلوی حیدر آباد میں فوت کی

ان طبیبون سے کچھ ہوا نہ علاج | عشق کا درد لا دوا دیکھا
دیکھ گریان مجھے وہ ہنستا ہے | خندۂ گل ہے ابر کا رونا
اثر سے خالی اگر ہے فغان بلبل کا | ہوا ہے چاک گریبان کس لیے گل کا

شور تخلص مرزا محمود بیگ شاگرد سعادت یار خان رنگین وطن انکا ایران مولد دہلی سپاہی پیشہ تھے لڑائی میں مارے گئے

وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہیں | یہاں کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہیں
غضب ہے آنکھیں ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہے | خدا نے اپنے ہاتھون سے تری صورت بنائی ہے

شور تخلص مغل جان ولد مسماۃ نصیبن باشندۂ کلکتہ شاگرد حافظ ضیغم و فرزند علی مسلم جوانی میں فوت کی

لڑکے کشتی دیو مضمون کو پچھاڑا چاہیئے | جھنڈا میدان سخن میں آج گاڑا چاہیئے

شور تخلص بابو مدن موہن لعل بن چھدامی لال مقیم فتح گڈھ

ہم کو آبادی سے مطلب ہے نہ ویرانی سے
رات دن غم مین بسر کرتے ہین دیوانی سے

شورش تخلص غلام احمد دہلوی خلف محمد اکبر قبالہ نویس شاگرد مومن خان

کھو رکھے گا مجھکو میرا دیدۂ تر ایک دن
شمع ساں گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایک دن

تا خواب مین بھی جلوہ فروز اوسنکے ہو تو
ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرینگے

شورش تخلص منشی زین العابدین خان ولد میر محمد عطا حسین خان مصنف نوطرز مرصع مقیم لکھنؤ صاحب دیوان ہین

شکایت درد ہجران کی جو کی اوسنے تو فرمایا
بس اب موقوف کیجے گفتگو مین مدعا سمجھا

شورش تخلص میر غلام حسین عظیم آبادی خواہرزادہ ملا وحید شاگرد میر باقر حزین ۱۱۹۵ گیارہ سو پچانوے ہجری مین وفات پائی اسنے ایک دیوان اور ایک تذکرہ شعراے اردو یادگار ہین

رقیب گرچہ بہت برخلاف ہے شورش
ہوا کرے ہمین ہے یار اپنے کام سی کام

ابرو تنا ہے تو بھی رو اے چشم
اسمین جو ہونی ہو سو ہو اے چشم

شورش تخلص حافظ ناصر حسین شاگرد نثار اللہ خان فراق

تجھ مین انداز و ادا او دلربائی ٹھہرے
ساری باتین خوب پر شب کی لڑائی ٹھہرے

شوق تخلص شیخ الہی بخش اکبرآبادی ملازم مرزا مظفر بخت خلف مرزا جوانبخت جہاندار شاہ مرحوم فارسی اور ریختہ مین صاحب دیوان گذرے ۱۲۴۱ بارہ سو اکتالیس ہجری مین انتقال کیا

دیکھے جو رنگ اس مژۂ اشکبار کا
دل مجلتون سے آب ہوا ابر بہار کا

اس خاکسار کو کوئی کیونکر اوٹھا سکے
جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جوہر بیگ لکھنوی شاگرد مصحفی فن شعر و معما مین اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام مین مشہد مقدس کو چلے گئے تھے

تجھ بن فلک سے بستر غم پر تمام رات
تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ باشندۂ موضع موی ضلع سنبھل مراد آباد مقیم رامپور
بڑے عالم تھے اپنے دیوان و تذکرۂ شعرا یادگار ہین

دوستی کرتا ہے تو گویا مرا پیار سمجھے ۔ مار ڈالے سے تیرے یہ یہ الفت غبار مجھے
اے خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی ۔ کہ مجھے اوسکی جدائی سے جدائی ہوگی

شوق تخلص روشن لال علم موسیقی اور ستار نوازی مین کمال حاصل کیا تھا

گردش چشم دکھاتا نہ گل اندام کہین ۔ ورنہ تو ٹوٹینگے صراحی کہین اور جام کہین

شوق تخلص بھوگی لال

کہین وہ شوخ بھی آجاے لڑکون مین تماشے کو ۔ مبارک جب مجھے اے شوق ہو دیوانہ پن اپنا

شوق تخلص حسن علی خان دہلوی شاگرد خان آرزو و نواب عماد الملک غازی الدین خان
کے متعلقون مین سے تھے صاحب دیوان گزرے

دکھا دیدار اے پیارے کہ مین فرقت سے ڈرتا ہون ۔ مجھے فردا اے محشر آج ہے مین کل ہی در گزرا
عبور بحر دنیا مین سبکساری سے کرتا ہون ۔ حباب آسا شمار دم سے بے کشتی گزرتا ہون
مدت سے یہ بحث درمیان ہے ۔ یہ علم نہین کمر کہان ہے

رباعی

اس دور مین بدقماش اکثر دیکھے ۔ تھے وہ جو غلام تاج بر سر دیکھے
اے گنجفہ باز چرخ تیرے ہاتھون ۔ اوراق جہان تمام ابتر دیکھے

شوق تخلص ایک شخص باشندۂ دہلی شاگرد سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دامن کو تیرے خون سے ہے بن بھری ہوے ۔ چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مری ہوے

شوق تخلص حافظ غلام رسول دہلوی شاگرد نصیر امامت مسجد و تعلیم اطفال کرتے تھے

لکھا ہوا تھا یہ اوس مہ جبین کے بردے پر ۔ نہین ہے کوئی اب ایسا زمین کے پردے پر
رونگٹے پاؤن مین چبھتے ہین نزاکت کے سبب ۔ فرش مخمل پہ وہ گلرو جو قدم رکھتا ہے

شوق تخلص محمد بخش دہلوی شاگرد برکت اللہ خان

ساقی یہ کونسی تھی مے تند جسنے آہ ۔ غربال کردیا ہے ہمارا ایاغ دل

نمونۂ شعر

سورۂ والشمس کی تفسیر ہے مکھڑا اترا ۔۔۔ شوق سے لینگے اوٹھا اس بات پر قرآن ہم
اے شوق اوچھالے ہی وحشیٔ کو نشے مین ۔۔۔ منظور کسی کی تو اوسے دلشکنی ہے

شوق تخلص محمد جہانگیر خان باشندۂ فتح گڈھ

آواز ہے اذان کی نہ گھڑیال کی صدا ۔۔۔ سے ہے شب فراق ہے کیسی بلا کی ہے

شوق تخلص عنایت اللہ متوطن فریدآباد شاگرد مولوی امام بخش صہبائی بسبیل روزگار پنجاب مین رہتے تھے

کرون مین شکوۂ اغیار کسطرح جب شوق ۔۔۔ بلا ہو یار سے قسمت سے بیوفا مجھکو
ایک عالم کو ہے آرام کی خواہش پر دل ۔۔۔ نہین معلوم غم و درد کا خواہان کیون ہے

شوق تخلص حکیم تصدق حسین خان عرف نواب مرزا ولد حکیم آغا علی خان لکھنوی شاگرد خواجہ آتش انکی کئی مثنویان نظر سے گزرین

دیکھ لیتے ہین جو ہم اوس گل کے پیاری ہاتھ پانو ۔۔۔ بیخودی سے بھول جاتے ہین ہماری ہاتھ پاؤن
شوخیان کرنے مین چل نکلے ہو تم حد سے سوا ۔۔۔ باندھینگے مہندی لگا کر ہم تمہاری ہاتھ پاؤن
دیکھا نہ کرو میری طرف آنکھ دبا کر ۔۔۔ ناقص ہوا چہرہ جو ہوئی چھوٹی بڑی آنکھ
ایک ایک سے دلچسپ ہے جو عضو بدن ہے ۔۔۔ رہ رہ گئی پھر رون وہین جس جا پہ پڑی آنکھ
کہنے مین نہین ہین وہ ہمارے کئی دن سے ۔۔۔ پھرتے ہین اونہین غیر اوبھارے کئی دن سے
اک شب مرے گھر آن کے مہمان رہے تھے ۔۔۔ آتے نہین اس شرم کے مارے کئی دن سے
مہندی بھی ہے مسّی بھی ہے لاکھا بھی ہے لب پ ۔۔۔ کچھ رنگ ہین بیرنگ تمہارے کئی دن سے
ڈر سے ترے کاکل کے نہین چلتے ہین رستے ۔۔۔ دم بند ہے اس سانپ کی ماری کئی دن سے
آخر جری آہون نے اثر اپنا دکھلایا ۔۔۔ گھبرائے ہوئے پھرتے ہو پیارے کئی دن سے
پھر شوق سے کیا اوس بت عیار سے بگڑی ۔۔۔ ہوتے نہین باہم جو اشارے کئی دن سے

شوق تخلص حکیم سید علی ضامن خلف و شاگرد درشک انکی ہر غزل کا مقطع تاریخی ہوتا ہے صاحب دیوان ہین

مارا کبھی ہمین تو ڈرایا کبھی ہمین ❊ ۔۔۔ کس سے بیان کیجیے جور و جفائے زلف

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لائے زلف

شوق تخلص راے دولت راے ولد شیوسنگہ لکھنوی شاگرد منشی مینڈو لال زار

نہین معلوم ترے طالب دیدار کو آہ
خواب کیا چیز ہے لگ جاتی ہین کیونکر آنکھین

شوکت تخلص منیف علی ولد میر رستم علی بجنوری شاگرد غلام علی عشرت مشہور ہے کہ بنارس مین بہ سبب طمع وحرص کے دین اسلام کو چھوڑ کر نصرانی ہوگیا تھا اور منیف مسیح اپنا نام رکھا۔ میرٹھ مین فنسیسون کے لڑکون کو پڑھایا کرتا تھا

تجھ مین اور ابر مین ہے معرکہ آرائی آج
سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شوکت تخلص میر حسین علی دہلوی ناظر عدالت دہلی

دادلین کس سے ترے حسن کی ای غیرت ماہ
عذر ہے دیدۂ یعقوب کو بینائی کا

دور چشم یار مین سب ہوگئے باہم رقیب
ایک ادنی یہ فریب نرگس مستانہ تھا

ہے تصور دل مین میرے اوس حب منور کا
جسکا تلوا دیکھ کے پھر منہ نہ دیکھون حور کا

وعدۂ امروز کو فردا پہ پھینکا ہمنفس
یار کا آنا قیامت کا کچھ آنا ہوگیا

جی لگ گیا قفس ہی مین اب تو نہین ہے دہیان
موسم بہار کا کدھر آیا کدھر گیا

ساقی ترے طفیل سے ہمکو مہ صیام
معلوم ہی نہین کدھر آیا کدھر گیا

شوکت نے جان دی تری در پر ہزار شکر
وہ مر گئے مرتے آہ بڑا کام کر گیا

جب کہ ابرو کا اشارہ ہی کرے عالم کو قتل
اوس ستمگر کی بلا لیتی ہے خنجر ہاتھ مین

وصل کا وعدہ نہین تو قتل کا وعدہ کبھی
دل کے بہلانے کو میرے کوئی صورت چاہیے

شوکت تخلص مرزا تصدق علی خلف قلندر بخش جرأت باشندۂ لکھنؤ

ہر سو صدا اے الحذر آتی ہے کوہ سے
نکلی ہے فوج نالۂ دل کس شکوہ سے

شوکت تخلص میر قاسم علی بنارسی کلکتہ مین بھی آگئے تھے راقم نے انکو بزم مشاعرہ مین دیکھا ہے

کس نے دکھلایا ہے یہ چاند سا تلوا مجھکو
ایڑیان گھستے ہی گزرا یہ مہینا مجھکو

شوکت تخلص میر امداد علی متوطن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

لاکھ صورت سے کیجیے تدبیر
ہوگا لکھا ہے جو مقدر کا

شوکت تخلص مولوی باسط علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شوکت ظلم رسیدہ نے نکالی آخر
تیری ہر بات میں لاکھوں ہیں ستمگر پہلو

شہامت تخلص شاہ شہامت علی درویش تھے

یاد حق گر ہو نہ دل میں تو ہو غالب نفس شوم
بوم ہوجاتا ہے وارث خانہ ویران کا

شہرت تخلص امیر بخش دہلوی خلف عیسی خان شاگرد نثار احمد خان فراق دکھن میں جا کر بذریعہ شاعری دیوان چندو لال کے ملازموں میں داخل ہوئے تھے نوجوانی میں انتقال کیا

ہزار افسوس اب یوں خاک میں ملتا ہی اے شہرت
یہ طفل اشک وہ ہے اپنی جو آنکھوں میں پلتا تھا

ہوکے ہر اک پہ مبتلا سمجھا ہے جو اور جفا
اسمین ہے اوسکو کیا مزا یہ تو ہمیں بتا ہو دل

دم دلاسے جانتے ہیں سب ترے اے جان ہم
دل چرا کے بیٹھیں تجھے ایسے نہیں ناداں ہم

وہ کو کسا ہے قسم ہے ہم اودھر دیکھیں تو
چل تو اے آہ رسا تیرا اثر دیکھیں تو

کہتے ہیں مہر کو نسبت ہے ترے عارض سے
اشک تو برقع کو اوٹھا رشک قمر دیکھیں تو

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے
آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہرت تخلص افتخار الدین علی خان برادر نواب واثق علی خان

غیروں سے خوش رہو اور یاروں سے بیزار رہو خوب
یار ناخوش رہیں اور خوش رہیں اغیار یہ خوب

حنا بستہ نظر آویں جو تیری انگلیاں پانچوں
جو اس سینے کو نہ پیٹوں کیونکر میں یہاں پانچوں

دل کو جگر کو داغدار کسنے کیا ہے یار تنے
سینے کو رشک لالہ زار کسنے کیا ہے یار تنے

شہرت تخلص مولوی سعید النبی مرحوم سرہندی پیرزادے تھے کلکتہ میں آکر وفات پائی

نہیں دل ہے بلکہ وہ ہے جو نہ ہو مشتاق تماشا ہے کہ اشک
بخدا وہ چشم ہے بے بصر جسے شوق دید بتاں نہیں

شہرت تخلص احمد علی خان شاگرد جرأت

بلا ہے آفت جان ہر پری وش ہے کہ انسان ہے
دلا وہ کیا ہے تو جسکے لیئے دن رات نالاں ہے

شہرت تخلص جرأت کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

دل ڈھونڈھتے ہو پاس مرے دل تو کہاں ہے
اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو میں نہاں ہے

شہرت تخلص حیدر بیگ حیدر ابادی

محل غزابات مین وارد جو ہوئے زاہد خشک
دیا رندون نے اوٹھین آتش ترمین غوطہ

شہرت تخلص محمد شاہ ولد خواجہ عبد الوہاب متوطن کشمیر باشندۂ عظیم آباد شاگرد مہدی بخش تسلیم محرر عدالت منصف وصدر امین ضلع بھاگلپور راقم کے ملاقاتی ہین

کرتے ہین تعریف ابروی بت بے پیر کی
دیکھنا تیزی ہماری برش شمشیر کی

آگئی اوس جنگجو کی یاد جو ہنگام غسل
موج دریا مین روانی ہوگئی شمشیر کی

شہرت تخلص مرزا حاجی خلف مرزا قیام الدین نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الرحمن خان احسان و نظام الدین ممنون و مفتی صدر الدین خان آزردہ

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے یہ مینا لنے مین
نکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا

غبار اوٹھا نہ ترے دل سے ورنہ اے ظالم
ہماری جان کو اک وہ بھی آسمان ہوتا

تیر سے اسلئے وہ اب ہوتے نہین سینے کے پار
ہے کہین مر گیا ناکام شہرت کیا ہوا

کچھ نشان مجھ بے نشان کا بعد مردن بن گیا
حسرتین ہو ہو کے اک جا جمع مدفن بن گیا

کفر و دین مین تھا نہ کچھ عقدہ بجز بند نقاب
اوسکے کھلتے ہی یہ کار مشکل آسان ہوگیا

ہاے جی بھر کے وہ دیدار میسر نہ ہوا
حشر کا دن شب غم سے بھی برابر نہ ہوا

یون بیٹھے ہو جیسے کسی سے کسیکو کچھ سے
مطلب نہین مراد نہین مدعا نہین

بتون پہ آسے نہ پایا تھا اپنے حرف امید
کہ اتنی دیر مین وہ ہو گئے خفا ہم سے

شہرت تخلص محمود عظیم آبادی

تصور جب سے ہے برق رخ محبوب پرفن کا
چراغ طور پروانہ ہے اپنے داغ روشن کا

حباب آسا مجھے خانہ بدوشی اپنی خوش آئی
خیال اس بحر فانی مین ہوا مجھکو نہ مسکن کا

ہمارے اشک خونی سے فروغ روی جانان ہے
چراغ ماہ ایسا ہے شفق سے کام روغن کا

دیکھتے ہین اوسکی بسمل آنکھ سے روی اجل
صید گہ مین صاف ہے شمشیر قاتل آئینہ

خود نما کب اسکین روشن دلونکے سامنے
ہو سکا کب مہر تابان کے مقابل آئینہ

ہون جو دیوانہ خود آرائی کا تیرے اے صنم
جاے مصحف ہے گلے مین ہار حائل آئینہ

عکس پڑ جائے جو تیغ ابرو دلدار کا | خاک پر تڑپے برنگ مرغ بسمل آئینہ

شہرہ تخلص مرزا نصیر الدین حیدر خلف مرزا آغا جان مضطر نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمٰن خان احسان

نہ ایک وعدے پہ وہ یار بے وفا ٹھہرا | سحر تو ہو چکی اب وقت شام کا ٹھہرا

شہید تخلص مولوی حاجی فخر الدین حسن خان مرحوم باشندۂ شاہجہان پور مقیم دہلی منشی دار الانشاء شاہی تھے گیارہ برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

وہ طپش ہے میرے نامے میں کہ بس تڑپا کیا | جب تلک بال کبوتر سے نہ اوسکو وا کیا
زبس روشن فتیلہ ہے مرے ہر داغ سوزاں کا | رہا کنج لحد میں بھی مرے عالم چراغاں کا
رخ دلدار ہے بوسے کے تصور سے کبود | میں سمن زار میں بھولا گل سوسن سمجھا

شہید تخلص مولوی غلام حسین غازی پوری مدت تک نواب فضل حسین خان کی رفاقت میں تھے ۱۱۹۶ھ گیارہ سو چھیانوے ہجری میں عدالت بنارس میں معمور تھے

ٹپکے جو مرا اشک شرر بار زمین پر | سبزہ نہ اوگے خاک سے زنہار زمین پر
اے آبلہ پا مجھے یہ چشم ہے تجھ سے | پیاسا نہ رہے دیکھ کوئی خار زمین پر

شہید تخلص مولوی یوسف علی شاگرد نجم باشندہ بہار ایسے ۱۲۰۲ھ بارہ سو اثنا ہجری میں کلکتہ میں ملاقات ہوئی تھی اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے ہیں

ہے تماشا گلفشان اپنا چراغ خانہ ہے | دید کے قابل یہ جناب بلبل پروانہ ہے

شہید تخلص مولوی حفیظ الدین مرحوم سابق ڈگری نویس عدالت صدر دیوانی کلکتہ خلف منشی نجم الدین مرحوم منصف بردوان شاگرد لالہ کھیم نراین رند باشندۂ ضلع فریدپور متعلق ڈھاکہ راقم کے پھوپھی زاد بھائی تھے اشعار فارسی اونکے نہایت نمکین و شیرین ہوتے ہیں چوبیس پچیس برس کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا

تھی مرنے کی خواہش تو شب وصل میں افسوس | نکلا نہ شب ہجر بھی ارمان ہمارا

شہید تخلص ایک شخص معاصر میر مسعود اکا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد یا قسمت | بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد یا قسمت

شہید آخر مقدر تھا ہمیں حسرت میں جی دینا — ہمارے سر پہ آکر پھر گیا جلاّد یا قسمت

شہید تخلص مولوی محمد بخش ولد شیخ خدا بخش خوشنویس باشندۂ سندیلہ مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اولاد میں تھے صاحب دیوان گزرے

کہاں ہے محفل رندان میں دو ساغر مے — کہ پھر رہی ہے یہ بزم شرابخوار میں روح

بیدل وہ ہوں کہ یاد نہیں کچھ سوائے دل — ہر دم پکارتا ہوں یہی کس کے ہائے دل

نہ آئے گی مجھے فرقت میں فرش مخمل پر نیند — کہ چبھتی ہے رگ گل مثل خار پہلو میں

بوسے کے دھیان میں جو مجھے یاد آئے ہونٹھ — بے اختیار منہ سے یہ نکلا کہ ہائے ہونٹھ

کس درجہ دلکش اوس بت کافر کی آنکھ ہے — ہے سحر ساحری کہ فسونگر کی آنکھ ہے

دست رنگین جب کہ دکھائی بہ ہنگام رقص — شمع محفل بنگئے اوس خوش ادا کی ہاتھ سے

شہیدی تخلص منشی کرامت علی خان مرحوم + ولد عبد الرسول خان عروضی باشندۂ لکھنؤ + شاگرد مصحفی و نصیر دہلوی + بیشتر پنجاب و گجرات و رامپور بریلی و بھوپال ٹانک و دہلی میں رہتے تھے علم عروض و حساب میں امثال و اقران سے زیادہ دخل رکھتے تھے + بڑے بے تکلف اور عاشق مزاج تھے + آزادانہ زندگی بسر کرتے تھے ۱۲۵۵ھ بارہ سو پچپن ہجری میں سفر حجاز کیا + اور بعد ادائے حج بیت اللہ روانہ مدینہ منورہ ہو کر اثنائے راہ میں بیمار ہو گئے + لیکن چہار دہم ماہ صفر مظفر سنہ ۱۲۵۶ بارہ سو چھپن ہجری میں جسوقت مدینہ منورہ میں پہونچے اوسی وقت روضۂ مبارک کو دیکھکر جوش اشتیاق سے انکی جان نکل گئی

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت — مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اشعار انکے بہت خوب ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا +

بقدر رتبہ لقب ہے میرے کلک گوہر افشاں کا — بیاض صنع اک سادہ ورق ہے اپنے دیواں کا

خدا نے جو ہم لیا ہے شہیدی کس محبت سے — زبان پر میری جسدم نام آتا ہے محمد کا

نام میت کا سنے سے جسے غش آتا ہو — وہ جنازے پہ شہیدی کے مقرر آیا

وعدۂ شام پہ کی ہم نے عبث جاگ کے صبح — وہ اوسی وقت نہ آتے اگر آتا ہوتا

قدر سب جانتے والونکی ترے دیکھ چکے
عام ہین اوسکے تو الطاف شہیدی سب پر
ہزار مرتبہ دیکھا ستم جدائی کا
فضاے باغ سے ہے گوشۂ قفس خوشتر
مجھے عذاب جہنم کہ بت پرست ہون مین
شہیدی حشر کے دن بھی ہمارا ہو چکا اوٹھنا
خلوت مین کوئی لحظہ ٹھہرتا وہ شمع رو
شاد ہو ہو کے جلاتا نہ مجھے یون ہر دم
نئی باتین نئی گھاتین نئی چاہت نیا پیار
تیغ رکھنا دوش پر باعث ہوا اس ناز کا
شرم آتی ہے وگرنہ ان ہونٹونکے ضد سے مین
جسکو سینے سے نکالا تونے پیکان جانکر
ہو چلا خنجر بیداد کا بسمل ٹھنڈا
ماتوی رہجاے گا خلق خدا کا سب حساب
اسقدر لطف نہ فرما و شب وصل مین تم
دوست نے خاطر دشمن سے کیا مجھکو ہلاک
رت جگے ہوتے رہے ہین کہ بڑی عمر کو ہم
شب وصل ایک نہین کہتے مین اوس فن سے
بیمار محبت کو اب اللہ شفا دے
وصل کے تدبیر کا خواہان رقیبون سے ہوا
دن رہائی کے قریب آئے شہیدی شاید
دعا مین مانگتا ہی وہ کسی عاشق کا خط آئے
ناکام ایسا ہون گر مر جاؤن میری قبر پر

خوار رہتا ہے بڑا نا تو پشیمان نیا
تجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
ہنوز حوصلہ باقی ہے آشنائی کا
گر اپنے دل مین نہو دغدغہ رہائی کا
وہ بت بہشت مین دعوا جسے خدائی کا
یہی عالم رہا بعد فنا گر ناتوانی کا
بیصبر ہو لیے آپ شہیدی خجل ہوا
گر وہ بے رحم مرے حال سے غافل ہوتا
کیا قیامت ہے نئے شخص پہ آنا دل کا
ایک پری سے اوس پری کو قصد ہے پروانگا
جیتے جی اللہ سے یک حور جنت مانگتا
دل ہے اے قاتل یہ تیرے عاشق دلگیر کا
ے ہوا جو کلیجہ ترا قاتل ٹھنڈا
گر مرے اعمال بد کا حشر کو دفتر کھلا
روز ہجران مجھے اندوہ فراوان ہوگا
موت یہ ہے کہ وہ کم حوصلہ نازان ہوگا
ایک شب درد دل زار نے سونے نہ دیا
حوصلہ دیکھ لیا میری شکیبائی کا
سنتے ہین کہ ہاتھ اوس سے مسیحا نے اوٹھایا
تیری فرقت مین مرا ہوش اسقدر جاتا رہا
خود بخود آج مرا طوق گلو ٹوٹ پڑا
نیا شوق اندنون پیدا ہوا اوسکو کبوتر کا
لاے پروانہ چراغ اور گل چڑھائی عندلیب

لطف سو دیکھے پلا کر اوسے یک جام شراب
گو مین تائب ہون پر انکار کا موقع ہی کوئی
یار نے بے تیغ کر ڈالا شہیدی کو شہید
ہوئے عشاق نوازی کے وہ دن مصروف
سکا نور میرے داغ کا بالخاصیت ہو مشک
بیقراری دلکی مین کیونکر جتاؤن یار کو
دیکھا کبھی نہ خار کے دامن کشی کا لطف
ہر وضع کے انسان سے ملاقات ہے اوسکو
گھر ہمارے آج وہ خورشید پیکر آئے گا
اے روز قیامت ادب اسکا ہی تجھے فرض
شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسکو
گو ایک بھی نہ رشک ندامت ہوا قبول
نزع کے وقت شہیدی سے جو خواہش پوچھی
سونڈ و تم دو ہی دو بوسے وہ لے اک دہن کے دو
کیون نہ بس بس ابھی سے دیکے بوسے دس دو
آپ نے جو چار بوسون کی قسم کھائی ہے کل
ایام مصیبت کے تو کاٹے نہین کٹتے
وہ وقت تو آنے دے بتا دینگے شہیدی
برا ہو دست تہی کا کلال کے در پر
ہاے وہ اونکا زمستان مین یہ کہنا شب وصل
پاس دشمن کے پڑی رہتی ہے ہر دن خاک پر
میرے زخمون پر نمک ہی مشک بہتر مشک سے
ہر جگہہ مین سو تغافل ہے نہان

وصل کی رات مین کیا آئے مرے کام شراب
خود بھری بزم مین دے جب وہ گل اندام شراب
کسکی باندھی جب وہ پتلی سی کمر رخصت کی وقت
ہاے مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
مرہم ہو میرے زخم کے تاثیر سے نمک
سینے پر جب ہاتھ رکھتا ہے ٹھہر جاتا ہے دل
صحرا کے سیر کو گئے عریانیون مین ہم
سب خلق مدارات کے قابل ہے مگر ہم
دیکھتے ہین شام مین کچھ صبح کے آثار ہم
ہے تجھسے بڑی میری شب تارکی دن
کیا خوشنود اوس بت نے خدا کو ایک دن مین
رونے مین کچھ ہین حضرت آدم سے کم نہین
کیا ہی حسرت سے کہا کچھ مجھے مرغوب نہین
ہے مثل مشہور ہین مطلب کے سو مطلب کے دو
تو بھی اب بون ہین بارہ دن تو وہ بس بس کے دو
آج بو نکا مین مقرر دے کے دو ہا ہنس کے دو
دن عیش کے گھڑیون مین گذر جاتے ہین لیکن
بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہین کیسے
کھڑے تھے آج شہیدی لیئے سبو خالی
نہ اوترے نہ سیرے ہولی حمائل ٹھنڈی
عاشق اوس پردہ نشین کے ہے مقرر چاندنی
سودہ الماس بہتر سب سے بہتر چاندنی
سادگی نازان ہے اوس عیار سے

صورت دلکش جہان آئے نظر مین مرگیا — اور وہ انکا انجام میرے عشق کا آغاز ہے
قیامت تک نہ بھولونگا یہ احسان تنگی جا کا — مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دن بیٹھے
گالیان ہین مقبرے پر دیکھکر پڑھونگا رقص — کسقدر بدظن ہے اپنے عاشق مغفور سے
ناکامی جاوید کی ہم اسنتے منت — افسوس شہیدی تری تربت نہین ملتی

شہید تخلص منشی غلام علی باشندۂ اٹالی ضلع بست وچہار پرگنہ شاگرد قاضی سراج الدین علیخان بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین

مرگیا ہون بتون کی فرقت مین — ہو مزار اپنا سنگ مرمر کا
داغ دل اپنا بشکل مہر تابان ہے شہید — کیا ہوا اگر یہان چراغ زندگی گل ہو گیا

شیدا تخلص میر فتح علی شمس آبادی ہمعصر میر سوز شاگرد سودا

وہ صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین — اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

شیدا تخلص حکیم اسلام بیگ نواسۂ حکیم نصر اللہ خان وصال باشندۂ دہلی

میری امید وحسرت داریان کسطرح — پایان نہین ترے ستم بے شمار کا
سر بہت فتنۂ محشر نے فلک پر کھینچا — پر ترے قامت دلکش کے برابر نہ ہوا
پھر اب کی دھوم دھام ہے ابر بہار کی — رہ جاے آبرو مژدۂ اشکبار کی

شیدا تخلص میر جعفر جان باشندۂ دہلی شاگرد مومن خان گیارہ برس ہوئے کہ رحلت کی

مگر عدو سے ہے وعدہ کہ خود بخود شیدا — کچھ اضطراب ہین ہین دل کے اضطراب سے ہم
ناشکیہم نہین ہین ادھر کو نگاہ سے — پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیان نہین
دریا بہین کہین مژگان بھی تر نہ ہو — مرجاے کوئی اور کسی کو خبر نہ ہو
کہتے ہین اوسکے کوچے مین مارا گیا کوئی — مجھکو یہ خوف ہے کہ مرا نامہ بر نہ ہو

شیدا تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

کرتے ہو کیون سبک تم ورسے مجھے اوٹھاکر — کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گزرا

شیدا تخلص حامد علی خان خلف مولوی احمد علی خان شاگرد فرزند حیدر

روونے سے میرے کیون نہ ہنسے وہ گل اور — تاثیر آہ سرد مین ٹھنڈی ہوا کی ہے
اب مجھ پہ مہربان ہین شیدا بتان دہر — بندے کے حال پر یہ عنایت خدا کی ہے

شیدا تخلص میر بنگا شاگرد میر محمدی بیدار وطن انکا کشمیر مولد و مسکن دلی

لیکے دل اے دلربا کیون قسم کھاتے ہو تم — ہم نظربازون کے ہاتھون سے کہان جاتے ہو تم
جا کان مین باتون کے بہلنے لیا بوسہ — دیوانہ ہون شیدا یہ بڑا کام کیا ہے

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرہ نواب غازی الدین خان متخلص بہ نظام مقیم کالپی

اپنا نازک ہے مزاج اے بت قاتل تیرا — کر ترڑپتا نہین دل کھول سکے بسمل تیرا
شمع تک ٹھنڈی اوٹھی بزم سے اوسکی پیہم — اوٹھے تو جلکے اوٹھے بیٹھے تو جلکے بیٹھے

شیدا تخلص منشی تفضل حسین خان باشندۂ کاکوری برادر خورد فدا حسین خان انکو کلکتہ مین دیکھا ہے

بدن پر بدھیان پڑ جائینگی پھولون کی چادر سے — اوٹھا لے جلد کوئی پھول میرے گل کے بستر سے
ہوئی فصاد کی حاجت نہ مجھکو دشت وحشت مین — کیا خار مغیلان نے زیادہ کام نشتر سے

شیدا تخلص نواب محمد حسن خان ولد رمضان علی خان لکھنوی شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

جاتے ہو اک گھڑی کو جو گلگشت باغ کو — کرتی ہے درد آپ کی دو دو پہر کمر
ہنگام شرح وصل بت سیمبر ہوا — نسخہ یہ کیمیا کا لگا ہمکو مر کے ہاتھ

شیدا تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا کلو نبیرۂ حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

عدم سے آئی نہ یاران رفتگان کی خبر — خبر نہین وہ کہان جاکے قافلہ ٹھہرا
کہتے نہ تھے ہم اے دل مت نام لے وفا کا — تونے وفا کا ثمرہ خانہ خراب دیکھا
مارا گیا مقرر شیدا کہ اوس گلی مین — لاشہ پڑا ہوا ہے آج ایک نوجوان کا
ایک مدت سے ہے سنی پہلو — نہین معلوم کیا ہوا دل کو

شیدا تخلص مرزا اعلی جاہ بہادر عرف منجھلے صاحب موسوی خلف دبیر الدولہ محمد علیخان عرف آغا حیدر حیدر نشیاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد مرزا سرفراز علی تھا ور انکو لکھنؤ مین دیکھا ہے صاحب دیوان ہین

سینے کو کرے شق نہ تڑپنا مرے دل کا
ہوجائے کہین فاش نہ پردا مرے دل کا

آوین ہمارے قتل پہ وہ باندھکر کمر
تو ہم بھی جان دینے پہ باندھین ادھر کمر

عاشقونکی نہ کھو سکین او الجھن
پھر پہ کیس در دکے دوا ہین بال

لبونسے پھر کیا زندہ جسے مارا نگاہونسے
نئی سہے بات ہونٹھونمین نیا انداز آنکھونمین

ہد گرم مجھ پہ چاہو بلا لو مکان مین
ہے دوزخ و بہشت تمھاری زبان مین

اوس نوجوان کے عشق مین سر مشق کی بلا
طاقت نہین ہے اسے فلک پیر ہاتھ مین

کیون کعبہ و کنشت مین ہوتا ہی تو خراب
جسکی تجھے تلاش ہے غافل ہمین نہ ہو

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد دہلوی شاگرد بھورے خان آشفتہ سپاہی وضع تھے

بے سبب کاکل مشکین مین پہ شانا کیا تھا
منہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانا کیا تھا

شیفتہ تخلص اعظم بیگ خان لکھنوی برادرزادہ حیدر بیگ خان شاگرد جرات

جو شب کو وہ ذرا پاس آ بیٹھے تا دم صبح
تو سو طرح کا ہمین سوچ بار بار رہا

چھکایا بادہ الفت نے اسقدر مجھکو
کہ جسکا صبح قیامت تلک خمار رہا

وقت خلوت نہین کہ سکتے جو کچھ یا ہے ہم
بیٹھے منہ تکتے ہین حیرت زدہ لاچار سے ہم

کھلی نہ کیونکہ رہی آنکھ اوسکی بعد از مرگ
کہ جسکی موت دلا وقت انتظار آئے

ہزارون وسوسے خاطر مین کیون نہ گذرین
جو اوس گلی مین نظر کوئی بیقرار آوے

شیفتہ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

عید کے دن ہی نہ دیکھا اوس ہلال ابرو کو
چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص سید محمد حسن خان بہادر ڈپٹی کلکٹر ضلع مین پوری بن سید تیغ علی متوطن سندیلہ

ہے کسے حسرت قفس مین گلشن ایجاد کی
منتین کی ہین اسیری کے لیے صیاد کی

پھر چلا جاؤنگا گر رہنے نہ دیگا باغبان | راہ مین بھولا نہین ہون خانۂ صیاد کی
میرے دل مین کسکے ابرو کا تصور ہی بندھا | جھولتی ہے عرش پہ تلوار کس جلاد کی

شیفتہ تخلص مخدوم مکرم جناب نواب حاجی محمد مصطفیٰ خان بہادر دہلوی خلف عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ شاگرد رشید مومن خان اوصاف حمیدہ اونکے بیان ہو نہین سکتے ہر دو زبان فارسی و اردو مین اشعار اونکے نہایت شیرین و نمکین ہوتے ہین ÷ دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو اونکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا ÷ تذکرہ گلشن بیخار و رہ آورد حسرتی و دیوان اردو اونکا نظر سے گذرا فارسی مین حسرتی تخلص کرتے ہین اور صاحب دیوان ہین ۱۲۸۶ ہجری مین انتقال کیا

ہاے اوس برق جہانسوز پہ آنا دل کا | سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
شکل مانند پری اور یہ افسون و فا | آدمی کا نہین مقدور بچانا دل کا
شیفتہ ضبط کرو ایسی بھی کیا بیتابی | جو کوئی ہو تمھین احوال سنانا دل کا
اوس شوخ کج ادا سے نہ آئی موافقت | کیونکر گلہ نہ ہو مجھے طبع سلیم کا
شیشہ اوتار شکوے کو بالاے طاق رکھ | کیا اعتبار زندگی بے ثبات کا
اے مرگ آکہ میری بھی رہجاے آبرو | رکھا ہے اونسے سوگ عدو کے وفات کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے | دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا
خوبیٔ بخت کہ پیمان عدو | اونکو ہنگام قسم یاد آیا
کس لیے لطف کی باتین ہین پھر | کیا کوئی تازہ ستم یاد آیا
اوس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا | کیا کرون تھا مرے دل مین سو زبان پہ آیا
آپ مرتے تو ہین پر جیتے ہی بن آئیگی | شیفتہ ضد پہ جو اسنے وہ ستمگر آیا
ہمنے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان تہ قتل | کہ بہت اوس سے ستمگر کو پشیمان دیکھا
کون کہتا ہے کہ ظلمت مین کم آتا ہے نظر | جو نہ دیکھا تھا سو ہمنے شب ہجران دیکھا
جفا و جور کا اوس سے گلا کیا | جو پوچھے مہربانی کیا وفا کیا
یار کو محرم تماشا کیا | مرگ مفاجات نے یہ کیا کیا

غیر ہی کو چاہین گے اب شیفتہ
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے
یاس سے آنکھ جو جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران نے کہا قصۂ گیسوے دراز
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
ذکر عشاق سے آتی ہے جو غیرت اوسکو
تاب بوسے کی کہے شیفتہ وہ دین بھی اگر
جی جراغ غم رشک سے جل جاے تو اچھا
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار
سب باتین اونھین کی ہین یہ سچ بولیو قاصد
کہا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہ اختیار
شرماتے اسقدر رہے کیون آپ رات کو
کل شیفتہ سحر کو عجب حال خوش مین تھے
تھا غیر کا جو رنج جدائی تمام شب
یہ ڈر رہا کہ سوتے نہ پائین کہین مجھے
تھوڑا سا میرے حال پہ فرما کر التفات
خیر جو گزری سو گزری پر یہی اچھا ہوا
ہین تو دونون سخت لیکن کونسا ہے سخت تر
التماس وصل پہ بگڑی تھی بیڈھب رات کو
مجھکو سناکے کہتے ہین ہمدم سے یاد ہے
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
یا لوس لطف سے نہ کر اے دشمنی شعار

کچھ تو سبب ہے جو یار نے ایسا کیا
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
آپ عاشق ہے مگر وہ بت خودکام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
ارمان عدو کا بھی نکل جاے تو اچھا
محفل مین کوئی شمع بدل جاے تو اچھا
کچھ اپنی طرف سے تو تصرف نہین کرتا
بجو جبہ کوئی شیفتہ اُف اُف نہین کرتا
شب موم کر لیا سحر آہن بنا دیا
مدت مین گو ملے تھے مگر مین نیا نہ تھا
آنکھون مین نشہ اور لبون پر ترانہ تھا
نیند اونکو میرے ساتھ نہ آئی تمام شب
وعدے کی رات نیند نہ آئی تمام شب
کرتے رہے وہ اپنی بڑائی تمام شب
خط دیا تھا نامہ بر نے اونکو تھا دیکھکر
اپنے دل کو دیکھیے میرا کلیجا دیکھکر
کچھ نہ بن آئی مگر جوشش تمنا دیکھکر
اک آدمی کو چاہتے تھے ہم بھی اب سے دو
مرتے رہین گے آپ پہ جیتے ہین جب تلک
امید سے اوٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

خواہش کا م دلِ اتنی نہ کرا سے شوق کہ وہ
گھر ہم سے خفا وہ ہین گے اونسے خفا ہم
نے طبع پریشان تھی نہ خاطر متفرق
کیا کرتے ہین کیا سنتے ہین کیا دیکھتے ہین ہائے
ہے آرزوے شربت مرگ اب تو شگفتہ
آنکھون سے یون اشارہ دشمن نہ دیکھتے
شکوہ کرون جفا کا تو کہتے ہین کیا کرون
طوفانِ نوح لانے سے اے چشم فائدہ
یہ کیا کہا کہ بکتے ہو کیون آپ ہی آپ تم
گرمجوشی ہے مگر فرق شرارت مین نہین
عذر اک ہاتھ لگا ہے اونھین بہتان نے نہین
کیونکر اوٹھتا ہے خدا رنج قفس
ممکن نہین بن ملے ... ہون
لیلی کہے سے بگڑ گئے ... تھے
کہتا ہون جو غیر سے نہ ملیئے
ہمدم نہ سہی محبت ... سکو
کرم ہے مصاحبت ظالم کہ شادی مرگ ہوجاؤن
قلق سے نالہ موزون نکل آئے تو کہتے ہین
ہائے وہ شوق ملاقات عدو مین جاسکے
ہم بھی دکھائے غیر سے اخلاص کا مزا
بوسے کیئے قبول تو گنتی بھی چھوڑ دو
افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ ...
ہم سے جو ہو سکا رقیب دشمن سے ... ہو

ڈھونڈھتے ہین تپ چلے جانیکو بہانا شب وصل
شدت سے اسطرح نبھی جاتی ہے باہم
وہ دن کبھی عجب تھے کہ ہم اور آپ تھے باہم
اوس شوخ کے جب کھولتے ہین بند قبا ہم
لگتی ہے زہر ہم کو شفا اور شفا کو ہم
ہوتے نہ اسقدر جو نگہبانون مین ہم
تم سے وفا کرون کہ عدو سے وفا کرون
وہ اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
اے ہمنشین مگر وہ مرے روبرو نہین
چھیڑ کس بات مین طعنہ کس اشارت مین نہین
کیون کہا مین نے کہ چلیئے مرے غمخانے مین
مر گئے ہم تو کف صبا د... مین
بیگانہ آشنا ... ہون
دیوانہ مین جب ... بنا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اس بات پہ کیا اوسے نہ چاہون
ستم سے فائدہ جب کام نکلے مہربانی مین
تمھین کیا غم گزرتی ہے تمھاری شعر خوانی پر
جسکی آنکھون کی تصور مین مجھے خواب نہین
آفت تو یہ بڑی ہے کہ تم بدگمان نہین
ایسا نہ ہو پڑے کہین جھگڑا حساب مین
طاعت مین کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ مین
تقصیر جو کبھی سنے کسی کی معاف ہو

غیر سے حرف تمنا سے جفا کہتے ہو
کہتے ہین لاف وفا موت سے پہلے کیسی
شیفتہ شکوۂ دشمن سے بس آ گئے نہ بڑہو
ہاے وہ شیفتہ کی بیتابی
نہ تجھے آدھی رات کو کھڑکائی اور کون
دشمن کے افترا سے رہائی محال ہے
پھر دل وہی ہین گرم ہے دلدار شیفتہ
کیا تاکتے ہو جان بہت لوگ دے چکے
اونکا لگاؤ اور بھی کرتا ہے بیقرار
اجل نے کی ہے کسقدر مہربانی
سحر اونکو ارادہ ہے سفر کا
اور الفت بڑھ گئی اب اوس ستم ایجاد سے
دن سے یہان آنے کی تدبیر ہے
غمزا سے باتین بناؤ سے بلے ہو غیر سے تم
یہ ہے نصیحت پیران کار افتادہ
جس لب کے غیر بوسے لین اوس لب سی شیفتہ
نہ لکھو نامہ نہ بھیجو پیغام
کیجے اغیار سے ملنا ہو توقف
رشک سے رنگ مین تغیر جو پایا تو کہا
صدقے اس غش حرکاتی کے سحر چھپنے کو
یہ اچھا ہے تو اچھا غیر کو بھی
نہ پوچھو شیفتہ کا حال صاحب
کی تمنا سے کرم مین نے تو فرماتے ہین

کس سے کہتے ہو کہین خیر ہے کیا کہتے ہو
ہم نہین جانتے تم کسکو وفا کہتے ہو
دیکھو وہ دوست ہے تم کسکو برا کہتے ہو
تھام لیا وہ تیری محمل کو
اے جذب اشتیاق وہ یہانتک کشش نہو
گھربار کا جو گھر کے مرے متصل نہ ہو
ڈرتا ہون مین کہ پھر کہین خواہان دل نہو
وہ بات ہمسے کہئے کہ حد بشر نہ ہو
دہان کچھ نہ ہو تو جوشش بیان اسقدر نہو
کہ جب پہلو مین وہ نامہربان ہے
قیامت آنے مین شب درمیان ہے
اک نئی لذت جو پائی دل نے پھر بیداد سے
کیا اثر نالۂ شبگیر ہے
نشان ہم کو ملا گم ہوئی نشانی سے
کہ بلبلا ہے جوانی ڈر و جوانی سے
کم بخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
عشق کی آپ سے نسبت ہی سہی
مجھکو الفت نہین غیرت ہی سہی
تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے
شب کو سوتے مین مجھے عطر وہ ملجاتا ہے
ستاؤ اور پوچھو کیون غمین ہے
یہ حالت ہے کہ اپنے مین نہین ہے
شیفتہ تیرے لیے جور و ستم بھی بس ہے

ہر چند کہ ہے آپ سے ملنے کی تمنا / پر آپ سے ملنے کی تمنا نہیں رکھتے
ضد تو دیکھو تشنہ کام شوق مجھکو جان کر / قتل کرتا ہے ستمگر خنجر بے آب سے
کسکی زلف خم بخم پھر لے گئی تاب و قرار / شیفتہ پھر کچھ نظر آتے ہو تم بیتاب سے
گر نہیں یہ کہ برتتا ہے وہ طرحداری / کیوں نگاہ غلط انداز ادہر کرتا ہے
دیکھیے آہ ہماری بھی اثر کرتی ہے / سخن درشتا ہے کہ اثر کرتا ہے
ایک دن شام ہماری بھی سحر کر دیگا / وہی جو شام کو ہر روز سحر کرتا ہے
بدگمان آپ غلط محرم اسرار سے ہیں / دل میں راز نہانی کی خبر کرتا ہے
ملنے کا مرے اور ترے چرچا نہ کرینگے / گر دوست ہیں اغیار تو رسوا نہ کرینگے
بے عذر وہ کر لیتے ہیں وعدہ یہ سمجھکر / یہ اہل مروت ہیں تقاضا نکرینگے
مر رہا ہوں درد فرقت میں نہیں دیتا کوئی / سچ اگر پوچھو تو سم بھی کم نہیں اکسیر سے
وعدہ وعدو کا آپ کی تکرار سے کھلا / میں نے یوں ہیں کہا تھا کہ کیا آئے کیا چلے
وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی / میں کیا کہوں کہ رات مجھے کسکے گھر ملے
گردن غیر پہ چلتے نہیں دیکھا ہرگز / پیار رکھتے ہیں مگر دشنہ و خنجر ہم سے
ایک حالت پر نہیں رہتا کوئی / اب وفا ہے بیوفائی ہو چکی
کام ملا سے کوئی بیٹھے شیفتہ / اوٹھ گئے جب آپ کوچۂ یار سے
میری خوشی کا اونکو نہایت خیال ہے / کچھ اندنوں میں غیر سے شاید ملال ہے
تری خوبیاں غیر کیا جانتا ہے / تو جیسا ہے بس جی مرا جانتا ہے
ہوا انس کیوں دل کو اول نظر میں / کہ وہ مجھکو زود آشنا جانتا ہے
خجل ہوں آپ میں بیوقت انکے آنے سے / تم اور کرتے ہو ہنس ہنس کے شرمسار مجھے
جفا کو ترک کرو تم وفا کو میں چھوڑوں / کچھ اشتہار تمھیں ہو کچھ اشتہار مجھے
بڑے فساد اوٹھیں شیفتہ خدا نکرے / کہ اونکے بزم میں ہو دخل اختیار مجھے

حرف صاد مہملہ

صابر تخلص مرزا قادر بخش خلف مرزا اکرم بخت بہادر ابن مرزا خورد بہادر نبیرۂ

مرزا ضیاءالدین صبا نواسہ بادشاہ دہلی شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مولوی امام بخش صہبائی صاحب دیوان ہین تذکرہ گلستان سخن انکے نام سے مشہور ہے لیکن حقیقت مین تذکرہ مذکورہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم کا لکھا ہوا ہے

عصیان کے دولت اب تم خجلت سے بعد مرگ — اوٹھا مرے غبار کو دشوار ہو گیا
محفل مین ہین تو اونکے لب میگون کے سامنے — نام شراب لیکے گنہگار ہو گیا
اونکی گلی مین آن کے کیا کیا اوٹھا ہے رنج — خاک شفا ملی تو مین بیمار ہو گیا
مثل زر تیری کدورت سے مری رنگت ہے زرد — حکم رکھتا ہے ترے دل کا غبار اکسیر کا
قاتلون کے واسطے کج طینتی بھی حسن ہے — خوبی ترکیب مین دخل ہے خم شمشیر کا
ہماری خاک مین اتنی کہان رسائی ہے — نہ جانین دلمین ترے کسطرح غبار آیا
مرتا ہون قبر مین بھی ابھی خوف سے کہ ہاے — پوشیدہ زیر خاک کہین آسمان نہ ہو
سمجھے ہی چاہتا ہے وہ مہر ستم کی داد — سمجھا ہے اپنے ظلم کا اک قدردان مجھے
مرگ شب وصال کی خوبی ہے ورنہ یار — رکھتا نہ گھر مین تا سحر اک میہمان مجھے
ہون مین بھی اپنے شیشہ دل کی صفا سے تنگ — مشکل ہوا ہے راز کا رکھنا نہان مجھے
تیغ کھینچے ہوئے ابرو ہے مرے سر کے — ہے فقط چشم سخنگو کا اشارہ باقی

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی محمد شاہ کے عہد مین تھے

جو ہم بستر نہ ہو ہم سے تو اوسکی کیا شکایت ہے — نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اوسکا کفایت ہے

صابر تخلص احمد مرزا خلف و شاگرد مرزا انس باشندہ لکھنؤ صاحب دیوان ہین

تیغ کا وقت ہے پہلو مین وہ آبیٹھے ہین — بے خبر ہم ہین وہ کرتے ہین خبرداری دل

صاحب تخلص نواب ظفریاب خان خلف سمرو فرانسیس باشندہ دہلی شاگرد حیرانی خان دلسوز علم موسیقی اور مصوری مین اچھا دخل رکھتے تھے شروع جوانی مین رحلت کی

نظر آیا مجھے شب ماہ پہ پیارا اپنا — بارے اب تجھ سے بلندی پہ ستارا اپنا
ہے خط زلف حلقہ زن رخ دلبر کے اس پار — یا اژدہا ہے فوج سکندر کے اس پار

صاحب تخلص صاحب علی خان باشندۂ الہ آباد

خار اورخس چھوڑتا ہے اب نہین دامن مرا | اور جنون کو ہے مرے چاک گریبان کی ہوس

صاحب تخلص شیر زمان خان دہلوی نبیرہ حافظ عبدالرحمن خان احسان شاگرد عبد الرحمن خان احسان و محمد ابراہیم ذوق

شرمندہ ہے ناکامی فرہاد سے اتنا | ہرگز کبھی تیشہ کا سر اوپر نہین ہوتا
کس کس کو مین بتاون کہ بار غم فراق | دل پر نہین جگر پہ نہین جان پہ نہین
ذرا آنکھون مین رکھنا اسکو صاحب | کہین یہ طفل اشک ابتر نہو سے

صاحب تخلص مولوی صاحب عالم خلف پیارے صاحب سجادہ نشین مارہرہ ضلع علیگڑھ

ضعف سے حال یہ پہونچا ہے اسیر دلکا | قوت نالہ نہین طاقت فریاد نہین

صاحب تخلص ایک شاعر قدیم صاحب دیوان کا ہے جنکا کچہ حال معلوم ہوا

زور کیفیت مے سے کہ کبھی جھلکتے ہین | جام پر شیشہ جھکا شیشہ پہ مینخوار جھکا

صاحب تخلص مسٹر جوہانس نصرانی شاگرد میر وزیر علی صبا

دیکھنا توڑکے وحشت مین نکل جاؤن کا | مجھکو پہناتے ہو زنجیر یہ زنجیر عبث

صاحبقران تخلص سید امام علی ولد غلام حسین رضوی بلگرامی معاصر جرأت وانشا ہزل اورفحش سے اشعار انکے مملو ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکی کھٹنی کو پکڑ مین نہ ٹلا بیٹھ گیا | چیخی اسطرح وہ چرخ کہ گلا بیٹھ گیا
نخل مومی کیطرح تھا مین کھڑا گلشن مین | گرمی عشق سے پھولا نہ پھلا بیٹھ گیا
مجھکو شہوت ہوئی تیم سے | تھی بسترپہ کسی چھنال کی جنا کی
جیتون غضب ہے نہنی کی ہے بے مثال آنکھ | چھوٹے سے سن مین اسکی ٹری ہی چھنال آنکھ

صادق تخلص مرزا صادق بیگ سا امیوری

عشق دلبر مین کہون کیا دوستو کیا کیا گیا | دل گیا ایمان گیا راحت گئی ہنسنا گیا

صادق تخلص مرزا محمد امیر تیمور کی اولاد مین سے

تیرے ہی سر کی قسم مین اپنے سر کو کاٹ دونگا | اگر کوئی دیوے [illegible] سر کی قسم [illegible]

صادق تخلص میر محمد صادق خلف میر سید محمد باشندۂ لکھنؤ مقیم مٹیابرج متعلق کلکتہ شاگرد مظفر علی ہنر یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خرابیٔ مقدر کے نہ تھا آہ کوئی ساتھ / ہمراہ کسی دوست کو مشکل مین نہ دیکھا
بھلا دل کوچۂ گیسو مین سرگردان ہو کیونکر / یہ وہ راہین ہین جن مین خضر بھی اکثر بھٹکتے ہین
اودھر بزم مین جام چلتے رہے / ادھر اشک آنکھون سے ڈھلتے رہے

صادق تخلص پنڈت دیبی پرشاد متوطن بریلی

کیون نہ برسات مین ہو سبز ڈوپٹے کی بہار / رنگ بہتر نہین دنیا مین کوئی دھانی سے

صادق تخلص دوارکا پرشاد خلف لالہ کنور بہادر وکیل عدالت فرخ آباد

چشم کو کب کھلی ہے کیون یا رب / آسمان کسکی راہ تکتا ہے

صادق تخلص محمد عزیز الدین برادر محمد سعید الدین سعید تخلص خلف مولوی اساس الدین متوطن بدایون باشندۂ دہلی شاگرد مرزا اوشہ غالب پہلے عزیز تخلص کرتے تھے

رہی تا بعد مردن بھی علامت جذب کی باقی / بنا ناسنگ مقناطیس سے صادق کی مدفن کو
ہم دم ذبح تجھے بھر کے نظر دیکھ تو لین / کاش کہ تیز ترا خنجر خونخوار نہ ہو
لیگئی دل اک نگہ مین اوسکی چشم نیمخواب / مست ہم سمجھے تھے اوسکو پر بہت ہشیار ہے

صادق تخلص بہور بیگ متوطن شمش آباد باشندہ دہلی

آوارگان عشق کو مانند گرد باد / یکجا قرار ہو تو کوئی جستجو کرے

صادق تخلص شیخ محمد صادق قریشی باشندۂ دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

نے جنگ سے ہے کام نہ کچھ صلح کا ہے ڈھنگ / سامان نہ سود کا ہے حاصل نہ ساز کا

صادق تخلص میر جعفر علی خان دہلوی مصنف بہارستان جعفری

یون پیتے ہین عزیز شراب اور مثال نرگس / ہم سر ہین دیکھتے ہی ہاتھ مین پیمانہ لیے
شرم سے نام وہ نہین لیتا / پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان فیلبان مرزا سلیمان شکوہ بہادر عزیز فوجدار خان فیلبان شاہ عالم بادشاہ باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد انشاء اللہ خان

صادق اب اور سرو کا نہین وہ سے مگر — ایک بوسے کی رکھی ہے دل غمناک ہوس
جسنے دیکھا ہے تری جلوہ گری کا نقشہ — اوسکو بھاتا ہے کب اسے پری کا نقشہ
تھی ایک تو کرتی ہے لاہی کی غضب تسبیر — ہے آفتِ جان کافرانگیا کی یہ سگھڑائی
کچھ اوس سے اشارے مین کہتا ہون تو کہتا ہے — دانتون مین دبا انگلی اجی وہ اسے یہ رسوائی

صادق تخلص صادق علی خان عظیم آبادی

وہ ہے عرق سے یار کے چاہِ ذقن مین آب — دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب
کیا دخل ہم وفا سے پھرین اور جفا سے یار — سو مرتبہ زمانے مین گر انقلاب ہو

صادق تخلص صادق حسین خان ولد نثار علی خان خواہرزادہ راجہ تاج الدین حسین خان کمبوہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد رشک

آتشِ رنگ حنا ہے یا عذابِ نار ہے — خاک کیکان ورہی کرتی ہے شیون زیر پا

صادق تخلص حکیم سید محمد صادق عرف صادق مرزا ولد حکیم سید محمد حسن خان نبیرہ روشن علی خان برادر معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ مقیم کانپور شاگرد ہادی علی بیخود

نگہ بد سے جو اوس گل کی طرف تو دیکھے — پھوٹ جائین تری او نرگس شہلا آنکھین
کثرتِ آب سے ہم اشک سے مانند حباب — دیکھ لو رکھتی ہین آغوش مین دریا آنکھین

صادق تخلص صادق علی خان عرف میان سیتا بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

رباعی

لب سے کہون آہ جاکے حالت دل کی — کچھ بھی باقی ہے روز طاقت دل کی
وہ جانِ جہان نہ آیا اور جان چلی — افسوس رہی دل ہی مین حسرت دل کی

صالح تخلص مرزا مصلح الدین نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد مرزا یار رفعت

نادان ہی ہے آپ نے مجھسے جو کچھ کہا — لیکن زبانِ خلق کی تدبیر کیا کرون
ہمکو تو دل لگی مین اونھین ہین جلا دتین — سو دل جدا جو دیوے تو سودا لگا ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی فارسی شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین کلکتہ اور مرشد آباد مین آئے تھے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

منعم کی اوس محبت پر دیا تھا جان و دل صبا نے | نہ تھا معلوم یون ہوجائیگا نامہربان اپنا

صبا تخلص صبا شاہ مغلبچہ آخر ایام مین فقیر ہوکر امام شاہی فقیرون کے سرگروہ ہوئے تھے اور غورجہ شکارپور مین اپنے مرشد کے مزار پر چار ابرو کی صفائی کرکے یاد اللہ مین مشغول تھے

چھوڑ بیٹھا جو تعلق عالم ایجاد کا | سرو چلا ہوگیا ہے کیا کبھی آزاد کا

صبا تخلص احمد حسین خان خلف محمد کاظم خان باشندہ حسین آباد ضلع مونگیر شاگرد مولوی اولاد علی کاہش

سکندر کو مبارک آئینہ خاتم سلیمان کو | خدا اس دل کو رکھے اور دل پر داغ ہجران کو
لب غنچہ دہن جس دم تکلم مین گل افشان ہو | ہنسی بھولے چمن مین باغبان گلہای خندان کو
کان جید ادائے جوادس نے تو غش آیا مجھکو | بارے ہین ہی نے کیا بس تہ و بالا مجھکو

صبا تخلص لالہ کانجی مل متوطن فیروزآباد مقیم لکھنؤ شاگرد مصحفی جوانی مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

مجھے آتا ہے تجھ پر رحم اوس قاتل کے کوچے مین | لیے جاتا ہے نامہ آج تو اے نامہ بر کس کا
صبا ہم نے تو ہرگز کچھ نہ دیکھا جذب الفت مین | غلط یہ بات کہتے ہین کہ دل کو راہ ہے دل سے

صبا تخلص میر ضیا کے ایک شاگرد کا ہے اور حال معلوم نہ ہوا

تربت صبا کی دیکھی کل رات دو پہر جو ق آئے نظر مجھے وہان شمع و چراغ کتنے
جا کر جو آج ان کو دیکھا کیا تفحص | اک دل جلے ہے اوسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص مرزا راجہ ستنگر ناتھ بہادر پیشکار نظارت شاہی دہلی ولد راجہ رام ناتھ نظا شاگرد سعادت یار خان رنگین

دل جب اوسکی نگہ مست کا مخمور ہوا | سر خوش کیفیت بادۂ انگور ہوا
ہو نہین صدمے ترے سہا نے سکے | زور ڈھب یاد ہین نہ آنے کے

صبا تخلص میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی خواہرزادہ میر اشرف علی نامی شاگرد آتش ۱۲۷۱ بارہ سو اکہتر ہجری مین گھوڑے سے گر کے انتقال کیا + شعر عاشقانہ انکی طرز پر اچھا کہتے تھے دیوان انکا نظر سے گذرا ؁

نہ کیون کیفیت اشراق ہم مستون کو حاصل ہو

بلند و پست عالم ایک ہے چشم حقیقت مین

بنگیا خال جبین کوکب بخت خورشید

دکھلائینگے تجھے ہم داغ جگر کا عالم

اللہ رے اونکا غصہ اتنا نہین سمجھتے

آسمان نے مجھے محروم شہادت رکھا

جمشید اپنے وقت کا ہون مین فقیر مست

سبو لہو مین گردش نگہ یار سے لیا

روتے روتے چشم نابینا ہوئی

کیا بنایا ہے بتون نے مجھ کو

اب تو صاحب کی ہوئی خاطر جمع

عروس گل پہ مستی کا گمان ہوتا ہے

ہو گیا مین قتل اونکا نام لیکر پیار سے

لیگیا چھین کے دل وہ بت پرفن کیسا

اوس پادشاہ حسن کا سایہ جو پڑ گیا

جور گلچین عشق گل خوف خزان ایذای خار

دل ہے غذاے رنج جگر ہے غذاے رنج

آدم سے باغ خلد چھٹا مجھسے کوے یار

کسی کے وعدے کا رہ رہ کے دھیان آتا ہے

کھائینگے زہر اونکے خط سبز فام پر

مردے پڑے ہین ہجر کے مارے پلنگ پر

کروٹ بدل کے آپ جو سوئے ہین وصل مین

مسافر ہون سراسیمہ ہون مضطر ہون پریشان ہون

ہر اک خم اپنے میخانے مین سینہ ہے فلاطون کا

حصیر فقر ہمپایہ بنا تخت فریدون کا

کس ترقی پہ ترا حسن خداداد آیا

منہ اسطرف کبھی تو اسے آفتاب ہوگا

کیونکر کوئی جیے گا جب یون عتاب ہوگا

تیغ قاتل کے لیے بخت سیہ ڈھال ہوا

جام جہان نما ہے پیالہ سفال کا

تل تیل ہوکے بہگیا چشم غزال کا

یہ کنوان ٹوٹا تو اندھا ہوگیا

نام رکھا ہے مسلمان میرا

سن چکے حال پریشان میرا

فراق یار مین سنبل دھوان ہے دم گھٹ کا

مجھکو سیفی یار کا اسم جلالی ہوگیا

رہ گئے دیکھکے منہ شیخ و برہمن کیسا

ہر سرو لنگ باغ مین تیمور ہوگیا

لاکھ آفت مین پھنسی ہے ایک جان عندلیب

پیدا کیا ہے مجھکو خدا نے براے رنج

وہ ابتداے رنج تھی یہ انتہاے رنج

اٹک اٹک کے نکلتی ہے انتظار مین روح

سرسبز ہونگے خضر علیہ السلام پر

تابوت کا گمان ہے ہمارے پلنگ پر

ہم لگ گئے ہین گور کنارے پلنگ پر

یہ سب کچھ ہے دلے مجوعیان سودائیان ہین

مجھے بھی اور اوسے بھی امتحان کا اک بہانا ہے — اوسے تیغ آزمائی ہے مجھے دل آزمانا ہے
پادشاہون کے لب گور سے آتی ہے صدا — مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جائے
تجربہ دو دلون کی جا بنا ریون کا کردم قتل — امتحان غیر کا میر اسیر میدان ہو جائے

صبا تخلص خواجہ عبد الرحیم خلف الرشید خواجہ سلیم اللہ داماد و برادر زادہ خواجہ علیم اللہ مرحوم رئیس اعظم ڈھاکہ ہر دو زبان مین شعر خوب کہتے ہین راقم کو دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے ۱۲۸۸ بارہ سو اٹھاسی ہجری مین انتقال کیا

جائیے آپ اوس گلی مین صبا — ہم یہین سے سلام کرتے ہین
طوفان نوح پھر ہو جہان مین جو باندہ دون — دامان ابر سے مین گریبان کے تار کو
وز دیدہ اون نگاہون کے مضمون کا فیض ہے — سب کو گمان جو سرقہ کا میرے سخن مین ہے
جو کہ دیکھا خواب ہے اور جو سنا افسانہ ہے — اس سے یہ ثابت ہوا دنیا تو ہم خانہ ہے
وہان ہے عذر لغزش مستانہ آئے مین یا تو — اور یہان لبریز اپنی عمر کا پیمانہ ہے
دیکھ کر کثرت دلون کی تار زلف مین — آئنہ حیرت مین ہے اور کشمکش مین شانہ ہے
یہ تو ہو معشوق وہ عاشق نہ ہے نیرنگ عشق — ایک ہی آتش سے جلتی شمع اور پروانہ ہے

صبا تخلص کریم بخش باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

عاشق کی بعد مرگ بھی مٹی خراب ہے — خاک مزار کا بھی تو ملتا نشان نہین

صبر تخلص سید محمد علی مرثیہ گو فیض آبادی

غم ہجر صنم مین رات دن کی بیقراری سے — نہ بھی فرصت مجھے وقت سحر تک آہ و زاری سے

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم ابو علی خان شاگرد عزت اللہ خان عشق وطن انکا کشمیر مولد و مسکن دہلی

گئے مقصد حرم کا ہے سر میخانہ رکھتے ہین — غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صبر تخلص میر علی حسین شاگرد کیفیت

لگائے دل کو نہ دنیا مین جو کہ ہو ہشیار — کہ پایدار نہین آہ اس چمن کی بہار

صبر تخلص شیخ محمد رضا شاگرد عبد الرؤف شعور

کام آتی ہے بیٹھتے اوٹھتے / صنعت ہین آہ خوب دستی سے ہے
خیر ہے کس سے خفا ہو آج کیسا ہے مزاج / زلف کیون بکھری ہی کیون بگڑی ہین تیور بولیے
خط اگر پھاڑا تو پھاڑا قتل کیون اوسکو کیا / جرم کیا قاصد کا تھا کچھ تو پیمبر بولیے

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ مقیم شاہجہان آباد شاگرد منشی بسنت سنگھ نشاط وشاہ نصیر دہلوی حکیم مومن خان

ہمین گمان کہ وہ آگئے ہمارے قابو مین / اونھین یقین کہ مرے ہاتھ اک شکار آیا
دل لگانے کو بتاتا ہے تو مشکل ناصح / ترے نزدیک چھڑانا مگر آسان ہوگا
زیست کم حسرت بہت کس کس کا شکوہ کیجیے / طالع خوابیدہ کا یا دیدۂ بیدار کا
بدنامیان ہین باعث نام آوری یہان / ہم جانتے تھے عشق مین کچھ سفروشان نہین

صبر تخلص اجودھیا پرشاد قوم کایتھ خلف خیراتی لال باشندۂ سکندرہ شاگرد حافظ تقیم سررشتۂ کمسریٹ سے متعلق تھے شعر بہت جلد کہتے ہین انیسے سنہ ۱۸۵۳ اٹھارہ سو ترپن عیسوی مین کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

ماہر تاب ہے یار سر کھاتا ہے سنبل پیچ و تاب / مشک چین نے چین پائی ہے یہ وہ گیسوی دوست
گرد کدورت کہین دل سے تری دور ہو / پس کے ہین سرمہ ہنون جو تجھے منظور ہو
گر سہار نگہت پیراہن یوسف نہ اسے / کب نہال آرزوے پیر کنعان سبز ہو
دل مرا فانوس شمع عارض جانانہ ہے / طائر فکر و تصور صورت پروانہ ہے
کیسا ہے اوسکی چھاتی پہ سینہ بند زرتار کے / یا چاندی کی ڈبیا پہ کھنچی تحریر سونے کی

صبر تخلص میر اسد خلف میر مہدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

میرے سر پر ہین شگفتہ مثل گل داغ جنون / کیا عجب گر ہو ہجوم بلبلان بالاے سر

صبیح تخلص میر وارث علی لکھنوی

سیر منظور ہے ہے میرے تڑپنے کی انھین / پوچھتے ہین دل بیتاب تمھارا ٹھہرا
فرقت یار مین کب اشک تھمے اپنے صبیح / کسنے دیکھا ہے کہ بہتا ہوا دریا ٹھہرا

صحبت تخلص مرزا بخش علیخان خلف نور علی خان بن امیر الدولہ حیدر بیگ خان

باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

ہوگیا ہم کو جنون ٹکڑے گریبان کو کیا — رکھ لیا اوسنے دم رقص جو دامان سر پر

اون کشیلی انکھڑیون کا جو تصور ہے مدام — دیدہ ہاے زخم کے مانند ہے خونبار آنکھ

جبسے آنکھین لڑاتی تھین جھپکا و نہین ہے جا کر کر — ہم سے او بیدید اب ہرگز نہ انی ار آنکھ

صحت تخلص محمد حسنخان ولد حکیم غلام عباس نبیسہ محمد یار خان وکیل باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش

محفل مین رہ گئے کف افسوس ملکے ہم — پردے مین یار نے جو چھپائے دکھا کے ہاتھ

صدر تخلص میر صدر الدین مرحوم ولد میر بدر الدین نبسیۂ خواجۂ باسط باشندۂ لکھنؤ شاگرد آتش صاحب دیوان گزرے

آندھیان آتے ہین آہو نسے ہمارے اکثر — اوٹھا طوفان اگر رونے پہ آئین آنکھین

صدر تخلص محمد صدر الدین علوی شناوری و شکار سے بہت شوق رکھتے تھے

کرتا نہین ہے توجہ ادھر شانہ تو زلف نے — کیا جانیئے کہ کان مین کیا کہدیا ترے

صدق تخلص شیخ محمد اشارت علی بن شیخ نوازش علی نبیرۂ نواب ابو محمد خان کمبوہ باشندۂ میرٹھہ شاگرد مظفر خان گرم تاریخ گوئی مین اچھا دخل رکھتے تھے

اے صدق ضعف سے مری آواز بند ہے — اوس بدگمان کو وہم کہ مغرور ہوگیا

میہا نتک شمع رویون کو مری قربت سے نفرت ہے — کہ گل ہو وے چراغ و شمع گر آوے مری گھر مین

صدق تخلص ایک شاعر حیدرابادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

بدقت اشک اب نکلے ہے شاید — ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند

کہان نکلے ہے تار زلف سے دل — کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صفیر تخلص محمد نظیر باشندۂ بلگرام شاگرد شرف

یار کے آگے شب وصل مین مرجاؤن مین — نہ دکھلائے مجھے اللہ سحر کی صورت

صفیر تخلص محمد میر خان شاگرد امداد حسین صفیر

اپنے ہاتھون سے رقیب اپنا بنایا ہمنے — آئنہ اوس بت خودبین کے مقابل کرکے

وعدۂ وصل تو ہر روز ہوا کرتا ہے — آج دے ڈالیے اک بوسہ کڑا دل کرکے

صغیر تخلص میان نجم الدین خلف شاہ نصیر دہلوی

گریہ اے پردہ نشین چھپکے کیا کرتے ہین | ہم دوری مین بھی ہم پاس دفا کرتے ہین
آہ صحبت ہوئی کیا شبنم و گل کے باہم | جتنا روتا ہون وہ اوتنا ہی ہنسا کرتے ہین
صغیر دیکھ تو دریا یہ بھی نصیب سے شرط | پیاس سے لب ساحل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین

صغیر تخلص شیخ حیدر علی ولد شیخ وہومن لکھنوی شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

سیاہی تیلیون کی یہ بھی اک پردہ ہو ظاہر کا | پھرا کرتی ہے تیری سرمئی انکھوں پر انکھین
مسیحائی ملی ہونٹون کو یا سحر باتون نے | کرشمہ ہے بھوون مین اور ہے اعجاز انکھون مین

صفا تخلص میرن شاہ دہلوی خلف رتن شاہ مرحوم شاگرد ذوق

مین نے بوسہ طلب کیا تو کہا | یہ خرابی ہے تمکو لگائے ہین
حب ربسے خدا اسکے لیے ای حضرت ناصح | اسوقت خدا یاد نہ مرد جہان کہان ہے

صفا تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہ ہوا

محتسب جھوٹ ہے مے کسنے بھری شیشے مین | سرکشی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفا تخلص لالہ منولال لکھنوی قوم کایتھ ولد راے [illegible] شاگرد [illegible]
صاحب دیوان گزرے بعض صاحب تذکرہ نے [illegible] شاگرد لکھا ہے

خوبصورت جو بہت ہو اسکو سمجھا ہو صفا | تو نے دیکھا نہین [illegible] کہا شاید کیا
ہیچ کر کب سے سلیقہ تھا ستمگاری مین | کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری مین

اس شعر کو بعض صاحب تذکرہ نے حسرت کے نام مین لکھا ہے

مرے ستم مین تو اوسکے نام سے پانی بھر آیا | مزا ایسا ہے کیا اوس بوسہ چاہ زنخدان مین
مرے رونے سے دل اوسکا تو کچھ مائل بہ رقت ہے | مرے حق مین مرا رونا تو یہ باران رحمت ہے

صفا تخلص حافظ محمد حسین باشندہ میرٹھ شاگرد غلام مولی قلق

دشنام کیونکر جو تک اوٹھا گر اثر نہ تھا | واعظ یہ میرا نالہ ہے شور اذان نہین

صفا تخلص مرزا اسعید الدین دہلوی عرف مرزا اچھے برادر و شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

گھر ان بیٹھے ہین اور اتنا نہین کہتے بیٹھے | کون ٹکراسے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

صفت تخلص مغل جان نظام الملک آصف جاہ کے قرابت متوسلوں مین سے تھے بعضے صاحب تذکرہ نے انکا صنعت تخلص لکھا ہے

سینے مین آہ دل مین طپش اشک چشم مین
شہرہ ہے عاشقی کا مرے جابجا ہوا

صفدر تخلص سید صفدر علی باشندہ سونی پت

تجھ سوختہ شمع سے جب گل نکلے
چاہیے بیضۂ فولاد سے بلبل نکلے

صفدر تخلص میر فرزند حیدر خلف میر امیر حیدر فرخ آبادی شاگرد آمعیل حسین منیر

دنیا کے دن کھیرین جو وہ یوسف سوار ہو
ہو جاے صاف ابلق ایام چار دانت

وہان رنگ پان سے دروندان ہین لالہ
بہان خون لب سے سرخ ہین صفدر کے یار دانت

ہوتے ٹھوکر سے ہزارون گل و بلبل پامال
تیرا گلگون چمنستان مین جو لیتا ناخن

منہ دیکھے کی ایکجان محبت نہین اچھی
رہنے دو تم اپنی یہ عنایت نہین اچھی

دیوانے بنے ہاے ہم اوس شانہ کشی سے
سچ کہتے ہین نا جنس کی صحبت نہین اچھی

صفدر تخلص صفدر بیگ خلف حیدر بیگ باشندہ کرنال مقیم دہلی

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس
اب تلک تو مری عادت سی خبردار نہین

آرام تھا گلی مین ترے نقش پا کی طرح
ظالم اوٹھا کے کیون مری مٹی خراب کی

اسطرح سمجھا مجھے ناصح کہ دل سمجھے مرا
پند کرنا اور ہے اور سر پھرانا اور ہے

صفدری تخلص میر صادق علی دہلوی کہین برادر و شاگرد میر نظام الدین ممنون جوانی مین ایک کافر بے پیر کے ہاتھ سے مارے گئے

نہین معلوم ٹپکا ہے لگا رین کس کا
چھپا ہٹ سے حنا کی سی گل قالین پر

نہین معلوم دل مین صفدری کی درد کیسا
کہ پھر وہ ہاتھ سینے پر دھرے تا بانہ پھرتا

صفدری قدر کو ہین اوسکے کہا تھا گل سے
سید ہی اوس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی کچھ کو

جیب کا ستمگر ہے ابرو پہ ہے داغ
یا قبضۂ شمشیر مین چٹکی یہ جڑی ہے

صفی تخلص محمد صفی اللہ باشندہ دہلی

اللہ ہر اک دل سے ہے احوال سے آگاہ
گر نالہ فلک رس نہین اپنا تو نہ ہو وے

صفیر تخلص نور خان شاگرد میر حسین تسکین و غلام مولیٰ قلق باشندۂ میرٹھ

ترے جالوں سے فتنۂ عالم / روز رہتا ہے روز محشر کا
اپنا خنجر ذرا بچائیے گا / دھیان سو دل کا کر نہیں سر کا
سرگشتہ روز و شب ترے کس طرح مدام / اپنا ہی دیدہ ہے یہ آسمان نہیں
کیوں صبح ہجر صبح قیامت سے کم نہیں / کم صور کے فغان سے صدا اذان نہیں

صفیر تخلص سیان خان باشندۂ دہلی شاگرد مومن

لب شیرین سے گئے جو بوسے سے تجھکو لب بند / سچ ہے ہرگز کبھی ترا راز نہ پنہان ہوتا
نہ تم سے ترک جفا اور نہ ہم سے ترک وفا / نہ اختیار تمہارا نہ اختیار اپنا
کہتے ہو جان جائے تری اور تمہیں ہو جان / سچ ہے خدا نخواستہ یہ تمنے کیا کیا
ہوا جو ستم تو پھر عوض یاد کیجیے / کہ رہ نہ جائے کوئی جور امتحان کے لیے

صفیر تخلص شیخ امداد حسین خلف شیخ واحد بخش فرخ آبادی شاگرد امداد علی بحر

دشمن کو بھی نصیب نہ ہون یہ تجملان / رسوا ہوئے ذلیل ہوئے دل لگا کے ہم
ہاتھوں سے اوسکے رنگ اوڑا یا غضب کیا / قائل ہیں سحر سازی دزد حنا کے ہم

صفیر تخلص سید فرزند احمد تخلص داروغہ آبکاری ضلع مونگیر باشندۂ بلگرام مقیم ضلع شاہ آباد اردو میں محمد سعدی خبیر بلگرامی و امان علی سحر سے اور فارسی میں مرزا نوشہ غالب سے اور مرثیہ میں مرزا دبیر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان اردو و قصۂ بوستان خیال و مثنوی اعجاز کلیم میں شعر اچھا کہتے ہیں راقم کے احباب میں ہیں راقم نے اس تذکرہ کے لیے اون سے کچھ اشعار طلب کیے تھے اوسکے جواب میں اونہوں نے نامۂ منظوم و اشعار مندرجہ ذیل بھیجے تھے

بس اب ہے سرشک جوش ترا ہی یہ ناگوار / اک ایک قطرے سے ترے سیل آب جو بہا
اک شور ہے جہاں میں تیرے چڑھاؤ کا / نکلا ہوا جاتا ہے ترا پانی ایک بار
عالم کو تو نے عالم آب ایسا کر دیا / موقوف رکھا ہے زمانے کا کاروبار
ہر چند تیرا جوش بھی صد ہو نہ سکے / پھیری ہے رحم کر کہ ہوئی آنکھ اشکبار

چھپرہ کے واسطے جو ہوا دل مرا نڈھال
اتنا ہی چاہتا نہ تھا اے رشک مہربان
تو جانتا ہے مجھکو ہے چھپرہ کا اشتیاق
کچھ بے طرح ہے شوق مجھے اونکی دید کا
مانند موج آب ہے اب دل کو پیچ و تاب
اک موج بھیج چھپرہ کی جانب بصد شتاب
جسوقت سیر آب کو آئے وہ نا مجو
اے بحر فیض ابر کرم منبع وفا
دانندۂ رموز سخن واقف عروض
بعد از نیاز و عرض سلام اپنا اشتیاق
ہر دم تڑپ رہا ہے دل اشتیاق مند
ہفتہ ہوا کہ آرہ سے اک نامہ نظم مین
ٹینہ مین اتفاق سے پہنچا ہون آج اکل
مسکن مرا ہے آرہ یہ امید ہے مجھے
محروم مین نہ نامہ و پیغام سے رہون
محظوظ دل کیا کرین اپنے کلام سے
اس نامہ کا جواب جو آئے تو آرہ مین
پہونچیگا میرے پاس بہر حال جو لکھیہ
اپنا کلام تحفہ مین کیا بھیجون آپ کو
لیکن نہین پسند کہ خالی ہی جائے خط
نامہ دعا پہ کرتا ہون ختم اور یہ دعا

آنکھوں کو میرے حال پہ جوش آیا ایکبار
جس سے زیادہ طول ہو فرقت کا کاروبار
عبد الغفور خان نے کیا ہے وہان قرار
ہوتا نہ جوش آب تو بیڑا نہ ہوتا پار
تو ہے مری مدد کو پہونچ اے وفا شعار
جا کر وہ زیر قصر معلی کرے قرار
میری زبان سے بولے لب موج ایکبار
اے کان علم و حلم و سخن فہم روزگار
کشاف سر شعر دقیق و نکو شعار
کیونکر کرون بیان کہ نہین اسکا انحصار
لیکن حضور آپ نے رو سکا بحال زار
بھیجا ہے ڈاک پر جو بڑھا دل کا اضطرار
دو چار روز اور مگر ہے یہان قرار
جب تک ہون آنکھین دید کے قابل بصد قرار
بھیجا کرین حضور بھی خط مجھکو بار بار
مضمون نغز دل کو مرے لطف دے ہزار
حاصل کو بھی ملے تو نہین کچھ برا یہ کار
در اصل میرا قصبہ آرہ مین ہے قرار
کیا باغ کو لیا گیا اک سوتیا کا ہار
جاتی ہے اک غزل بھی کہ وہان پایا اعتبار
جب تک نہ بھیجون در روز یہان ہو بار بار

یارب مقیم چھپرہ ہون عبد الغفور خان
صحبت مین اونکی ہو یہ صفیر وفا شعار

اشعار

تاثیر محبت کا اوسوقت مزا ہوتا
وہ آپ منا لیتے ہین جب کہ خفا ہوتا

جو دیکھ لیگا سنگ یار پہاڑ کھائیگا
ہما ہجیا تو مرے استخوان بہت اچھا

مرسع فلک نہ پامال ہو کیونکر اے شوخ
تری رفتار کا مضمون ہے چلتا پھرتا

بے سبب ہی بغل مین یہ مچلنا کیا تھا
خواب مین غیر کے پہلو مین تو رسونا کیا تھا

پاس اوسکی نزاکت نے کیا خوب ہمارا
چھٹتا نہین اوس شوخ سے مکتوب ہمارا

قتیل تیغ الفت کی پریشانی نہین جاتی
تکو لاشگون مین ہے تن بے سر لیے پھرتا

لب کرد کثرت زفشان سے چھپاؤ نہ اسے
اک ہی خال تو اے جان ہے جان رخسار

سب دیکھتے ہین اور کہین جاتے نہین ہم
ہین مردم دیدہ کیطرح خانہ نشین ہم

تجھسے بھی شب ہجر مین کچھ کام نہ نکلا
اے موت مگر مرنے کے قابل بھی نہین ہم

یہ ذائقہ پاؤگے نہ اغیار کے منہ مین
دیکھو تو زبان دے کے مکھوار کے منہ مین

کیا کیا لب شیرین پہ ٹپکتی ہے مری رال
جی چاہتا ہے دے دون زبان یار کے منہ مین

کھلتا نہین کہ کھلتے ہین کیا اوس پہ عجیب
جو عاشق دہن ہوا کچھ بولتا نہین

[illegible] آنکھین ہمین رسوا کرین
پھرتے ہے وہ آپ دیکھین روزن دیوار سے ہمین

ہم بغل غیر سے تو وہ گل شاداب نہین
آج آنکھون مین ہماری اثر خواب نہین

دے رہا اک بوسہ خوشی سے اپنی
اچھا تم میری خوشی جائیے مر

اے ہیجان وہ پری شیشے مین اوتار ابھی تو کیا
جانتا ہے بند محرم کی کشش تسخیر کو

ہین کہتا پڑا مین وتا ہون مین دیتا ہون جو تجھ کو
کیا کام مرے حال پریشان سے کسیکو

یون مین کسطرح بھلا حال سناؤن اونکو
دل بیتا ہے وہ محفل مین ادھر دیکھین تو

تجھکو ترے ہونٹون کا جو سمجھین طوطیان شیرین
اشارہ تیری آنکھون کا اگر جانے ہرن جنگلی

بس دیکھ چکے ہین دلبرون کو
اب دل پہ نگاہ ہے ہماری

مژگان سے کٹے ہین لخت دل گر
آتش پہ نگاہ ہے ہماری

منہ مین اونکے وصل مین دیکر زبان
ان بتون کو بے دہن ہم کیا سمجھے

ضائع تخلص میر خیر الدین باشندۂ ناگور مقیم دہلی

ضائع کا اسے عزیز دیکھو ڈھنگ ہی نرالا	تا صبح روتے رہنا تا شام خوار پھرنا

ضبط تخلص کنھیا لال سر رشتہ دار کلکٹری فرخ آباد خلف موہن لال مراد آبادی

وہ کوٹھے پر چڑھے ہے جو چشم بد دور	اوتارا چاند کو سب کی نظر سے

ضبط تخلص نوازش علی خان خلف مقصود علی خان دوپٹے باز باشندۂ دہلی مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان ہین

تہ رمندہ لعل لب سے ہو یاقوت و برگ گل	صاف آئینہ خجل ہو جو دیکھے صفائی رخ

ضبط تخلص سید حسن شاہ برادر سید شاہ حسین حقیقت شاگرد جرأت مرآت حیدری اور کئی رسالے منظوم جفر اور رمل مین انسے یادگار ہین

نقد دل وحشت مین کھو کر اک جنون پیدا کیا	ہم نے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا
ایسا نہ ہو کہ پاؤن تلک آرہے کہین	آئی تلک سے زلف گرہ گیر دوش پر
طفلی مین بھی خیال یہ آتا تھا مجھکو ضبط	رہنے نہ دیگا یہ فلک پیر دوش پر

ضبط تخلص سید آغا جان ولد سید علی خان برادر نواب معتمد الدولہ باشندۂ لکھنؤ شاگرد ہادی علی بیجود

تو سرا پا چمن حسن ہے اے رشک بہار	رخ ہے گل سرو ہے قد نرگس شہلا آنکھین

ضحا تخلص مولوی غلام رسول خلف شیخ محمد پناہ ساکن قصبہ بلانوان پرگنہ سندیلہ شاگرد نواب عاشور علی خان

تہ نظر ہو مین ہین پتلی وہ انکھڑیان	مانند رند مست نہ کیون لڑکھڑا اے دل
ڈرسے ضیا نہ گل کہین شمع حیات ہو	ان سوز دون سے جیسے چلی ہے نہ جاتا ہوا دل
کوچے سے یار کے انھین الفت کمال ہے	کیونکر لحد مین ٹھہر سکینگے خستہ تن کے پاؤن
غیرت مہر وہ عارض جو نمایان ہو جاسکے	داغ دل اپنا یقین ہے کہ تابان ہو جائے

ضرغام تخلص مرزا بہادر بیگ دہلوی

اے ستمگر سبب خاطر ناشاد نہ پوچھ	ہم سے مغموم مزاجون کو نہ کر یاد نہ پوچھ

خاک ضرغام کا کوسون نہین لگتا ہے پتا
تیری شوخی نے کیا کیا اوسے برباد نہ پوچھ

ضرورت تخلص محمد جمیل باشندہ پانی پت دہلی مین معلمی کرتے تھے

تاثیر آہ و نالہ معلوم ہے جو کچھ ہے
کیا لوگے اے ضرورت گر پھر لگا کروگے

ضعف تخلص عابد حسین باشندۂ دہلی

ایسا نہ ہو کہ دست نگارین سے گم ہو دل
اے شوخ خوفناک ہین وزد حنا سے ہم
افتادہ رہگذار مین ہین اسلیے کہ گاہ
کچھ رہروون کا راز نہین نقش پا سے ہم

ضعف تخلص شیخ غلام عباس آئینہ ساز ولد شیخ غلام محی الدین لکھنوی شاگرد امجد علی

کیون نہ کھٹکین دل عاشق مین ستمگر پلکین
ہین رگ جان کے لیے صورت نشتر پلکین

ضعیف تخلص شجاعت علی باشندہ دہلی اپنے آخر وقت مین آزادانہ بسر کرتے تھے

ہم بھی گویا نقش پا ہین ضعیف
جس جگہہ بیٹھے پھر وہین کے ہوئے

ضمان تخلص میر محمد کامل باشندہ دہلی

بٹھلا دیا ہے ضعف نے گو جسم زار کو
پر پھرتی ہے لیے مری وحشت غبار کو
نہ پہونچی اوسکی دامن تک مری خاک
مجھے شکوہ رہا باد صبا سے

ضمیر تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی صوبہ دار عظیم آباد قرابت دار علی وردیخان مہابت جنگ حسین آباد مین فوت کی

نہین صہبا کی یہ سب ہے جلوہ گری شیشے مین
کی ہے ساقی نے فسون پڑھ کے پری شیشے مین

ضمیر تخلص گنگا داس رمال شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی

رو کش ابر بہاری کیا یہ چشم زار ہے
خندہ زن گل پر بھی زخم سینۂ افگار ہے
مین بتاتا ہون ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال
چشم خواب آلود اوسکی فتنہ بیدار ہے

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبرآبادی شاگرد نظیر اکبرآبادی

وہ ابھی ہے نو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے
نہ کچھ آئینہ سے اوسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے

ضمیر تخلص میر مظفر حسین مرثیہ گو خلف میر قادر علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

نگاہ سہلو مین گاہ یار کے پاس — دیکھیو تو کہان کہان ہے دل
دیکھنا عاشقون کی ارزانی — ایک بوسے پہ بھی گران ہے دل

ضمیر تخلص راے بلونت سنگھ باشندۂ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہوگا ہمارا ضبط کسی کو کہان نصیب — جلتے ہین مثل شمع زبان پر فغان نہین

ضمیری تخلص مرزا اسمٰعیل تاجر ابا باشندۂ بنارس درویش وارستہ مزاج تھے روم وشام تک کی سیاحت کی تھی دلی مین انتقال کیا بیشتر فارسی کہتے تھے

یون عادتون کو تیری کیا کیا نہ جانتے تھے — لیکن تجھے ستمگر ایسا نہ جانتے تھے

ضو تخلص منشی کمال الدین باشندۂ الہ آباد مقیم دہلی

دیکھتا ہے تو دیکھلو ضو کو — آگے کیا جانیے کہ کیا ہو جاے
عشاق تفتہ جان پہ کبھی اک نگاہ ہے — اے برق منتظر ہے یہ مشت گیاہ بھی
مشکل نہین ہے ربط کسی کا کسی کے ساتھ — میرا اوسکے ساتھ شرط ہے کچھ اک نباہ بھی

ضیا تخلص میر ضیاء الدین دہلوی عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی سنہ ۱۱۹۴ گیارہ سو چورانوے ہجری مین فوت کی اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ سنہ ۱۱۹۶ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین عظیم آباد مین بقید حیات تھے

صاف تھا جبتک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا — اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
کل کی رسوائی سمجھے یہ نہ تھی اے ننگ خلق — اوسکے کوچے مین ضیا تو آج پھر جانے لگا
پلادے آب خنجر ہم کو قاتل تشنہ جاتے ہین — جو کوئی مرتا ہے اوسکے حلق مین پانی چواتے ہین
نے دل جلا ہون کہ نہ مین سینہ تفتہ ہون — مین داغ یاس و حسرت یاران رفتہ ہون
کسی دشمن کی بھی یا رب نہ گزری شب جدائی کی — کہ جیسا اوس سے میرے وصل کا یون گزرتا ہے

ضیا تخلص مرزا ضیاء بخت دہلوی فرزند مرزا فرخندہ بخت خاندان تیموریہ سے ہین

نہ شب کو خواب نہ دن کو قرار رہتا ہے — تجھے کسی کا مگر انتظار رہتا ہے
چھڑا اسکے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن — بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین مدام نشۂ شراب مین سرمست رہتے تھے

جون حنا ر اسجا نہ بھولے ہین نہ پھل لاتے ہین ہم ۔۔۔ جب مراد اپنی کو پہنچے ہین تو جل جاتے ہین ہم

ضیا تخلص مرزا سخاوت علی خلف مرزا حاتم علی مہر مقیم اکبر آباد

مزا قند مکرر کا ہے لب مین * ۔۔۔ نہ ہو بوسون مین پھر مکرار کیونکر

ضیا تخلص غلام جیلانی باشندہ دہلی شاگرد امراو مرزا انور

وہان ناز وہ کہ در تلک آیا نہ جائے گا ۔۔۔ یہان ضعف یہ کہ جان سے جایا نجائیگا
مرجائینگے پر اونکو بلایا نہ جائے گا ۔۔۔ احسان دوستون کا اوٹھایا نہ جائیگا

ضیا تخلص سید محمد حسین خلف میر محمد تقی لکھنوی شاگرد ندنب مرثیہ گو

پڑا ہے عربدہ جو سے معاملہ دل کا ۔۔۔ ٹھہرا ہے جا کے کہان بل بے حوصلہ دل کا

ضیا تخلص شیخ ولی اللہ اکبر آبادی

رہیگی یون ہی اگر دل کو بیقراری رات ۔۔۔ خدا ہی جانے کہ کیونکر کٹے ہماری رات
نہین امید کہ تا صبح اپنی جان بچے ۔۔۔ یون ہی رہا جو رگ رگ پی مین درد ساری رات

ضیا تخلص حسن جان شاگرد و خلف سید علی جان درخشان باشندہ لکھنو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

خبر کیا ہے بتان شمع رو کو ۔۔۔ خدا پر حال ہے روشن ہمارا
دل مرا داغ مرا سینہ مرا اشک مرا ۔۔۔ گل ہوا غنچہ ہوا باغ ہوا تال ہوا
صنم بے دہن بنتے ہم کو ۔۔۔ یہ بھی گویا خدا کی قدرت ہے

ضیا تخلص منشی وارث علی باشندہ ڈھاکہ معلمی کرتے ہین تھوڑی سی غزلین اور ایک مثنوی کے بعض بعض داستان راقم کو دکھلائے تھے طبیعت انکی علم شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے صاحب دیوان ہین

بات میری بھی نہین سنتا ہے صحبت کا اثر ۔۔۔ دل مرا عشق بتان مین سخت بد خو ہو گیا
شکر اوس قاتل کا کرتا ہے اشارہ ہر ادا ۔۔۔ ہر رہان زخم اک چشم سخنگو ہو گیا
لکھتے ہین آج وصف دو ابروی یار ہم ۔۔۔ حاسد کے سر پہ کھینچتے ہین ذوالفقار ہم

ضیائی تخلص سید ضیاء الدین دہلوی علم فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے

ضبط آہ و نالہ مدت سے کیا کرتے تھے لیک | اب وہ راز دل ہمارا آشکارا ہو گیا
پاس اپنے کیا دھرا تھا ای فلک جز نقد دل | وہ بھی اسے ظالم نیاز ناز خوبان ہو گیا

شفیق تخلص جناب حافظ اکرام احمد خلف حافظ قطب الدین مرحوم باشندہ رامپور دابادونکی اگر د شاہ رؤف احمد رافت سرہندی پیرزادے ہین پہلے حشمت تخلص کرتے تھے + عروض و قوافی و صنائع و بدائع شعری مین فی زمانا تنا بی مثل ہین + جمیع اصناف سخن پر قادر ہین + شعر پر مضمون اور عاشقانہ فرماتے ہین + ہزل اور ریختی اور مرثیہ مین مہمان تخلص کرتے ہین + بہت سے ملکون کی سیر کی ہے + بہت سی زبانون سے واقف ہین + طب یونانی اور ہندی و ڈاکٹری اور بیشتر فنون و ہنر مین کامل ہین + چودہ پندرہ برس تک کلکتہ مین تھے سات آٹھ برس سے ڈھاکہ مین تشریف فرماتے تھے کہا گر مشہور رہین ۱۲۸۶ بارہ سو چھیاسی مین انتقال کیا

ہون شاہ کشور سخن دلپذیر کا | کرسی عرش پایہ ہے اپنی سریر کا
دیتا ہے قلب کاخ کو ترجیح کاخ پر | سمجھا جو مدعا ہے نقوش حصیر کا
یہ ذکر سلسلے مین ہمارے مدام ہے | اوس زلف سے خیال بندھا ہے اسیر کا
کھینچا ہے دل کو زلف سی مچھلی نے کان کی | ماہی کو سحر یاد ہے کیا مار گیر کا
ہو آئینہ تبان مین منعکس جلوہ خدائی کا | نمایان کفر سے ہے استفادہ رہنمائی کا
قفس مین بند ہو کر طوطی جان تھا دہی ایسی | کسی کو قید ہونے کا ہے غم اسکو رہائی کا
مرغ جان کیون قفس تن سے نہ پرواز کرے | ہر پر تیر ستمگار ہے شہپر اپنا
کسی عنوان نہین جاتا جو خیال خط غیر | ہوش اوڑا دیتا ہے ہر ایک کبوتر اپنا
روف کا وصل ادہی سے مجھے دیتا ہی ضرور | شب مہتاب ہے اور آیا ہے دلبر اپنا
اپنے سینے مین وہی عشق نہان ہے کہ جو تھا | کعبۂ دل مین وہی ذکر بتان ہے کہ جو تھا
تیر انداز وہی آفت جان ہے کہ جو تھا | کشتۂ ناز و ادا پیر و جوان ہے کہ جو تھا
آپ تشریف جو یہان لائیے ای بندہ نواز | دیدہ و دل وہی صاحب کا مکان ہے کہ جو تھا
آہ و نالہ ہے وہی ادہر وہی سودنا فہیم | پر اثر نالہ و افغان مین کہان ہے کہ جو تھا

ہو گیا افشا ہے راز عشق آہ سرد سے
جو گیا ہد ہد کبوتر بلبل اوس گل کا بنا

اونکے جوڑے مین رہا کرتا ہی جوڑا سانپ کا
زلف جاناں کا دم تحریر لازم ہے خیال

نظم کو جادو بنایا یاد نرگس نے تمام
زلفین اپس مین سدا ہو جاتے ہین زیر و زبر

شانۂ مشاطہ نے سلجھا کے کب گوندھی ہی جعد
مدتون دل مین رہا جو مار کاکل کا خیال

تیری آنکھوں مین نہین ہے سرمۂ دنبالہ دار
ڈھلک ڈھلکی کے در مین اولجھے دونون زلفونکے سر

مانگ پر اونکی بندھی تعویذ سونے کے نہین
عشق گیسو مین سبق گر ہے تو یاحی کا ہے

دھیان رہتا ہے جو ابروی بت بے پیر کا
جذبۂ الفت نے کھینچا دل بت بے پیر کا

رخ مین ہی گرمی غضب۔ ہی قہر اوسکی ہر ادا
جھوٹ مین کہتا نہین ہر بات مین اعجاز ہے

حسن ہے جلوہ نما زلف چلیپا ہے بلا
خط ابھی نکلا نہین رخ کا عجب انداز ہے

ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون
تا بلب آیا ہی دم جینا ہی اب مجھ پر زبون

رہتا ہے درد الم احوال دل کس سے کہون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے

آنا جانا بند کب ہے تم سے ہوا جاسوس کا
دل نہ کیون ہو آشیانہ طائر افسوس کا

اور یہان ہر پیچ مین جی سے کے توڑا سانپ کا
تا سمند طبع کے خاطر ہو کوڑا سانپ کا

فکر سنبل نے ذرا مضمون نہ چھوڑا سانپ کا
سانپ کے ہے واسطے موضوع گھوڑا سانپ کا

توڑ کر نیولے نے پھر اک جوڑ جوڑا سانپ کا
رفتہ رفتہ ہو گیا آخر وہ پھوڑا سانپ کا

سر نکالے ہے پٹاری سے یہ جوڑا سانپ کا
ایک مین پر لڑ رہا ہے آج جوڑا سانپ کا

شیر گردون کی سواری مین ہے گھوڑا سانپ کا
آج کل منتر کیا ہے یاد تھوڑا سانپ کا

اور جسے کہتے ہین جسکو میان ہے شمشیر کا
آج قائل ہون مین مقناطیس کی تاثیر کا

دیکھیے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا
دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا

ابروون مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا
دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا

کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا
غم ہے قائل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا

خاک دربان ہی نہین رکھتا بت بے پیر کا
حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

آٹھ شعر مرقومۂ بالا صنعت توشیح مین ہین کہ دو دو مصرع ثانی کو سلسلے کے ساتھ

ملانے سے ایک ایک مطلع نکلتا ہی یعنی

دیکھے گر نقشہ تو ہو وے رنگ فق تصویر کا — دل نہ کیونکر چھین لے وہ عاشق دلگیر کا
ابرووں مین اوسکے عالم صاف ہی شمشیر کا — دم ہے آنکھون پر نکلتا لعبت کشمیر کا
کٹ گیا ہر ایک بازو طائر تدبیر کا — غم سے قاتل ہون رہا گر لطف ہو شمشیر کا
خلق در بان بہی نہین رکھتا بت بے پیر کا — حال ہے ابتر بہت اپنے دل دلگیر کا

دوسری صنعت یہ ہے کہ اول مصرعون سے دو شعر مرقومۂ ذیل دو بحرین یعنی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف اور بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکفوف مین نکلتے ہین

رخ مین ہے گرمی غضب جھوٹ مین کہتا نہین — حسن ہے جلوہ نما خط ابھی نکلا نہین
ہجر مین تیرے صنم تا بلب آیا ہے دم — رہتا ہے درد و الم جب سے تو آتا نہین

اور دو شعر مرقومۂ ذیل بحر رجز مثمن سالم مین بھی نکلتے ہین یعنی

ہی قہر اوسکی ہر ادا ہر بات مین اعجاز ہے — زلف چلیپا ہے بلا رخ کا عجب انداز ہے
ہر دم ہون پیتا اپنا خون جینا ہی اب مجھپر زبون — احوال دل کس سے کہون غم مونس و دمساز ہے

اور پانچ شعر مرقومۂ ذیل بھی بحر رمل مثمن مقصور و محذوف مین نکلتے ہین یعنی

رخ مین ہے گرمی غضب ہر بات مین اعجاز ہے — حسن ہے جلوہ نما رخ کا عجب انداز ہے
ہجر مین تیرے صنم جینا ہے اب مجھپر زبون — رہتا ہے درد و الم غم مونس و دمساز ہے
جھوٹ مین کہتا نہین ہے قہر اوسکی ہر ادا — خط ابھی نکلا نہین زلف چلیپا ہے بلا
ہجر مین تیرے صنم ہر دم ہون پیتا اپنا خون — تا بلب آیا ہے دم جینا ہے اب مجھپر زبون
جب سے تو آتا نہین غم مونس و دمساز ہے — رہتا ہے درد و الم احوال دل کس سے کہون

اشعار مرقومۂ بالا کو قلب کرنے سے اور بہی کئی شعر نکلتے ہین اصحاب طبع پر چھپا نرہیگا

جلد ہر صحبت کا ہوتا ہے اسے غنچہ اثر — آج کل رتبہ بڑا ہر جس سے ہے تیر کا
رونق بزم طرب ہے آج شمع روی دوست — آتی ہے گلہا ہی نخل آرزو سے بوی دوست
سرد آہین بھرتے بھرتے مین یہان ٹھنڈا ہوا — گرمی دشمن سے وہان خالی نہین پہلوی دوست
چشم ہی ناصح کی اب پتلی سکندر کی بنی — مین نے کیون اوس دشمن جان کو دکھایا روی دوست

لوٹتا ہے کون ان روزون بہار رنگِ دوست
خندہ زن اوس دست مین شانہ ید بیضا ہے
شب کو اونکے بام پر ہمنے لگائی جو کمند
آتی جاتی دمبدم مثلِ نفس ہے مرگ و زیست
دنبالہ دار سرمہ نہین چشم یار مین
زنجیر کی سنکر ترے محبوس کی جھنکار
ہین چوڑیان اوس ساعد نازک مین قیامت
کھوئی تمھاری ساق نے توقیر پاے شمع
ہر شی کی عمر گھٹتی ہے دنیا مین دمبدم
تعریف ساق یار مرے دل سے پوچھیے
آنکھون مین کیا تنک کی چربی ہی چھا گئی
گالیان غیرونکو اے غیرت شیرین نہ سنا
چھاتی گدرائی ہوئی چھوتے ہی آفت آئی
مہر و مہ خدمت عالی مین سدا رہتے ہین
حور کے غم سے غلمان کے صدمے ضیغم
سرکار کی باتون مین کچھ آجاتی ہے بوے وفا
آئی سحر نشان شب اصلا کہین نہین *
عریانی آئی جب سے یہ جھگڑا ہے مٹ گیا
جان تیرے غم مین ہی دی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیرون سے ڈرتا ہے کیا کوچے مین اوسکے تو جا
روٹھے گا ہم سے تو گر تیشے سے پھوڑینگے ہم
شکوہ ہے لب پر ترے روز و شب اے میرے دل
وہان ہے تو خوش میری جان دم میرے لب پر ہی یہان

کسکے ناخن مین کلید قفل عقدِ موے دوست
غیرت ثعبان موسی کیون نہو گیسوے دوست
گر پڑے چڑھ چڑھکے مثلِ شانہ گیسوے دوست
کھیل مین مصروف ہین جب سے لب و ابروے دوست
نکلے ہے عین مستی مین ضیغم ہرن کی شاخ
مجنون نے کہا ہے عجب افسوس کی جھنکار
کیون جان نہ لے عاشقِ مایوس کی جھنکار
اس غم سے موج اشک ہے زنجیر پاے شمع
یہ ہے زبان حال سے تقریر پاے شمع
پروانے کچھ سمجھتے ہین توقیر پاے شمع
لیتا ہے بوسے شمع کی گلگیر پاے شمع
تلخ ہو جاے نہ تیرا کہین دشنام سے کام
ہو گیا سخت خراب اس طمع خام سے کام
صبح سے ایک کیا کرتا ہے اک شام سے کام
بعد مردن بھی رہا ہمکو نہ آرام سے کام
کیا عجب ہے گر پلٹ کر کان ہو پہنچے ناک مین
پر آپ کی گئی نہین اب تک نہین نہین
کل جیب تھی کلی نہ تھی آج آستین نہین
شوخی یہ ہم نے بھی کی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہتا ہے مجھسے یہ جی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ٹھانی ہے دل مین بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ہونٹھون کو اپنے تو سی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
کہدے یہ اوس سے کوئی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

ساقی ہے مینا ہے اور گل کی بھی آئی ہے فصل	بادہ بھی تھوڑا سا پی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
غیر وسے ملتا ہے تو کوئی بت ای میری جان	لاینگے ضد سے تیری اب تو جو کچھ ہو سو ہو
جیسے یہ جامہ ہے تنگ ویسے ہی دل ہے میرا	چیرینگے سینے کو بھی اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ملنے مین خوبون کے ضیغم کوئی بیجا ہے جی	سر پہ یہ جو کچھ ہونا ہے لی اب تو جو کچھ ہو سو ہو

غزل مرقومہ بالا بہت سے بحور و اوزان مختلفہ مین موزون ہے اور پڑھی جاتی ہے اور یہ بہت بڑی اور مشکل صنعت ہے کہ آج تک کسی شاعر عرب و عجم کا کوئی شعر جو چھہ سات بحر سے زاید بحرون مین موزون ہو نظر آیا نہین اسلیے غزل مذکور کے

ایک ایک مصرع کو چند بحور جداگانہ مین تقطیع کر کے لکھا جاتا ہے

بحر مدید مثمن سالم ارکان فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن
تقطیع جان تری غم فاعلاتن مین ہے دی فاعلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فاعلن

بحر مدید مثمن مخبون ارکان فاعلاتن فعِلن فاعلاتن فعِلن
تقطیع شوخی یہ ہم فاعلاتن نے بھی کی فعِلن اب تو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فعِلن

بحر بسیط مثمن سالم ارکان مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
تقطیع غیرون سے ڈر مستفعلن تا ہے کیا فاعلن کوچے بن اوس مستفعلن کی تو جا فاعلن

بحر بسیط مثمن مخبون ارکان مستفعلن فعِلن مستفعلن فعِلن
تقطیع کہتا ہے مجھ مستفعلن سے یہ جی فعلن اب تو جو کچھ مستفعلن ہو سو ہو فعلن

بحر بسیط مثمن مطوی ارکان مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن
تقطیع روٹھے گا ہم مفتعلن سے تو گر فاعلن تیشے سے ہو مفتعلن ٹوٹینگے سر فاعلن

بحر کامل مسدس مضمر مقطوع مرفل یا مذال ارکان مستفعلن فعلاتن متفا علاتن تقطیع
شکوہ ہے لب مستفعلن یہ ترے رو فعلاتن زرو شب اے مرے دل متفا علاتن
بحر مضارع مثمن اخرب ارکان مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن تقطیع ہونٹھون کو مفعول
اپنے تو سی فاعلاتن اب تو جو مفعول کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر رجز مثمن مقطوع مخبون ارکان مستفعلن فعولن مستفعلن فعولن تقطیع وہان ہے
تو خوش مستفعلن مری جان فعولن دم میرے لب مستفعلن پہ ہے یہان فعولن
بحر رمل مثمن مخبون مقطوع ارکان فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن تقطیع کہدے یہ اوس
فاعلاتن سے کوئی اب فعلاتن تو جو کچھ ہو فعلاتن سو ہو فعلن
بحر منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکشوف ارکان مفتعلن فاعلن یا فاعلات مفتعلن
فاعلن یا فاعلات تقطیع ساقی ہے مے مفتعلن نا ہے اور فاعلات گل کی بہا
مفتعلن ئی ہے فصل فاعلات
بحر متقارب اثرم ابتر شانزدہ رکنی ارکان فعلن فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن
فع تقطیع بادہ فعلن بھی تھو فعلن ڑا سا فعلن پی فع اب تو فعلن جو کچھ فعلن ہو سو
فعلن ہو فع
بحر مشاکل مثمن مجبوب ارکان فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن فعل تقطیع غیرون سے
مل فاعلاتن تا ہے تو کو مفاعیلن نہی بت اہرمی فاعلاتن رہی جان فعل
بحر مقتضب مطوی مکشوف ارکان فاعلن مفتعلن فاعلن مفتعلن تقطیع لائینگے فاعلن
ضد سے ترے مفتعلن اب تو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو مفتعلن
بحر وافر مثمن اعضب معصوب ارکان مفتعلن مفعولن مفتعلن مفعولن تقطیع جیسے یہ جا
مفتعلن مہ ہے شوق مفعولن ویسے ہے دل مفتعلن ہے میرا مفعولن
بحر مجتث مثمن مقطوع ارکان مفعولن فاعلاتن مفعولن فاعلاتن تقطیع چھیڑینگے مفعولن سینے
کو بھی فاعلاتن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو فاعلاتن
بحر منسرح مثمن مطوی مخبون مکشوف ارکان مفتعلن فعولن مفتعلن فعولن

تقطیع ملنے مین جو مستفعلن ہونگے ضی فعولن غم کوئی بیچ مستفعلن تا ہے جی فعولن

بحر مقتضب مثمن مکشوف ارکان مفعولن مستفعلن مفعولن مستفعلن تقطیع سر پہ یہ
مفعولن جو کھون ہے لی مستفعلن اب تو جو مفعولن کچھ ہو سو ہو مستفعلن

بحر خفیف مثمن مجنون مقصور ارکان فاعلاتن فعولن فاعلاتن فعولن تقطیع جان
ترے غم فاعلاتن مین ہے دہی فعولن ابتو جو کچھ فاعلاتن ہو سو ہو فعولن

بحر عمیق مثمن سالم یا مسبغ ارکان فاعلن فاعلاتن فاعلن فاعلاتن یا فاعلیان
تقطیع جان ترے فاعلن غم مین ہے دہی فاعلاتن ابتو جو فاعلن کچھ ہو سو ہو فاعلان

اس غزل کے شعر سوا ے بحور مذکورۂ بالا کے ادر اور بحر مین بھی موزون ہونگے
ہن عروض دانون پر چھپا نرہے گا

ہمنے کب پہونچا کی ہاتہ اوس لٹ کی لٹ چھوڑ دی
ہان جو دیکھی اک ہے کالی ناگنی جھٹ چھوڑ دی

تو جو مژگان کو جھپک لیتا ہے عیاری سے
جیرتا دل کو ہے اسے جان کوی آری سے

اسقدر بوسے لیے ہم نے ہجوم شوق مین
تکتے تکتے یار کی تصویر آدھی رہ گئی

ہوند خاک ہوکے بھی جنبش بدن مین ہے
کیا رشتۂ حیات ہمارے کفن مین ہے

بنکے جوانی گھٹا جھوم پڑی اور بھی
بھیگ کے اونکی مسین ہونگی کڑی اور بھی

ساقی شفق کو دیکھ کے کہتا ہے ناز سے
صہبا ہے سرخ شیشۂ چرخ کہن مین ہے

پھاہا ہٹے تو گرمی داغ جگر دکھاؤن
اے مہربان ابھی تو یہ سوزش کہن مین ہے

صبیغم تخلص نواب حیدر حسین خان عرف اچھے صاحب خلف نواب امداد حسین خان

اوس جوان کی کبھی الفت کو نہ مین چھوڑونگا
مجھ پہ کرتا ہے ستم اے فلک پیر عبث

ضیغم تخلص مولوی محمد غضنفر مرحوم شاگرد محمد رضا برق

جب سے پیش نظر وہ صورت ہے
آئینہ کو کمال حیرت ہے

کسکے رخ پر پڑی ہے اوسکی نگاہ
جو سفید آئینہ کی رنگت ہے

حرف طاء مہملہ

طالب تخلص طالب حسین بن محمد عسکری نالان شاگرد انشا وطن انکا کشمیر مولد دہلی

الفت مین آہ قیس بار جو طالب نے بھی	ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپیٹ
مجھ سے جب آنکھ وہ ملاتا ہے	دل ہی سینے مین لوٹ جاتا ہے
مژدہ اے قیس میری وادی مین	ناقۂ لیلیٰ کا آج آتا ہے

طالب تخلص میر طالب علی خلف سید الشعرا میر غالب علیخان سید تخلص

مضطرب ہو کے مین شب اوٹھا اوٹھا ہی باہر نہ آیا	گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص عاشور بیگ خلف دولت بیگ خان شاگرد میر تقی و ثناء اللہ خان فراق وطن انکا توران مولد ہندوستان

رقص بسمل ہے تماشائے دل	تو بھی آ دیکھ تماشائے دل

طالب تخلص امام الدین دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد نصیر دہلوی مرید شاہ مولانا عبد العزیز قدس سرہ انکا رسالہ تقویت الشعرا نظر سے گزرا

نہ کہا تھا تجھے اے دل نہ لگانا دل کو	اپنی چھاتی پہ نہ رکھ لینا کبھی اس سل کو

طالب تخلص طالب علی خان نقشہ نویس عدالت فرخ آباد ولد دلاور علی خان باشندۂ آنولہ ضلع بانس بریلی صاحب دیوان ہین

بوسہ لیا جو رخ کا وہ طالب خفا ہوئے	مصحف کو چوم کر مین گنہگار ہو گیا
میرے اوسکے نہ ہوا وصل مین بھی رفع حجاب	دل مین تھا شوق ملاقات حیا آنکھون مین
جلائے وصل سے یا ہجر سے کرے مجھے قتل	حیات و موت مری اوسکے اختیار مین ہے

طالب تخلص محمد عباس ولد داروغہ عدالت نظام احمد خان لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

رونے نے مرے ہی مجھکو کیا عشق مین بد نام	اوٹھتی ہے مرے آنسوؤن کے جوش سے انگشت

طالب تخلص حافظ شبراتی نابینا رامپوری شاگرد مولوی قدرت اللہ شوق علوم عربی و فارسی مین اچھا دخل رکھتے تھے علم معانی مین لاثانی تھے صاحب دیوان گزرے صاحب تذکرہ گلشن بیخار و گلستان سخن نے جو انکا نام حافظ طالب لکھا ہے غلطی کی ہے

گریہ مین چشم تر سے دن رات چاہتا ہون	بویا ہے تخم الفت برسات چاہتا ہون
چیرئے سینے کو شق کیجے دل دلگیر کو	مینہ بہی دو جاے اور کیا کہا گیا مین تیر کو
کبھی آنسو سے کبھی لخت جگر سے برسے	سیری آنکھون سے تو کچھ لعل و گہر سے برسے
رات بھر نالے کیے ہم نے تو دن بھر روے	جسقدر شام سے گرجے تھے سحر سے برسے
اشک انڈا ہے مرا ابر سے کہہ دو جا کر	آبرو چاہے تو ہٹ کر مرے گہر سو برسے

طالب تخلص شیر محمد خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

مجھ سے تمہارے بزم مین جایا نہ جائیگا	جب تک رقیب وہان سے اوٹھایا نہ جائیگا
بہر عیادت آئین تو اوسوقت آئینگے	جسوقت مجھسے لب بھی ہلایا نہ جاے گا

طالب تخلص الایچی رام باشندۂ جلال آباد ضلع امرت سر ولد سوبی رام برہمن سارسست کچھ دنون سنہ ۱۸۶۱ع اٹھارہ سو اکسٹھہ عیسوی مین باقر گنج عرف بریسال مین وارد ہو کر راقم سے اصلاح لی تھی طبع سلیم رکھتے ہین

مجھ پر وہ ظلم یار نہ اغیار نے کیا	جو کچھ کہ بخت و چرخ ستمگار نے کیا
آیا نہ رحم یار دل صیاد دام مین	نالہ ہزار مرغ گرفتار نے کیا
ذرا ادہر کو بھی تشریف لاؤگے کہ نہین	مرا بہی خانۂ ویران بساؤگے کہ نہین
سنجی سے سو ہم بھلا ہے کہ دو جواب شتاب	اجی تم اتنا تو فرماؤ آؤگے کہ نہین
بیگناہون کو قتل کرتا ہے	روز محشر کا تجھکو ڈر ہی نہین
ہم تو مرتے ہین ایک مدت سے	واہ جی تم کو کچھ خبر ہی نہین

طالب تخلص مرزا اسعید الدین خان دہلوی برادر خورد نواب شہاب الدین احمد خان ثاقب شاگرد مرزا غالب راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

طالب کی خبر لو کہ وہ بیمار ناتوان	دنیا مین کوئی دم کے لیے مہمان ہے اب
قفس صیاد نے گلشن مین رکھا ہی نہ قسمت	اگرچہ ہم ہین زندان مین یہ رہتے ہین گلستان مین
رسا وے نکلتے ہین اب آنسو کیا سبب اسکا	مگر اٹکے ہین لخت دل ہماری چشم گریان مین

وہ جب کرتے ہیں طالب وعدہ رہتا ہے یہاں جھگڑا | ہمیشہ آس مین اور یاس مین اور شوق و حرمان مین
ورے اوسکے اوٹھو اوٹھائے ہوئے | ناتوانی ذرا سنبھال ہمین

طالب تخلص پنڈت کشن لال کشمیری باشندہ دہلی اکونٹنٹ محکمہ نہر جمن دہلی شاگرد مولوی محمد حسین آزاد و نواب مرزا ظہیر انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی۔

محفل سے گر عدو کو اوٹھایا نہ جائے گا | تو ہم سے گھر مین دوست کے جایا نجائیگا
مین جاؤن اس جہان سے دیا جان تن سے جائے | پر ہائے کوے یار سے جایا نہ جائے گا

طالب تخلص قاضی محمد یعقوب خلف قاضی فیض اللہ مقیم دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

کہہ اکے مرے گھر وہ گل اندام نہ آیا | یہ جذبۂ الفت بھی کسی کام نہ آیا
دل لیتے ہی وہ بات رہی اوسکی نہ طالب | ہے اور مزاج اوس بت عیار کا اب تو

طالع تخلص شمس الدین لکھنوی معاصر سودا

ناز و کرشمہ غمزہ ادا عشوہ و خرام | یہ سب ہے ان بتون مین پہ اک دلبری نہین
زبس معمور ہے سینہ مرا الفت کے داغون سے | شگاف سینہ کو اپنے در گلزار کہتے ہین

طاہر تخلص مرزا بندہ حسین باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد نواب عاشور علیخان

سنا لہا سال رہے بادیہ پیما طاہر | ایک مدت سے نہین دیکھی ہے گھر کی صورت
نہ دیکھا اوسکو تو رویا مثال ابر بہار | کھلین جو عالم رویا مین ایک بار آنکھین

طاہر تخلص طاہر علی خلف سید اطہر علی فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

دل آپ کے مانند مکدر نہین اپنا | اس آئینہ مین دیکھیے زنگار کہان ہے

طاہر تخلص محمد طاہر قندہاری مقیم دہلی ہندیون کی صحبت مین زبان اردو کو اچھی طرح سے سیکھا تھا

ناز کرتی ہوئی ہم پر جو صبا آتی ہے | کوچۂ زلف سے اوس شوخ کے کیا آتی ہے

طائر تخلص شیخ اکبر آبادی شاگرد نظیر

اسطرح پائے ہین پیارے ترے اقرار مین کج | جیسے رہتا ہے عیان کاکل بلدار مین کج

طبیب تخلص حکیم محمد حسن خان ولد فتح خان فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

بیدلی کا درد جانے وہ صنم — اے خدا اوسکا کسی پر آئے دل
روز تیر دن کا نشانہ کیون نہ بنے — اسقدر چھاتی لب بان بیسے لائی دل
فتنۂ حشر بھی جھک جھک کے قدم لیتا ہے — تم تو وہ ہو کہ قیامت سے بھی بڑھکر نکلے

طبان تخلص مرزا احمد بیگ خان مرحوم ولد نواب عطاء اللہ خان باشندۂ دہلی مقیم کلکتہ مختار صدر دیوانی کلکتہ شاگرد مرزا جان طپش اولاد مین تغمش خان والی دشت قبچاق کے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۸۳۶ء اٹھارہ سو چھتیس عیسوی مین فوت کی مرزا احمد بیگ اپنا تخلص حرف طاء حطی سے لکھتے تھے

رات کو چرخ سے ٹوٹا نہ ستارا ہوگا — آہ سوزان کا مرے کوئی شرارا ہوگا
کیون نہ جھولوگے ہنڈولے مین تم اغیار کے ساتھ — میری قسمت کا جو گردش مین ستارا ہوگا
پابند نہین اپنے وہ رتبۂ عالی کا — پڑ جاے جسے چسکا اوس یار کی گالی کا
طرفین کی الفت سے تکمیل محبت ہے — امکان نہین بجنا اک ہاتھ سے تالی کا
پڑ گئے داغون سے کیا کیا نہ جگر مین سوراخ — پھول جھڑ جھڑ کے گئے ہم نے سپر مین سوراخ
وہ بولے دیکھ کے اس دل کے داغ تازہ و خشک — کہ اس فضا پہ نہین کوئی باغ تازہ و خشک
کبھو دل شوریدہ کو ہرگز نہ میرے ساتھ دفن — کھو ئیگا زیر خاک بھی ورنہ مرے آرام کو
کون آئینہ رو آج گیا ہے مرے گھر سے — پیدا ہے جو حیرت مرے ہر حلقۂ در سے
دریا سے نکلتے نہین جو مردم آبی — پنہان ہین مری آہ شرر بار کے ڈر سے
تغییر وعدۂ جانان مین سو سو بار ہوتا ہے — کبھی اقرار ہوتا ہے کبھی انکار ہوتا ہے

طبان تخلص سید قدرت علی دہلوی خلف میر سوز

داغ الفت سے جو مانوس نظر آتا ہے — مرغ دل سینے مین طاوس نظر آتا ہے
جان کھوئی ہو کے عاشق ابروی خمدار کی — کشتی عمر آکے ڈوبی گھاٹ پر تلوار کے

طپش تخلص مرزا محمد اسمعیل عرف مرزا جان ولد مرزا یوسف بیگ سید جلال الدین بخاری کی اولاد مین تھے مولد و مسکن انکا دہلی وہان سے آکر لکھنؤ مین مرزا جہاندار شاہ بہادر کی رفاقت مین تھے بعد ازان بنگالہ مین آکر مدت تک شہر ڈھاکہ مین نواب

شمس الدولہ بہادر کی رفاقت مین رہے سنسکرت مین اچھا دخل رکھتے تھے کسب سخن حضرت خواجہ میر درد سے کیا تھا شعر اچھا کہتے تھے خصوصاً مقطعات انکے بہت خوب ہوتے ہین کلیات انکا نظر سے گزرا مرزا جان طپش کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی غزلون مین تخلص اونکا طاء مہملہ سے لکھا تھا اسلیئے مین نے بھی تاے فوقانی سے نہین لکھا

کیون وصل کی دل سے جاوے امید | آخر دنیا ہے جاے امید
ایسی کیا کی ہے دلا ہم نے بتونکی چوری | دیکھکر ہم کو جو یہ آنکھہ چرا لیتے ہین
جب کہین غنچۂ پژمردہ نظر آتا ہے | دل سمجھکر اوسے چھاتی سے لگا لیتے ہین
نہین ممکن رہائی قید سے اوس زلف مشکین کے | قلندر ہوکے بین بجا اوسکی پیچھے سر منڈاتا ہون
ق کہا جو دل سے چل تجھکو تماشا اک دکھلاؤن | تہ کاکل عرق آلودہ وہ گردن جھلکاتی ہے
لگا کہنے طپش مین گھر سے باہر کسطرح نکلون | اندھیری رات ہے برسات ہے بجلی چمکتی ہے
ق طپش اب بیچتا ہے دل کو اپنے | بہا اس جنس کی کئی بوسے پر ہے
ہوے ہین خوبرو کتنے خریدار | تمنا سائی ہین جن جن کو نظر ہے
کوئی دو بوسے دیتے ہین کوئی چار | ولے اوسکا ارادہ بیشتر ہے
سو یہ ہے عرض خدمت مین تمھاری | کہ لینا آپکو منظور گر ہے
تو اب اس سے بھی کچھ بڑھتے زیادہ | یہ چرخ نیلگون نیلام گھر ہے
کسکی طرف سے آج طپش تجھکو یاس ہے | سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اوداس ہے
ناز سے وہ منہ پھرا کر اسطرف سونے لگے | چپکے چپکے لیکے کروٹ ہم ادھر رونے لگے
نے پیروی قیس نہ فرہاد کرینگے | ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے
ہم خوش ہوے سوراخ کے پڑنے سے جگر مین | اب نے کی طرح شوق سے فریاد کرینگے
کبھی تو پانو کے ٹھوکر سے تیرے آشنا ہوتے | اگر خوابیدہ کوچے مین ترے جون نقش پا ہوتے
سرخ اپنے لہو سے ترے دستار کرینگے | آخر کو ہم اک دن ترے سر چڑھکے مرینگے
دیکھینگے جنازے کو روکے گا کوئی کیونکر | اب باندھکے ہم بھی تو یہان سر سے کفن نکلے

طرب تخلص ولایت حسین خان قوم کمبوہ باشندۂ میرٹھہ شاگرد امداد حسین طعمہ

آبرو واسطے ہون نہ ترا من — دیکھو روشن ہے جان گوہر کا

طرب تخلص منشی گوپال سہاے بن پنڈت برج لال باشندہ مین پوری مقیم فتحگڈھ

سوتے نصیب کو نہ جگایا حضور نے — آئے نہ ایک رات مری خوابگاہ مین

طرب تخلص موتی لال کہتری شاگرد شاہ نصیر دہلوی

نہین گوندہی ہیچوٹی دست مشاطہ نے جانان کی — یہ مشکین بانڈھلی ہین لوسنے ذرد دیچ ایمان کی

طرب تخلص دہومی لال برادرزادہ راجہ کنول نین قوم کایتھ باشندہ دہلی شاگرد شاہ نصیر صاحب دیوان گزرے

مین ہی کیا تنہا ترے کوچے سے سر دیکر اوٹھا — جو بشکل نقش پا بیٹھا ہو وہ مشکل اوٹھا
ابر و مینا ے و می و ساقی و مطرب ہو طرب — کیا مزا تھا جو مرے پاس وہ دلبر ہوتا
تیرے مجنون کے گلے مین نالۂ آہن گداز — آن کر اٹکا تو یا نی طوق گردن ہو گیا

طرب تخلص مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانیسری مقیم دہلی شاگرد غبد الکریم سوز

آتش مزاجیون کا نتیجہ ہے مفلسی — خالی رہے ہے بیچ ہمیشہ چنار کا
قتل تو کرتا ہے مجھکو پر مین ہون برگشتہ بخت — خوف یہ ہے منہ نہ پھر جاے تری تلوار کا
بہت ہی ملتی ہے اوسکی طرب سے کچھ صورت — سوا پڑا ہے ترے در پہ اک جوان کیسا
ہوا ہے شوق سے اوڑکر چمن مین یہ پتنگے — نہین تنہی ہم اگر بال و پر نہین رکھتے

طرز تخلص گردہاری لال باشندہ امروہہ شاگرد قاسم صاحب سراپا سخن نے جو انکا تخلص طرار لکہا ہے غلطی کی ہے

نہ سلجہا شانے کے ہاتھون بھی زلف سیہ تیری — بنیٹ کو پیچ پڑا ہے معاملہ دل کا
آہ اوس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز — اٹھ گیا روٹھ کے جسکا بیٹھ رہا مل دیکھا

طرز تخلص احمد حسین باشندہ دہلی شاگرد مرزا خدا بخش قیصر

دل کو ترے ستانا چاہا نہ ہم نے ورنہ — نے گریہ بے اثر تھا نہ نالہ نارسا تھا
اتنا تو صبر و سے ہین یارب کہ بہر وصل — جلدی کرین نہ اوس بت دیر آشنا سے ہم

اب کی ملجاے وہ تو کام نہین | اگلی پچھلی حکایتون سے ہمین

طرز تخلص میر علی حسین لکھنوی شاگرد مرزا وزیر علی صبا راقم کے ملاقاتیون مین ہین

بہت سے جھنک ڈالی نہ کرے تو غیر | یار تم نے ضرور ماری آنکھہ
ہو چکی فرقت جدائی ہو چکی | آؤ ملجاؤ لڑائی ہو چکی

طرہ تخلص طرہ باز خان بنارسی

مصور کھینچے کر اوس شوخ کی تصویر کا نقشہ | مری صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کا نقشہ

طفل تخلص مرزا عبد القتہ بہادر عرف مرزا طفل خلف مرزا ابر مرحوم ذخوکش شاہ عالم بادشاہ زھد ورع مین اوقات گزارتے تھے صاحب دیوان گزرے

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہے | دل ہے میرا کوئی وحشی صحرائی ہے

طوبی تخلص راجہ نہال سنگھہ راجہ کپورتھلہ شاگرد غلام محی الدین غلامی

مین صدقے اس نزاکت کے کمر لچکا نہ کھا جاے | چھری باندھی تو باندھی تم نے کیون تلوار باندھی

طوطی تخلص سید علی حسین ولد امان علی لکھنوی مقیم حیدرآباد دکھن

چہرۂ یار پہ بکھری ہوئی کیا خوب ہے زلف | دستۂ سنبل گلشن سے ہے منسوب زلف

ظہور تخلص محمد رضا خلف مرزا اعظم بیگ قوم افشار باشندہ لکھنو شاگرد برق صاحب دیوان گزرے

جب تلک بیٹھا رہا وہ پاس مین بیخود رہا | ظہور گویا یار کی دیکھی تھی صورت خواب مین
مین جی جاؤن اجل سے آپ جائین گر پہلے | یہ پیغام زبانی خط سے کہنا نامہ بر پہلے
عوض بوسے کہ ہم نے گالیان دین یا کہ صاحب تم | ذرا انصاف تو کیجے تلا کے سنگ تر پہلے
مرکے جنت مین کبھی نہ جائین گے | رہنے والے ہین کوے دلبر کے
ایسا کہتی ہے ہر صبح آواز بلند | رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن گوہر کے
ہر انگوٹھی پہ عقیق شجری کی ہے بہار | تمنے ہاتھون پہ دکھائے ہین چمن شجر کے
چراغ طور مرے گھر مین طور جلتا ہے | خیال عارض روشن سے ہے روشنی مرا دل کی

طوفان تخلص میر نوازش علی خلف میر نظر علی باشندۂ قصبۂ اسیون توابع لکھنؤ شاگرد رشک

ابر برسات مین ایسا نہ برستا ہوگا | ایسی روتی ہین بہا دیتی ہین دریا آنکھین

طوفان تخلص میر حسین ولد میر عبد اللہ عرف میر عبو لکھنوی شاگرد برق صاحب دیوان ہین

دیکھکر چاند کو حیران سا رہجاتا ہے | شیفتہ ہے یہ ترے چاند سے رخسار کا دل

طوماس تخلص ایک فرنگی زادہ مشہور بجان صاحب باشندۂ دہلی شاگرد نصیر دہلوی کا ہے

سودا ہے زلف یوسف ثانی کا اسقدر | روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

طیش تخلص رحمن علی خلف منشی سبحان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد احمد جان عطش آئینہ نویس ہوے کلکتے مین گرحافظ اکرام احمد ضیغم سے شاگرد ہوے تھے راقم کے ملاقاتیون مین ہین

آنکھین غمازہ ہوگئین ہین طیش | راز افشا ہوا ہے محرم سے

حرف ظا معجمہ

ظالم تخلص ظالم سنگہ برہمن باشندۂ دہلی فارسی بھی کہتے تھے علمی کرتے تھے

دن تو رو پیٹ کے کٹ لیکن | ہجر کی شب پہاڑ آتی ہے

ظاہر تخلص رام پرشاد کھتری شاگرد مرزا رحیم الدین ایجاد باشندۂ دہلی

مین خاک ہون ہوئی شاید مجھے کو راہ دہان | یہ لوگ کہتے ہین دل مین ترے غبار آیا
بیچے دل اوس نے بیداد گر سے کیا ظاہر | کہ سادگی یہ وہ عیار ہے زمانے کا
صیاد تیرے ڈر سے ہون خاموش ورنہ یہان | مین اور چلین دو یوسے گھڑی بھر فغان مجھے

ظاہر تخلص حکیم میر محمدی دہلوی مقیم اکبر آباد

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خو کر ہم کو | چاہئیے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظاہر تخلص خواجہ محمد جان دہلوی شاگرد مرزا مظہر محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین قضا کی

اے آہ اس قدر تو گرہ بے اثر نہ ہوئی | ممکن نہ تھا کہ اوسکے دل کو خبر ہوئی

ظریف تخلص لالہ جینی پرشاد ولد روشن لال برادر خورد جینی لال حریف باشندہ

لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین

ترے عشق مین ہی جب یہ حال تھا کہ گئی مفت مین ہی سیاستِ غمِ دل
رہا مور د درد و الم ہی سدا ہوئی شاد کبھی نہ طبیعت دل

ظریف تخلص میر امان اللہ لاہوری آخر ایام مین لکھنؤ مین سکونت کی تھی

وعدۂ وصل تلک کیون نہ جئے صد افسوس
مر گئے ہم ایسے پشیمان ہین کہ جی جائے ہے

ظفر تخلص شیخ فتح علی باشندۂ الہ آباد مختاری کرتے تھے

اوسنے کھینچا تھا مرا زایچۂ حال سیاہ
اے خدا کیون نہ ہوا قرعۂ رمال سیاہ

ظفر تخلص میر ظفر خان

شب نظر آیا لب بام یہ پیارا اپنا
یارب اب کچھ ہے بلندی پہ ستارا اپنا

ظفر تخلص میان ظفر علی ولد مولوی کرامت علی تاجر لکھنوی شاگرد مظفر علی اسیر

بدنام کیا جوشش مئے ناب نے ساقی
اوٹھنے لگی رندان قدح نوش پہ انگشت

ہم اک صنم کے روز ازل سے مرید ہین
اپنا تو سلسلہ نہین کوئی سوائے زلف

کشتہ ہون ابرؤن کا جو باور نہ ہو تمھین
کہہ دو ون ہین رکھکے تیغ کے قبضے پہ یار ہاتھ

ظفر تخلص نواب نصیر اللہ ولد تجمل حسین خان بہادر ولد نواب ناصر جنگ سندرائے فرخ آباد

اچھا نہین ہے دامنِ محشر کا پھیلنا
چھوڑو نہ پائیچے وہم رفتار ہاتھ سے

ظفر تخلص ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ پادشاہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی و محمد ابراہیم ذوق بعد غدر نوے برس کی عمر مین سنہ ۱۲۷۹ بارہ سو اناسی ہجری مین رنگون مین انتقال کیا اکثر خطوط کو اچھی طرح سے لکھتے تھے شعر نہایت شیرین و نمکین کہتے تھے چار دیوان اسکے نظر سے گزرے

سر تلک دست ستم جون ہی ترا قاتل بڑھا
خون جسم ناتوان تل تل گھٹا تل تل بڑھا

تنِ گل خوردۂ عاشق کو جو کھنچا ئیے گا
تھان اچھا کوئی پھلکاری کا منگوائیگا

بوسہ جو طلب کیا شب اوس سے
بولا وہ رشک ماہ کیا خوب

کھائے بخیہ مین نہ کیون عقل رفوگر چکر
چاک دل دیکھ رفو بھی ہے رفو در چکر

ہم ہوئے شب کو یہ نالان بس دیوار کہ بس
کھولکر غرفہ لگے کہنے وہ ناچار کہ بس

خدا بچائے طرف دوستی سے اس دل کی
واہ تم صبح کو بھلے آئے
پاس اونکے رقیب آ پہنچا
دل ہوا ناوک مژگان کا نشانا سچ سچ
تیرا مریض مر گیا تین دن کے بعد
جیتے جی آئیں ہین کیون ہو نامہ بر دو نو لطف
اب تو خط ہین نے لکھا تمکو ہوئی مجھسے خطا
سکھائی کسنے چوری چشم تر اشکو نکے لڑکو نکے
مرے مژگان سے آنسو اسطرح برسون برستے ہین
قتل عالم کو کر دو تم اور قضا کا نام لو
تیری چشم مست کو جو دیکھے ہو جا ہے خراب
نہ یہان تک آپ آتے ہو نہ تم ہمکو بلاتے ہو
بتون پر زاہد و گر ہم فدا ہونگے تو ہونے دو
مین کرون توبہ کہے سے جھوٹ نہ بول
نہ دیا بوسہ نہ منہ تم نے لگایا منہ سے
ہاتھون سے ترے نرگس بیمار کے نالان
خدا کے واسطے زاہد اوٹھا پردہ نہ کعبہ کا
تمو بباندھتے ہین گھر مین جھوٹ موٹ پڑے
سوئین تجھ بن چین سے کیا زیر سر ہم رکھکے ہاتھ
ناز و غمزہ جو ہے اوسکا قرار اکا چور ہے
مصور نے ترا سب چہرۂ مقبول کھینچا ہے
کبھی آگئے وہ جو یہان چلتے پھرتے
اوسیکو دوست سمجھتے ہین وہ جو کچھ نہ کہے

جو ہو یہ دوست تو حاجت نہین عدو کی مجھے
دن چڑھے کہ کے دن ڈھلے آئے
ہائے دشمن قریب آ پہنچا
آگیا تم کو تو ہان تیر لگانا سچ سچ
اچھا اثر دوا نے کیا تین دن کے بعد
لوگ کچھ کہین لگاتے آن کر دو نو طرف
پھر نہین لکھنے کا کہیئے تو مچلکا لکھ دون
ہوئے یہ چور ایسے آنکھ کا کاجل چراتے ہین
کہ جون برسات کی موسم مین مینہ چھاجون برستے ہین
اے بتو تہمت نہ لو دیکھو خدا کا نام لو
خواہ صوفی خواہ ہو میخوار اسمین کوئی ہو
کہینگے سب بے مروت ہم بھلا مانو برا مانو
تمھین پھر کیا گنہگار خدا ہونگے تو ہونے دو
توبہ کر زاہد معاذ اللہ
آپ کہتے رہے یون ہی ہمین کیا کیا منہ سے
مین آگئے مسیحا کے مسیحا مرے آگے
کہین ایسا نہ ہو یہان بھی وہی کافر صنم نکلے
الٰہی جان پہ چھوٹون کے قہر ٹوٹ پڑے
تار بخیہ آستین مین آستین کا سانپ ہے
دل چرا لینے کو یہ اک اک بلا کا چور ہے
مگر اک زلف ہی کے کھینچنے مین کچھ طول کھینچا ہے
تو دے کر ہو گئے گا لیان چلتے پھرتے
کرے جو اوسنے جواب و سوال دشمن ہے

بوسہ لیا جو منہ سے بڑا منہ چیاق سے — تجھے حبیب حیا سے بول اوٹھے وہ نیاق سے
اوس مصحف رخ کا تو ہم وہیان نہ چھوڑینگے — ایمان ہے وہ اپنا ایمان نہ چھوڑینگے
مین جو کہتا ہون بیوفا ہے رقیب — وہ مجھے کہتے ہین کہ تو کیا ہے
دین کے ستون ہین پنجتن و چار یار پاک — قربان ہین ہم تو دل سے ظفر چار پانچ کے

ظہور تخلص مولوی ظہور علی خلف مولوی فتح علی باشندہ ہریانہ مقیم دہلی شاگرد عبد الرحمن خان احسان و شاہ نصیر و مومن خان اولاد مین محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کے تھے

قصد ستم سے پہلے ہی یہان دم نکل گیا — نکلی نہ ہائے اوس ستم ایجاد کی ہوس
گردش ہے مجھے چشم کے مانند ہمیشہ — آوارہ ہین گھر مین ہون مسافر ہون وطن مین
سامنے اوسکے نکلنے کی نہین بات ظہور — گھر مین تم بیٹھ کے باتین ہی بنا جانتے ہو

ظہور تخلص احمد جان باشندہ مرشدآباد دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

ہم خاک ہوکے اوسکی گلی مین رہے تو کیا — باد صبا کو ضد ہے ہمارے غبار سے

ظہور تخلص لالہ شیو سنگھ دہلوی شاگرد انعام اللہ خان یقین

بہا اس بے بہا کا کیا بھلا ہو — سر قاتل پہ جسکا خون بہا ہو
چشم گریان جنون سے معمور ہے — چاندنی برسات کی مشہور ہے

ظہور تخلص حافظ ظہور اللہ بیگ وطن انکا توران مولد و مسکن دہلی

باتون پہ تیری بھولے ہوئے تھے پر اب یہ لوگ — حالت کو میری دیکھ کے ہشیار ہوگئے
ایسا نہ ہو قاصد کہ مرا کام نہ ہووے — گم نامۂ حال دل گم نام نہ ہووے

ظہور تخلص حافظ امداد حسین نبیرہ غلام محی الدین متخلص بہ عشق و مبتلا کے شاگرد مرزا رحیم بیگ رحیم باشندہ میرٹھ

جبہ سا غیر ہون ترے در پہ — لکھا ہے یہ لکھا مرے مقدر کا
گرآرزو نہ تنگ وہانون سے بات کی — سب جانتے ہین غنچہ کے منہ مین زبان نہین

ظہور تخلص منشی شیخ ظہور محمد ولد منشی اسمعیل عرف منشی نہال ابن حافظ محمد صالح

شاگرد مصحفی تاریخ تولد انکے نام سے نکلتی ہے ایسے دیوان اور مثنوی ظہور عشق یادگار ہے

مزا ایسا ملا بوسے کا مجھکو ٭ رہا مین مرتے دم تک چاٹتا لب

ظہیر تخلص سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا ہی دہلوی خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

مانا کہ تم سے دل نہین ملتا نہین ملے ٭ کیا مجھ سے خاک مین بھی ملایا نہ جاے گا
یہان یہ نیاز ہے کہ سراپا نیاز ہون ٭ وہان ناز وہ کہ ناز اوٹھایا نہ جاے گا
ہے میری خستگی مری صورت سے آشکار ٭ کچھ داغ دل نہین کہ دکھایا نہ جاے گا
جانے کو خیر جائیے اوس بزم مین ظہیر ٭ حضرت سلامت آپ سے آیا نہ جائیگا
کوے دشمن سے گزرنا کیا غضب ٭ اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

ظہیر تخلص سید محمد جان خلف و شاگرد میر یحییٰ ناظم باشندہ دہلی

یہان حرف موفاؤن کا تھا بر سبیل ذکر ٭ ہمنے خدا نخواستہ تم کو کہا نہین
اک دلربا کے کہنے یہ اتنا خفا ہوئے ٭ کچھ جنگجو کہا نہین بدخو کہا نہین
وہ بھی کیا ملک عدم ہے اے ظہیر ٭ اوس گلی مین جو گیا آیا نہین

ظہیر تخلص منشی ظہیر الدین بلگرامی خلف محمد مسعود صاحب دیوان و اسرار کربلا ہین

عادت یہی ہے تیری کیا کر نہین نہین ٭ رکھتے ہین یار لوگ تری ہان نہین سے کب

ظہیر تخلص شیخ علی بخش خلف شیخ عباد اللہ بلگرامی

بوسہ لیا ہے ورد گیسو لگا ہے ٭ ہون جرم کا مقر نہین حاجت گواہ کی

ظہیر تخلص حافظ مولا بخش نابینا باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

کیا گلہ چرخ سفلہ پرور کا ٭ بخت واژون ہے اہل جوہر کا

حرف عین مہملہ

عابد تخلص میر عابد علی کمیدان پلٹن ذوالفقار حیدری ولد میر مہدی باشندہ

لکھنؤ شیخ امان علی سحر اور میر انیس مرثیہ گو دونون انکو اپنا شاگرد بتلاتے ہین ؁

معلوم تم کو بھی ہو کسی پر جو آئے دل	ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پرائے دل
مٹی ہوا ہوا پامال ہو گیا	کیا پوچھتے ہو خاک کہون ماجراے دل

عابد تخلص مرزا زین العابدین ولد مرزا غلام علی بیگ اکبرآبادی

اے صبح شب وصل پہ اندھیر کیا کیا	تو آئی اور اوس مہ سے جدا کر دیا ہمکو

عاجز تخلص سید کاظم علی شاگرد شوق

جان لیکر غم و اندوہ و الم نے چھوڑا	مر کے عاجز نظر آئی ہے مفر کی صورت

عاجز تخلص سید اکرام علی تحصیلدار فیروزآباد بن سبحان علی باشندۂ فتحپور ہنسوا

لخت دل سینے سے آنکھون تک پہونچکر رہگیا	نخل مژگان کے تلے ٹھہرا مسافر دور کا

عاجز تخلص پیرجی شرف الحق کوتوال دہلی

ترے ہجر کا اب علاج اے مسیحا	اگر دیکھتے ہین تو سم دیکھتے ہین
مدت سے چھوڑ بیٹھا اس جسم ناتوان کو	دم تیرے دیکھنے کو آنکھون مین آرہا ہے

عاجز تخلص مرزا عبداللہ بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ شاگرد قادر بخش صابر

اللہ اللہ رے نزاکت تری رخ کی ظالم	کسنے دیکھا کہ نشان اوس پہ نظر کا نہ ہوا
روتا ہون تو ہنستے ہین وہ کم ظرف سمجھکر	کرتے ہین خجل مجھکو مرے دیدۂ تر اور
لخت دل صد پارہ ہے ہر نوک مزہ پر	ہے آج تو کچھ رنگ ہے اے دیدۂ تر اور

عاجز تخلص لالہ موہن رام دہلوی

عاجز کچھ احتیاج نہین ہے شراب کی	پر ہے ہمارا خون جگر سے ایاغ دل

عاجز تخلص عارف علی خان اکبرآبادی صاحب دیوان گذرے

ترے برگشتہ مژگان کا خیال آتا ہے یون کپر	کہ دکھنی فوج جون بھالے لیے میدان مین آئے

عاجز تخلص الف خان افغان باشندۂ خورجہ

کیا ہوا اگر چشم تر سے خون ٹپک کر رہگیا	بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہگیا

عاجز تخلص میر غلام حیدر دہلوی شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم عظیم آباد

سوزش داغ کی میرے جو خبر گرم ہوئی	مہر سر کھولے ہوئے مارے جلن کے نکلا

عاجز زور آور سنگھ کھتری باشندہ دہلی نبیرۂ نند رام مخلص شاگرد نصیر الدین غریب

عاشقوں کو ترے اک جا نہیں آرام کہیں	دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں
شب مہتاب کس کم بخت کو ہجران کی بھاتی ہے	کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہے

عادل تخلص میر عنایت حسین ولد میر نوروز علی لکھنوی مقیم کلکتہ برادر جمشید محل زوجۂ واجد علی بادشاہ شاگرد مرزا محبت علی لکھنوی یہ شعر اس تذکرہ کو لیے بھیجے تھے

زہے شوق شہادت قلب مشتاقانہ کہتا ہے	کمان کو تیر کو سوفار کو چلے کو پیکان کو
الٰہی شکر اپنی تو ہوئی تاثیر آہوں میں	کلیجہ تھام لیتے ہیں وہ سن کر شور و افغان کو
ہمارا آفتاب داغ سوزش پر جو آجائے	بنا دے رشک تابستان ابھی فصل زمستان کو

عارف تخلص محمد عارف رفوگر کشمیری دہلوی شاگرد نجم الدین ابرو صاحب دیوان گذرا

اس ابر میں بے ساقی و مے جی پہ بنی ہے	ہر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہے
دختِ رز سے کہو کہ جا کے سلے	ورنہ عارف افیم کھاتا ہے
ہمیشہ دل یہ خیالِ نگار گزرے ہے	اسی خیال میں لیل و نہار گزرے ہے

عارف تخلص محمد عارف لکھنوی

اوس نور کی مجھکو جستجو ہے	جسکا جلوہ یہ چار سو ہے

عارف تخلص میر عارف علی باشندہ امروہہ شاگرد مصحفی عروض و قوافی میں اچھا دخل رکھتے تھے آخر ایام میں مرادآباد میں سکونت اختیار کی تھی اور شعر گوئی ترک کر کے وعظ و نصائح سے خلق اللہ کو ہدایت کرتے تھے

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں کٹی	ہاتھ دل پر سے اوٹھایا تو جگر پر رکھا
وہ ہوا گرد سے جب وقت شکار آلودہ	تیر خاکی بنے مژگانِ غبار آلودہ

عارف تخلص نواب زین العابدین خان دہلوی خلف نواب غلام حسین خان متخلص بہ مسرور شاگرد شاہ نصیر و اسد اللہ خان غالب سنہ ۱۲۶۹ بارہ سو انسٹھ ہجری میں انتقال کیا شعر انکے اچھے ہوتے ہیں دیوان انکا نظر سے گذرا

کیون نہ غیرت سے مرون مین کہ تجھے پردہ نشین
نہ خداوند کو گر پاک منزہ سمجھون
ہماری خاک سے اوسکو کدورت کب تھی یا رب
کہان سے آگئی اسمین تری رفتار کی تیزی
رسوا ہوا تو اہل وفا مین ہوا عزیز
شوخی وہ بھری ہے کہ ذرا جا نہین باقی
بیٹھکر کس فکر مین تم نے مروڑا دیر تک
سخت شرماتے مین آنا نہ سمجھتا تھا نہین
دیوانگی مین غیر کو دون خاک کا لیا ن
مفلسون کو تو ہے مرنا بھی جدائی مین محال
ابھی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آئی
اے پری تیری زبان کی نہین فہمید ہمین
امتحاناً وہ مرض کا مرے کرتے ہین علاج
دے چکا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب
غصے مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
مجھکو اور آپ کو عالم مین نہ رسوا کیجے
اے غم عشق وہ دل جسکو بغل مین پالا
ہم تو دیوانے ہین مجنون کے کہے جائینگے
نہ تو روزن کوئی سینے مین نہ پہلو مین شگاف
آج کچھ مشکل ہے کل اور ہے صورت اپنی
جمع جب تک نہ کیے حرف مقطع ہم نے
بیکسی مین مجھے ہوتی ہے غنیمت وہ بھی
کس تعجب سے اوسے غور سے ہم سنتے ہین

عالم الغیب سے ممکن نہین پنہان کرنا
کب گوارا ہو مجھے تجھہ پہ نگہبان کرنا
سکھایا ہے اوسے چلنا اوٹھا کر جسنے دامانکا
کہ چلنا قتل کرتا ہے ہمین شمشیر بران کا
اچھا ہوا وہ حق مین مرے جو برا ہوا
دشنوار ہے آنا تری آنکھون مین حیا کا
جا بجا جو آپ کے بند قبا مین بل پڑا
چھیڑنا تھا تو کوئی شکوہ بجا کرنا
اب نا تا ہے کون بڑا میری بات کا
کھائینگے کیا نہ اگر زہر میسر ہوگا
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری زنار پسند
اس سبب اوٹھتی ذرا الذت دشنام نہین
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام نہین
لب جان بخش ترے دیکھیے کیا کہتے ہین
کیا لطف ہمنے شب کو اوٹھاے شتاب مین
آپ ہو رہیئے مرے یا مجھے اپنا کیجے
پیو ہین اوسکا یہ لہو کیون کہ گوارا کیجے
ہین حسین آپ طرفداری لیلی کیجے
دل سے ارمان مرے نکلے تو کیونکر نکلے
عاجز آجاے نہ کیونکر ترا دربان ہم سے
خط مین لکھا نہ گیا حال پریشان ہم سے
کوئی جسوقت مرے سر پہ بلا آتی ہے
کہین آپس مین اگر ذکر وفا آتا ہے

عارف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد مجتہد لکھنوی مقیم کلکتہ شاگرد میر نواب مونس یہ شعر اس تذکرہ کے واسطے بھیجے تھے

شوخی دیدۂ محبوب پہ مین مرتا ہون — سبزۂ گور بھی اگاہ غزالان ہو گا
عرق ٹپکا جو وقت قتل اونکے روی روشن سے — ہوا دینے لگا ہر زخم تن قاتل کو دامن سے
کبھی اک دم نہ اسنے روشنی تربت پہ اپنی دی — ہوا کو کس قدر ہے لاگ میری شمع مدفن سے

عارف تخلص میر جمال الدین خلف میر بدر الدین نواسہ خواجہ باسط شاگرد خواجہ حیدر علی آتش صاحب دیوان گزرے

بہار آئی گلستان مین ہوا پیدا جنون سر مین — چلو صحرا کو دیوانو دم اکتا تا ہے اب گھر مین
مری وحشت کا باعث ان حسینون کی ہے زلف اور — وہان زلفین سنورتی ہین جنون بڑھتا ہے یان سر مین

عاشق تخلص مولوی جلال الدین شعرائے قدیم سے ہین

یہ کس کے نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین — کہ بند ہونے بھی نہ پایا زخم کا انگور سینے مین

عاشق تخلص سید محمود حیدر آبادی

مرد کب کھائے ہے نت خون جگر مین غوطہ — آہ مارے نہ کبھی بحر اثر مین غوطہ
اوسکے دانتون کی صفا سے نہ مقابل ہووے — مارے الماس اگر آب گہر مین غوطہ

عاشق تخلص مرزا احمد رضا خان عرف مرزا بچو خلف نوازش علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد مہدی علی خان کوثر

وصل کی شب ہے مہیا ہین سبھی سامان عیش — آج ساقی بادۂ گلگون بھی ہونا چاہیے
نرگسی آنکھین ہین پر معشوقون کی اور چاہ دو گام — جنبش لب مین مگر افسون بھی ہونا چاہیے
نا شنیدہ بانہ سے ہنستا ہے گر اے شوخ تو — غمزدون کے حال پر محزون بھی ہونا چاہیے

عاشق تخلص عاشق بہار ساکن سیالکوٹ

کچھ یاد ہے تمھین کہ وہ سب بھول ہی گئے — جو جو ہوئے تھے میرے تمھارے کلام شب
محفل مین آپ ہنستے رہے دشمنو نکے سات — گریان برنگ شمع رہے ہم تمام شب

عاشق تخلص بخشی بھیو لا ناتھ پنڈت فرزند راجہ گوپی ناتھ دیوان سرکار مجد الدولہ

قیس نادان سراسر نظر آیا مجھکو ٭ جا تیسے دشت مین کیون کوچۂ دلدار کو چھوڑ
غیرون کی بغل مین تو مری جان رہا گرم ٭ اِس رشک سے آنکھون سے مری خون بہا گرم

عاشق تخلص رام سکھ کھتری شاگرد غلام حسن تجلی و نصیر دہلوی باشندۂ دہلی

حیرت زدہ مین دیکھون ہون یون اوسکو ہر دم ٭ تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علی خان دہلوی نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم انکے تین دیوان ریختہ مین اور دو دیوان فارسی مین اور چند مثنویان یادگار ہین اشعار اونکے قریب دو لکھ کے ہونگے

ابر آتا ہے آفتاب چھپا ٭ ساقیا مت شراب ناب چھپا
گو آہ مین اپنی نہین تاثیر سرِ دست ٭ پر ہے یہ بساط اپنی مین اک تیر سرِ دست
دن تو جون تون کے کٹا رات پھر آئی سر پر ٭ آفتِ تازہ جدائی تری لائی سر پر

عاشق تخلص شیخ نبی بخش ولد محمد صالح اکبر آبادی شاگرد نظیر

دام مین لاکر ہمین صیاد پچھتایا بہت ٭ استخوان آیا نظر جب بال اور پر سب گرے
اپنا دکھیے سے چھپتے ہین ہو کر ندامت سینے مین ٭ اوس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگانا بھول گئے

عاشق تخلص منشی عجائب رائے

جسکی غیرون سے لڑ رہی ہے لگاہ ٭ ہمین اوسکی کٹار نے مارا

عاشق تخلص علی اعظم خان خلف خواجہ محمدی خان مرید شاہ گھسیٹا عشق آخر ایام مین ترک دنیا کرکے فقیر ہوگئے تھے

روز و شب یار سے بلا ستکیجے ٭ چین اسپر نہ ہو تو کیا ستکیجے

عاشق تخلص میر یحیی عرف عاشق علی خان دکھنی

آنکھ کیون تونے بھلا ہمسے ملائی پیار سے ٭ بجھ گئی تھی سو پھر اب آگ لگائی پیار سے

عاشق تخلص میر برہان الدین شاگرد حسن

ہو چکے نہ پاس ہم کبھو اوس گلعذار کے ٭ دام و قفس مین جاتے رہے دن بہار کے

عاشق تخلص مشیر الدولہ محمد علی خان ولد رحمت اللہ خان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ

شاگرد میر حیدری مرثیہ گو صاحب دیوان ہین

سر کے تعویذون پہ تیرے ہین کہون ہیتی ٹکا	خوشئہ پروین ہے یہ اے مہربان بالای سر

عاشق تخلص سید ہدایت علی خان دہلوی احمد شاہ درانی کے سبب جب دہلی مین انقلاب ہوا یہ مرشد آباد مین مقیم ہوئے تھے صاحب دیوان ریختہ و فارسی گزرے

بے دیکھے ترے ایسی ہین متصل آنکھین	بے نور ہوئین نور نظر تجھسے پلٹ آنکھین

عاشق تخلص سدا سکھ

شام سے تا صبح عاشق بس بقول میر آہ	مجھکو بالین پر نہ دیکھا کھولی سو سو بار چشم

عاشق تخلص سید عاشق علی ولد بخشش علی باشندۂ اٹاوہ

کون سلجھائیگا وہ زلف دوتا میرے بعد	کسکو الجھائیگی یہ کالی بلا میرے بعد

عاشق تخلص محمد عاشق حسین خان بن محمد مشتاق حسین خان باشندۂ آگرہ شاگرد غالب

شور سنکر وہ دریچی سے نظر کرتے ہین	آج نالے مرے ممنون اثر کرتے ہین

عاشق تخلص پنڈت دیارام سابق صدر الصدور بنارس خلف پنڈت رگھنند متوطن دہلی

عاشق اگرچہ یار نہین تجھسے بولتا	بول اوس سے جسطرح سے بنے چھیڑ چھاڑ کر

عاشق تخلص پنڈت شام نراین بن پنڈت رام نراین متوطن دہلی

جو بات بات پہ روٹھے علاج کیا اوسکا	کہان تلک اوسے ہر روز ہم منائینگے

عاشق تخلص منشی بانکے سنگھ مقیم فرخ آباد شاگرد مولوی غیاث الدین رامپوری

لگی ہے جب سے کہ تاک اپنی دختر رز پر	مدام میکدہ کا ہم خیال کرتے ہین

عاشق تخلص عاشق علی

آتے ہین تو کچھ باتین کیا کیا وہ بناتے ہین	پر غور سے جب دیکھو اوپر ہی کی باتین ہین

عاشق تخلص مرزا انتظام الدین بن مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا عالی بخت عالی ستار اچھا بجاتے تھے

رنج فراق و جور بتان نالہائے شب	کن کن مصیبتون مین خدایا نہین ہون مین

اوس گل کے مگر باغ مین آنے کی خبر ہے / ہر غنچہ لیے ہاتھ مین اک مشت جو زر ہے

عاشق تخلص شیخ محمد جان شاگرد احمد علی کامل وطن انکا فیض آباد مسکن دیومی پرگنہ کوڑا ضلع فتح پور ہنسوا

ہر عضو بدن یار کا ہے کان ملاحت / ہیرے کی کلائی ہے تو بلور کی گردن

عاشق تخلص مرزا رحمت بخش عرف منجھلے مرزا نبیرہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا رحیم الدین حیا

پگھلے نہ دل بتوں کا نہ دل غیر کا جلے / نالوں کی اب اثر وہ خدا جانے کیا ہوئے

عاشق تخلص اقبال حسین خلف منشی نور الدین باشندۂ دہلی شاگرد مرزا غالب

مر کے پردہ رکھیا عاشق کا یہ اچھا ہوا / دربدر کوچہ بکوچہ مدتوں سے خوار تھا

توبہ تو کرچکا ہون مگر کچھ اندنون / دیتی ہے دم بہار کی آب و ہوا مجھے

گر ہماری بندگی ہے ناقبول / تو بتوں کی بھی خدائی ہو چکی

عاشق تخلص راجہ کلیان سنگھ ولد راجہ شتاب رائے ناظم عظیم آباد صاحب دیوان گزرے

مچایا ہے جگر نے حشر کا سا شور پہلو مین / مگر دیکھا ہے یہ حال دل رنجور پہلو مین

عاشق تخلص نواب والا جاہ عرف چھوٹے صاحب خلف دلیر الدولہ مرزا محمد علیخان عرف آغا حیدر نیشاپوری فیض آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد سرفراز علی قادر

گل مراد کھلا ہے خزان کے جانے سے / چمن چمن ہے شگفتہ مری بہار مین روح

جلد آئیو جواب کا یہان انتظار ہے / آکر یہین یہ کھولیو اے نامہ بر کمر

بلا چاہ ذقن مین زہر خط مین سحر باتون مین / صفا رخسار مین اعجاز لب مین ناز آنکھون مین

یار در خانہ و ما گرد جہان مے گردیم / عرش و کرسی مین نہ پایا اوسے پایا دل مین

گرم رو ایسا ہون مین دیوانۂ آتش قدم / بنگیا ہر دانۂ زنجیر اخگر پاؤن مین

عاشق تخلص آغا حسین قلی خان خلف آغا علی خان مقیم لکھنؤ وطن انکا خراسان مولد عظیم آباد سکندرآباد مین تحصیلدار تھے

جس سے کہ مین پوچھون ہون ترا عشق کا لیکے	رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہین سکتا

عاشور علی خان بہادر لکھنوی بن نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ بہادر انکا کوئی شعر سواے ایک غزل کے جو سراپا سخن مین مندرج ہے سنا نہین گیا اور لکھنؤ کے بہت سے معتمد شاعرون سے سنا کہ یہ خود شعر کہتے نہ تھے صرف اپنے شاگردون کے غزلین بنا دیتے تھے

کعبۂ صدق و صفا مشرق انوار دل	عالم علم خفی مخزن اسرار دل
خضر طریق وفا عیسی معجز نما	برق تجلی طور طالب دیدار دل
خاکی و قدسی سرشت نوگل باغ بہشت	آئینۂ حق نما شمع شب تار دل
نالۂ قلب سقیم گوہر اشک یتیم	کشتۂ گلگون قبا بزم عزا دار دل

عاصم تخلص صمصام الدولہ خان دوران خان خواجہ عاصم خلف خواجہ قاسم ساکن اکبرآباد امراے فرخ سیر بادشاہ مین تھے سنہ گیارہ سو اسی ہجری مین انتقال کیا

نزدیک ہے خزان کا ہو وے گزر چمن مین	تو شور کر لے بلبل آوے جو تیرے من مین

عاصمی تخلص خواجہ برہان الدین دہلوی خواجہ عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے

چمن کی تحت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا	ق	ہزارون بلبلون کا شور تھا فریاد قلقل تھا
خزان کے دن گئے تو کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین		بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا
صاف دل ہونا بہت دشوار ہے		آئینہ بھی عکس سے خالی نہین

عاصی تخلص منشی امداد حسین خلف سبحان علی خان شاگرد ناسخ

اے عاصی کوچہ گرد تو ہے	دیوانون مین انتخاب نکلا
ہین کس کس شعلہ رو کو سینہ صد چاک دکھلاون	رہا تھا ایک دل سو چل گیا کیا خاک دکھلاون

عاصی تخلص ایک شخص رامپوری کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

گھلائے ہے گرمی سے نگہ کی وہ گلندام	اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے

عاصی تخلص شیخ بنگالی باشندہ ڈھاکہ

بھلا مین تو برا ہون پر تجھے کچھ پاس ہے ظالم	قسم کا قول کا اقرار کا وعدہ کا پیمان کا

عاصی تخلص نور محمد باشندہ برہان پور دکھن

بیٹھے ہین ہم کہ اب کہین تم نے بھی ٹال دیا	بیٹھے کہین جو بات کہین اور نظر کہین

عاصی تخلص منشی صدر الدین اکبر آبادی

مین ترک عشق کرون دے کے جان کو کیونکر	نہ بس مین دل ہے مرا اور نہ اختیار مین روح
جہان مین یہ ملی کیمیا ہمین عاصی	کہ خاک بن کے رہی اپنی کوے یار مین روح

عاصی تخلص لالہ سالگرام ناظر عدالت فوجداری لکھنؤ

ہنسا کئے وہ رقیبون سے اور مین شب بھر	بسان شمع رہا اشکبار صحبت مین

عاصی تخلص منشی جمعیت راے نائب سررشتہ دار عدالت فوجداری فتح آباد خلف لالہ کیسری داس باشندہ اودگر پور

پابند رنج رشک نہ کیونکر ہو دل مرا	کھلوا کے بند غیر سے تم نے نقاب کے

عاصی تخلص گھنشام راے کایتھ مقیم دہلی شاگرد نصیر صاحب دیوان گذرے

آپ ہی ٹک اپنے ابروے پرخم کو دیکھیے	تیغ دو دم کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
فوارہ کا سا حوصلہ اتنا نہ کیجیے تنگ	ملو بھرے ہی پانی مین گر پھر اچھل پڑے

عاقل تخلص لالہ لچھمن لال عملہ عدالت کلکٹری ضلع الہ آباد

بے نشانی اس چمن مین ہے نشان عندلیب	شہپر عنقا ہے جب آشیان عندلیب
ہے گلستان جہان مین عاقل شیرین سخن	ہم صفیر و ہمنوا ہم داستان عندلیب

عاقل تخلص عاقل شاہ دہلوی آزادانہ وضع رکھتے تھے

قید بھی یہان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین	واہ وا اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عالم تخلص صاحبزادہ محمد شاہ عالم خلف شاہزادہ غلام محمد ابن ٹیپو سلطان باشندہ ٹالی گنج متعلق کلکتہ شاگرد مولوی نجم الدین علی نادر

یار کے گویا دہان تنگ مین دندان ہین یہ	غنچۂ گل مین مسلسل دانۂ شبنم نہین
کیا عجب گلگیر آتش بار شاخ گل کی طرح	ہاتھ مین تیرے جو اے رشک بہاران شمع ہو

عالی تخلص خواجہ عبد اللہ عرف بھورجی خلف عبد الشکور شاگرد خواجہ آتش وطن انکا

کشمیر مولد و مسکن لکھنؤ

واہ رے پاس ادب کو سون پھرا ہون دور دور
تا نہ آئے سایۂ دیوار دلبر زیر پا

رزق اپنا آسیا سا منحصر گردش مین ہے
ہے لکھا شاید مرا خط مقدر زیر پا

عالی تخلص مرزا عالی بخت بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا اعز الدین ثابت و عبد الرحمن خان احسان

حاضر ہوا جو یار تو قسمت کا پھیر دیکھ
معدوم وہ کمر ہوئی غائب دہن ہوا

آب دم شمشیر کا کسکے ہے بیان ذکر
پانی جو بھر آیا ہے لب زخم جگر مین

عالی تخلص شاہ ابو المعالی مغفور خلف حضرت شاہ اجمل اجمل صاحب دائرہ الہ آباد ہر دو زبان فارسی و ریختہ مین شعر کہتے تھے

نور تجلی یہ نہین موسی طور سے ایسا جلوہ کہان لیکھا ہے
آکے ہمارے نور نظر نے پردے مین کھلائین آنکھین

خانہ خراب ہوا سن جا بہت کا دن کو وصل تو خواب ہے سیکھو
آنکھ لگی اک پل نہ ہماری جب سے تمنے لگائین آنکھین

عالی جاہ خلف الرشید نظام الملک کا تخلص ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہے
شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہے

عبادت تخلص مرزا عابد علی بیگ ولد مرزا بخش اللہ بیگ لکھنوی شاگرد امانت

کرتے ہین خون مرادہ حنائی دکھا کے ہاتھ
ہین قہر کے ستم کے غضب کے بلا کے ہاتھ

مشک ختن کہا تری زلفون کو کر معاف
پڑتا ہون پانون باندھ نہ مجھ پہ بلا کے ہاتھ

عباس تخلص میر عباس تھانہ دار لکھنؤ ولد میر امام الدین لکھنوی شاگرد وزیر صاحب دیوان گزرے

او تارے قبر مین مجھکو اگر وہ رشک چمن
خوشی سے پھولی سمائی نہ پھر مزار مین روح

محتاج ہین غنی بھی فقیر دن کی طرح سے
پھیلے ہین تیرے سامنے شاہ و گدا کے ہاتھ

تصویر نے جو میری کہا خاک پیرہن
بہزاد و شہر مسارہو اکیا بنا کے ہاتھ

عبد تخلص عبد اللہ دکھنی مصنف مثنوی در المجالس معاصر میر و مرزا

کسون ہین کس سے یہ دکھ یار کی جدائی کا
دوا پذیر نہین درد آشنائی کا

عبید تخلص غلام ربانی ہوگلوی اندنون کلکتے مین سکونت اختیار کی ہے راقم کی ملاقاتی ہین

شوخی رنگ حنا مین یہ اثر ہوتا نہین — خون عاشق سے وہ پنجۂ رشک مرجان ہو گیا
خنجر خونخوار قاتل سے ہم آغوشی ہوئی — کیا مبارک ہمکو یاد عید قربان ہو گیا

عبرت تخلص میر ضیاء الدین باشندۂ دہلی مقیم رامپور شاگرد نواب محبت خان بدولت کی مثنوی قریب نصف کے انکی تالیف سے نظر آئی صاحب دیوان گزرے

بیتاب کوئی شے نہین سیماب کے مانند — پر وہ بھی نہین اس دل بیتاب کے مانند
مین مثل کتان چاک کرون جامۂ تن کو — آ جائے جو سر بام تو مہتاب کے مانند

عبرت تخلص نواب حسن علی خان لکھنوی عرف بڑے مرزا خلف نواب محمد علی خان بن شجاع الدولہ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

تکیے مین دفن مین ہونا وہ ہے کوئے یار مین — میرا الگ مزار جدا ہے مزار دل
گرد کدورت آئنہ رو کی مٹی نہ ہاے — ہر چند آب گریہ سے دھویا غبار دل

عبرت تخلص دولت رام خلف راے ہیرالال کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شیخ ابراہیم ذوق

روسیاہی گو اٹھائی عشق مین ہم نے بہت — لیک مانند نگین نام اپنا روشن ہو گیا
ہردم صبا سے ہے طلب بوئے زلف یار — لڑتے ہین بات بات مین اتنی ہوا سے ہم

عبری تخلص اسحاق یہودی کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

اشک سے شیشۂ چشم ہے پیمانہ بنے — دیکھیے اب ہمہ تن غیرت میخانہ ہوا

عرش تخلص میر حسن عسکری عرف میر کلو ولد میر محمد تقی میر باشندۂ لکھنؤ پہلے زار تخلص کرتے تھے مشہور ہے کہ انھون نے سرقہ کے بہت سے مضامین ناسخ کے دیوان سے نکالے ہین صاحب دیوان ہین صاحب سراپا سخن محسن علی محسن شاگرد خواجہ وزیر شاگرد ناسخ نے انکو ناسخ کا شاگرد لکھا ہے حالانکہ انکو ناسخ کی شاگردی سے انکار ہے

ٹکڑے ہوتا ہے سر شوریدہ ہوا سنگ سے — بند چھٹتے ہین دستار کی جا پٹیان بالائے سر
حیران ہے چشم جوہر شمشیر دوش پر — تلوار ہے کھنچی ہوئی تصویر دوش پر

کیا وصف قمرہ کرتے ہیں ہم تیر گلے میں / پڑ جاتے ہیں کانٹے دم تقریر گلے میں
گلگیر نے کاٹ کر سر شمع / پروانے سے شب جلی کٹی کی
دنیا میں فکر نان ہے عدم میں عذاب ہے / ہر طرح سے غریب کی مٹی خراب ہے

عرشی تخلص منشی عبد الحی ولد منشی رسول بخش مرحوم باشندۂ کاکوری اشعار اردو فارسی انکے نہایت مرغوب و مطبوع ہوتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں یہ شعر اس تذکرے کے واسطے دیے تھے

عذر قتل بیگنہ فرمائیں کیا / شرم آتی ہے انھیں شرمائیں کیا
زخم خنداں کا تو رونا ہی رہا / چارہ گر مرہم کو ہم ہنسوائیں کیا
ایک عکس روے رنگیں سو بہار / پھول تیرے ہاتھ میں کمہلائیں کیا
قبر عاشق محفل دشمن نہیں / بیچا انہ لحد پر آئیں کیا
شکایت یوں تو لاکھوں ہیں جفا کی / دوا کیا ہے ستمگر تیری کیا سی کی
مجھے یاد آگئی صبح شب وصل / بہت کچھ دھوم سے روز جزا کی
مرے ناخن کو زخم دل سے ہے ربط / عدو کھولیں گرہ بند قبا کی
نگاہ ناز و دشمن واسطے قسمت / غضب اولٹی چھری ہم پر چلا کی
طبیعت تمہارے بلبلوں میں / جنسی ہونے لگی آخر چمن کی
فراست طبعی سے کے سودا ایمان کی / سمجھے کیسی وحشت رہی عاقلوں سے

عرفان تخلص مولوی سید عرفان علی خلف سید قربان علی متوطن بریلی مقیم شمس آباد

نہ کیوں سرسبز ہو دل میں ہمارے تخم الفت کا / نہال عشق سینچا ہمنے آب چشم گریاں سے

عرفان تخلص سید عباس من دہلوی بڑے تواریخ دان تھے

تیر برسانے جو وہ ابرو کمان بالائے سر / سوچبر داغ جنون شاید بیابان بالائے سر
یہ نہال نہیں ابر و خدار کے نیچے / زنگی کو قضا لائی ہے تلوار کے نیچے
لب جاناں کی جنبش ہما عجاز مسیحا ہے / دہان تنگ اوسکا غنچہ تصویر گویا ہے
صفائے تن سے یہ عالم ہے شب وابی ڈوپٹے کا / کہ جسکے رنگ سے یہ چادر مہتاب میلی ہے

عروج تخلص احمد حسن خان خلف منشی محمد حسن خان شاگرد رشک وطن انکا قصبہ اسیون مسکن کانپور

لپٹا جو شب وصل مین سینے سے تمھارے — کیا چھوٹ کے رویا یہ پھپھولا مرے دل کا
کیون توڑتے ہو تم خلش داغ محبت — اتنا بھی تو چھوٹا نہین کانٹا مرے دل کا
لو نام خدا شعر بھی کرنے لگے موزون — اب اور بھی پہلو نہ بچیگا مرے دل کا
راز اشارون مین ہی سمجھاتی ہین کیا کیا آنکھین — لب تقریر مین اوس شوخ کی گویا آنکھین

عزت تخلص نواب نیاز علی خان باشندہ دکھن شاگرد حافظ غضنفر کلکتہ مین رہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

حسن دو روزہ پہ نازان ہو عبث اے گلرو — ایک دن ہوگی خزان تیری بہار آپسے آپ

عزلت تخلص سید عبد الولی خلف شاہ سعد اللہ سورتی بڑے فاضل تھے دہلی ولکھنؤ کی سیر کی تھی عالمگیر بادشاہ انسے بہت اعتقاد رکھتا تھا اور علی وردی خان مہابت جنگ کے مرنے کے بعد یہ حیدر آباد کو گئے تھے صاحب دیوان گذرے

بجز رفاقت تنہا ہی اسیر انہ رہا — سوا بیکسی کوئی بھی اب صرانہ رہا
بہار آئی چمن مین غل ہے بلبل کے صفیر و نکا — جدا ہے ہر گلی مین شور زنجیر اب اسیر و نکا
پھر آئی فصل گل اے یار دیکھیے کیا ہو — جنون کا دل مین سما خار دیکھیے کیا ہو
شانہ اوس زلف مین پھرتے یہ جب کہتا تھا — بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے
تجھ پر فدا ہین سارے حسن و جمال والے — کیا خط و خال والے کیا شانہ گل دالے
تنہا جو مین چلا طرف وادی جنون — زنجیر پاؤن پڑ کے مرے ساتھ ہو گئی

عزیز تخلص بھکھاری لال دہلوی شاگرد خواجہ میر درد سنہ گیارہ سو چھیانوے ہجری مین الہ آباد مین تھے

ایسا ہے لعل لب کا ترے یار رنگ سرخ — یاقوت جسکے آگے لگے ایک سنگ سرخ
کرے نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے — عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے
ملین کیونکر بھلا اوس شوخ طفل لاوبالی سے — کہ سوتے سوتے جو چونکے ہے تصویر خیالی سے

جو دم کیا دیکھتا ہے وہ سب تیر ہوائی | جو سانس کہ چلتے ہے سو برچھی کی انی ہے

عزیز تخلص عزیز اللہ دکھنی شعراے قدیم سے ہین

ایسے بیدرد سے کیون دل کو لگایا ہمنے | عشق مین جسکے کبھو چین نہ پایا ہمنے

عزیز تخلص شیونا تھ مہاجن دہلوی

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عزیز تخلص نواب عبد العزیز خان خلف نواب محمد سعادت یار خان نبیرہ حافظ الملک حافظ رحمت خان بہادر والی روہیلکھنڈ عدالت دیوانی فرخ آباد مین وکالت کرتے ہین شعر خوب کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

نظارۂ جمال سے سرشار ہو گیا | مجھکو شراب شربت دیدار ہو گیا
فرقت مین جان بھی نہ بدن سے نکل سکی | یہ سہل کام ضعف سے دشوار ہو گیا
نام رکھینگے وہ ہم لینگے اگر نام جفا | بات شکوہ کی کھینچیگے تو شکایت ہوگی
آمد یار سے خوش ہے دل ناتجربہ کار | نہین واقف کہ قیامت دم رخصت ہوگی
کرین سوال نکیرین کس سے بعد فنا | بدن مزار مین ہے روح کوی یار مین ہے
عجب مزے سے گذرتی ہے میکشون کی عزیز | پیالہ ہاتھ مین مینا سے کنار مین ہے

عزیز تخلص لالہ دیبی پرشاد بن لالہ لچھمن لال باشندۂ شاہجہان پور مقیم فتحگڈھ

آتا ہے یہی شام جدائی مین اپنے کام | ہر داغ دل چراغ ہے شبہاے تار کا

عزیز تخلص راجہ یوسف علی خان رسالدار مخاطب بہ اعتماد الدولہ ولد غلام ربہنا خان ہمشیرہ زادہ سعید الدولہ علی محمد خان شاہ اودہ کے ہمراہ کلکتہ مین آتے تھے وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ صاحب سراپا سخن نے انکو مولوی محمد بخش شہید کا شاگرد لکھا ہے لیکن انھون نے راقم سے آتش کا شاگرد رہنا بیان کیا تھا واللہ اعلم بالصدق والصواب

بعد رسوائیون کے یار نے پوچھا تو کیا | ساری دنیا سے برا ہو کے مین اچھا ٹھہرا

لیلی و مجنون کا پھر دم بھرے مگر پہلے
کرے ہمارا سا پیدا دل و جگر رگ سنگ

جوانی سخت دلونکے مزے سے خالی ہے
بہار مین بھی نہ ہو زیر نیشتر رگ سنگ

مژگان پہ بن جاتے ہین گل لخت دل آکر
پلکون کو بنا دیتی ہے پھولون کی چھڑی آہ

باغ مین فصل بہار آئی خوشی ہے تو یہ ہے
عاشق گل ہون تمنا جو مری ہے تو یہ ہے

دن مین سو مرتبہ بے وجہ رلا دیتے ہین
اور تو کچھ نہین بس انکو ہنسی ہے تو یہ ہے

سیر گردون تجھے دکھلائے وہ ملکی پستی
آرزو اے فلک پیر مری ہے تو یہ ہے

مرتے ہین تنگ دہانی پہ کسی گلرو کے
کیا بتائین سبب کم سخنی ہے تو یہ ہے

کاندھا دینا ہے بڑا لاشۂ عاشق کو ضرور
پہلی آفت مرے نادان پہ پڑی ہے تو یہ ہے

حشر ہو جائے پلٹ جائے بلا سے دنیا
تم کسی طرح سے آجاؤ اجی ہو تو یہ ہے

عنبر تخلص منشی عبد العزیز رائیطر ہلہتہ آفیس شہر کلکتہ ولد منشی کرامت اللہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انسخ وطن انکا جو مولد و مسکن و جاے تربیت کلکتہ طبیعت انکی شعرگوئی سے نہایت مناسب ہے شعر اچھا کہتے ہین عرصہ قلیل سے شعرگوئی شروع کی ہے صاحب دیوان ہین

پیا ہے جسنے پانی یار کے چاہ زنخدان کا
خضر ہوئے وہ کب محتاج پھر آب حیوان کا

نہین ہے خط عذار آتشین پر شمع رویون کی
سمندر اب ہے پروانہ چراغ مہر تابان کا

گمان شمع میرے خون کے فوارے پہ ہوتا ہے
بنے پروانہ ہر جوہر تری شمشیر بران کا

دل مقید ہو گیا زنجیر زلف یار کا
طوق گردن مین پڑا ہے ابروے خمدار کا

دونون رخسارون کا تیرے نور جیسے ماہ و شمس
ماہ کامل ایک ہے مہر منور دوسرا

اوس شوخ پر جفا پہ کسی کا جو آئے دل
صدمے ہزار لاکھ جفائین اوٹھائے دل

چاہ غم مین دل ڈبو بیٹھے ہین ہم
زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہین ہم

یارب کٹینگی ہجر کی راتین یہ کس طرح
پہلو مین جلوہ گر جو وہ رشک قمر نہین

ذرہ افشان نہین ہین زلف عنبر فام مین
تارے چھٹکے ہین مقرر یہ سواد شام مین

وہ شوخ فتنہ خو اوٹھے چہرے سے نقاب اپنی
ستم ہو قہر ہو محشر بپا ہو اور قیامت ہو

رہون مین سایۂ داماں پاک لطف احد مین
ہوا تیز سے چمن یا خدا مہر قیامت ہو

زلف سیہ نہ روے صفا پہ چھوڑیے
شام خزان نہ کیجیے صبح بہار کو

کرتے ہین یون مریض محبت کا وہ علاج
دیتے ہین زہر گھول کے مجھکو دوا کے ساتھ

شمع پروانہ کیونکر رشک سے ہم جل بجھین
حیف وہ مہر و چراغ خانۂ بیگانہ ہے

خواب مین ہمکنار دلبر تھا
مجھکو سے تجھ جگایا کس نے

تعجب سب کو ہے اس فکر مین سارا زمانا ہے
مہ نو ابر مین ہے یا کہ ان زلفون مین شانا ہے

وہ گنج حسن آیا ہے عزیز اب اپنے قبضے مین
مرے پیش نظر کیا مال قارون کا خزانا ہے

آج سر خنجر بران سے جدا ہوتا ہے
مجھپہ قاتل کا جو حق تھا وہ ادا ہوتا ہے

عزیز تخلص مولوی محمد عبد العزیز خلف مولوی امام بخش صہبائی مرحوم مقیم دہلی

نہین ہے رحم و مروت جو تجھ مین خیر نہ ہو
ذرا خدا ہی کا کچھ تیرے دل مین ڈر ہوتا

خدا نخواستہ کیا اوس سے ہمکو تھا انکار
عزیز کعبہ اگر کوچۂ بتان ہوتا

یک قلم کیونکر تمنا کو مٹا دون ظالم
اک خدا ٹھہر گیا مین کوئی بندا نہ ہوا

کج فہمیون سے خلق کے دکھلا کیا ہوا
منصور کو حریف نہ ہونا تھا راز کا

ہم عاصیون کا بار گنہ سے جھکے ہے سر
اور خلق کو گمان ہے ہم پہ نماز کا

وہ نہین لطف وہ وفا ہی نہین
تو تو گویا کہ آشنا ہی نہین

تیری اس شوخی رفتار سے نکلی بارے
خاک ہو کر جو تھی اک دل مین تمنا باقی

عزیز تخلص مرزا عزیز الدین شاگرد عبد الرحمن خان احسان شاہ عالم بادشاہ کی اولاد مین سے تھے

تو جو تیغہ کو اودھر قاتل اوٹھا کر رہ گیا
مین ادھر حسرت سے سر اپنا جھکا کر رہ گیا

مین یہ حیران ہون عزیز واہ یہ کیا ہو گیا
بیٹھے بیٹھے عشق کا آزار کیسا ہو گیا

عزیز تخلص مولوی عزیز الدین باشندۂ فرید آباد دہلی مین نشو نما پائی تھی

یا سمجھتے تھے کبھی گھر کو ترے گھر اپنا
یا گذارا نہین ہوتا ترے در پر اپنا

عالم مین اسے عزیز نسیم و صبا کے ہاتھ
کیا کیا اوڑی نہ خاک ہمارے غبار کی

عزیز تخلص نواب یوسف علی خان

اب خاک گل غون سے کرون ربتا طِ عشق
وہ دل نہین دماغ نہین وہ جگر نہین

نے تو رفو کی جا ہے نہ مرہم کا ہے مقام
کوئی علاج زخم دل اے بخیہ گر نہین

عزیز تخلص مہاراج سنگہ قوم کایتھ باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی انھون نے دیوان نصیر دہلوی کو جمع کیا ہے

جام مے گلرنگ سے واقف نہین ساقی
غنچہ کی طرح پیتے ہین خون جگر اپنا

پہلے ہی کشتہ تھے ہم اوس نرگسِ مخمور کے
تس پہ کافر اور یہ سرمہ کا دنبالہ بنا

لیگئے نقد دل کبھی جو ایک بوسے بھی نہ دے
اے عزیز اوس مفت بر سے کسطرح سودا بنے

عزیز تخلص مرزا یوسف علی خان باشندۂ بنارس شاگرد مرزا نوشہ غالب دہلی کے اسکول مین معلم ہین انسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی انیس و دبیر کے مرثیون مین بہت سی غلطیان نکالی ہین اور اونکے بہت سے مرثیون کا جواب لکھا ہے

بدطالعی سے نیک نہوگا مآل کار
بگڑے ہین کوئی کام بنایا نہ جائے گا

ناصح کی ناتوانی مین ہم سنکے کیا کرین
سر اونکے آستان سے اوٹھایا نہ جائیگا

ہم یہ کہ اپنی مرگ کو تم بن طلب کرین
تم وہ کہ ہمکو تم سے بلایا نہ جاے گا

عزیز تخلص شیخ محمد علی ولد شیخ عاشور علی حضرت سلیم چشتی کی اولادون مین تھے

گردش نے جام چشم کے بدمست کردیا
ساقی ہمارے پاس سے مینا اوٹھائیو

عس تخلص بدرالدین دہلوی انکا سارا کلام اسی انداز کا ہے

کیون سب اوس سے چلا تھا کیا یہ جھگڑا رات کو
کسلیے آیا تھا تیرے گھر وہ مگڑا رات کو

عسکر تخلص عسکر علی خان بنگالی

رہ گئے روتے نرہا تاہم کو غم چشمون مین
آبرو کیونکر رہے گی مری ہم چشمون مین

عسکری محمد حسن کہین برادر و شاگرد نادر حسین ہاشمی مقیم کالپی

چھوٹا نہ عسکری کبھی دل اوسکے دام سے
زلف اوسکی اک نمونہ ہے قید فرنگ کا

بیٹھے ہین چپ کچھ آپکا ہمین ضرر نہین
نالہ نہین فغان نہین کچھ شور و شر نہین

عسکری نے لی جنون مین جانہ دبر کی راہ — ایسے مطلب کی نہ سوجھے گی کسی ہشیار کو

آمد گل ہے طرب ساز صبا پھرتی ہے — بلبلو مژدہ کہ گلشن کی ہوا پھرتی ہے

عشاق تخلص ایک ہندو شاعر قدیم کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

سر سبز خط سے اور ہوا حسن یار کا — آخر خزانے کچھ نہ اوکھاڑا بہار کا

عشرت تخلص میر غلام علی باشندۂ بریلی شاگرد مرزا علی لطف انھون نے پدماوت کی مثنوی کو جو عبرت سے رہ گئی تھی ۱۲۱۱ بارہ سو گیارہ ہجری مین باتمام پہونچایا صاحب دیوان گزرے

بسان جام خالی پھوڑ ڈالوں چشم پرخون کو — نہ دیکھوں گر صراحی وار اوس مخمور کی گردن

غیرون سے ہنسا وہ جو مری سامنے عشرت — کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے

شب وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہے — سحر ہے دور مرا رنگ فق ابھی سے ہے

ہنوز دفن ہوا بھی نہین ترا بسمل — کہ زلزلہ مین زمین کا طبق ابھی سے ہے

عشرت تخلص مرزا اکبر علی لکھنوی صاحب دیوان ہین

لخت دل کو ملکے تلوون سے کہا قاتل نے یون — لعل کا پیدا ہوا ہے اپنے معدن زیر پا

عشرت تخلص مرزا کلن دہلوی خلف مرزا حیدر شکوہ داماد و شاگرد مرزا پیارے رفعت

خاک ہونا بھی ہوا حق مین ہمارے کیمیا — ورنہ دامن تک پہونچنا اوس فلک دشوار تھا

کر دیا آسان بس تیری نگاہ قہر نے — ورنہ مرنا سخت جانی سے بہت دشوار تھا

تن سے بھی اوتر کر نہ گرا پاؤن پر اوسکے — کیا کیجئے قسمت ہی بری ہے مرے سر کی

عشق تخلص حضرت شاہ رکن الدین دہلوی عرف شاہ گھسیٹا نبیرۂ شاہ فرہاد معاصر سودا عظیم آباد مین سکونت اختیار کی تھی صاحب کمال تھے صاحب دیوان گزرے

تیر کے نام پر تڑپتا ہے — اسطرح کا کہین جگر دیکھا

دیدہ و دل جو کرکے وا دیکھا — حرم و دیر مین خدا دیکھا

اوسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم — خاک مین آپ کو ملا دیکھا

وحشت تجھکو قسم ہے مجنون کی — عشق سا بھی برہنہ پا دیکھا

غاشان کرچکا ہون مین بہ بادہ ۔ تو بھی وہ میرے گھر نہین آیا
مہربانی کرو تو عیب نہین ۔ کام تو اب پیام سے گزرا
ہمنے تو خاک بھی دیکھا نہ اثر رونے مین ۔ عمر کیون کھوتے ہوا اے دیدۂ تر رو رو کر
کیا کیا جفائین ظالم ہم نے تری سہی ہین ۔ لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہے

عشق تخلص شاہ غلام علی خلف شاد لجان متوطن مئو مقیم فرخ آباد

عشق تم نے تو بہت عشق مین غوطہ کھائے ۔ کہین ڈوبے کہین اوچھلے کہین جا کر نکلے

عشق تخلص میر محمد علی حیدرآبادی

بسان مردمک چشم جو ہین اہل نظر ۔ قدم کو رکھتے ہین کب اپنے گھر سے وہ باہر
جو صاف طبع ہین وہ ہرزہ گرد کب ہوون ہین ۔ کہین جگہ سے بھی جنبش کرے ہی آب گہر

عشق تخلص حکیم عزت اللہ خان دہلوی خلف حکیم میر قدرت اللہ خان قاسم شاگرد حکیم ثناء اللہ خان فراق صاحب دیوان گزرے

نہ پوچھو ضعف سے تار نگہ مین اے مردم ۔ ہر ایک اشک کا مشکا ہے ہم کو سومن کا
ترا اے صانع تقدیر ہم نے کیا بگاڑا تھا ۔ کہ اوس نازک بدن کا دل بنایا سنگ خارا کا
لیا جو ایک مین بوسہ تو کیا اے یار ہوا ۔ خفا نہ ہو ترے صدقے گیا نثار ہوا
رنجیدہ با دست بسر داغ بدل ہاے ۔ اے شوخ یہ ہے تیرے گنہگار کی صورت
کیونکہ آوے نہ مجھے اب کمر یار پسند ۔ فکر باریک ہے اور معنی دشوار پسند
چشم پرخون مین ہے لخت دل بیتاب ہنوز ۔ ایک جا جمع ہین یہان آتش و سیماب ہنوز
دل بیشمار تو نے جڑا لئے ہین زلف یار ۔ لیوینگے بال بال کا تجھسے حساب ہم
سبزہ خط کی دل سے الفت ہم اوٹھا سکتے نہین ۔ جو خدا نے لکھدیا اوسکو مٹا سکتے نہین
تم غیر کے گھر بیٹھ کے دل شاد کروگے ۔ ہم کون ہین صاحب کہ ہمین یاد کروگے

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین ساکن میرٹھ مبتلا بھی تخلص کرتے تھے صاحب دیوان گزرے

پھر اگئین ہمین اپنی تو آئینہ دار چشم ۔ قسمت مین کسکی ہے ترا دیدار دیکھنا
وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش ۔ اے محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف

تجھے اے کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا میں نے
دل کا تختہ ہے مرا جون گل کاغذ کا چمن یہان بہار ایک ہی جھٹکے مین خزان ہوتی ہے

عشق تخلص سید حسین مرزا مرثیہ گو عرف آغا سید خلف وشاگرد محمد مرزا انس باشندہ لکھنو صاحب دیوان ہین

آرزو ہے کہ ترے تیغ کا چلنا دیکھین داغ سودا ہوئے ہین چشم تمنا سر پر
تڑپ رہا ہے دل بیقرار پہلو مین کہ برق کوندتی ہے بار بار پہلو مین

عشق تخلص آغا رضا ولد مرزا احمد علی لکھنوی شاگرد آتش

آنکھون سے یون لگاتا ہون اوس گلبدن کے پاؤن جسطرح گبر پوجتے ہین برہمن کے پاؤن

عشقی تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کوچہ کوئی یوہی ہے گلچہرہ کوئی سرور وان ہے دیکھا تو یہان ایک نہ ایک آفت جان ہے

عشقی تخلص شیخ الہی بخش ولد شیخ محمد بخش باشندہ کانپور شاگرد رشک

بال بکھرے نہین اے جان تمہارے سر پر آتش حسن جبین سے ہین شرارے سر پر
وحشی چشم سیہ جانینگے صحرا کو اگر ہرن آنکھون پہ جگہ دینگے چکارے سر پر
عشق کی تعرض مانیئے انہین برائی کیا اچھا نہین داغ یہ اچھا نہین داغ
جس نے دیکھا صورت سنبل پریشان ہوگیا اوڑ گئی جمعیت دل واہ رے تاثیر زلف

عصمت تخلص امجد علی خان ریختی گو خلف حسین علی خان باشندہ لکھنو شاگرد محمد علیخان سیجا

للہ الحمد ہوا مرکے عزیز دلہا دوش احباب پہ جاتا ہے جنازہ میرا

عطا تخلص محمد عطا حسین معاصر شہید ہی ایک مثنوی انسے یادگار ہے

لب سے نکلے نہ کیون سخن شیرین منہ مین اوسکے زبان سرہا کی ہے
ہنس رہے ہین کھڑے جو تربت پر اونہین پر ہمنے جان فدا کی ہے

عطش تخلص شیخ احمد جان ولد شیخ محمد بخش باشندہ ڈہاکہ شاگرد میر امیر علی آشنا وغلام حیدر مجیب راقم سے ملاقاتی ہین

فریب اوج کی گردش یہان پستی دکھاتی ہے رہا زیر فلک جو کوئی بالا سے زمین آیا

پھونک دی ہی ٹھنڈی آہون نے سراپا تن مین اگ ۔ لگ گئی دود چراغ کشتہ سے دامن مین آگ

بڑھاتا ہے فلک ادنی کو اعلی کو گھٹاتا ہے ۔ ترقی ہے مہ نو کو تنزل ماہ کامل کو

کہان آسودگی دل کو ہوئی دیدار قاتل سے ۔ دہان زخم مرنے پر بھی وا ہین چشم بسمل سے

جھک گیا ہون ضعف سے آوارہ بیتابی ہے ۔ اے عطش بے پر ہے جو اپنی کمان کا تیر ہے

کہتے ہے موج بحر عطش زور شور سے ۔ پنہان ہر اک حباب کے دریا بغل مین ہے

عریان ہے تیغ دیکھیے کسکی کھلین نصیب ۔ وہ کہنیون تک آستین اپنی چڑھا چلے

عظمت تخلص میر عظمت اللہ باشندۂ بریلی خلف میر عزت اللہ جذب شاگرد مومن خان نے اپنے والد ماجد کے ساتھ بہت سے ملکون کی سیاحت کرکے دہلی مین سکونت اختیار کی تھی

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ ۔ کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد حاتم و سودا سنہ ۱۲۲۱ بارہ سو اکیس ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

گل چشم خونفشان سے گلزار پیرہن تھا ۔ دامن کا تھا جو تختہ اک تختۂ چمن تھا

شب جو بزم خوبرویان مین ہوا اوس کا ذکر ۔ جون چراغ خانۂ مفلس ہر اک خاموش تھا

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خامہ وار ۔ آتا ہے گریہ ہر سر حرف بیان پر

فوارسا ان بلند ہے جنکا کہ حوصلہ ۔ دریا دلون کو مارے ہین تنگی مین دھار پر

بھڑکا ہے دیا آہ نے دامان شفق کو ۔ اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش

روشن دلون کو کور سواد و سپید ہو نہ ربط ۔ کیا آئینہ کو دیدۂ تصویر سے غرض

حاجت شرح و بیان رکھتے نہین روشن ضمیر ۔ واقف ہر نیک و بد ہے گو ہے خاموش آئینہ

مین کیونکہ تجھسے کہون حال دل کہ مثل تفنگ ۔ صدا نکلنے کے آگے دہن مین اگ لگی

سرخ یہ تکمہ ہے یارب یا ستارہ آتشین ۔ یا کسی عاشق کا خون اوسکے گریبان گیر ہے

کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب ۔ جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہے

جلتی ہے شرح سوز سے میرے زبان کلک ۔ ہر دم لی ہے لی جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص مرزا علی

تجھسا کوئی دنیا مین جفاکار نہین ہے	بیرحم و جفا پیشہ و خونخوار نہین ہے

عظیم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا حال معلوم نہوا

کچھ نگہ مین نہین آتا ہے بجز جلوۂ یار	جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عقیل تخلص مرزا وزیر حیدر عرف آغا مرزا ابن مرزا احمد علی بیگ باشندۂ فرخ آباد

غصہ ایسا اوسے سنکر مرے فریاد آیا	کہ چھری لیکے وہین ذبح کو جلاد آیا

علوی تخلص مولوی عبد اللہ خان مرحوم دہلوی مصنف انشاے صفیر بلبل صحبت نامہ علوی وغیرہ کتب کثیرہ نظم و نثر شمس آباد مین ۱۲۶۳ بارہ سو ترسٹھ ہجری مین انتقال کیا زبان فارسی مین کمال رکھتے تھے اچیانا کبھی اردو شعر کہتے تھے

مضمون کا فکر کیا کرین اوسکے سخن مین ہم	گم ہین خیال تنگی کنج دہن مین ہم
کیا دم تھا گل جو دے گئی یارب نسیم صبح	غنچہ کی طرح پھول گئے پیرہن مین ہم
دل غم سے تنگ سینہ سراپا الم سے خون	لائے ہین بخت غنچہ مگر اس چمن مین ہم

علی تخلص مرزا علی قلی دہلوی شاگرد سرب سنگہ دیوانہ صاحب دیوان گزرے

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین	بجائے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان وطن انکا افغانستان مولد و مسکن مرادآباد

دھیان مین لاتے ہین جب اوسکی نگاہ ہم	مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دو لونا ہم

علی تخلص مرزا محمد علی خان ولد مرزا احمد بیگ معروف مرزا جان ملیان دہلوی الاصل مولد و جاے تربیت کلکتہ اپنے والد ماجد سے کسب سخن کیا تھا لیکن لکھنؤ مین جاکر خواجہ وزیر وزیر سے بھی دو چار غزلون مین اصلاح لی تھی راقم کی دوستون مین ہین ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین مدینۂ منورہ کو ہجرت کر گئے شعر اچھا کہتے ہین صاحب دیوان ہین یہ شعر اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

ناکامی ہی باعث ہی مری ناموری کا	پیدا ادہ ہنر مین نے کیا بے ہنری کا
شدت نہ ہو وحشت کی اگر دیکھ لین تجھ کو	پردہ ترا باعث ہے صنم پردہ دری کا
... ملین عاشقانہ ایاہم نہین	اس سے امید وفا جز طمع خام نہین

حرکت گر نہین اللہ کو عاشق کی پسند
جاری دیوانون پہ کیون شرع کے احکام نہین

ہے غنیمت علی آدمی موجود کو
دل سے کرے درگذر رفت کو اور بود کو

تو مجھ سے صاف ہے تو مرا دل ہے آئینہ
لے دیکھ آئینہ کے مقابل ہے آئینہ

کیونکر نہ اکتساب سے ہو قلب ماہیت
دیکھو جلا سے ہوتی ہی سل ہے آئینہ

خاک پاے بتان سیمین تن
کم نہین ہے الوپ انجن سے

تلاطم مین ہمیشہ کشتیٔ عمر رواں دیکھی
جہان ہے قلزم طوفان کنار گور ساحل ہے

زمانہ وہ گیا گذرا نہ وہ تم ہو نہ وہ ہم ہین
نہ وہ سن ہے نہ وہ دن ہے نہ اشتیاق طاقت کل کے

اے علی کیون نہ ہو امید قوی بخشش کی
کہ نبی اپنا کریم اور خدا عادل ہے

علی تخلص حکیم حیدر علی ولد حکیم میر قربان علی باشندۂ ڈھاکہ شاگرد راقم بڑے ذہین تھے انسے ایک چھوٹا سا رسالہ مونث سماعی کے بیان مین یادگار ہے

دم توڑتے ہین اپنا شب ہجر مین ہمدم
رہ رہ کے جو دہان آتا ہے اوس عہد شکن کا

کر لیتے ہین تکلیف بھی غربت کی گوارا
یاد آتا ہے جو ظلم ہمین اہل وطن کا

کیونکر نہ علی طفل کو ہو پیاس مین تسکین
شیرین ہے عسل سے بھی لعاب اوسکے دہن کا

علی تخلص میر ولایت علی مرثیہ گو بن میر قربان باشندۂ فرخ آباد

زلف پیچان اون کی بل کھاتی رہی
عاشقون پر اک بلا لاتی رہی

علی تخلص مولوی امانت علی بیشتر فارسی کہتے تھے مدتون سیاحت کی تھی

یون تو سب کچھ لکھا پڑھا تھا و لے
ہم ترے عشق مین بھلا بیٹھے

علی تخلص میر قطب علی بن میر امیر علی باشندۂ دہلی شاگرد عبدالکریم سوز

آخر آخر ترے رونے سے اوٹھینگے طوفان
اسکا انجام نہین دیدۂ پرنم اچھا

کل تو علی کا حال بہت ہی تباہ تھا
کیا گذری آج اوسپہ خدا جانے کیا ہوا

دل تنگ کیے دیتی ہے اول تو اسیری
اور اوس پہ قفس تنگ ہے صیاد غضب ہے

علی تخلص حکیم محمد علی تاجر ولد حکیم غلام حیدر لکھنوی شاگرد جرأت راہ مدینہ منورہ مین راہی ملک عدم ہوئے

آمد آمد جو سنی تیرے نظر باز ونے | شوق مین دید کے باہر نکل آئین آنکھین

علی تخلص حافظ نواب علی بہادر رئیس باندا ولد نواب ذوالفقار الدولہ شاگرد اسمٰعیل بیگ منیر صاحب دیوان و مثنوی مہر و ماہ مین

خیال زلف مین ہے رخ بیتاب مین روح | بلا مین ہے دل آشفتہ پیچ و تاب مین روح
ہمین سمجھتے ہین اس رنگ صبح کے ہم کو | عتاب چہرے سے ظاہر ہے پیار ہے دل مین
بغیر ابر کے برسے نہ جائیگی گرمی | رولاؤ شوق سے مجھکو بخار ہے دل مین

علی احمد تخلص مولوی محمد علی احمد خان خلف مولوی غوث علی خان مرحوم نامی زمیندار و تاجر چنیل ضلع سلہٹ راقم کے دوستون مین ہین احیاناً فکر شعر کرتے ہین اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

پہرون ہوتا نہین زانو سے جدا سر اپنا | دہیان آتا ہے جو ایجان ترے زانو کا
چین آتا نہین جو تجکو علی احمد آج | یاد مژگان ہے کہ کانٹا ہے ترے پہلو کا
ہووے جبتک کہ نہ برباد غبار عاشق | دامن پاک صنم تک ہے رسائی مشکل

علیل تخلص شیخ نصیر الدین دہلوی

ابھی اچھے نہین ہونے کے علیل | سخت بیمار ہو ہم جانتے ہین

علیم تخلص میر فضل حسین ولد میر جعفر علی باشندہ لکھنؤ مقیم مٹیا برج شاگرد مظفر علی شہرت شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

اے مسیحا مجھے اب کون بھلا پوچھیگا | موت کو جس سے ہو پرہیز وہ بیمار ہون مین
بار عصیان سے اوٹھیگا نہ مرا سر اصلا | مجھسے تقریر بہلا پیش خدا کیا ہوگی
بیٹھے بٹھلائے لیا زلف کا سودا سر پر | اب کوئی اور بلا اسکے سوا کیا ہوگی
جان دینے کو ہون تیار تری الفت مین | اس سے ایجان جہان بڑھکے وفا کیا ہوگی

علیم تخلص شیخ علیم الدین بن امام الدین باشندہ راجگیر ضلع فرخ آباد

عمر عصیان مین کاٹی اپنی علیم | عاقبت کی نہین خبر نہ [illegible] لی

عمدہ تخلص لالہ [illegible] رام کشمیری برادر راجہ دیا رام پنڈت مقیم دہلی شاگرد

انعام اللہ خان یقین

مرے تابوت پر حاجت نہین پھولونکی چادر کی	کہ میری نعش پر وہ سرو گل اندام پہنچے گا
خراب مجھکو نہ کر جان آشنا کہکر	برا کرے ہر کسو سے کوئی بھلا کہکر

عمر تخلص معتبر خان دکھنی شاگرد ولی منصبداران شاہی مین تھے

قطعہ

بس کرو زلف کو لپیٹ رکھو	کیا اسیرون کو مار ڈالو گے
ایک رسوا بہت ہے شہرت کو	جمع کر کیا اجار ڈالو گے

عمر تخلص منشی پلٹن انگریزی محمد عمر خان باشندہ جالندھر مقیم میرٹھ بیشتر فارسی کہتے ہین

جور سنگین دلان سے ہون مین شہید	میرا مرقد ہو سنگ مرمر کا

عنایت تخلص عنایت علی خان برادر خورد عباس علی خان بیتاب تخلص اپنے فارسی شعر امام بخش صہبائی کو اور اردو اشعار میر حسین تسکین کو دکھلاتے تھے

مین اوسکے دوش سے محفل مین الگ ابھچکا	تو یہ بھی دیکھ کے اغیار بے حیا نہ اوٹھے

عندلیب تخلص لالہ گوبند سنگہ دہلوی مصنف قصہ نغمہ عندلیب شاگرد امیر حسن خان بسمل اندنون کلکتہ مین رہتے ہین نسخہ نغمہ عندلیب نظر سے گزرا

عرش سے فرش تلک فرش سے افلاک تلک	جسطرف جاے نظر جلوہ ہے اوسکا پیدا

عیار تخلص سید تراب علی باشندہ پرگنہ مہ الہ آباد مین منصفی کرتے تھے

سر کون ہے کہ تیغ ستم سے قلم نہین	وہ دل ہے کونسا کہ ترا جسمین غم نہین

عیاش تخلص میر یعقوب علی لکھنوی بیشتر مرثیہ کہتے تھے

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر	وقت قتل اتنا ترحم مجھپہ اے خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہے ہر اک رند کو	صحبت زاہد سے جتنا ہوسکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام کایتھ دہلوی شاگرد نصیر

جام ہے ہاتھ مین اور شیشہ مے زیر بغل	نہین عیاش کو اب نیم خرابات سے چھوٹ

عیاش تخلص غلام جیلانی خان فرزند غازی الدین خان بہادر شاگرد جرأت

انڈا ہے ابر زور زمین سبزہ زار ہے — ساقی جو تو بھی آئے تو کیا ہی بہار ہے
گنتا ہون دم فراق مین تیری مرے لیئے — ہر رات تیرے ہجر کی روز شمار ہے

عیاش تخلص سید محمد جعفر شاگرد خلیل

جل گئے خاک ہوئے اپنا یہ نقشا ٹھہرا — شعلہ طور جو اون کا رخ زیبا ٹھہرا
زہر کھاؤگے شب ہجر کہ کاٹوگے گلا — ہمسے کہہ دو جو عیاش ارادہ ٹھہرا
کسدن ہوا نہ آگ پیام وصال پر — چنگاریان چھڑین نہ رخ آتشین سے کب

عیاش تخلص شیخ مدار بخش زمیندار موضع مناج پور ضلع الہ آباد

دن گنوا تا ہے نظر وہ مہ خوبی عیاش — کہون کیونکر اثر نالہ شبگیر نہین

عیاش تخلص نواب شہریار مرزا خلف نواب سلطان مرزا عرف مرزا سید نیشاپوری مقیم لکھنؤ شاگرد دبیر وزیر پیا

لے چلے ہم ہوس عشرت دنیا دل مین — رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کعبہ دل کو نہ ڈہاؤ نہ یہ آفت توڑو — اے بتو کچہ تو کرو خوف خدا کا دل مین

عیاش تخلص مرزا کلب علی خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر ضلع پرتاب گڈھ بن مرزا کلب حسین خان بہادر نادر تخلص اسنے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مردہ بنا گئی مجھے ناحق جلا کے آپ — کیا کر گئے یہ قبر کو ٹھوکر لگا کے آپ
دل لیگئے مرا رخ روشن دکھا کے آپ — ہے ظلم جوری کرتے ہین مشعل جلا کے اب

عیان تخلص غالب علی خان فارسی بیشتر کہتے تھے

چمن مین جب کبھو مین نالہ و فریاد کرتا تھا — مری کس کسطرح سے دلبری صیاد کرتا تھا

عیان تخلص مرزا ہاشم علی ولد مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

خوش ادا اون سے ہمیشہ ناز اوٹھایا چاہیے — جب وہ روٹھین پاؤن پڑ پڑ کے منایا چاہیے

عیش تخلص مرزا محمد عسکری خلف مرزا علی نقی شہر امین جہانگیر نگر عرف ڈہاکہ باشندۂ دہلی مقیم مرشد آباد شاگرد قدرت اللہ قدرت جس صاحب تذکرہ نے انکا تخلص عسکری لکھا ہے غلطی کی ہے

جو خوش طالع کہ شادی مرگ جیسے وصل مین ہوویے — نہین وہ روز محشر کو بھی تا مقدور اوٹھیگا

عیش تخلص خدا بخش

جب سے دیکھا ہے تمھارے چہرہ پر نور کو
کر یک شب تا سحر سمجھا ہون چراغ طور کو

عیش تخلص مرزا حسین رضا لکھنوی شاگرد میر سوز

وہ اگر آئے پشت بام کہین
مین بھی کر لون اوسے سلام کہین

کیا ہے یہ قطرہ قطرہ دے اے ساقی
ایک باری تو بھر کے جام کہین

عیش تخلص میر علی حسین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد و داماد خواجہ وزیر

فرہاد و قیس لیلی و شیرین کو بھول جائین
دے دون اگر مین یار کی تصویر ہاتھ مین

تیغ نگاہ ناز سے کیجے مجھے شہید
کیون آپ لے کے آئے ہین شمشیر ہاتھ مین

عیش تخلص حکیم آغا جان باشندہ دہلی

مانا کہ ستم کرتے ہین معشوق مگر آپ
جو مجھ پہ روا رکھتے ہین ایسا نہین ہوتا

کہتا ہے کوئی شعلۂ جوالہ کوئی برق
اس دل پہ گمان لوگو نکا کیا کیا نہین ہوتا

اک زلف کا بل ہو تو کہون سیکڑون بل ہین
پیشانی سے ابرو تلک ابرو سے کمر تک

افشاے راز عشق کے باعث تمھین تو ہو
سو بیجا بیان ہین تمھارے حجاب مین

عیش تخلص راے عزت سنگہ منشی دفتر خانہ خالصہ شریفیہ باشندہ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی و شاہ نصیر دہلوی

رہے جب تک کہ نیچے تھا زمین پر شور محشر کا
بنی کی کیا فلک پر اب نگاہ یار اونچی ہے

نہ ہو پست و بلند دہر سے غافل تو اے منعم
کہین نیچے کہین یہ راہ ناہموار اونچی ہے

عیش تخلص نواب محمد مرزا خلف شوکۃ الدولہ علی مرزا بہادر نیشاپوری باشندۂ لکھنو شاگرد میر دوست علی خلیل

ساتھ سونے کی ہے مدت سے تمنا دل مین
کہہ دیا ہمنے مری جان جو کچھ تھا دل مین

مشک نافہ مین بھلا تل کو ترے کیا کہتا
بات پہلے ہی سمجھ لیتے ہین دانا دل مین

عیش تخلص شیخ ابو محمد فاروقی ولد شیخ نور اللہ قرابت دار قاضی امین اللہ جاجموی شاگرد رشک صاحب دیوان گزرے

ہرگز نہین ہے پاس سخن اوسکو آج کل | کیا فائدہ ہے دیوین جو ہم ہاتھ ہاتھ مین
ڈالے ہین سانچے مین صانع نے تمھارے ہاتھ پاؤن | ہین خوش اسلوب او نازک واہ وا کیا ہاتھ پاؤن

عیش تخلص حافظ الٰہی بخش خلف سیف اللہ دہلوی مقیم میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

خود بخود دل ہے چاک چاک اپنا | عشق ہے اوسکو کسکے خنجر کا
شب فرقت شب مصیبت ہے | روز ہجران ہے روز محشر کا

عیش تخلص مرزا اسیتا خلف مرزا امداد حسین باشندہ گڑھی میر نعیم خان متعلق لکھنؤ مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اس تذکرہ کے لیے بھیجے تھے راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے شعر اچھا کہتے ہین

شمع سان رکھتے ہین ہم عشق مین ای یار قدم | سر بھی کٹ جاے تو ہٹتے نہین زنہار قدم
وہم عارض سے گلون کو ہین بچا کر چلتے | باغ مین رکھتے ہین ہم پھونک کے ہر بار قدم
یون ترا زار ہے ہر گام پہ آہین بھرتا | رکھتے ہین جیسے عصا ٹیک کے بیمار قدم
کشاکش یاد گیسو مین عیان تھی ہر رگ تن سے | بتاؤن کیا شب ہجران کٹی ہے کیسی الجھن سے
نظر آتے ہین صحراے جنون کے رنگ گلشن سے | عجب وحشت نمایان ہے گلون کے چاک دامن سے
اثر سوز جنون کا کوئی مانی سے ذرا پوچھے | چراغ آسا مری تصویر جل اوٹھتی ہے روغن سے
دکھاؤ تم جو حسن کعبہ رخ دیر مین جا کر | صدا تکبیر کی پیدا ہو ناقوس برہمن سے
عیان ظلم خزان ہے بولتا ہے خون بلبل کا | صدائین ہاے گل کی آرہی ہین صحن گلشن سے

عیش تخلص جوالا پرشاد عملہ پولیس فرخ آباد بن لالہ کالکا پرشاد

کچھ دور نہین تیر سے چھپکر جو وہ آئین | بیباک ہین چالاک ہین کیا کر نہین آتا
کسکی قسمت کا خدا جانے ستارا چمکا | ادھر و آپ کہان رات کو مہمان رہے
سلسلہ گیسوے جانان کا جنون مین چھٹا | ہتکڑی ہاتھ مین ہے پاؤن مین زنجیر بھی ہے

عیشی تخلص طالب علی خان ولد علی بخش خان لکھنوی شاگرد مرزا قتیل بعضے تذکرہ والون نے انکو مصحفی کا شاگرد بھی لکھا ہے انسے دیوان فارسی و ریختہ و مجموعہ نثر و مسرو چراغان یادگار ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا
اس برس تنگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا

دل گرفتہ ہون کرو نکاہو کے مین آزاد کیا
مجھ کو یکسان ہے چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہے
آب حیوان مین بجھا ہے خنجر جلاد کیا

کیا کودن آتش کی ختائی اوسکے گھوڑے کی بگہ
برق جا ہی نعل رکھتا ہے وہ توسن زیر پا

ڈبوئین اونگلیان کس بیگنہ کے خون مین تونے
کہ جسکا رنگ ہے رشک گل شاداب ناخن پر

سخن اوسکے عجائب لطف لکنت مین کھاتے ہین
نزاکت سے زبان پر حرف کیا کیا لڑکھڑاتے ہین

تن تنہا مبادا منزل ہستی مین رہ جاؤ
اوٹھو عیشی عدم کو قافلے یاد ون کے جاتے ہین

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خون کا حال
اک صراحی مئ گلگون کی بھری دکھلائی

حرف غین معجمہ

غازی تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

تمھین مژدہ ہے دیوانو مقرر سیر بہارانی
کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص میر سید محمد خوشنویس صاحب مفتاح اللغات و ترجمہ لیلاوتی مدرسہ دہلی مین اردو اور ناگری کے مدرس تھے

کھانے کو غم جہان مین باقی نہین رہا
پینے کو ایک قطرۂ خون جگر نہین

غافل تخلص میر محمد علی دکھنی شاگرد قدرت اللہ قدرت

چشم کو تجھ بن عجب کچھ رات بیخوابی رہی
اک قلق جی کو رہا اور دل کو بیتابی رہی

جب تلک جیتے رہے جاری رہے آنکھو سے اشک
بعد مرنیکے بھی مدت تک یہ سیلابی رہی

غافل تخلص مولوی عبد الرحیم ولد نور محمد باشندہ بیرووال ضلع امرت سر

مضطر تو کوئی شی نہین بسمل کے برابر
پر اوسمین تڑپ کب ہے مرے دل کے برابر

غافل تخلص مرزا مغل لکھنوی

یہان مرگ ہے جینا ہے یہان دہی درباں کے
عاشق ترا سنت کش کب ہووے مسیحا کا

بلبل چمن مین کھتی ہے سر اپنا مارکے
پل مارتے مین جاتے رہے دن بہار کے

غافل تخلص راے سنگھ باشندۂ دہلی حساب مین اچھی مہارت رکھتے تھے

وصف کرتا ہے اون لبون کا جب | غافل او سوقت لعل اوگلتا ہے

غافل تخلص بختاور سنگھ مرادآبادی

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے | مرجائے یا جیئے کوئی اپنے نصیب سے

غافل تخلص منور خان مرحوم باشندۂ لکھنو ولد صلابت خان رفیق فقیر محمد خان گویا شاگرد غلام ہمدانی مصحفی صاحب دیوان گزرے

کام آیا نہ برے وقت کوئی اے غافل | نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

نواسنج چمن دیتے نہ تکلیف فغان مجھکو | برنگ شعلہ گروہ جانتے آتش زبان مجھکو

یاد گیسو مین اولجھتا ہے سرشام سے دل | رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

دیدنی کارگاہ صنعت ہے | بت ہے جو یہان خدا کی قدرت ہے

غالب تخلص مخدوم اعظم نجم الدولہ دبیر الملک اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ معروف بہ میرزا نوشہ خلف عبداللہ بیگ خان اولاد مین افراسیاب کے ہین مولد انکا اکبرآباد مسکن دہلی طبیعت انکی بہت دشوار پسند ہے اشعار فارسی انکے اشعار ظہوری ترشیزی و میرزا عبدالقادر بیدل کے ہم پہلو ہوتے ہین اشعار اردو مین بھی یہی انداز ہے اوائل مین اردو غزلون مین اسد تخلص کرتے تھے بڑا عرصہ گزرا کہ کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کو دہلی مین رہنے کے ہنگام مین انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا کلیات انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۵ بارہ سو پچاسی ہجری مین انتقال کیا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا | دل کہان کہ گم کیجے ہم نے مدعا پایا

شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا | آپ سے کوئی پوچھے تم نے کیا مزا پایا

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل | جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون | وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب | ناتوانی سے حریف دم عیسی نہ ہوا

گو نہ سمجھون اوسکی باتین گو نپاؤن اوسکا بھید | پر یہ کیا کم ہے کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

منہ نہ کہلنے پر ہے وہ عالم کہ دیکہا ہی نہین
در پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
کی مرے قتل کے بعد اوسنے جفا سے توبہ
حیف اوس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
تیرے وعدے پہ جیئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
تھی خبر گرم کہ غالب کے اوڑینگے پرزے
لے تو اون سوتے مین اوسکے پاؤنکا بوسہ مگر
داے گر میرا ترا انصاف محشر مین نہ ہو
جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو
ہے خبر گرم اونکے آنے کی
مین اور بزم مے سے یون تشنہ کام آون
ہوا جب غم سے یون بحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
دل دیا جانکے کیون اوسکو وفادار اسد
ہوئی تاخیر تو کچہ باعث تاخیر بھی تھا
پکڑے جاتے ہین فرشتونکے لکھے پر ناحق
رشک کہتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف
ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
مے وہ کیون بہت پیتے بزم غیر مین یارب
تا کرے نہ غمازی کر لیا ہے دشمن کو
ہم کہان کے دانا تھے کس ہنر مین یکتا تھے

زلف سے بڑھکر نقاب اوس شوخ کے منہ پر کھلا
جتنے عرصہ مین مرا لپٹا ہوا بستر کھلا
ہاے اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
جسکی قسمت مین ہو عاشق کا گریبان ہونا
کہ خوشی سے مر نجاتے اگر اعتبار ہوتا
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا
کہان تک اے سراپا ناز کیا کیا
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پہ تماشا نہ ہوا
ایسی باتون سے وہ کافر بدگمان ہوجائیگا
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ وہان ہوجائیگا
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
آج ہی گھر مین بوریا نہ ہوا
گر مین سے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یون ہوتا تو کیا ہوتا
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عنان گیر بھی تھا
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا
بنگیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنا
آج ہی ہوا منظور اونکو امتحان اپنا
دوست کی شکایت مین ہمنے ہمزبان اپنا
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
لاگ ہو تو اوسکو ہم سمجھین لگاو
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہے
تو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہین
غم سے مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی
وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایہ سے
یارب وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات
مرتا ہون اس آواز پہ ہرچند سر اوڑ جاے
اسد بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملینگے
دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
مرگیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
ہون وا ہم بخت خفتہ سے اک خواب خوش و لے
کی وفا ہم سے تو غیر اوسکو جفا کہتے ہین
اگلے وقتون کے ہین یہ لوگ انہین کچھ نہ کہو
مہربان ہوکے بلالو مجھے چاہو جس وقت
ضعف مین طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جاے

کہتے ہین ہم تجھکو منھ دکھلائین کیا
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد
فدا ہوئے در و دیوار پر در و دیوار
دے اور دل اونکو جو نہ دے مجھکو زبان اور
جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور
کرشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور
ہے تیرے تیر کا پیکان عزیز
بیٹھنا اوسکا وہ آکر تری دیوار کے پاس
خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک
غالب یہ خوف ہے کہ کہانسے ادا کرون
ہوتی آئی ہے کہ اچھون کو برا کہتے ہین
جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہین
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آبھی نہ سکون
بات کچھ سر تو نہین ہے کہ اوٹھا بھی نہ سکون
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکون
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن
نامہربان نہین ہے اگر مہربان نہین
ہین جمع سویدا سے دل چشم مین آہین
ورنہ مرجانے مین کچھ بھید نہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ ؎ ہمکو جینے کی بھی امید نہین

مجھ تک کب اونکے بزم مین آتا تھا دور جام ؎ ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب مین

لاکھون لگاو ایک چرانا نگاہ کا ؎ لاکھون بناو ایک بگڑنا عتاب مین

غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی ؎ پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار ؎ اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین

ہے کیا جو کس کے باندھیے میری بلا ڈرے ؎ کیا جانتا نہین ہون تمھاری کمر کو مین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسے منظور نہین ؎ غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھ دور نہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگے قیامت مین تمھین ؎ کس رعونت سے وہ کہتے ہین کہ ہم حور نہین

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب ؎ ہم کو تسلیم نکونامی فرہاد نہین

کیون گردش مدام سے گھبرا نہ جاے دل ؎ انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

یارب زمانہ مجھکو مٹاتا ہے کس لیے ؎ لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

نیند اوسکی ہے دماغ اوسکا ہے راتین اوسکی ہین ؎ تیری زلفین جسکے بازو پر پریشان ہوگئین

رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹجاتا ہے رنج ؎ مشکلین مجھ پر پڑین اتنی کہ آسان ہوگئین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہے ؎ دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبال دوش ؎ صحرا مین یا خدا کوئی دیوار بھی نہین

اس سادگی پہ کون نہ مرجاے اے خدا ؎ لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

دل ہے تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آے کیون ؎ روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستاے کیون

حسن اور اوسپہ حسن ظن رہگئی بوالہوس کی شرم ؎ اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزماے کیون

ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی ؎ جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی مین جاے کیون

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی ؎ سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یون

شب کو کسیکے خواب مین آیا نہ ہو کہین ؎ دکھتے ہین آج اوس بت نازک بدن کے پاون

وہان اوسکو ہول دل ہے تو یہان مین ہون شرمسار ؎ یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہ ہو

جانکر کیجے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو ؎ یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہے ہم کو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی
بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو

غلط ہے جذبِ دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے
نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیاں کیوں ہو

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

مرے دل میں ہے غالب شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اوس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اون کو
وہ سنکے بلا لیں یہ اجارا نہیں کرتے

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہیں دیا
بس چپ رہو ہمارے بھی منہ میں زبان ہے

لیتا نہیں میرے دلِ آوارہ کی خبر
ابتک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

صحبت میں غیر کے نہ پڑی ہو کہیں یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں
بھولے سے اوسنے سیکڑوں وعدہ وفا کیے

غیر کو یارب وہ کیونکر منعِ گستاخی کرے
گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہے
کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جائے ہے

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے باایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل میں ہے

بارہا دیکھے ہیں اسد اللہ خاں تمہیں
وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

ہمکو اون سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

اپنا نہیں وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں
اوس در پہ نہیں بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر
اچھے رہے آپ اوس سے مگر مجھکو ڈبو آئے

اوس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے واں اور تری تقدیر کو رو آئے

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اترانا
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو
عشق نے غالب نکما کر دیا
کب وہ سنتا ہے کہانی میری
قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون
وہین اوسکا جو نہ معلوم ہوا
کردیا ضعف نے عاجز غالب
اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصور
اوس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے
شعر میرے نہ ہو جسکی امید
چاہتے ہین خوبرو یون کو اسد
غیر پھرتا ہے لیے یون ترے خط کو کہ اگر
اسے نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہین تو کیا
بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اوٹھائی نہ اوٹھے
پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہے
اسد خوشی سے مرے ہاتھ پانون پھول گئے
ور پردہ اونھین غیر سے ہے ربط نہانی

کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی
جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
نوحہ غم ہی سہی نغمہ شادی نہ سہی
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے
نکمے تم مرے لیے ہوئے
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے
اور پھر وہ بھی زبانی میری
سخت ارزان ہے گرانی میری
کھل گئی ہیچمدانی میری
ننگ پیری ہے جوانی میری
دل مین نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی
شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیے
یہ اگر چاہین تو پھر کیا چاہیے
نا امیدی اوسکی دیکھا چاہیے
آپ کی صورت تو دیکھا چاہیے
کوئی اوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے
ہاتھ آوین تو اونھین ہاتھ لگائے نہ بنے
کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
پیالہ گر نہین دیتا نہ دے شراب تو دے
کہا جو اوسنے ذرا میرے پانون داب تو دے
ظاہر کا یہ پردہ ہے کہ پردہ نہین کرتے

دیا ہے دل اگر اوسکو بشر ہے کیا کہیے
یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے
سمجھ کے کرتے ہین بازار مین وہ پرسش حال
خدایا جذبہ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہے
قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب
کیا تعجب ہے کہ اوسکو دیکھکر آجاے رحم
گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہین
روئے سے اور عشق مین بیباک ہو گیے
اس رنگ سے اوٹھائی کل اون نے اسد کی نعش
بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ
تمہاری طرز روش جانتے ہین ہم کیا ہی
کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ
ناکردہ گناہون کی بھی حسرت کی ملی داد
بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
اک خون چکان کفن مین کروڑون بناو ہین
واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو
کیا فرض ہے کہ سبکو ملے ایک سا جواب
ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
وہ رند ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت کے
سنے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
تم اپنے شکوہ کی باتین نہ کھود کھود کے پوچھو

ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہیے
قضا سے شکوہ ہمین کسقدر ہے کیا کہیے
کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہیے
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جاے ہے مجھسے
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جاے ہے مجھسے
وہان تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دو مجھے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہو گئے
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے
پر اتنا جانتے ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے
یارب اگر ان کردہ گناہون کی سزا ہے
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے
پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدون پہ حور کی
کیا بات ہے تمہارے شراب طہور کی
آؤ نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے
نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کے لیے
اودھا اور اوٹھکے قدم مین نے پاسبان کے لیے
اے شوق منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے
حذر کرو مرے دل سے کہ اسمین آگ دبی ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے ❊ نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے

دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر ❊ کچھ تجھ کو مزا بھی مرے آزار مین آوے

زندگی مین تو وہ محفل سے اوٹھا دیتے تھے ❊ دیکھون اب مر گئے پر کون اوٹھاتا ہے مجھے

غالب تخلص نواب اسد اللہ خان دہلوی مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت کی تھی

عجب کیا ہے اگر اخگر گرے اب میری آنکھون سے ❊ کہ رہتا ہے دل پرسوز آتش بار پہلو مین

غالب تخلص انور علی ملازم نواب فیض محمد خان والی ججھر

کام تو سو طرح نکل آئے ❊ کوئی جانے جو مدعائے دل

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان متوطن توران باشندۂ دہلی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت شعر فارسی بھی کہتے تھے ۱۲۱۸ بارہ سو اٹھارہ ہجری مین انتقال کیا

رہتے ہین آینہ سے ہمیشہ دوچار آپ ❊ تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ

اے آہ ذرا خدا سے ڈر کر ❊ دل مین تو بتون کے ٹک اثر کر

بجلی کے چمکنے سے ہے احسان ❊ شب چھاتی سے لگ گئے وہ ڈر کر

نیمہ کے بند وا کر ساغر کو تو پیا کر ❊ عالم شباب کا ہے اور بے حجابیان ہین

قصۂ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے ❊ یہان تلک روئے کہ اوسکو بھی رلایا ہمنے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرۂ دوندی خان باشندۂ دہلی شہ زور آور تھے

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت ❊ تیر مژگان سے ہوئے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص مرزا امان علی خان عظیم آبادی مؤلف اردو قصۂ امیر حمزہ شاگرد قتیل مدت تک ڈپٹی کلکٹر تھے بہت دنون سے کلکتہ مین سکونت اختیار کی ہے شعر فارسی بھی کہتے ہین پہلے قوم ہنود سے تھے پھر مشرف باسلام ہوگئے انسے چندر نگر عرف فرانسڈانگا مین ملاقات ہوئی تھی انکا قصہ امیر حمزہ نظر سے گذرا

آئینہ مین آپ نے دیکھا جو روئے آتشین ❊ پڑ گئین چنگاریان گویا سراسر آب مین

بن گئے لعل جگر اشک دل افگار و نکے … دیدۂ زار خزانے ہوئے فوارون کے

خنجر مژگان کی دکھلا آج برائی مجھے … آئینہ تجھکو مبارک چشم حیرانی مجھے

سلطنت سے ہے کہین غالب بشیر ہوا گر … آستان سرور عالم کی دربانی مجھے

غبار تخلص سید علی نقی بن سید نیاز علی ڈپوٹی کلکٹر مرادآباد شاگرد محمد عسکری انکے

وہ گر رہے تھے شکایت یہ کل رقیبون سے … کیا زمانے مین رسوا غبار نے ہم کو

غبار تخلص منشی کنہیا لال ابن منشی مشتاق راے باشندۂ ضلع بلند شہر

دیکھیے کیا آفت تازہ ہمارے سر پہ آئے … رات بھر عشق وجنون مین مشورہ باہم ہوا

غربت تخلص حکیم غلام نبی رامپوری شاگرد حضرت رافت صاحب دیوان گزرے

پس از پیام اجل یار کا پیام آیا … سلامتی گئی اپنی تو جب سلام آیا

عکس رخ اوسکا سمجھ کر آئینہ پر آئینہ … توڑتا ہے آئینہ گر آئینہ پر آئینہ

عہد مین تیرے اگر ہوتا تو اسے تم نشہ رو … بھیجتا تجھکو سکندر آئینہ پر آئینہ

غربت تخلص ایک شخص مرادآبادی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

گو رہا شہر چھٹا لیکن نہ چھوٹا غم عشق … ہم تو غربت مین بھی اسی بات سے دیوانے ہوا

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد وطن انکا کشمیر مولد دہلی فارسی بیشتر کہتے تھے

حال دل شوریدہ کہون کس سے غریبا … وہ درد نہین جسکے طبیب سے دوا ہو

غریب تخلص میر محمد تقی دہلوی ملازم نواب میر محمد قاسم خان

الہی مت کسیکو پیش درد انتظار آوے … ہمارا دیکھیے کیا حال ہو جبتک کہ یار آوے

غریب تخلص محمد زمان

تیرے بغل مین دل یہ جو ہے داغ ہے غریب … حسرت چمن کی کا ہے کو یہ باغ ہے غریب

غریب تخلص غریب اللہ باشندۂ شاہ آباد شاگرد مومن خان انگریزی پلٹن کے منشی تھے

انکو دل دیکے کوئی کیا خوش ہو … دلربا دلبری نہین کرتے

خضر و عیسے و جام آب حیات … لب سے کچھ ہمسری [illegible] کرتے

غضنفر تخلص سید ابن حیدر خلف مولوی ولی حیدر باشندۂ فرخ آباد

وصل کی رات لبون تک جو مری جام آیا
سیر نے دل کو بھی سرور ای بت خود کام آیا

غضنفر تخلص غضنفر علی خان لکھنوی ولد غلام حسین خان کڑوڑا شاگرد جرأت شعر اونکے اچھے ہوتے ہین

کہتا تھا اس مریض کو کل وہ سنا سنا
کر دے معاف کوئی کسی کا کہا سنا

تھی زبان بیمار کی تیرے جو وقت نزع بند
تو دم مرون کچھ آنکھون مین اشارا کر گیا

تا دم زیست نہ اوس شوخ کا در چھوڑونگا
آخر اک روز مین اپنا اوسے کر چھوڑونگا

جھانکا کسی نے در سے جو گردن نکال کر
ششدر سا رہ گیا مین کلیجا سنبھال کر

تصویر مین ہو اوس سے دو بدو ہم
کیا کرتے ہین پہرون گفتگو ہم

کھنچی دیکھی جو کل تصویر مجنون
تو گویا بیٹھے ہین بس ہو بہو ہم

دن کو فرصت نہین تو آئے پیارے شب کو
ہم تو آ سکتے نہین غیر کے مارے شب کو

لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ
لگے اوس نقشہ سے اپنا وہ ملانے نقشہ

وا ے اے بلبل نالان کہ چمن چھوٹے ہے
ہائے اے مرغ گلستان کہ وطن چھوٹے ہے

جان تجھکو بھی جدائی مری آسان نہین
جی کو سختی ہے کہ جسوقت وطن چھوٹے ہے

غفلت تخلص و نام اخوند غفلت رام پوری شاگرد حافظ شبراتی طالب و خواجہ زادہ کرم خان شعر اچھا کہتے تھے صاحب دیوان گذرے اونکے بیشتر اشعار مین مرنے کا مضمون ہوتا ہے

کرتا تھا یہی تیشہ فرہاد کئی دن سے
لو سو رہو جائنگے جو فرہاد کئی دن

ق

سکندر آسے زمین ناپنے جو تا لب گور
صدا یہ کان مین آئی وہان تربت سے

بس اب نہ کھینچیے گام و رسن سے پیمائش
یہان کی ہو گی مساحت جریب قیامت سے

غفور تخلص محمد غفور کشمیری کبھی دہلی اور کبھی لکھنؤ مین رہتے تھے

آجا ے غفور تجھ نہ آفت
تم گھر سے جلد گھر سدھارو

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مہاراجہ رام ناتھ دہلوی [illegible]

شاہ عالم بادشاہ کے مقربون مین تھے

جو ہمبستر کبھو ہم ہون غلام اوس صبح بصورت کے
نہ لین و اللہ تا روز قیامت دوسرے کروٹ

خط دے کہ نہ دے گوش بر آواز ہین قاصد
مژدہ تو ہمین یار کے آنے کا سنا دے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد معاصر حاتم باشندۂ دہلی

کل جسکی نظر تیر سی گزری مرے دل سے
پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آیا

غلامی تخلص غلام محی الدین دہلوی استاد راجہ کپورتھلہ راجہ نہال سنگہ طوطی تخلص

گورا غلامی مکھڑا نہ دیکھا جو مین نے آج
سن لیجیے گا گور مین بے اجل گیا

غلطان تخلص کریم بخش باشندۂ موضع کرانہ شاگرد محمد ابراہیم ذوق

جب نکلتے ہین طفل اشک تو پھر
سر پہ رو رو کے گھر اوٹھاتے ہین

آج تک مجھکو رہی آنے کی کل پر امید
اک قیامت ہے ترا وعدۂ فردا کیا ہے

غم تخلص الف خان خلف محمد بخش خان رسالہ دار باشندۂ عرب سرای مقیم علیگڈھ کول بعض تذکرہ والے نے انکے والد کا نام اصالت خان رسالدار لکھا ہے

زلف سے لاکھ پریشانی ہو پروا کیا ہے
سر سلامت ہے تو اندیشۂ سودا کیا ہے

غم ترے استغنا تغافل سے موا جاتا ہے
تو اگر آئے تو اسمین ترا جاتا کیا ہے

غم تخلص میر محمد اسمعیل مرشد آبادی

مین یا ہون اور نالۂ شبگیر ہے اللہ اللہ
سنگدل کا فریب پیر ہے اللہ اللہ

غم تخلص علی خان ترک سوار ولد عبد اللہ خان باشندۂ کانپور شاگرد مولوی وحید الدین خان فرد

جوش مے گلرنگ سے معمور ہین آنکھین
اے نرگس شہلا تری مخمور ہین آنکھین

غم تخلص مہتاب سنگہ کایتھ شاگرد شاہ نصیر باشندۂ دہلی پنجاب مین فوت کی

اک قطرۂ مے مین ہم سے ساقی ہو درگذر
ورنہ ہر اک کو تونے سبو کے سبو دیے

صیاد بیخبر ہی رہا اور قفس مین ہاے
ٹکرا کے سر کو بلبل ناشاد مر گئی

غمخوار تخلص مرزا محمد علی بیگ لکھنوی

رسوا ہوا ہون جیسے مین اوس کجکلاہ کا
لیتا نہین ہے نام کوئی اوسکی نگاہ کا

وصل کی شب گزر گئی پل مین
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھہ

غمگین تخلص میر سید علی خلف سید محمد دہلوی برادر شاہ نظام الدین احمد قادری ناظم صوبہ دہلی شاگرد سعادت یارخان رنگین

مضطرب تھا دل اپنا جون پارا
آخر اوس شوخ نے جلا مارا

تونے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا
بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا

مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہین
حسن کا شعلہ کے سوا کوئی خریدار نہین

یہ داغ عشق نہ ہو دور اپنے سینے سے
کہین مٹا ہے کھدا حرف بھی نگینے سے

مگر سیہ بخت ہون یہ سرمۂ بینائی ہون
جو کہ دیکھے ہے سو آنکھون سے لگاتا ہے مجھے

غمگین تخلص مولوی عبد القادر خان بہادر متوطن رامپور صدر الصدور مرادآباد فاضل بے بدل تھے گاہ گاہ فکر شعر کرتے تھے بعض تذکرہ والون نے انکا قادر تخلص لکھا ہے

جو مے رہنے تو شیشہ جھکا کے ساقی نے
کہا یہ رندون سے تجھے سلام شیشے کا

بندے کو طلب ہو وے تو سرکار مین آوے
خلوت مین نہ ہو حکم تو دربار مین آوے

غمگین تخلص میر عبد اللہ دہلوی خلف میر حسین تسکین رامپور مین انتقال کیا

وہ خبر ہی جانگزا تھی جسکو سنکر مرگیا
ورنہ اک تیشہ سے ہوتا کام کیا فرہاد کا

آتے وزانہ اور تو مرہی چلے تھے ہم
تمنے تو کہہ دیا کہ ہمین کچہ خبر نہین

کمی کرین جگر و دل تو کیا کرون یارب
کچہ اور دے مجھے مژگان خونفشان کیلیے

غنا تخلص غلام محمد خان ابن بہادر خان متوطن اورنگ آباد ضلع بلند شہر

مسی مالیدہ لب غنا اوس کا
برگ سوسن نہین تو پھر کیا ہے

غنی تخلص شیخ عبد الغنی سہارنپوری

پڑتی ہے نظر حسن پہ دم چشم بریدن
یہان سہتے ہے یہ گاہ کبھی بیکار نہ پایا

غنی تخلص عبد الغنی ولد شیخ عبد الصمد کانپوری شاگرد مولوی ہادی علی اشک

جنت مین نہین ایسے کسی حور کے تلوے	اللہ نے بنائے ہین ترے نور کے تلوے
مین ایڑیان اوسوقت رگڑتا ہون زمین پا	یاد آتے ہین جب خواب مین اک حور کے تلوے

غنی تخلص مرزا عباس ولد مرزا احسن لکھنوی شاگرد مرزا محمد حسن شیدا

لیگیا رنج بڑا عاشق شیدا دل مین	رہ گئی یار کے ملنے کی تمنا دل مین
کوچۂ یار مین تاراج ہوئی دولت دل	لٹ گیا مین عمل بادشہ عادل مین
کشتی نے سے مرا یار لگا دے بیڑا	آسکے یارب یہ دل ساقی دریا دل مین

غنی تخلص غنی احمد جاجموئی باشندہ کانپور ولد ابو محمد عیش خویش مولوی عباس علی عاشق شاگرد سید علی اوسط رشک شوکت

شوکت کے فیض سے ہوئی فکر غنی رسا	موزون کیئے ہین شعر بہت حسب حال اب
چھوٹے ہی گالیون پہ تری کسقدر زبان	چھوٹے سے منہ مین ہے یہ بڑی فتنہ گر زبان
پریون کو بھی ملی نہین یہ نازنین جبین	ابرو ترے ہلال ہین ماہ مبین جبین

غنی تخلص ایک شخص باشندہ شکوہ آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

اگر کچھ زندگانی مین مزا ہے	تو ایام جوانی مین مزا ہے

غواص تخلص ایک شخص دکھنی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

ترا منہ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہوجاے	اگر گل تجھ تلک بہو نچے گلے کا ہار ہوجاے

حرف فا

فاخر تخلص مرزا جھیگا قوم مغل باشندہ دہلی

دشت الفت مین خضر کا کیا کام	کوئی دیوانہ رہنما ہوتا
اب شکایت سے فائدہ فاخر	دیکھ کر تم نے دل دیا ہوتا
تھا دلہن بہنہ سوتے مین لیجے یہ کہین	سوئے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہوگیا
آجائیگی تم دگرنہ تھمیگا نہ مجھسے دل	جاتی رہی ہے بات مرے اختیار سے
نہ کھلا غنچۂ دل باغ جہان مین فاخر	رہگیا ایک صبا سے بھی یہ عقدا باقی

فارغ تخلص میر احمد خان دہلوی شاگرد و خلف اعظم الدولہ میر محمد خان سرور

خط لیکے نہ اوس سے جو میرے نامہ بر آئے | بیان شرم سے آسکے نہیں اور لیے گھر آئے
کیا چین سے جا قبر میں آرام کرینگا | دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے
اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ | پاؤں مر کر بھی نہ نکلے حلقۂ زنجیر سے

فارغ تخلص شاہ فارغ باشندہ بریلی مقیم خورجہ صاحب کمال تھے

ممکن نہیں کہ حرف قضا ہو جبین سے دور | جب نقش ہو چکا نہیں ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص مکند لال دہلوی شاگرد شاہ حاتم دین اسلام کو قبول کیا تھا بریلی میں رہتے تھے صاحب دیوان گزرے

جلا ہے سینے میں دل شمع وار ساری رات | بہا ہے آنکھوں سے اشکوں کا تار ساری رات
دور سے دیکھ مجھے چین بہ جبین ہوتا ہی | تا کہ کچھ کہہ سکوں چل بے رکھائی تیری

فارغ تخلص میر علی حسین ولد میر نور علی باشندہ لکھنؤ مقیم موچی کھولا شاگرد محب علی طوبے برادر عینی جمشید بیگم ممتوعہ واجد علی بادشاہ یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

بلبل نہ بھول آشنا گلہائے بوستان ہے | دو دن کے بعد ہونگے نالے ترے باز
آزاد کر قفس سے بلبل کو فصل گل ہے | کیوں ظلم کر رہا ہے صیاد بے زبان پہ
لڑکپن سے ہے مجھکو عشق اک بت خوبرو سے | مچل جاتا تھا اچھی دیکھکر تصویر پیٹی کی

فارغ تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

قطرۂ اشک جو نکلا سو دہ گوہر نکلا | بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فاطر تخلص میر بخش لکھنوی مخاطب بہ حمید الدولہ کوکہ محمد علی شاہ پادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد حسن مرثیہ گو نزہت تخلص

ہم سمجھے تھے محبت میں بہل جائیگا دل | یہ نہ معلوم تھا رنگ اور ہی کچھ لائیگا دل

فائز تخلص کریم بخش محرر عدالت دیوانی میرٹھ ولد شیخ فتح علی ساکن اترولی توابع علیگڈھ شاگرد ہدایت علی اسیر

دیکھے جب بہزاد نے وہ دست و پا لاشبیہہ | تھرتھرائے اوسکے چاروں ہاتھ پانو رہ گئے

فائیز تخلص منشی بنجا ور سنگہ خلف دھرم داس متوطن دہلی سر رشتہ دار فوجداری فرخ آباد

کیون نہ اسے فائیز ہو قسمت کا ستارا اوج پر | وصل کا اوس مہ لقا نے رات کو وعدہ کیا
ہزار قامتِ رعنا کی پائی شکل اوسنے | تاکہ یہ چال کہاں سرو چمن زار میں ہے

فائیز تخلص محمد عابد خان باشندہ لکھنو مقیم مٹیا برج متعلق کلکتہ یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کس غضب کی چال ہے آمد کا عالم دیکھنا | کیا قیامت ہے لپا جاتا ہے عالم دیکھنا
قاصدا نازک فراجی کا رہی اوسکی خیال | دے نہ دینا خط مرا جس وقت برہم دیکھنا

فائیز تخلص ایک بزرگ ساکن کول خلف نظام الدین متوطن شبروار کا ہے نام انکا معلوم نہ ہوا

کیا خطر ہے تابشِ خورشید محشر سے مجھے | آہ سوزان کا دہوان اک سائبان ہو جائیگا
خیر ہے فائز کہو تو کیا ہوا کیا حال ہے | کو بکو کسوا سطے پھرتے ہو دیوانے سے آج

فائیز تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

کل ملیگا وہ گلے غیرون سے یہ آیا جو دھیان | بس ہلالِ عید ہم کو نیش عقرب ہو گیا

فائق تخلص مرزا عبد القادر بیگ دہلوی خلف مرزا احمد بیگ قوم مغل اصفہانی ملازم نواب بہادر جنگ والی بہادر گڈھ

مینا سے مے جو محفلِ زندان مین تو پیجے | ہم بن اگر پیجئے تو ہمارا لہو پیجے

فخر تخلص محمد فخر الدین باشندہ شاہجہان پور

بیخودی سے غرض کون ہے مے کا طالب | چشم ساقی تو ہے گو ساغرِ صہبا نہ ہوا

فخر تخلص محمد فخر الدین کہین برادر و شاگرد محمد احسان اللہ مخیر باشندہ دہلی مقیم میرٹھ

کفر و دین کو تہ و بالا رخ کاکل نے کیا | پیچ سے اوسکے نہ کافر نہ مسلمان نکلا

فخر تخلص میر فخر الدین ولد اشرف علیخان تذکرہ نویس شاگرد میرزا سودا سلطان گیارہ سو چھیانوے ہجری میں لکھنو میں تھے

گزرینگے دن جو یون ہی دو چار رنج رونے
گر گر پڑینگے سقف و دیوار رونے رونے

بات کیجے غیر سے اور ہم سے منہ کو موڑیے
ٹک خدا سے ڈریے ان وضعون کی عادت چھوڑیے

فخر تخلص میر فخر الدین لکھنوی خلف میر محمد علی سید تخلص شاگرد خواجہ وزیر

یہ ضعف ہے نہ سخن اپنا گوش تک پہونچے
کوئی شفیق اگر رکھدے کان ہونٹھون پہ

ہمارے سوز جگر کی کہی کہانی کیا
پڑے ہین چھالے ہواے قصہ خوان ہونٹھون پہ

فدا تخلص مرزا بلند بخت دہلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر شاگرد مولوی صہبائی

حشر مین پرسش مری پہلے ہو یارب زمین
جب تلک چپکا رہونگا جی مرا گھبرائے گا

مجھسے ملجائے جو وہ غنچہ دہن آکے فدا
اپنے جامے مین وہ پھولون کہ سما ہی نہ سکے

فدا تخلص مرزا اسکندر بخت خلف مرزا منور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا [illegible]

مجھ ناتوان کو سانس بھی لینا محال ہے
پہونچیگی خاک میری دعا آسمان تلک

تمھین آؤ تو آؤ ورنہ ہم تو
اوٹھا سکتے نہین بالین سے سر کو

فدا تخلص خواجہ نجم الدین لکھنوی

عقدہ کھلا نہ ہم سے فدا زلف یار کا
کیا کیا اولجھ اولجھ کے رکا دم تمام شب

فدا تخلص سید محمد علی عرف فدا شاہ سہارنپوری آخر ایام مین طبیعت انکی ہزل کی طرف مائل ہوگئی تھی

اوس سے مین اور مجھسے وہ باہم رہا
ایک مدت تک یہی عالم رہا

فدا تخلص میر عبد الصمد دہلوی فریدآباد مین معلمی کرتے تھے صاحب دیوان گذرے فارسی بھی کہتے تھے

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ
تو اشک یہان تلک اومڈے کہ بہہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم مغل شاگرد ممنون و مصحفی باشندۂ لکھنؤ

غیر کی مٹنے کی خوشی اور ہمین خفا کیا
خوب کیا بھلا کیا خیر بہت بجا کیا

تیری جو نگاہ مین سبک ہین
ہر ایک کے جی پہ بار ہین ہم

کوئی کیا سر جھکاکے ہووے ذلیل
باتھہ تیرا کبھی اوٹھا ہی نہین

نہین کہاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی
سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانے کی

وہان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے
یہان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے

خفا ہم آپ ہین اس سے کہ دم ہجر نہ رہے
ترے فراق مین اے یار ہم رہے نہ رہے

فدا تخلص فدا حسین باشندۂ مرشدآباد شاگرد فصیح العالم فصیح

چشم آہوے چین خال جبین مشک ختا
رو صبح طرف زلف سیہ شام بلا

گل اکینا بدن باغ و بہار ایسی ادا
غنچہ تنگ چشم سے ہے لب آب لقا

فدا تخلص امام الدین فرید آبادی شاگرد مرتضی قلی خان فراق علی وردی خان کے عہد مین بنگالہ مین آکر سکونت اختیار کی تہی

آپ جائین کہان تری گلی سے
چون نقش قدم یہین رہے ہم

تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ
یہی تو کچھ نہین اے دلربا تری باتین

مین ہون قربان اوسکے کہنے کے
تونہ بولا کر اے فدا ہم سے

فدا تخلص مرزا محمد خلف مرزا اسمعیل بیگ الہ آباد مین تحصیلداری کرتے تھے

ہے رنگ نرالا گل و گلزار مین پیاسے
اک نوک نکلتی ہے ہر اک خار مین پیاسے

فدا تخلص لچھمی رام دہلوی شاگرد سودا

کہا جو اوس سے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا
تو ہنسکے بولے ابھی تیری جان باقی ہے

فدا تخلص عاقبت محمود خان بہادر دہلوی صدر الصدور تھے بعض صاحب تذکرہ نے انکا نام محمد اسمعیل لکہا ہے

چون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا
پر بس چلا نہ گریہ بے اختیار سے

فدا تخلص شیخ فدا حسین خان خلف شیخ کریم اللہ باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلندشہر شاگرد نواب مصطفی خان شیفتہ صاحب دیوان ہین

ہے یقین ہوگا ہجوم بلبلان بالا سر
تو نہ کہنا پھول اوغنچہ دہان بالا سے

کیون نہ ہو عقدہ تیرا ابروے بحر حسن
ہین اگر تو سے صدف تو ہین گہر کی لڑیان

ایڑیان ہم نے رگڑ کر زیست اپنی کی بسر	جب سے دیکھین ہیں فدا اوس فتنہ گر کی ایڑیان

فدا تخلص میر فدا حسین باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

قتل پر مستعد ہے وہ قاتل	آج جوہر کھلے گا خنجر کا

فدائی تخلص مرزا عظیم بیگ تاجر دہلوی

یار گوشے مین ہے اور عیش سے پا بوسی ہے	نقش پا تک بھی مرے در پی جاسوسی ہے

فدوی تخلص مکند لال لاہوری مقیم دہلی ملازم نواب ضابطہ خان شاگرد صابر علی صابر اپنے مذہب کو ترک کر کے دین اسلام کو قبول کیا تھا باپ اسکا بقال تھا سودا نے اوسکی ہجو رکیک کہی ہے اور بعض صاحب تذکرہ نے لکھا ہے کہ وہ قوم مغل سے تھا فدائی بیگ نام غرض اشعار اوسکے اچھے ہوتے ہین مراد آباد مین فوت کی

گر تیغ نگہ سے تو کرے وار فلک پر	چل جاے فرشتون مین بھی تلوار فلک پر
بعد مرنے کے بھٹکتا ہون بہ خاک ہنوز	ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوانہ ہو در کے	سایہ کی طرح ہم نہ اودھر کے نہ اودھر کے
آنسو نہین ہین دیدۂ تر مین بھرے ہوے	موتی ہین آبدار صدف مین بھرے ہوے
ابرو کے تیغ سے ترے سورج ڈرے ہوے	پھرتا ہے اپنے منہ پہ سپر کو دھرے ہوے
چشم پر آب ہے اور تس پہ جگر جلتا ہے	کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے
یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسو کے	نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسو کی

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری مقیم دہلی شاگرد شاہ مبارک آبرو ستار خوب بجاتے تھے آزادانہ زندگی کرتے تھے صاحب دیوان گزرے *

واہ اور مجھکو یاد کرین مین نہ مانونگا	اس نام کے بہت ہین کوئی اور ہووےگا
یار ہم سے جو سدا چین بہ جبین رہتا ہے	نہین معلوم بلا کونسی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی عرف مرزا بھچو مقیم عظیم آباد شاگرد شاہ کھسیٹا عشق احمد شاہ بادشاہ کو وقائع نگار تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

تجھ سے ہوتے ہین دردمند جدا
گو کرے کوئی بند بند جدا

ہر طرح ہم اوسکے ہین دل و جان سے فدوی
وہ خواہ ہمین یاد کرے خواہ فراموش

عاشق کی کچھ نہین ہے دل و جان سوا بساط
اے دوست امتحان نہ کر اسکی کیا بساط

گیا وہ زمانہ ہوا اور عالم
نہ وہ دن نہ وہ دل نہ وہ تو نہ وہ ہم

غلط ہے دیدۂ تر سے جو ہم چشمی کرے شبنم
مرا رونا اگر دیکھے ابھی پانی بھرے شبنم

چشم بد دور عجب آنکھین ہین
قتل کرتے ہین غضب آنکھین ہین

وہ دن گئے تپاک کے ہیہات اب کہان
وہ بات اب کہان وہ ملاقات اب کہان

کچھ خوش آتا نہین بغیر ترے
زندگانی عذاب ہے تجھ بن

حیران سحر سامری ہے اوسکے روبرو
جادو وہ یاد ہے تری کافر نگاہ کی

یا رہو غیر دنگے گھر مین اپنے گھر سیلاب ہو
تو نے بھی بدلی نظر اے ابر رحمت واہ وا

اپنے فدوی کو ستانا بے سبب کچھ خوب ہے
کیا اسی کا نام ہے پیارے محبت واہ وا

تک ساتھ ہو حسرت دل مغموم سے نکلے
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

وزدیدہ نگہ نے تری بندہ کیا مجھ کو
اس آن کے اس ڈھب کے اس انداز کے صدقے

دل ہے ازل سے تختۂ مشق ستمگران
تقدیر کے لکھے کو کوئی کب مٹا سکے

فدوی تخلص لالہ سیوک رام وکیل عدالت دیوانی شہر پٹنہ

جی کو نہ چین ہووے نہ آرام بے دل
پھر کس امید پر کوئی تم سے لگائے دل

اوڑھکر دھانی ڈوپٹہ بھی اجی آؤ کبھی
ایک دن تو کشت امید غریبان سبز ہو

فدوی تخلص میر فضل علی دہلوی مرشدآباد مین آکر انتقال کیا

ابر مین رو دیے پیمانہ تنک جام کو
تم نہین آنکھون مین ساقی نام کو

فراسو تخلص فراسو صاحب قوم انگریز تنتباسے بیگم سمرو مقیم دہلی شاگرد خیراتی خان دلسوز

قمری کے مانند وہ پہنے محبت کا طوق
باغ مین گر قد ترا سرو کو دکھلائی

فراغ تخلص محمد فراغ دہلوی تعلیم کرتے تھے

آتی ہے مرے اشک سے بوے عرق گل	ہے بسکہ نظر مین گل رخسار کسی کا
روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین جاکے	دل توڑیے اسطرح نہ زنہار کسی کا

فراغ تخلص میر مہدی حسن ولد میر طالب علی لکھنوی استاد مرزا رفیع الدین حیدر عرف منا جان

محو نظارہ ہے اسے گل کیا فقط نرگس کی آنکھ	چشم بد دور آپ پر پڑتی نہین کس کسکی آنکھ

فراغ تخلص یسین بیگ باشندہ میرٹھ شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و نواب مرزا داغ و غلام مولی قلق

دم مین کیون اوسکے آگیا قاصد	یہان بھروسا نہین ہے دم بھر کا
ہے سراپا کا کسکے ہمکو خیال	پاؤن کا دھیان ہے نہ کچھ سر کا

فراق تخلص کیقباد جنگ دکھنی اسیر دکن مین تھے

اوس شوخ رنگیلے کی کمان قوس قزح ہے	ہے بوقلمون تیر پر رنگ پر طاؤس

فراق تخلص اکرام الدولہ مرزا حسین علی خان لکھنوی

آج بھی ہاے غضب تجھسے نہ ملنا ٹھہرا	عید کا چاند محرم کا مہینا ٹھہرا

فراق تخلص میر مرتضی قلی خان دہلوی معاصر سودا محمد شاہ کے عہد مین توپخانہ شاہی سے تعلق رکھتے تھے علی وردی خان مہابت جنگ کے عہد مین مرشد آباد مین سکونت اختیار کی تھی آخر بسبب باقی رہنے خراج سرکاری کے راجہ شتاب راے کی قید مین انتقال کیا

گو درد سر اے ناصح ہے گردش پیمانہ	پر ہم کو تو صندل ہے خاک در میخانہ
اسیرونکی قسم تجھکو صبا سچ کہہ کہ گلشن مین	کوئی اون ہمنواؤن سے مجھے بھی یاد کرتا ہے

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان مرحوم دہلوی برادرزادہ ہدایت اللہ خان ہدایت کسب سخن و کسب باطن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر عاشقانہ خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

خبر دیتا تھا کسکے وصل سے شوق ہم آغوشی	کہ میرا رات کو کچھ خود بخود بازو پھڑکتا تھا

جون ریگ روان جانہ نشین ہون مین ازل سے
نہ قصد وطن کا نہ ارادہ ہے سفر کا

دل تھا سا کہ چشم سے گرتا تہی لگا
ساغر کو دیکھا کہ مین شیشہ سنبھالتا

صاف دل کو کیا اور داغ جگر کو دیا
کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

یہ غم ہے ساغر دنیا مجھے کہ میرے بعد
ذرا بھی تمکو کوئی منہ نہین لگانے کا

بیابان ناکسہ ہون سب رو رہ عدم مین فراق
قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا

ترستین ہم اور رہا ہے آئینہ تری لوٹی بہار
حیف بخت افسوس قسمت وائے طالع یا نصیب

خوش آتی ہین پاؤن کی تری ٹھوکرین ظالم
سر کو کبھو قدمون سے اوٹھائی کی نہین ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین
بھولے سے اوسنے یاد کیا ہو عجب نہین

تیرے گل تکیونکے خاطر تو ابای حسرت جان
یہ مناسب ہے کہ ہو شمس و قمر کا تکیہ

رہتا ہے عاشقون کا از بس ہجوم در پر
ہو جائیگا گھر اوسکا بازار رفتہ رفتہ

سن مرا حال یہ کہتا ہے نہ بک سونے دو
نیند تو اوڑ گئی کم بخت سرک سونے دے

دامن تلک گیا تھا کہین اوسکو دست ہم
اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

تم گالیان جو دو تو مین چپکی بھی کیا نہ لون
پیارے کسیکا ہاتھ کسیکی زبان چلے

آنکھون مین پھر رہا ہے ای سرو نازنا تیک
دامن اوٹھا کے چلنا تیرا اترا کون سے

فراق تخلص میر حیات اللہ باشندہ کولا وٹھی دہلی مین تحصیل علم مین مصروف تھے

جان بھی باقی نہین کیا کیجئے اب ونیر شالے
مرنے دم آ کے کیا اور پشیمان مجھکو

فراق تخلص خواجہ بہادر حسین خلف مرزا جان اٹکی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

جس روز سے کہ تو مرے آغوش مین نہین
رکھتا ہون اے صنم تری تصویر دوش پر

محشر کو واسطے جسکے اوٹھینگے فراق ہم
تصویر یار ہاتھ مین زنجیر دوش پر

فراقی تخلص پریم کشور نبیرہ راجہ جوگل کشور بادفروش ترک علاق کر کے سیاحت کرتے تھے

ہوئین آنکھین گلابی روتے روتے
گلابی کی نہ دیکھی شکل افسوس

فرحت تخلص خواجہ فیض اللہ عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ

جب کوئی منظور نظر ہو گیا | دیدہ و دل اپنا ادھر ہو گیا

فرحت تخلص اسد علی دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق مقیم لکھنو

نہ تنہا کان کا بالا بلا ہے | قیامت ہے ترے قامت سی پیاری
بلا جسکو تلوون سے نرگس سمجھکر | سنا تم نے وہ چشم ترچھی کسو کی

فرحت تخلص لالہ سنانند وکیل عدالت منصفی الہ آباد

پھولا ہے لالہ گلشن سینہ مین داغ ہے | افسوس اس بہار مین وہ مہ جبین نہین

فرحت تخلص شیخ فرحت اللہ رفیق بہادر علی خان داروغہ نواب ناظم بنگالہ شاگرد سراج الدین علی خان آرزو وطن انکا ماوراء النہر مولد فرخ آباد سالہ گیارہ سو اکانوے ہجری مین مرشد آباد مین فوت کی صاحب دیوان گزرے

تری مژگان کو کب ہوتا ہے غم عشاق کو دل کا | نہین ہے خنجر قصاب کو کچھ درد بسمل کا
جو بہر سیب ہے گلشن مین وہ خدا جانے | دہان یار مے غنچے سے کیا سوال کیا
زندگی مین تو رہے صدمے دل غمناک پر | بعد میرے دیکھیے کیا ہو قیامت خاک پر
خط کے آتے ہی ہوئی گم خال کی خوبی تمام | آگے طوطی کے کہان سرسبز ہو سکتا ہے زاغ
سینے پہ ترے ہر دم کسطرح سے بولی ہے | ہو وصل ترا اب کی تہ ہار ہے اور مین ہو
رفتہ رفتہ مین ہوا عشق مین جان کا دشمن | دل ہے پہلو مین مرے ہاے کہان تکا دینا
مرنے کے بعد مجھ پر کیا کیا ستم نہ ہونگے | دیکھینگے غیر مجھکو اور ہاے ہم نہ ہونگے

فرحت تخلص پنڈت کدار ناتھ عرف ناتھن پرشاد ولد بستی رام دکھنی باشندہ لکھنو شاگرد امانت

لوٹے مزے وصال مین پستان یار کے | پہونچا دلا کہان سے کہان مین دبا کے ہاتھ

فرحت تخلص محمود علی خان دہلوی خلف حکیم نصر اللہ خان وصال تخلص

اوسنے تو نامہ بر کو کیا قتل اور مجھے | ہر لحظہ انتظار ہے خط کے جواب کا
لے جلد تو خبر کہ کچھ اب شام ہی سے آج | ہے حال کسطرح ترے خانہ خراب کا

عاشق تو سبھی ہوتے ہین دنیا مین عزیزو | پر میری طرح سے کوئی رسوا نہین ہوتا

فرحت تخلص بشن پرشاد کایتھ خلف گوبند پرشاد نبیرہ راجہ کنول نین باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

یار جب تک جواب خط آوے | اور دو چار خط لکھو بیٹھے

فرحت تخلص شیخ حسین علی شاگرد مرزا نیاز علی بیگ نکہت تخلص

جب سے دیکھا ہے قد بالاے یار | سرو کو خاطر مین کب لاتے ہین ہم

فرخ تخلص جو سبے بدری واس خلف جو بے گنج لال شاگرد اندر من فقیر

گوشہ گیری نے زمانہ مین مرا نام کیا | باعث شہرت عالم ہوا عنقا ہو کر

فرخ تخلص کرامت اللہ خان ولد حفیظ اللہ خان باشندہ لکھنو شاگرد ناسخ

ناز و ادا و زلف و رخ و چشم ہین ستم
قتل عالم کرتے ہین بیرحم کیونکر تہر زر | اتنی بلاؤن سے کوئی کیونکر بچائے دل
ہم تو یار ابھی نہ مارین کیمیا کے واسطے

فرخ تخلص میر فرخ علی دہلوی

اس قدر مجھ سے ہو کیون اے مہوشان ناآشنا
چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر | مین بھی تو آخر کسی دن تھا تمہارا آشنا
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرد تخلص شاہ ابو الحسن نعمتی سجادہ نشین پھلواری صاحب باطن تھے بیشتر فارسی کہتے دیوان فارسی انکا نظر سے گزرا

نگاہ مست تیری کسقدر خونریز عالم ہے
عشق نے رسوا کیا یہان تک مجھے | تہمت آنکھون کو تیری نرگس بیمار کہتے ہین
نام سے میرے حیا کو ننگ ہے

فرد تخلص مولوی وحید الدین خان عرف خدا بخش خان ولد محسن خان قوم یوسف زئی باشندہ دربھنگا ضلع مظفر پور مقیم کانپور شاگرد مصحفی صاحب دیوان ہین شعر اچھا کہتے ہین

بند انگیا کے نہ بند ھوائے کبھی
سطح سینہ پر ترے اسے مت نوخیز کیا
کبھی کعبہ کبھی بتخانہ سے مسکن اپنا | عمر بھر بندہ تو نا محرم رہا
ادہر ادہر انظر آتا ہے کچھ اوٹھا اوٹھا
دین و مذہب کہون کیا شیخ و برہمن اپنا

دل ٹکڑے ٹکڑے یار کے رخسار نے کیا
اوس گل نے جو کیا نہ کبھی خار نے کیا

وہان چھاتی ہے گدرائی نہ ہو کیونکر یہان کھٹکا
درخت بارور مین باندھتا ہی باغبان کھٹکا

کیون عشق مین ہو نام نہ موسی مرے دل کا
ہر داغ بنا ہے ید بیضا مرے دل کا

اے نوک مژہ تجھسے اخجل نشتر و سوزن
لیکن نہ نکالا کبھی کانٹا مرے دل کا

ان گلرخون کا مجھکو تو باور نہین نہین
ہان ہان بھرے ہین دل مین ادھر لب پہ نہین ہے

بیتاب ہون مین تشنگی نزع سے قاتل
ٹپکا دے تو آب دم شمشیر گلے مین

آسیب پری ہوتا ہے جب سیم بدون کو
تعویذ ہین کرتے تری تصویر گلے مین

ہر عاشق و معشوق اسیر آئے نظر فرد
یہان پاؤن مین بیڑی وہان زنجیر گلے مین

فیض کیا وصف لب سرخ بتان کا مین لکھون
لعل ہو جاتے ہین جو لیتا ہون پتھر ہاتھ مین

فرصت تخلص مرزا الف بیگ لکھنؤ مین وفات پائی

اک عمر خاک کوے بتان سجدہ گاہ کی
تب رفتہ رفتہ اوس بت کافر سے راہ کی

کمان سے بھی پری یہ آہ پر تاثیر پہنچی ہے
پرندہ پر نہ مارے اوس جگہ یہ تیر پہنچی ہے

اوسکو طرز جفا خوش آتی ہے
سفت مین اپنی جان جاتی ہے

فرحت تخلص عطاء اللہ خان دہلوی

شعلہ آہ کا کسکے ہے اثر پتھر مین
کہ ہے اسطرح سے پوشیدہ شرر پتھر مین

ایک دل اوسکا ہے یارو کہ نہین اوسکو اثر
ورنہ آہ اپنی کا ہوتا ہے اثر پتھر مین

فرحت تخلص دیبی پرشاد ولد ٹھاکر پرشاد عرف خشادہ پرشاد پنڈت کشمیری باشندہ لکھنؤ شاگرد امانت

مہندی سے چھلے نقرئی سونے کے ہوگئے
اے سیمتن عجب ہین ترے کیمیا کے ہاتھ

فرحتی تخلص وزیر علی عظیم آبادی شاگرد امیر جان عبرتی راقم نے انکو کلکتہ کے مشاعرہ مین دیکھا ہے فارسی بھی کہتے ہین

کیا پوچھتے ہو ہمنفسو ماجرائے دل
کانٹا سا کچھ کھٹکتا ہے پہلو مین ہائے دل

سنکی ہے جب سے یار نے اٹکھیلیون کی چال
آتی ہے ہر قدم پہ صدا ہائے ہائے دل

فروغ تخلص میر روشن علیخان خلف اکبر علیخان شاگرد ممنون باشندۂ دہلی

تاریک کلبہ ایسا کیا ہو فروغ روشن
گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فروغ تخلص میر اکبر علی شاگرد شمس الدین فقیر طب اور نجوم مین اچھا دخل رکھتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

ایسا نالان ہوا شب کو دل بیمار کہ بس
سنکے ہمسائے پکارے پس دیوار کہ بس

گرچہ مخمور سیہ مست ہین تیری آنکھین
لیکن ایسی ہین وہ دل لینے مین ہشیار کہ بس

فروغ تخلص خواجہ غلام مصطفے ولد خواجہ محمد یحیٰے باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

خیال ہے ترے آب روان کی محرم کا
نہین ہے تن مین ہمارے یہی حباب ہین دو

اوس پری کا میرے پہلو سے جو سرکا پہلو
تیغ غم سے ہوا مجروح جگر کا پہلو

تجھپہ پڑتی ہے یار سب کی آنکھ
چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ

لاغر ہوا ہون ہاے مین اوس درجہ ہجر مین
ہلنے کی بھی دلا مجھے طاقت نہین رہی

کیسا ملال وصل ہوا شب کو یار سے
دل صاف ہو گیا وہ کدورت نہین رہی

الفت کا حرف صفحۂ ہستی سے مٹ گیا
بھائی کو بھائی سے بھی محبت نہین رہی

فروغ تخلص محمد عمر سلطان دہلوی خلف مرزا قادر بخش صابر تخلص

دیا ہو جھوٹ ہی گو نامہ بر نے مژدہ وصل
پر اوسکے کہنے سے دل کو تو یک قرار آیا

کیا ہو آپ نے گو سچ ہی وعدہ آنیکا
یہ سوچیے تو کہ مجھ کو کب اعتبار آیا

لیکے آتے ہو ساتھ غیرون کو
باز آیا مین اس عنایت سے

فروغ تخلص خواجہ نور الدین خان بہادر معروف بہ سالونے صاحب برادر خورد نواب انور الدولہ شفق تخلص باشندۂ کالپی

قید ہستی مین پھنسے یاد وطن بھول گئے
دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے

خیال غیر ہے ہمراہ جیسا لان
تصور مین بھی تنہائی کہان ہے

فروغ تخلص عنایت علی خان ولد قادر علی خان عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد

صفحہ ۲۵ میر دہلی صاحب تخلص شفیق لکھا ہے

احمد علی کامل تخلص

مجھ سے شب وصال بھی انکار ہے او سے | کہتا ہے میرے پانون سے تو رکھ کنار ہو ہاتھ

فروغ تخلص حافظ خدا بخش ساکن میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور تخلص

جز ذکر حسن و عشق دل حسن دوست کو | طفلی سے دلپسند کوئی داستان نہین

فرہاد تخلص بشیر علی فیض آبادی شاگرد میر حسن دہلوی

مرنے جاتا ہے سے وہ بت رام کیا ہو | خدا کا گر ہو فرہاد جیا

فرہاد تخلص شاہ الفت حسین موسوی باشندۂ عظیم آباد شاگرد راجہ پیارے لال الفتی مدتون سے کلکتہ مین رہتے ہین بیشتر فارسی کہتے ہین اپنی شاعری کا بہت غرور رکھتے ہین یہ شعر راقم کے سامنے پڑھے تھے انکی بعض بعض تصنیفات نظر سے گذری

اے وائے جذب عشق مرے دل مین نکہا | نالہ اوسکے پردۂ محمل مین رہ گیا
قفس کو نالہ بول سے اسیر درد کرتے ہین | صبا کے پاؤن مین زنجیر بوے گل سے بھرتی ہین

فرہاد تخلص مرزا افضل بیگ مرحوم ولد مرزا تقی بیگ لکھنوی مرثیہ مین شاگرد افسردہ اور غزل مین شاگرد مصحفی و ناسخ کے آلہ آباد مین رجسٹری کے سر رشتہ دار تھے صاحب دیوان گزرے

خال اوس روے کتابی پہ نمایان دیکھا | بچۂ زاغ سے یہ حافظ قرآن دیکھا
سکینۂ مین رند ایسا ہون کہ میرے واسطے | خم اوٹھا کر لاے خود پیر مغان بالاے سر

فرہاد تخلص لالہ صاحب راے ولد لالہ سندر راے کایتھ لکھنوی شاگرد میر سوز

چین پایا دہ پس مردن دل بیتاب نے | گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا
غم جب سے ہوا ہے یار دل کا | کوئی نہین غمگسار دل کا

فرہاد تخلص قاضی محمد احتشام الدین ولد قاضی عظیم الدین باشندۂ مراد آباد

ہے کمسنی مین مرادون یہ یار کا جوبن | قدم قدم پہ قیامت بپا ابھی سے ہے

فسون تخلص مرزا منجھلے خلف مرزا اکرم بخش نواسہ ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی

رو لاتے نہ تم گھر عدو کا نہ بہتا | اوٹھایا ہوا ہے یہ طوفان تمہارا

کیون دوست اوٹھالاے تجھے کوچے سے اوسکی — گو جان پہ ستم تھا مگر آرام وہین تھا
اچھا ہوا کہ حشر کے ہنگامے سے نہ بچے — ہونا جو تھا یہین دم رفتار ہو گیا

فصاد تخلص بوچا جام باشندۂ دہلی شاگرد شاہ نصیر دہلوی

بادہ کے ہین پینے سے کیا کام ہمیں ساقی — سے خون جگر آبلہ ہے جام ہمارا

فصیح تخلص پنڈت سکھن لال خلف بیجے لال فرخ آبادی شاگرد امراؤ حسین صفیر تخلص

سمجھے نہ یار عاشق زلف دوتا مجھے — دنیا مین اس بلا سے بچائے خدا مجھے

فصیح تخلص مرزا جعفر علی مرثیہ گو ولد مرزا ہادی لکھنوی شاگرد ناسخ بیت اللہ کو ہجرت کر گئے ہین

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال — بے کمالی مین بہی افسوس کہ کامل نہوا
دیکھیے گا کہنس کے زلف مین جب پیچ و تاب دل — پہنچائیگا بہت ہی یہ خانہ خراب دل
سمجھ مین اک عیب بڑا ہے کہ وفادار نہون مین — تم مین دو وصف ہین بدخو بہی ہو مغرور بہی ہو

فصیح تخلص حکیم فصیح العالم خلف و شاگرد مولوی صبیح العالم خان دہلوی مرشدآباد مین نشوونما پائی تہی وہین انتقال کیا

تحفۂ نسخۂ تپ ہجران کے لیے رو دہن — قرص گل یہ ہے تو وہ شربت عناب ہوا
رکھ جنتری مین چشم کی کھینچا نگہ کا تار — اوس شوخ کا نظارہ عجب سادہ کار ہے

فضا تخلص گوبند پرشاد ولد دیبی پرشاد لکھنوی شاگرد منشی میٹھو لال زار

گر یون فضا کو آپ لگانے نہ دینگے ہاتھ — چھولیگا ایک روز وہ دیوانہ بن کے پاؤن

فضا تخلص میرزا محمد جعفر عرف چھٹے مرزا ولد مرزا بندہ حسین لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

اللہ اللہ یہ دیدار کا تھا شوق مجھے — تکتے تکتے رہ بت بن گئین پتھر آنکھین

فضل تخلص فضل علی خان لکھنوی نواب مرشدآباد کی مصاحبت مین تھے جوانی مین فوت کی انہین ایک بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعرون کو اپنے نام سے پڑھتے تھے دہلی کو بہی گئے تھے کلکتے مین بہی آئے تھے

دل خیال زلف سے از بس مرا معمور ہے — صبح محشر بہی مجھے شام شب دیجور ہے

اودی مسّی وہ اوسکے کہ سینے پہ حرف ہی | لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے

فضل تخلص فضل الرحمن خلف شیخ حامد علی ابن قاضی احمد متوطن مین باشندۂ قصبہ مہم ضلع رہتک شاگرد محمد رفیع الدین ومحمد حیات خان حیات

حاجت دام نہین عاشق بیدل کیلیو | گیسوئے یار ہے کافی ہے سلاسل کیلیو

فضلی تخلص ونام شاہ فضل علی دہلوی معاصر شاہ نجم الدین آبرو

زلف کے سلسلے کے طالب کو | پیچ دیکر مرید کرتے ہین

فطرت تخلص ایک شخص کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

کیونکر نہ آسمان پہ ہو اوسکا داغ دل | روشن ہو جسکے سینے کے اندر چراغ دل

فغان تخلص اشرف علیخان دہلوی کوکہ احمد شاہ پادشاہ غازی ابن مرزا علیخان ستم عظیم آباد شاگرد علی قلی خان ندیم ۱۱۸۶ء گیارہ سو چھیاسی ہجری مین انتقال کیا بڑے ظریف تھے بعضے صاحب تذکرہ نے جو انکو قزلباش خان امید کا شاگرد لکھا ہے غلطی کی ہے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل بستگی قفس کی یہان تک ہوئی مجھے | گویا مرا چمن مین کبھی آشیان نہ تھا
سر کو فدائے خنجر بیداد کر چکا | پہونچا مین اپنی داد کو فریاد کر چکا
ابھی مٹا نہین دعوے ستم رسیدون کا | کفن ہوا نہین میلا ترے شہیدون کا
کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان | یہان تک گمان نہ تھا تری صبر و قرار کا
بے سبب شمع کب جلے ہے فغان | لطف سوز و گداز مین پایا
ممکن نہین کہ غیر نہ ہووے رکاب مین | تجھکو خدا نہ لائے ہمارے مزار پر
پانون چلتے ہوئے دیکھے تو بیابان کیطرف | ہاتھ اوٹھتے نظر آئے تو گریبان کیطرف
کہتا ہے یہ بہشت مین ستون کی جا نہین | زاہد کا کیا خدا ہے ہمارا خدا نہین
خط دیجیو چھپاکے ملے وہ اگر کہین | لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہین
مجھ مبتلا کی چشم کہان تک پہ آب ہو | اے دل خدا کرے ترا خانہ خراب ہو
بک گیا اب تو یہ دل کا فر خونخوار کے ہاتھ | بندھ گئے رشتۂ الفت سے گنہگار کے ہاتھ

قاصد جو نا امید پھرا کوے یار سے ‏ ‏ خفت مجھے ہوئی دل امیدوار سے

ضعیف ہے دلِ بیمار اس قرینے سے ‏ ‏ اٹک گئے آہ نکلتی ہے میرے سینے سے

ذکر کیون غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے ‏ ‏ انھین باتون سے یہ کم بخت خفا ہوتا ہے

دیکھکر دل کو مڑ گئے مژگان ‏ ‏ تیر خالی پڑا نشانے سے

دل مین اوس شوخ کے ہو پاس وفا سو معلوم ‏ ‏ کہنے سننے کے لیئے بات بنا رکھا ہے

فغان تخلص سید شمس الدین دہلوی

پردۂ غفلت مین میری پاس اگر آتا ہے خواب ‏ ‏ دیکھ میری چشم تر کو روکے پھر جاتا ہے خواب

فغان تخلص ظریف خان رامپوری شاگرد حافظ ضیغم

ہے شکن چین جبین سے ابروئے خمدار مین ‏ ‏ آگیا بل اندنون قاتل تری تلوار مین

فغان تخلص سید عباس علی خان

اگر زبان کہے نہ سوالِ وصال پر ‏ ‏ مہلت ملی زبان کو تیری نہین سے کب

نقش قدم کی شکل ہین پایمال مین ‏ ‏ یہ ناز تیری چال کی اوٹھی زمین سے کب

فغفور تخلص منشی قادر بخش ولد منشی رحمن بخش تاجر باشندۂ کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ

ہون مین دیوانہ کسی رشک قمر کا دہیر ‏ ‏ طوق گردن چاہیے بن جائی ہالہ ماہ کا

یار ساقی ہے باغ ہے گل ہے ‏ ‏ خم ہے شیشہ ہے جام ہے مل ہے

فقیر تخلص علاء الدولہ یمین الملک سید محی الدین خان دہلوی خلف نواب اعظم الدولہ

دیوان انکا نظر سے گزرا

ہو آج کے دن آن کے مہمان ہمارا ‏ ‏ استاد کہا مان لے اے جان ہمارا

ایک بوسہ فقیر کو دیجئے ‏ ‏ رد نہ کیجے سوال سائل کا

گنج جو جانتے ہین کنج قناعت کو فقیر ‏ ‏ سامنے اونکے ہین کیا مال یہ دولت والے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ دہلوی شعرائے پایتخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے کبت و دوہرہ سے بھی واقف تھے احیاناً شعر اردو کہتے تھے

میرے سحاب چشم کو نیسان پہ ہے شرف ‏ ‏ ہے کونسی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صافی دلون کی دید کو مانع نہین حجاب | عینک سے ہے دو چند ضیا ء بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی فارسی کو عروض و قوافی و زبان دری مین خوب دخل رکھتے تھے چنانچہ چند رسالے اسی باب مین لکھے ہین سنہ ۱۱۷۰ گیارہ سو ستر ہجری مین بعد حصول زیارت حرمین شریفین وقت مراجعت انتقال کیا بہت سی تصنیفات انکی نظر سے گزرین

خال تیرے بیاض گردن پر | نقطۂ انتخاب ہے گویا
گم ہے آواز تیرے کوچے کو پاشندونکی | نالہ کرنے سے نگاہ ونکے گلے بیٹھ گئے
بے غرض دید سے بیان کا م تکلف نہین | خواہ ادھر بیٹھ گئے خواہ اودھر بیٹھ گئے

فقیر تخلص عنایت اللہ ولد نور اللہ ساکن کرنارپور ضلع جلندر

مہندی کے باندھنے کی کتاکش یہ کون اٹھائے | فرمایا میرے خون سے آلودہ کر کے ہاتھ

فقیر تخلص مولوی فتح علی خان خلف خیرات علی خان فرخ آبادی اولاد مین نواب بادی داد خان بہادر کی

اے عشق کس مکان مین وہ جان جہان نہ تھا | چشم و دل و دماغ و جگر مین کہان نہ تھا
مسجد مین میکدہ مین حرم مین کنشت مین | وہ خود نما جہان مین کہیے کہان نہ تھا

فقیر تخلص حکیم علی محمد عظیم آبادی خلف حکیم احمد حسین حکیم تخلص مقیم کلکتہ راقم سے ملاقاتیون مین ہین

دیر و مسجد کو کرین گبر و مسلمان آباد | ہین نہ کرنے کا سجدہ کوچۂ جانان آباد
ایسی آنکھین نہ دیدہ ہین نہ شنید | متعجب ہین ہزار آنکھون مین

فکری تخلص مرزا احمد نبیرہ شاہ عالم بادشاہ

جون نکہت گل گردش تقدیر سے فکری | ہم شانہ بہ دوش آوارہ ہے اپنے وطن مین
ہم گنہگارون کی قسمت مین کہان ہے ہرچند | کوچۂ یار مین جنت کی ہوا آتی ہے

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ دہلوی

مت پوچھو فگار اب تو مرا مسکن و ماوا | مانند بگولے کے سدا بیوطنی ہے

فگار تخلص میر حسین دہلوی نبیرۂ میر فقیر اللہ فقیر شاگرد میر نظام الدین ممنون بعض صاحب تذکرہ نے انکو مرزا غالب کا شاگرد لکھا ہے

دیکھ آئینہ کو اوسنے کیا اسلیے ٹکڑے — یعنی مجھے کس واسطے مجھسا نظر آیا

کرتا ہے غنچہ تیرے دہن کی برابری — شاید یہ اپنے بھول گیا ہے دہن کی بو

فلک تخلص میر بہادر علی عرف میر نصاحب خلف میر اکبر علی لکھنوی شاگرد برق

صورت برگ خزان خشک ہوا جاتا ہون — دیکھنا جاکے نہ مین کاشش بہار عارض

فنا تخلص شیخ باقر باشندۂ کالپی حافظ صمیم و مولوی عبد الکریم خان آشنا و مولوی محمد مظہر وصل وغیرہ بہت سے شاعرون سے اصلاح لی تھی کلکتہ مین تجارت کرتے ہین ریختی بھی کہتے ہین راقم کے ملاقاتیون مین ہین

ریختی

بار گوہر سے لچکتی ہے کلائی بار بار — وہ دُر نایاب پہنے ہے جو سمرن آج کل

کل روپے سونا کو منگوا کر دیے ٹکسال سے — اشرفی خانم کو منگی جاکے کندن لال سے

فنا تخلص شیخ بیر مرحوم بھکیت خلف شیخ طاہر لکھنوی

ہو خجل شام اودھ اور بنارس کی سحر — کبھی دیکھے جو وہ گیسو وہ بہار عارض

فوق تخلص میر ولد حسن خلف میر مولود علی فرخ آبادی مقیم لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہین

سمجھتا نہین ہزار کی فصل بہار مین — پہونچا ہے عرش پر ترا اے باغبان دماغ

وہ صفا اب مجھے حاصل ہے کہ یہ صورت ہے — دیکھ لیتا ہون رخ یار کا جلوا دل مین

در و دیوار سے زندان کی سر اپنا ٹپکتے ہین — خیال اے فوق آتا ہے جو صحرا کا کبھی ہمکو

سے یار سیکدے مین نہ بستر لگائیے — ٹھوکر سبو کو جام کو پتھر لگائیے

فوق تخلص شیخ عبد الصمد باشندۂ میرٹھ شاگرد مظفر خان گرم تخلص

دل مضطر نہین ہے قابو مین — ڈھنگ سیکھا ہے اوس ستمگر کا

شور محشر سے بھی نہ اوٹھتے ہم — کام تھا یہ تمہارے ٹھوکر کا

دہوکے مین آسکے کرتا ہون ناحق شکایتین — میری ہی آہ کا ہے دہوان آسمان نہین
نالے اگر یہی ہین ہمارے تو دیکھنا — یا ایک روز ہم نہین یا آسمان نہین

فوق تخلص نظیر احمد مرشد آبادی شاگرد حیرت

ضبط کا ڈہنگ کچھ ایسا دل ناشاد رہے — آنکھ مین اشک نہ لب پر کبھی فریاد رہے

فوق تخلص میر بادشاہ باشندۂ دہلی شاگرد و قرابت دار مولوی سید احمد خان
صدر الصدور علیگڈھ متخلص بہ آہ ہے

مین تو رہتا ہون گریزان ہی سدا اوس سے مگر — چھوڑتا کب ہے ترا طرۂ طرار مجھے

فہم تخلص وارث علیخان

دور ہی مین اوس مسیح کی اولٹی ہوئی ہر نفس — مہلت ملی ہے ہمکو دم واپسین سے کب
اوس حور کے جو وصل سے ٹھنڈا ہوا نہ دل — خسخانہ ہوگیا ہے جہنم تمام شب

فہم تخلص پنڈت سندر لال ولد پنڈت بدری ناتھ لکھنوی مقیم کانپور شاگرد
محمد اسمعیل حسین منیر تخلص

زنجیر توڑ ہی پنجۂ شل نے غضب کیا — شانے سے اوس پری کے ہوئی تار تار زلف

فہمی تخلص شیخ دیانت حسین مدرس زبان فارسی و اردو ماڈل اسکول موضع
بڑہیا ضلع مونگیر خلف شیخ ہدایت علی باشندۂ بہار مونگیر مین رہنے کے ہنگام
مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین
شعر اچھا کہتے ہین

ستم سے کم نہین الطاف یار اے فہمی — سہے برق جان حزین طور مسکرانے کا
آئینہ کو نہ مقابل رکھین — پھرون حیران رہا کیجیے گا
تابکے نالۂ و افغان سے — کیا کہین حشر بپا کیجیے گا
نہ وہ مین ہون نہ وہ زمانہ رہا — دل لگانے کا اب مزا نہ رہا
مدعی سے بگڑ گئی ورنہ — دل مین کیون کچھ بھی مدعا نہ رہا
کی یہ اشک نے حیا سے پردہ دری — راز میرا ترا چھپا نہ رہا

بتون کے جور وجفا نے کیا ہمین گمراہ | چلے ہین دیر سے گھبرا کے خانقاہ کو ہم
ادھر ہو جل کے جگر خاک ادھر نہ ہوتا تیر | ملائین خاک مین فہمی بس ایسی آہ کو ہم

کہتے ہین مجکو دیکھ کے اللہ رے فریب | گر تم نہین صحیح تو بیمار بھی نہین
چشمان نیم وا تری اے مست خواب ناز | گر خواب مین نہین ہین تو ہشیار بھی نہین

تمام عمر تو کسب کمال مین کاٹی | کیا کمال جو حاصل تو دل لگانے مین

آپ کے غم مین مر گیا ہون مین | اور کسطرح سے بنا ہون مین
عشق مین عقل و فہم کو کھو کر | فہمی اب نام کو رہا ہون مین

بے فائدہ گر عرش پہ پہنچے بھی تو حاصل | اے نالو ذرا کان تک اوس یار کی پہنچو
ہرگز نہ دم یار جفا کوشش مین آؤ | اے حضرت دل خیر ہے کچھ ہوش مین آؤ

جو اونسے پوچھئے غیرون پہ کیون ہے لطف و کرم | تو ہنسکے کہتے ہین بس تیرے ہی جلانے کو
ہوش کی لیجئے دوا کیجئے کچھ خبر ہی ہے | آتے ہین حضرت ناصح مجھے سمجھانے کو

حور دن ہی سے لگا رکھینگے دل کو کسطرح | کوچہ تمھارا اگر نہین خلد برین تو ہے
مجھکو سوال بوسہ سے مطلب جواب سے ہے | گر ہان نہین زبان پر اونکے نہین تو ہے

وہ بگڑی ہے ہوا اے شہر الفت | جسے دیکھو وہ غم مین مبتلا ہے
وہ شکوہ اپنا میرے منہ سے سنکر | لگے کہنے کہ ہان کہئے بجا ہے
جنازہ دیکھکر میرا کہا حیف | رہی دل ہی مین سب حسرت جفا کی

اللہ یہ اپنی بیکسی ہے | رونے کو وہ سمجھے ہین ہنسی ہے
چہرے کی بلائین لے رہی ہے | کاکل تری میری مدعی ہے
سر پہ ہے کھڑی قضا بھی وہ بھی | جان ایک عذاب مین پڑی ہے
مرتا ہے وہ ان کا کلون پر | فہمی کی حیات بڑھ گئی ہے

فیاض تخلص حکیم سعید الدین علیخان سررشتہ دار کچہری راجہ راج کنتھر بن حکیم ابو سعید خان مقیم اٹاوہ

فتنۂ خوابیدہ وہ چونک اوٹھینگے یار | ساتھ غیرون کو سلانا چھوڑ دے

فیاض تخلص شیخ فیض الحسن خلف شیخ نظام الدین نظام باشندہ قصبہ دیبائی ضلع بلند شہر

افسون کا ہو عمل نہ عمل کا ہو کچھ اثر
میرا رقیب یار کا ہمراز ہو گیا

فیض تخلص حکیم سید شبیر حسین صاحب مثنوی نہر لبن و مثنوی عمدۃ الاعجاز و جواہر الحکمت و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر خلف سید فضل حسین شاگرد مہدی علی زکی باشندہ امروہہ کبھی حکیم بھی تخلص کرتے ہین اشعار عربی و فارسی و اردو اونکے اچھے ہوتے ہین راقم کے احباب مین ہین انکی مثنوی سلسبیل و مثنوی صاعقہ و کنایات منوری نظر سے گزری

فرقت قاتل مین گو تڑپا کرون بسمل نمط
تا قیامت بھی نہ نکلے دم بآسانی مرا

نجد تک مجنون نے ڈہونڈا کوہ تک فرہاد نے
اے جنون لیکن نہ ہاتھ آیا کوئی ثانی مرا

کیونکہ چھوڑون و اعظا اوسکو کہ ہے وہ گلبدن
دل مرا دلبر مرا جانان مرا جانی مرا

دولت کی طلب زر کی تمنا نہین کرتے
دیندار کبھی خواہش دنیا نہین کرتے

سنتا ہون کہ غیرون سے اونہین ربطی ہی صحبت
کہدو کوئی جا کر یہ اچھا نہین کرتے

کیون کہتے ہین سب لوگ تمھین رشک مسیحا
ہم مرتے ہین مدت سے تم اچھا نہین کرتے

چہرے سے ذرا برقع زرین کو اوٹھا دو
ایجان شب وصل مین یہ دہ نہین کرتے

جب کہتے ہین آجاتی ہین گھر فیض خزین کے
سچے ہین وہ جھوٹا کبھی وعدہ نہین کرتے

فیض تخلص مولوی فیض الحسن باشندہ سہارنپور مقیم دہلی صاحب شواہد تفسیر و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ و مثنوی روضۂ فیض و مثنوی چشمۂ فیض وغیرہ کتب کثیرہ عربی و فارسی

عجب کچھ طور تھا شب فیض کا کیا جانیے کیا تھا
کوئی وحشت سی وحشت تھی کوئی سودا سا سودا تھا

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق اتنا کہتی ہین
برا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا

فیض تخلص علی بخش شاگرد وحید الدین فرد

پاس اوس گلرو کے جب جاتے ہین ہم
داغ دل پہ تازہ لے آتے ہین ہم

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیری مقیم لکھنو

لوٹنے خون مین تہ خاک سے بسمل آکر
دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی خلف میر تقی میر مقیم لکھنؤ

کہہ دیا سب سے جو کہ تھا معلوم
دل ترا حوصلہ ہوا معلوم

شوق مین تیرے کنار و بوس کے ای تجبر حسن
موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم

یہ ترک چشم تری مست ہین جوان دونون
کہ سو رہے ہین تلے سر کے رکھ کمان دونون

فیض تخلص نواب جعفر حسن خان خلف نواب محمد علی خان رئیس عظیم آباد شاگرد مصحفی

آسمان پر اشک کو لیجائیگی تحریک آہ
یہ ہوا اوٹھتی ہے دریا موج خون ہو جائیگا

فیض اب اوسکو ندامت ہی نکیا شی سے
تیرے زخمون نے عبث اوس پہ نمکر خندہ کیا

رشتۂ تسبیح اپنا ہو گیا تار نفس
ذکر ہو موقوف تیرا گر یہ دم بھر ٹوٹ جائے

کیسی پابندی ہمین زندان کی اور زنجیر کی
وہ جنون کا زور ہے سد سکندر ٹوٹ جائے

مے پینے کی تہمت تو دے سکتا نہین لیکن
آنکھون مین گلابی سا ڈورا نظر آتا ہے

فیض تخلص ظفر یاب الدولہ میر احسان علی خان بہادر باشندۂ لکھنؤ ولد سید محمد تقی خان بن میر زین العابدین خان رفیق میان الماس خواجہ سرا شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

کب اوٹھانے سے ترے خاک نشین اوٹھتے ہین
درد بھی ضعف کے باعث نہ اوٹھا دل مین

حرف قاف

قابل تخلص مرزا علی بخش شاگرد محمد ابراہیم ذوق امیر تیمور کے دودمان سے ہین

سامنے میرے غیر سے تو ملے
ستم اس سے زیادہ کیا ہو گا

کیا جو قتل مجھے تو نے آپ خوب کیا
کہ مین عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا

تم جو کہتے ہو جاؤ تم یہان سے
ایسے جائینگے پھر نہ آئین گے

مر ہی جانا ہے عشق مین بہتر
نہ جئین گے نہ رنج اوٹھائین گے

لکھا تھا وہ ہی کہ جو تھا نصیب کا لکھا
بلا سے خط کا جواب اوسنے کچھ دیا تو سہی

قادر تخلص مولوی عبد القادر خلف مفتی سید کرامت علی باشندۂ الہ آباد

چشم کے چشمہ سے طوفان نوح کا ہوگا روان ۔ ہو و لیگا آخر کو یہ دریا روان بالا سے سر

قادر تخلص مرزا قادر بخش حکیت متوطن دہلی باشندۂ عظیم آباد مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عبد الکریم خان کی شناسا راقم کی ملاقاتی ہین

مانگ بالون مین نہین اوسکی عیان بالای سر ۔ نہر حیوان کی ہے ظلمت مین روان بالای سر

قادر تخلص مرزا اسر فراز علی ولد مرزا اہتیگا باشندۂ لکھنؤ شاگرد طالب علی خان عیشی صاحب دیوان ہین

دل چھین لو چرالو جو عشاق یون نہ دین ۔ وہ انتظام رخ کا ہے یہ بند و بست زلف

قادر تخلص مرزا قادر شکوہ خلف مرزا عباس شکوہ نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ مقیم لکھنؤ شاگرد ضمیر مرثیہ گو

ایسا مین سمجھتا تو نہ ملتا کبھی ناصح ۔ دل مفت مین لیجائیگا یہ کسکو یقین تھا
پی گیا مقتل مین وہ خون شہید نازکو ۔ تو تو کہتا ہی یہ ترا خنجر غضب خونخوار تھا

قادر تخلص سید قادر بخش خلف سید عبد الحقانی متوطن سنبھل مقیم فرخ آباد

ہے وقت نزع وصل کی خاک آرزو کریں ۔ ہم آپ گم ہین یار کی کیا جستجو کرین

قادر تخلص شیخ قادر بخش لکھنوی

اوس ماہرو کے وصل کی اللہ ری خوشی ۔ ہم نے لٹا یے داغ کے درہم تمام شب

قاری تخلص قاری علی احمد باشندۂ دہلی علم قرائت سے بخوبی آگاہی حاصل کی تھی

چین ابرو نے خوب روک دیا ۔ تھا مین کہنے کو مدعا اپنا
سچ بھی کہیئے تو جھوٹ سمجھے ہے ۔ کہیئے کیا خاک ماجرا اپنا

قاسم تخلص آغا محمد

سیکڑون غم ایک جان زار ہے ۔ ابر ہے شب ہے دل بیمار ہے

قاسم تخلص قاسم علی خان ولد امیر علی خان باشندۂ فرخ آباد

ہے عیان معنی و الشمس رخ انور سے ۔ جلوہ گر عالم و اللیل ہے موی سر سے

قاسم تخلص میر قاسم علی خلف میر طالب علی باشندۂ بارہہ مذہب تشیع سے

دلگرفتہ ہوکر مولوی محمد اسمعیل کی خدمت مین توبہ کی اور راہ تسنن کو اختیار کرکے مولوی صاحب موصوف کے ساتھ پنجاب کے معرکہ مین شہید ہوئے

تھی بات ہنسی کی یہ نہی جان پہ قاسم ۔ لب اوسکے نمکریز ہوئے زخم نہان پر

قاسم تخلص سید قاسم علی خان خلف سید حیدر علی خان لاہوری متخلص بہ حیدر باشندۂ لکھنو موسیقی مین اچھی مہارت رکھتے ہین بہت روز تک عمدۂ تحصیلداری پر مامور رہے تھے

بسر کن خوبون سے زیست کرکے اوٹھ گیا قاسم ۔ ہزار افسوس وہ بھی کیا بشر تھا کتنا بےشر تھا
ایک ہی حسن کا جلوہ ہے کہ پھر دو بینا ۔ دل کو لیتا ہے کہین رنگ کہین بو ہوکر
ایک بوسے کے عوض دین و دنیا لاکھون لگائین ۔ بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین
رخ دکھا دیجیے کوئی بات سنا دیجیے کہ ہین ۔ کان مشتاق سخن طالب دیدار آنکھین
سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری ۔ پھر بھی یہ کم بخت ہردم تشنۂ دیدار ہین
نہین آواز بھی منہ سے نکلتی ناتوانی سے ۔ اسیر دل کا تمہارے نالہ بھی محبوس زندان ہے
مری صداع کو صندل سے فائدہ معلوم ۔ علاج اسکا کسی سنگ آستان مین ہے
جو ہان ہو ہی تو جینگے نہین تو جان گئی ۔ ہماری زیست و مرگ آپ کی زبان مین ہے
شمع و پروانہ سے سمجھے اتحاد حسن و عشق ۔ ایک آتش تھی کہ جسمین دونون جلکر رہ گئی

قاسم تخلص قاسم علی لکھنوی ۱۲۳۱ء اٹھارہ سو تریسٹھ عیسوی مین کلکتہ مین تھے انکی مثنوی حیرت افزا نظر سے گزری

نہین انکار دینے مین فدا ہو جان یہ تم پر ۔ اگر اس قول پر چاہو تو قاسم سے قسم لیلو
مدت سے انتظار ہے تشریف لائیے ۔ آئینے مین اپنے وہ نہ مطلق لگائیے

قاسم تخلص شہزادہ ابو القاسم اولاد مین امیر تیمور کی تھے کلکتہ مین کبھی آئے تھے

بکھری ہوئی ہین زلفین تری اس چاند سے منہ پر ۔ قاسم کو دکھاتی ہین سمان چاند گہن کا

قاسم تخلص شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد آتش شروع جوانی مین انتقال کیا

گردش تقدیر سے ہون سخت حیران اے فلک ۔ رزق بے منت سے قابل میا ہی [illegible]

بازپرس حشر کا بھی خوف ہے اے دل ضرور
کون مانے گا کہ تقدیر خدا اتھی مین نہ تھا

سن کے دستک کی صدا نکلے نہ تم اچھا کیا
خیر گزری رات کچھ اسمین دغا تھی مین نہ تھا

قاسم تخلص میر قاسم علی باشندۂ دہلی

یقین ہے العطش گویان دم آخر مرونگا مین
پیاسا ہون ترے آب دم شمشیر بران کا

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی شاگرد ہدایت اللہ خان ہدایت حضرت مولانا فخر الدین قدس سرہ کے مریدون مین تھے ۱۲۴۶ بارہ سو چھیالیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے انکا تذکرہ شعرا ریختہ نظر سے گزرا

ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ آئینہ حیران ہوئیگا
زلف کو شانہ نکر کافر پریشان ہوئے گا

قرار و صبر و تاب و طاقت نہون مسیحا فر تو کیا کرین گے
پیام آیا نہ نامہ آیا نہ قاصد آیا نہ یار آیا

خط پشت لب جانان کو تو نے دیکھا اے قاسم
سواد چشمۂ حیوان مین کیا سبزہ لکھا تھا

یہ کہئے اب کہ بھول پڑے آپ کس طرف
اسطرف بارے آپ کا کیونکر گزر ہوا

دل کی نہ پوچھو کچھ کہ یہ ہمدم ازل سے ہے
آفت نصیب و قہر نصیب و بلا نصیب

کرین ہم تجھسے اب کچھ اور ڈھب کی بات کیا طاقت
ترے پاؤن تلک پہنچے ہمارا ہاتھ کیا طاقت

قسم ہے ہم کو سر زلف یار کی قاسم
گر شب تھی تا کل جانان سے موبمو گستاخ

سر بسر قول ترا اے بت خودکام غلط
دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط

کرشمہ عشوہ تغافل نگہ حیا چشمک
ہے دل کو کیا ہی یہ دو چار چشم یار سے حظ

ہین روسیہ و خستہ جگر مثل نگین ہم
اے واے کہ تس پر بھی نہین خانہ نشین ہم

اے سادہ رو یہ صاف ستم ہے کہ آئینہ
لوٹے بہار اور رہین نامراد ہم

غم و رنج محنت آفت ستم جفا مست
فرقت مین تیرے دیکھے بندہ نواز سیاون

کہان تک قاسم نہ روک آنسوؤن کو
یہ لڑکے ہین ناحق گلوگیر ہونگے

مسلمان تو اوسی پر وا ہو کیا اچھا ہی عاشق کے
وہ نصرانی بچہ عیسی نفس تو ہی یہ کافر ہے

قاسم تخلص مرزا ابر علی بیگ تاجر ولد مرزا رستم علی بیگ سمرقندی باشندۂ دہلی شاگرد ثناء اللہ فراق و مصحفی کلکتہ مین بھی آ گئے تھے صاحب دیوان گزرے

تیرے آگے نہ کبھی غیر کا تو دل رکھنا
سنگ اچھا نہین شیشے کے مقابل رکھنا

تیرے ابرو سے مہ عید نے سیکھی ہے یہ طرز
نیم نظارہ یہ اک خلق کو مائل رکھنا

عالم کے مرقع مین اگر پھر ہو وہ پیدا
یوسف کے مقابل تری تصویر کرون مین

صبا چمن مین شہیدان یار دفن ہین کیا
ہر اک غنچے سے آتی ہے مجھکو بو دل کی

جرم خسرو کا نہ تقصیر اسمین کچھ شیرین کی ہے
موت لکھی تھی تری فرہاد تیری ہاتھ سے

قاصر تخلص سید خوب اللہ باشندۂ یحیی پور متعلق الہ آباد

مین بصدق دل سے بندہ اوس صنم کا ہون مراد
یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے یہ ایمان ہے

قاصر تخلص شیخ مقصود علی باشندۂ غازی پور

اک ہم ہی تیری چال سے پٹتے نہین صنم
پامال کبک بھی تو ہوی کوہسار مین

قاضی تخلص شیخ قادر بخش ساکن کانپور شاگرد مولوی احمد علی کامل

عشق گیسو مین ہون مجبور گرانجانی سے
روز کٹتی ہے شب ہجر پریشانی سے

قاضی تخلص قاضی عبد الفتاح باشندۂ قصبہ سنبھل

دنیا مین تو کچھ نہ ہم نے حاصل دیکھا
دیکھا جو نہ دیکھنے کے قابل دیکھا

جب چشم کھلی تو چشمۂ خضر کو بھی
مانند سراب مین ساحل دیکھا

قائل تخلص سید علی خان ولد میر فضل علی خان عرف میر بڈھن عظیم آبادی مقیم کانپور شاگرد رشک راہ کربلا مین گوشہ نشین ہو رہے صاحب دیوان گزرے

نالے کیے ہین دیکھ کے تل تیرے ہونٹھ کے
لکھی بنا تفنگ کی ایک ایک خال لب

دیکھتے ہی اوسے وہ شوخ مٹا دیتا ہے
کودکان مشق جو کرتے ہین مری نام کے حرف

نام گل مشق یہان تک کیے ماشاء اللہ
خط گلزار ہوئے اوس بت گلفام کے حرف

قائل تخلص مولوی فصیح اللہ باشندۂ الہ آباد برادر مولوی امیر اللہ شاغل

خاک و اکسیر کی ہے قدر برابر مجھ کو
کر دیا فقر کی دولت نے تونگر مجھ کو

قائم تخلص مرزا قائم علی باشندۂ اودہ

روز و شب پھرتے ہین کوچے مین ترے دلدار ہم
ہو کہین قسمت کہ دیکھین اک نظر دیدار ہم

قائم تخلص محمد قیام الدین باشندہ چاندپور متعلقہ سنبھل مرادآباد مقیم دہلی شاگرد میر درد و سودا شعر خوب کہتے تھے سنہ ۱۲۱۰ بارہ سو دس ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گذرا ایک تذکرہ شعرا بھی انسے یادگار ہے

جہان مین شہرہ تھین مجنون کی ذلتین قائم
کیون چھوڑتے ہو درد تہ جام میکشو
تا بفلک نالہ تو پھونچا ہمارا رات
غیر سے ملنا تمھارا سن کے گو ہم چپ رہے
ٹوٹنا جو کعبہ کونسی یہ جاے غم ہے شیخ
لیگیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
تھہرو ذرا وسکے ساتھ نہ پیغام کیا کیون
کچھ طرفہ مرض ہے زندگی بھی
گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
دو جہان بھی ملے تو بس ہے ہمین
جب کہا عہد کیا کیا تمھا رات
مے کے توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
کہتا ہے آئینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کے
سنگ کو آب کرین دل مین ہماری باتین
وہ بھی تو آدمی ہین کہ جنسے تمھین ہی ربط
مین جاتا ہون کعبے سے اب دیر کو
کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
بتون کی دید مین جاتا ہون دیر مین قائم
سنے نالہ مین تاثیر ہے نے آہ مین ہے درد

سو بار سے عہد مین تیرے وہ نیک نام ہوا
ذرہ ہے یہ بھی آخر اوسی آفتاب کا
مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا
یہ سنا ہوگا کہ تمکو اک جہان نے کیا کہا
کچھ قصر دل نہین کہ بنا یا نہ جائے گا
شاید اس جنس کا یہان کوئی خریدار نہ تھا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا
اس سے جو کوئی جیا سو مر کر
صدقے ترے مر ہی جائینگے ہم
یہان کچھ اپنی تو احتیاج نہین
سنکے کہنے لگے کہ یاد نہین
بے طلب اب بھی جو ملجاے تو انکار نہین
باور نہ ہو تو لا مین ترے روبرو کرو
اب کی جو مین نماز کرون مے سے وضو کرون
لیکن افسوس یہی ہے کہ کہان شیشے ہو
کیا شکوہ تم سے روئیے اپنے نصیب کو
بھلا یہ بھی دیکھون خدا کیا کرے
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے
معلوم ہو کسطرح سے تجھے حیا کسی کی

گو نہ بیٹھا ہو تو سے گلے لگتا نہیں میرے تو کیا	ہے تصور سے ترے ہر دم ہم آغوشی مجھے
دہن کو تیرے سے پایا بات کہتے	ہماری خبر رسی میں کیا سخن ہے

قبول تخلص مرزا مہدی علیخان لکھنوی مخاطب بہ مقبول الدولہ مصاحب و داروغہ توپخانہ واجد علیشاہ بادشاہ لکھنؤ خلف مولوی محمد مرزا شاگرد ناسخ شاہ اودھ کے ہمراہ کلکتے میں آگئے تھے شعر صاف اور عاشقانہ اچھا کہتے تھے انھون نے شمشیر خانی کو نظم اردو میں ترجمہ کیا ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری میں لکھنؤ میں جاکر وفات پائی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

میرزا مہدی علیخان مر گئے افسوس حیف	دوستون کو کر گئے مغموم و محزون و ملول
مصرع تاریخ ناسخ حزین سنئے یہ کہا	وا اسف سے ہے مر گیا مہدی علیخان قبول ۱۲۷۶ ہجری
کرتے ہیں سر سبز چوب خشک کو جانباز عشق	کسقدر منصور سے شہرہ ہوا ہے دار کا
قرب بد سے پاک طینت کو نہیں ہوتی گزند	دامن گل نے کبھی صدمہ نہ دیکھا خار کا
وفاداری میں ہم ثابت قدم ہیں بعد مرگ بھی	بنے گا اسکے پر تیرے کوچے میں مزار اپنا
مانگا جو ایک بوسہ تو دین لاکھ گالیان	میرا سوال دیکھیے اور یار کا جواب
پرتو رخسار تابان سے نہیں کوسون تلک	شمع روشن ہے ہر اک سنگ نشان کوچہ دوست
برگ کیونکر نہ ہو خاموش نگاہوں کی آگے	نہیں زیبا ہے تہی دست کو زردار سے بحث
یہ سرخ پوش مرے قتل کی خوشی سے ہے	نہ جانیو کہ لہو سے ہے تیغ قاتل سرخ

قبول تخلص عبد الغنی بیگ کشمیری معاصر سودا بیشتر فارسی کہتے تھے

دل یون خیال زلف میں بیٹھا ہے نعرہ زن	تاریک شب میں جیسے کوئی پاسبان پکار

قدر تخلص محمد قدر دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ رندانہ وضع رکھتے تھے

آج آئے ہو تو رہجاؤ صنم رات کی رات	لیلۃ القدر سے بہتر ہے ملاقات کی رات

قدر تخلص سید غلام حسنین خلف سید خلف علی بلگرامی شاگرد مرزا نوشہ غالب و ابدالعلی بیجر نگر کوٹی شہر اٹاوہ دہلویون کے انداز کا نظر آیا نہیں انکی مثنوی قضا و قدر نظر سے گزری

یہ ضبطِ عشق ہے کہ نہ نکلے گی منہ سے آہ — ایسے جلین گے ہم کہ نہوگا دہوان بلند

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا — یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا

قدرت تخلص شیخ قدرت اللہ شاگرد محمد عارف رفوگر

قاصد شتاب جا کے خبر لا تو یار کی — حالت بہت بری ہے دل بیقرار کی

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ رامپوری شاگرد قائم چاندپوری ریختہ گویون کا ایک تذکرہ انسے یادگار ہے

لاکھون جلائے مردہ صد سالہ آن مین — فیض دم مسیح ہے اوسکی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا — کتنونکے جی تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص شیخ محمد قدرت اللہ سپرنٹنڈنٹ اسٹامپ ریاست بھوپال خلف شیخ محمد باب اللہ بنارسی دیوان انکا نظر سے گزرا کوئی غزل انکی نواب سکندر بیگم کی مدح سے خالی نہین

ق

مین کہا مرتا ہون تجھ پر وہ لگا کہنے کہ جھوٹ — جب تو ہم جانین دکھا دو ہم کو مر کے سامنے
جب وہین مین مر گیا اوسنے کہا سچ ہے یہ — اسکا اب مرقد بنا دو میرے گھر کے سامنے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ برادر عمزاد میر شمس الدین باشندۂ دہلی مقیم مرشدآباد شاگرد مرزا مظہر جانجانان و جعفر علی حسرت عزیزون مین شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے تھے شعرگوئی مین اچھی قدرت رکھتے تھے ۱۲۰۵ بارہ سو پانچ ہجری مین انتقال کیا دیوان انکا نظر سے گزرا

ہنگامہ پرہیز و ورع اب بسر آیا — اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
پیمانہ کب گرست ہے رفع خمار قدرت — منہ سے لگا دے اوسکے ساقی تو منہ سبو کا
ہوا ہے اوسکے گلے مین گرہ دم اعجاز — ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
جہان نظر پڑے پاؤن تلے سے لے کاغذ — سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
اوڑائی زبس خاک ماتم مین دل کی — کیا ہے [illegible] زمین آسمان کو

حسرت اے صبح چمن ہم سے چمن چھوٹا ہے — مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبر دار کہ یہان سینے سے — مرہم تازۂ ناسور کہن چھوٹے ہے
سینہ اوسکا ہے دل اوسکا ہے جگر اوسکا ہے — تیر بیداد جدہر رخ کرے گھر اوسکا ہے
لب جان بخش کی اوسکے جو پڑی ہر اک دھوم — لب عیسی نے مگر تیری زبان چوسی ہے
کسکی نیرنگی یہ برق خاطر مانوس ہے — جو شرر دل سے اوٹھے سو جلوۂ طاؤس ہے
حسن کو اپنے ہوا دار دو نسے کاوش ہے مدام — ہر طپش یہان شمع کی برق دل فانوس ہے
ایک ہی پردے کی گر سمجھو تو یہ ہین سب الاپ — گر صدائے جنگ ہے یا نغمۂ ناقوس ہے
صبر و طاقت تو کبھی کی کوچ یہان سے کر گئے — اب وداع تنگ ہے اور رخصت ناموس ہے
ق
کل ہوس اسطرح سے ترغیب دیتی تھی مجھے — کیا ہی ملک روم ہے کیا سرزمین روس ہے
گر میسر ہو تو کس عشرت سے کیجے زندگی — اسطرف آواز طبل اودہر صدای کوس ہے
صبح سے تا شام چلتا ہوے گلگون کا دور — شب ہوئی تو باہر ویون سے کنار و بوس ہے
ق
سنتے ہی عبرت یہ بولی اک تماشا ہین تجھے — چل دکھاؤن کیا تو اپنی آز کا محبوس ہے
لیگئی اکبار گی گور غریبان کی طرف — جس جگہ جان تمنا سو طرح مایوس ہے
مرقدین دو تین دکھلا کر لگی کہنے مجھے — یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس ہے
پوچھ تو انسے کہ مال و حشمت دنیا سے آج — کچھ بھی انکے ساتھ غیر از حسرت و افسوس ہے
کل تو قدرت پاسے خم رکھتے تھے تسبیح ریا — آج رہن جام مے یہ خرقۂ سالوس ہے

قدس تخلص سید محمد رضا ولد سید علی مرزا داماد نواب ناصر الدولہ سید اسد علیخان باشندۂ فیض آباد مقیم لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

ہے محبت مسیح اگر طایر حنا — طوطی کی طرح سے کرے تقریر ہاتھ مین

قدسی تخلص سید محمد اکبر عرف محمد جان ولد شاہ علی جعفر دختر زادۂ حضرت شاہ اجمل الہ آبادی سیر لکھنؤ مین جا کر آتش کے شاگرد ہوئے تھے صاحب دیوان گزرے

یاد آتی ہین کا فرجو ملاقات کی راتین — کہتین کسی عنوان نہین برسات کی راتین
تری بلاتین نہ لین پاؤن بھی نہین وا ابے — یہ ہم سمجھتے ہین بیکار ہے بدن مین ہاتھ

قدسی تخلص آقا علی خلف مرزا مہدی کوفہ باشندہ لکھنؤ مقیم ٹیابرج یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

کیونکر پسین نہ مثل حنا عاشقون کے دل	زانو بدل بدل کے وہ نازک کمر اوٹھا
لکھا ازل مین قلم نے جو حال زار مرا	جھکا کے سر کو تاسف کیا مقدر پہ
پیچ مین آنو حلقے اودر بلا کیا ہوگی	اور برگشتہ تری زلف رسا کیا ہوگی
سکندہ اس سے سینے کا کدے کی مسجد	دیکھیے خاک مری بعد فنا کیا ہو گی

قدیر تخلص احمد علی شاگرد محمد زکی

شور عاشق نہ روانی مین سنا لیلی نے	کتنا مجنون نے کہا ناقہ کو ٹھہرا ٹھہرا
اسے قدیر اوس بت ترسا سے یہ کہدے کوئی	اپنے دیدار کے طالب کو نہ ترسا بہت

قرار تخلص شیخ جان محمد نقیب سرکار وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر شاگرد شاہ شرف الدین متخلص بہ الہام دہلوی

حمد مین سنہ پہ ارادہ اس دل آگاہ کا	ہو سر دیوان پہ مصرع مد بسم اللہ کا
ترا وہ ناخن پا دیکھکر ترا شیدہ	چھپا ہے ابر کی جا اب ہلال پردے مین

قرار تخلص میر حسین علی شاگرد محمد نصیر رنج

لب سے آنکھین کھینچ لگین ذوق جراحت مین اوبھر	ہاے حسرت اوٹھتے اوٹھتے دست قاتل گر گیا
کسطرح قرار اوس سے کرون درد دل اظہار	سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص میر محمد حسن ولد میر معصوم علی لکھنوی شاگرد مرزا علی بہار تخلص

سن ہے اگر وہ دل سے کہین گفتگوے دل	بر آے ایک عمر کی سب آرزوے دل
ہم پر تو کیون آنکھیں ہے جی غصہ کی نظر سے	پڑتی ہین رقیبون کی طرف پیار کی آنکھین

قربان تخلص بندہ علی خان ولد محمد علی خان لکھنوی برادر زادہ تفضل حسین خان وبرادر نسبتی فتح الدولہ برق شاگرد میر کلو عرش

بار کفن اوتار اسے کہ وحشی کرد یا	سر پر ہمارے قبر مین وزن کفن ہے بار دن

قربان تخلص میر محمدی دہلوی خلف میر کلو حقیر شاگرد شاہ نصیر الدین خان فراق

ملنے کا نہین ہون مجھے بوسہ یہ نہ ملا لو ۔۔۔ مجھسے تو کیا آپ نے اقرار ہی کچھ اور
کیون نہ اک ٹھوکر سے وہان اٹھا صد جان جا دو ۔۔۔ دست بستہ معجز عیسے جہان استادہ ہو
کسکی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ ۔۔۔ یہان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر الٹی

قدربان تخلص میر جیون شاگرد سودا سپاہی پیشہ تھے فوج کمپنی سے فیض آباد مین دلاورانہ لڑکر شہید ہوئے

یون بند قبا کھل گئے جو آن مین گل کے ۔۔۔ کیا پھونک دیا تو نے صبا کان مین گل کے

قربان تخلص میر قربان علی عظیم آبادی

نکالون دل سے کیونکر اوس کمان ابرو کے پیکان کو ۔۔۔ اگر آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

غرین تخلص حسرت کے ایک شاگرد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

پیارے ہو فا یا باوفا ہو ۔۔۔ غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو

قسمت تخلص نواب شمس الدولہ خلف نواب بارگاہ قلی خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد جعفر علی حسرت مرزا جہاندار شاہ کی سرکار مین اقتدار و اعتبار رکھتے تھے

امیدوار بوسۂ لب ہی کھڑا کوئی ۔۔۔ دیتا ہے تجھکو دیر سے پیارے دعا کوئی
پھر مجھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر رہے ۔۔۔ میرے تو ساتھ وعدۂ شام و سحر رہے
الہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آئے ۔۔۔ نہین تو ہاتھ کی اوسکے کوئی تلوار ہاتھ آئے

قلق تخلص خواجہ اسد اللہ مخاطب بہ آفتاب الدولہ ولد خواجہ بہادر حسین فراق باشندہ لکھنؤ شاگرد ہمشیر زادہ خواجہ وزیر واجد علی شاہ کے ہمراہ کلکتہ مین آئی تھے صاحب دیوان ہین شعر اپنے طرز پر اچھا کہتے ہین انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی انکی مثنوی طلسم الفت انہین کی زبانی کلکتہ مین سنی تھی

ادا سے دیکھا جو جاتا ہے گلہ دل کا ۔۔۔ بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا
الہی خیر ہو کچھ کج رنگ بیڈھب ہے ۔۔۔ ٹپک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دل کا
وہ رند ہون کہ مجھے ہتکڑی ہی بیعت ہے ۔۔۔ ملا ہے گیسوے جانان سے سلسلہ دل کا
بہار آتے ہی کنج قفس نصیب ہوا ۔۔۔ ہزار حیف کہ نکلا نہ حوصلہ دل کا

خدا کے ہاتھ ہے اب اپنا ای قلق انصاف
بتون سے حشر مین ہوگا معاملہ دل کا

ہمنے احسان اسیری کا نہ برباد کیا
مرتے دم منہ طرف خانۂ صیاد کیا

کفر و اسلام کے جھگڑے سے چھٹے خوب ہوا
قید مذہب سے جنون نے ہمین آزاد کیا

حسرت قتل ہے نے جان لے اپنی صد شکر
موت نے ہمکو نہ شرمندۂ جلاد کیا

ابھی چمن مین ہون آنکھین نہ بند کر صیاد
حذر کر آہ سے میری خدا سے ڈر صیاد

قلق نصیب ہو کیا سیر باغ بے کھٹکے
عدو ہے جان سے ادھر باغبان ادھر صیاد

کبھی مجھکو کبھی غیرونکو لگا لیتی ہین
خوب سیکھی ہین لگاوٹ کے اشارے آنکھین

جو کتا ہی نہین ہے تیر نگاہ
قدر انداز ہے غضب کی آنکھ

ہونٹھون مین دابکر جو گلوری دی یار نے
کیا دانت پیسے غیر نے کیا کیا چبای ہونٹھ

دون کی لے جب کبھی گانے کی فرمایش کرون
ایک اوسکو لنترانی کا ترانہ یاد ہے

چھڑا کر یار سے کیا تفرقہ ڈالا ہی گردون نے
نہ وہ چرچے نہ وہ چہلین نہ وہ جلسے نہ صحبت ہے

اپنے سوا رقیب کی کب دال گلتی ہے
باتین بناتے لاکھ وہ شیخی بگھار کے

کہان تک ایڑیان رگڑین گلا کاٹو گلا کاٹو
اوٹھاتے ہیچے نہ خنجر باز آیا اس ترحم سے

اوس پہ مرتے ہین کرے تازہ جو بیداد کوئی
ہم ستم سہتے ہین گر ہو ستم ایجاد کوئی

قلق تخلص حکیم غلام مولا عرف مولا بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مومن

دیرینہ رفیق تھا قلق ہاے
وہ کیا ہے ہوا کہ مر گئے ہم

ہے جان خراش پرسش غمخوار کسقدر
وہ مہربان مجھپہ ہے کہ جو مہربان نہین

قلق تخلص امجد علی ولد محمد علی متوطن دہلی باشندۂ لکھنؤ مقیم کدورا ضلع کالپی
شاگرد فخر الملک نواب میر منجو صاحب دیوان ہین

ہجوم آپ کے در پر ہے دادخواہون کا
ستم تو دیکھیے ان شرمگین گناہون کا

کاہ کی طرح سے کاہیدہ اگرچہ ہے قلق
غم سلامت ہے تو کچھ اور بھی لاغر ہوگا

بسکہ ہم ٹکڑے دامان و گریبان کیے ہوتے
کوستے ہین میری جان کو بخیہ گری اونگلیان

بیہوشی مین کیا اوسکو کہا تھا جو قلق آہ
کہتا ہے کہ بند اب تو رکھو ہوش مین منہ کو

اسے ضعف اب تو اتنی بھی طاقت نہین رہی — مانگون خدا سے وصل صنم کو اوٹھا کے ہاتھ

فلق تخلص سلطان خان قوم افغان باشندۂ دہلی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

مرکے بھی اوسکے نظارے کی تمنا نہ گئی — کونسا سبزہ کہ وہ نرگس شہلا نہ ہوا

قلندر تخلص شاہ قلندر شاگرد مرزا مظہر اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف باسلام ہوئے تھے

جی کو سر زندگی نہین ہے — کیا جی کی کہون کہ جی نہین ہے
سمجھتے ہی سمجھے گا اتنا ناصح — رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا غلام حسین عظیم آبادی شاگرد قاضی محمد صادق خان اختر

دل پس گئے ہزار دن کا اے غیرت چمن — پاؤن کا تیرے مہندی لگانا غضب ہوا

قمر تخلص مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بہ افتخار الدولہ نائب نواب غازی الدین حیدر بہادر والی لکھنؤ ولد منشی مرزا جعفر لکھنوی اوستاد بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ شاگرد مرزا قتیل دیوان انکا نظر سے گزرا

جوانی مین اوسسے ہم دیکھتے ہین اپنی آنکھون سے
صلح کرتے ہوے آخر وہ بجنگ آہی گیا
بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب
تجھ بن جو مجھکو نیند نہ آئی تمام شب
آئی نہ کچھ صدا قمر خستہ کی ہمین
جسنے نہ رکھا سر کو تہ بار محبت
ممکن نہین تا حشر قمر ہوش مین آوے
کیا جو مقصد نکلنے کا مین نے زندان سے
اپنے قدم سے کیون نہو دریا لہو کا دشت
ظاہر مین جو تو چاہے سو حق مین قمر کو کہہ
خال رخ یار نے ہوش مرے کھو دیے

لڑکپن مین فسانہ جو سنا کرتے تھے طوفان کا
عشق کا نام برا ہے اوسسے تنگ آہی گیا
دیکھا تھا اوسنے کب کسی بسمل کا اضطراب
صورت اجل نے بھی نہ دکھائی تمام شب
زنجیر اوسکے در کی ہلائی تمام شب
کیا جانے وہ بیدرد گرفتار محبت
دیکھے کوئی گر اوس بت مخمور کی تصویر
قمر لپٹ گئی پاؤن سے غل مچا زنجیر
ہر کہین ہے دیدۂ خونبار پاؤن مین
خلوت مین لیکن اوس سے تکرار نہین نہین
کر دیا بیخود قمر تھوڑے سے تریاک نے

قمر تخلص حافظ قمر الدین خلف حافظ اشرف باشندۂ دہلی

خانۂ دل مین جو روشن ہو چراغ عارض
دھجیان پھر خاک رہے لعل بدخشانی کا

قمر تخلص محمد قمر الدین خان اکبر آبادی قوم افغان یوسف زئی

مجھسی کو مرید کر لیا دم مین قمر
یہ خانہ خراب عشق مرشد نکلا

کیسی عشق سے پابند صد رنج و تعب ہین ہم
ہزارون آفتین ہین ایک ہم ہین کچھ عجب ہین ہم

قمر تخلص سید محمد ولی خان خلف نواب محمد علی خان رئیس شمس آباد

بڑھ گئی ہے دل کی ایسی بیقراری ان دنون
ہر گھڑی کرتا ہون غم مین آہ و زاری ان دنون

قمر تخلص میر محمد اسمعیل متوطن لکھنؤ

حال فرقت جو پڑا خط مین تو یون کہنے لگے
چار حرفون کے لیے دفتر باطل آیا

قمر تخلص مرزا قمر طالع خلف مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

نالان ہے قمر داغ غم عشق سے وہ بھی
کب ہرزہ درائون پہ کھلا راز جرس کا

نہ آئی تاب تو بھی دل کی بیتابی کی ہاتھون سے
قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا

بعد مدت خط لکھا ہے یار نو خط نے مجھے
تو بھی اب تو اے قمر شکوے کے دفتر کھولدے

قمر تخلص مولوی نواب جان ہوگلوی شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت

چہرۂ یار نہین زلف رسا سے پیدا
آج خورشید ہوا دام بلا سے پیدا

تاب نظارہ نہین دیدۂ خورشید کو بھی
پردۂ روے منور ہے ضیا سے پیدا

قمر تخلص مرزا باقر حسین لکھنوی

آغوش اوسکے شوق مین کب تک رہے کھلا
پھیلاے کب تلک رہون اے انتظار ہاتھ

قمر تخلص شیخ جعفر علی لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

شب فراق کو سینے تڑپ تڑپ کاٹا
نہ پھوٹا جس پہ بھی ظالم یہ آبلہ دل کا

قمر تخلص قمر الدین ولد روشن علی شاگرد خواجۂ وزیر باشندۂ لکھنؤ

اسے رشک تجلی سے دیدار دکھا دے
موسی کی طرح رکھتی ہے شوق ارنی آنکھ

قمر تخلص حکیم قمرالدین خان باشندهٔ لکھنؤ مقیم بنارس

کھٹکتے ہیں غم ہجران سے جیسے خار پہلو میں	لہو کیونکر رہے اوسکا دل افگار پہلو میں

قمر تخلص رشید الدولہ محمد جعفر علی خان بہادر عرف چھوٹے آغا خلف مظفر الدولہ محمد زکی خان بہادر لکھنوی نواسہ محمد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

مرض ہجر مرا خاک ہو اچھا تم سے	خود مسیحا ہوا جی اور ہیں بیمار آنکھیں
حال کھلتا نہیں کچھ چین بہ جبین ہونے کا	کیون چڑھاتے ہو مجھے دیکھ کے ہر بار ابرو

قناعت تخلص مرزا محمد بیگ لاہوری ولد مرزا حسن بیگ شاگرد حسرت ۱۱۹۶ میں گیارہ سو چھیانوے ہجری میں لکھنؤ میں تھے

زیست اب مجھ سخت جان کی سبب کلفت ہو گئی	فائدہ یہ کچھ ہوا ہے دل لگانے سے مجھے

قناعت تخلص مرزا غلام نصیرالدین خلف مرزا ولی الدین نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبدالرحمن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر صاحب دیوان ہیں

کھویا غم فراق نے دل سے جہان کا غم	غم ہے ہمارے واسطے غمخوار ہو گیا
ہنگام طوف دھیان بتوں کا رہا مجھے	میں کعبہ جا کے اور گنہگار ہو گیا
اوسکے یہ کہنے کے میں صدقے کہ گھبرا کر کہا	سانس الٹی ہاے یہ کیون نوجوان لینے لگا
جلا سے آئنہ ہوتی ہے خاک سے ناظم	صفا بھی چاہیے ہو دل میں جب غبار آیا
دل کھنچے جاتے ہیں لاکھوں دیکھ کر رفتار کو	نقش پاے یار گویا نقش ہے تسخیر کا
ضعف اپنا یہان تلک پہونچا کہ ہم	آنہیں سکتے تمہارے دھیان میں
اے بتو جو چاہو اب کر لو ستم	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے
پڑ پڑ کے پاؤں مجھکو بٹھاتے ہیں نارد	پھر ایسے قدردان ملیں گے کہاں مجھے
گئے تھے تم کہاں آئے کہاں سے	کہ ہے مسکی ہوئی چولی قبا کی

قوت تخلص مرزا احمد علی خلف قلندر بخش جرأت

وہ گیا اور مثل نقش قدم	مجھکو حیران خاک پر چھوڑا
قوت چھڑاؤں کیونکہ لگا اب تو میرا دل	اوس شوخ بے نظیر سے ہر فن شریر ہے

گر نہا کر وہ نچوڑے بال اپنے طشت مین | آئے اسکے طشت تک گوہر نچوڑ اور گوہر چاہ

قوس تخلص مرزا محبوب علی متوطن دہلی ولد مرزا ہمایون بخت ابن مرزا زین العابدین شاگرد راقم مولد انکا کانپور مسکن کلکتہ شعر اچھا کہتے ہین پہلے شمس تخلص کرتے تھے صاحب دیوان ہین

گر سیان مجھ سے جو کہین اوس شمع رو نے بزم مین
غیر مارے رشک کے جل جل کے ٹھنڈا ہو گیا

جان کھا جاتا ہے غم آسان سمجھے تھے اسے
دل لگانا قوس کیا منہ کا نوالا ہو گیا

مرنے پہ بھی جلانا ہے منظور اوسکو قوس
بنوایا ہے چراغ جو میرے غبار کا

نہ سنورا ایک بھی کام اپنے دل کا تجھ سے ای ظالم
ترے ہاتھون سے ہر کام اپنا ای چرخ کہن بگڑا

خدا دیتا ہے بعد از رنج پھر راحت ضرور ای دل
وصال اپنا ہوا صدمہ سہا جب درد ہجران کا

نقش پاے یار کے سودے کا یہ دیکھا اثر
رات بھر ہے چاند گردش مین تو دن بھر آفتاب

جان دی ہے عشق مین اوس گل کے مین نے ہمصفیر
پھول لا کر کیون نہ تربت پر چڑھائے عندلیب

تل نہین ہے تیغ زن یہ ابروے خمدار پر
جم گیا ہے خون کا قطرہ تیغ جوہر دار پر

قہر کا آفت لگا سرمہ نگاہ یار مین
اور دونی ہو گئی ہے آب اس تلوار مین

جو کبوتر اوسنے دیکھا نامہ بر سمجھا مرا
مار ڈالے ہاے دھوکے مین کبوتر سیکڑون

معجزہ حضرت عیسے کا دکھا دیتے ہین
بات کی بات مین مردے کو جلا دیتے ہین

جب مین کہتا ہون کہ کب وعدہ وفا کیجے گا
ہنسکے شوخی سے انگوٹھا وہ دکھا دیتے ہین

کیا ادا ہے کہ مین کشتہ ہون اوسکا ای قوس
لیکے خمیازہ وہ چٹکی جو بجا دیتے ہین

ان حسرتون کو لیکے سماؤن گا کسطرح
ایجان کچھ ایسی وسعت کنج عدم نہین

سویا پہلو مین مرے وہ ماہ پیکر رات کو
مدتون پر ہمنشین جاگا مقدر رات کو

تمھارے حسن نے سب کو تو گمراہ کر ڈالا
یہودی کو مجوسی کو نصارے کو مسلمان کو

زانوے دلدار اور تصویر پشت آئینہ
واہ داری واہ واہ تقدیر پشت آئینہ

رات دن رہتا ہے ہم پہلوی دلبر آئینہ
پا گیا بخت عدو واے دل مقدر آئینہ

زانوے خوبان پہ رہتا ہے برابر آئینہ
بخت بد رکھتا ہے کیا سیدھا مقدر آئینہ

جو حسین ہے اوسکے دل مین کرتا ہی گھر آئینہ
جانتا ہے بس عمل حب کا مقرر آئینہ

بخت خفتہ مدتون مین آج جاگا صبحدم
ہم سے مانگا یار نے بیدار ہو کر آئینہ

جب طلب بوسہ کیا اوسنے تو منھکر کہا
منھ تو اپنا دیکھیے صاحب اوٹھا کر آئینہ

جو بات سچ ہے کہد ون مین منہ پر ہزار کے
گل تک فریفتہ ہین مرے گلعذار کے

کمر اوسکی شعلہ رو کی ہے ولیکن
مثال سایۂ احمد نہان ہے

جب نزع مین نہ آسے تو مرقد پہ آچکی
وہ شمع گل مزار پہ میرے چڑھا چکے

ہوئے پامال لاکھون اس ادا سے
چلے جو ناز سے دامن اوٹھا کے

شہرہ چتون مین ہے گرمیٔ میان یار کا
شوخ چشمی کی غزالان ختن مین دھوم ہے

مے کشی کا ہے اشارہ جلد لا ساقی شراب
جانب قبلہ سے اوٹھی ہے گھٹا برسات کی

چلتا ہے رک رک کے کن اٹکھیلیونکی چال سے
خنجر قاتل مین بھی رفتار معشوقانہ ہے

میری صحبت مین نہ آیا کرین غیر
باتون باتون مین ستاتے ہین مجھے

لاش پر آئے منہ چھپائے ہوئے
شرم اب تک بھی مہربان نہ گئی

مجھسے وحشی کو جو سمجھاتے ہین ناصح واللہ
آپ تو مجھکو نظر آتے ہین دیوانے سے

قوس تخلص سید محمد رضا خلف سید علی مرزا ساکن لکھنؤ شاگرد ناسخ

ساقی ترے جو عکس ترے چشم مست کا
جام شراب ہو قدح شیر ہاتھ مین

قیس تخلص سید عباس حسین ابن میر نثار حسین شکوہ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

اے قیس کیا بتا دون تجھے انتہاے عشق
ہو آخرش جنون یہ ہے ابتداے عشق

قیس تخلص حافظ عبد الحی برادر خورد حافظ عبد الصمد یوسفی باشندہ کاکوری

ہمزبان کیون نہ ہو باہم ہا ہے اوسکے قیس
ترجمان اپنی ہی وہ ہم ترجمان عندلیب

قیس تخلص محمد عنایت اللہ متوطن بھیکم پور باشندہ کول شاگرد منشی نبی بخش حقیر تخلص

لیگیا دل کو ساتھ پیکان کے
تیر بھی اوسکا دلربا نکلا

پکرتے تھے جگر کے جو دل مین اثر
آہ وہ نالے مرے کیا ہو گئے

قیس تخلص سید مرزا علی دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر تخلص

ہم سے تو یہ ہجر اوٹھایا نہ جائے گا — اب کیا بنے گی دم جو خدایا نہ جائے گا

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ عرف مدارا بیگ خلف مرزا امداد علی بیگ شاگرد جعفر علی حسرت وطن انکا مشہد مقدس مولد لکھنؤ

نادان ابھی ہو پیارے جانے بلا تمھاری — کیا خبر ہے محبت اب تم سے کیا کہوں میں
رہی تن میں کی سدھ ہمکو نہ جنکی یادگاری میں — بھلا دیں وہ ہمیں تقصیر یہی بس ایسی یاری میں
جب سے سمند ناز پہ وہ شہسوار ہے — آوارہ و خراب یہ مشت غبار ہے
پھرتا ہوں ہر کسی سے میں القاب پوچھتا — خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے
آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ — اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

قیس تخلص محمد صدیق مرحوم ہمشیرہ زادہ و شاگرد شیر محمد خان ایمان

دھیان کرتا ہوں میں جب دانتوں کو اوسکے اے قیس — فکر کھاتی ہے مری آب گہر میں غوطے

قیس تخلص نواب ہادی علیخان خلف صمصام الدولہ مرزا احمد شیتا پوری باشندہ لکھنؤ

بعد مدت جو مجھے یاد کیا اوس بت نے — آج کیا بار خدا اوسکے یہ آیا دل میں

قیس تخلص شیخ کاظم علی قدوائی ولد شیخ وحدت اللہ باشندہ قصبہ جگور توابع لکھنؤ شاگرد رشک صاحب دیوان ہیں

یہ ڈھنگ ہیں برے بخدا چھوڑ دو میری جان — نخوت غرور کبر یہ ہر بار کا دماغ
ہوتا ہے درد سر اوسے صندل کے نام سے — کتنا ضعیف ہے ترے بیمار کا دماغ

قیس تخلص حکیم باقر علی ولد شیخ قاسم علی لکھنوی شاگرد وزیر علی صبا

دم محبت کا میں بھرتا رہا مرتے مرتے — جان کی طرح تجھے یار [illegible] دل میں
خیر ظاہر میں نہ پوچھا تو نہ پوچھا مجھکو — اپنا بیمار تو سمجھا وہ مسیحا دل میں
مرض عشق کی تکلیف کو کیا پوچھتے ہو — ہے کبھی درد جگر میں کبھی ایذا دل میں

قیصر تخلص مرزا علی حسین اکبر آبادی

اک جام میں طلسم جہان کھل گیا تمام — حاصل تھا ہمکو مرتبہ جم تمام
یارب وہ دن دکھا کہ میسر ہو روز وصل — محرم سے اوسکے ہم بھی ہوں مجھ سے تمام

قیصر تخلص مرزا محمد خورشید قدر بہادر خلف مرزا آسمان قدر بہادر بن مرزا محمد خرم بخت بہادر ابن مرزا جہاندار شاہ بہادر شاگرد گوہر علی مشیر مرثیہ گو شعر بہت کم کہتے ہین

جو بلا عشق مین آئی اوسے روکا سر پر ۔۔ تیغ قاتل کی جو اوٹھی تو بٹھایا سر پر

قیصر تخلص مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مومن خان دہلوی

ہوس غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا ۔۔ کیا نئی طرح سے ہم دل مین گزر کرتے ہین
تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کہ ناخوش ۔۔ اس بات پہ مرتا ہون کہ عاشق ہون ترا مین

قیصر تخلص شاہ امین الدین خلف شاہ ابو المظفر نبیرہ شاہ علیم اللہ باشندہ دائرہ الہ آباد

خیال دل کو جو آیا سیاہکاری کا ۔۔ سفید ہو گئے مثل کفن فرا رین ہم

حرف کاف عربی

کاشف تخلص کاشف علی ولد شیخ محمد علی لکھنوی مقیم کانپور شاگرد چھوٹے مرزا مذنب تخلص

کاشف زیادہ قصد نہ کر موشگافی کا ۔۔ مضمون کیا بندھے کہ وہ ہی پیچ در زلف

کاشف تخلص سید محمد حسین خان عرف شاہ مرزا نبیرہ سید مختار الدولہ عمدۃ الملک سید باقر علی خان میر بخشی متوطن مازندران باشندہ لکھنؤ شاگرد محمد بخش شہید

یونہین ہی بسر ہوئی اوقات نزا الٰہی ۔۔ لبون پہ ذکر بتان یاد کبریا دل مین

کاظم تخلص کاظم علی شاگرد نصیر و مومن باشندہ منڈاور

شبنم رخ گل پر نہین کاظم یہ سحر کو ۔۔ چھوٹا ہے کوئی یا سے غبار دل کا پھپھولا
اے طفل اشک ہم تجھے آنکھون مین یون رکھین ۔۔ اور تو ہمارے راز کو یون بر ملا کرے

کاظم تخلص سید محمد کاظم خلف سید مہدی حسین بلگرامی

طوق منت کا نہ گردن سے اوترنے پایا ۔۔ پھر پڑے پاؤن مین بیڑی ہوا سودا مجھکو

[illegible] تخلص سید علی نقی معاصر سودا سپاہی پیشہ تھے آخر ایام مین مرشد آباد مین

سکونت کی تھی

سیرت سے ان بتوں کے دلمین کدورتین ہین
ستی کی مورتین ہین کافر یہ صورتین ہین
کس کس طرح بتون کی صورت نے رنگ پکڑی
کافران انکھڑیون نے دیکھے ہین کیا جھگڑے

کافی تخلص محمد رضا مرثیہ خوان بن محمد حسین لکھنوی

چھوڑ کر اسکو چلے جائینگے اک دن کافی
قصر عالی امرا کرتے ہین تعمیر عبث

کافی تخلص مولوی کفایت علی مرادآبادی صاحب علم و فضل و زہد و ورع ہین بیشتر اشعار انکے حمد و نعت مین ہوتے ہین

عرش برین ایوان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
خلد سرا بستان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آپ کفیل کار امت آپ شفیع روز قیامت
ہین بیحد احسان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
مظہر رحمت مصدر رافت مخزن شفقت عین عنایت
ذات محمد جان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
رحمت عالم اوسکا لقب ہے خلقت عالم کا وہ سبب ہے
ہے کیا عالی شان محمد صلے اللہ علیہ وسلم
بہر شفائے درد و مصیبت اور برائے رنج و فلاکت
کافی ہے درمان محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کامل تخلص مرزا ناصر الدین معروف بہ محمد مرزا خلف مرزا ابو سعید نبیرہ عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد و برادر زادہ مرزا رحیم الدین حیا

توڑ کر قید سے چھوڑا تو کیا چھوڑا ہے
تو ہی کہہ اس حال مین جائین کہان صیاد ہم

کامل تخلص شیخ جمال الدین باشندہ آنولہ شاگرد مصحفی

فصل سودے کی پھر آئی ہے خدا خیر کرے
دیکھیے پڑتا ہے کس کس پہ وبال کامل
فوج غم و الم مین پھنسا شہر یار دل
ہو کون بیکسی کے سوا غمگسار دل

کامل تخلص مولوی غلام کبریا مقیم ڈھاکہ شاگرد مرزا جان طپش

طفل اشکون سے ملے دلکی شہادت کی خبر
خون ناحق تھا یہ قاتل سے چھپایا نگیا

کامل تخلص شیخ احمد علی لکھنوی ولد مولوی عنایت احمد شاگرد عبدالرؤف شعور اولاد مین حضرت میر محمد علیہ الرحمۃ کی صاحب دیوان ہین

نہین ہوتا ہے جو پردے سے نمایان عارض
اسلیے رہتی ہے مجھکو تپ ہجران عارض

انتظار مہر سے تکتے جو ملائیں آنکھیں ۔۔۔ ہنسنے درگا ہون مین چاندی کی چڑھائی آنکھیں

کامل تخلص سید احمد جان نبیرہ حضرت شاہ محمد اجمل مرحوم باشندۂ الہ آباد

ظاہر مین پھر گیا وہ ستمگر تو غم نہین ۔۔۔ دل سے جو انس تھا اوسے وہ بھی کم نہین

کامل تخلص مرزا باقر علی خان دہلوی خلف مرزا زین العابدین خان عارف شاگرد مرزا نوشہ راقم نے انکو دہلی مین دیکھا ہے

اوٹھانے پڑینگے نہ ساقی کے ناز ۔۔۔ کہ پیر مغان آشنا ہو گیا

یاد آتا کسی کے کاکل کا ۔۔۔ تیرہ ساز شب جدائی ہے

کامل تخلص پنڈت ٹھاکر داس کشمیری باشندۂ دہلی وکالت کرتے تھے

ملیٹ کر جو دیکھا سر راہ اوسنے ۔۔۔ لگا تیر اک بازگشتی جگر پر

کامل تخلص مرزا اکامل بیگ

مژگان نے گر کھینچے دل ابرو کر ہو ٹکڑے ۔۔۔ ق ۔۔۔ یہ بات اوس سے کہا کر جب داد نہیں چاہی

کہنے لگا کہ ترکش جسوقت ہو وہ خالی ۔۔۔ تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کامل تخلص مولوی محمد مرشد حسن ولد شاہ طالب حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ فرید اپنی شاعری کا نہایت غرور رکھتے ہین

چھلی انگشت حنائی سے سجا کر کہتے ہین ۔۔۔ بولتا ہے لال لو دیکھو حنا کے رنگ کا

ایک دو پھر رفقا بے جرم و خطا ہوتی ہین قتل ۔۔۔ چار دن سے شوق ہے سفاک کو جو رنگ کا

نفع اپنون سے نہین ہوتا ہے بتائید غیر ۔۔۔ دیکھ سکتی ہے کبھی بے آئینہ رخسار آنکھ

بے حکم جو تجھی لی تری زلف دوتا کی ۔۔۔ مشکین مری بند ہوا سیئے ہان ہین خطا کی

کاوش تخلص میر محمد کتاب خان شاگرد اولاد علی کاہش

ایک شب ہاتھ آئے وہ گیسوئے عنبر فشان ۔۔۔ سورہ واللیل پڑھتا ہون پے تسخیر زلف

کاہش تخلص مولوی اولاد علی مرحوم جونپوری شاگرد مصحفی پیشکار عدالت صاحب گنج عرف گیا

بیان حال دل زار ہو نہین سکتا ۔۔۔ یہ درد وہ ہے کہ اظہار ہو نہین سکتا

رشک مقتل ہے ترا کوچہ صنم کافر نگر
گبر تڑپے ہین جدا کافر جدا ترسا جدا

عاشقون کو گر یہی نیرنگیان دکھلائے گا
آخرش ذرہ ذرہ اک روز باندھا جائے گا

یون حسرت دل کہتی ہے فرہاد سے رو رو
تیشہ کو لگا سر پہ تو پچتائے گا آخر

بھر گئے زخم جگر جب سے سنی تقریر زلف
مثل مرہم ہو گئی اللہ رے تاثیر زلف

دو ہی زنجیرون مین کس پیچ سے جکڑی مین دل
واہ ری تدبیر کاکل واہ ری تاثیر زلف

کاہش تخلص منشی ہدایت علی واڈنگری شاگرد ذوق اسٹایر کی پلٹن مین منشی تھے

جس گلی مین کہ تڑپتے ہین ہزارون بسمل
پاؤن پھیلا کے وہان بیٹھ گئے حضرت دل

تیرے پاس سے جب اوٹھ آتا ہی دل
تو آٹھ آٹھ آنسو رولاتا ہے دل

کبیر تخلص حکیم کبیر علی باشندہ سنبھل مراد آباد دیوان انکا نظر سے گزرا

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہی کبیر
زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کرامت تخلص کرامت اللہ شاہ آزادانہ زیست کرتے تھے

مقبول حق ہے جو کہ ہوا پنجتن کا دوست
ہے حب اہل بیت وسیلہ نجات کا

کرم تخلص غلام ضامن شاگرد مومن متوطن کوتانہ مدت تک حیدر آباد مین تھے آخر الامر دلی مین سکونت اختیار کی تھی فارسی بھی کہتے تھے

کیا ہی برہم ہوئی زلف دوتا جو پوچھا ہے
اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا

تیرا ناخوردہ ہمارا شک سے کیا کیا نکلا
استخوانون مین مرے دیکھ کے پیکان تیرا

اسیری نے کی پردہ پوشی جنون کی
کیا طوق گردن نے کار گریبان

وائے قسمت اور اخفا سے ہوا افشا راز
روکنے سے اشک کے لخت جگر آنے لگے

اوسکو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی
پھر کوئی آرزو دے نشو و نما رکھتا ہے

مرا نشو و نما ہے اوس خرام لاابالی سے
غبار ناتوان کو سرکشی ہے پائمالی سے

کرم تخلص کرم حسین خان خلف منشی سخاوت حسین خان بلگرامی سابق سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کو سے گلرو کے آنے کی خبر ہے باغ مین
جو ہے بہر سو قطرہ زن بر بہاری ابر ٹون

کرم تخلص کرم خان رامپوری صاحب دیوان گزرے

بے بوسۂ لعل لب دلدار نہین زیست
ہم سانپ نہین ہین کہ جیین چاٹ کر مٹی

کریم تخلص کریم اللہ خان افغان باشندۂ دہلی

نہ تھی قدرت تجھے گر رو برو جانے کی کریم
زیر دیوار ہے جا نالہ سنایا ہوتا

کشتہ تخلص شیخ نبی بخش باشندۂ میرٹھ شاگرد مولا بخش قلق

حشر و امن پکڑنے آ لیگا
مرے پہلو سے تو اگر سر کا

کشش تخلص میر فدا علی شاگرد اولاد علی کاہش

پریشان تھی صبا آشفتہ سنبل غنچہ حیران تھا
تجھے وحشت ہے دیوانو یہ کیا رنگ گلستان تھا

نمود خط سے تیرے بلبلون کو شیون تھا
بہار ہوتی تھی رخصت اور اس گلشن تھا

کشن تخلص بابو کشن چندر گھوس نوۂ راجہ نبکشن بہادر باشندۂ کلکتہ

صدف اپنے گوہر کو بے آب سمجھے
یہ دندان تمھارے دہن مین جو دیکھے

کشور تخلص مرزا محمد جعفر شاگرد مرزا محمد تقی اختر

جان دیتا ہون ترے ابروے خمدار پہ یار
کھینچتا ہے تو مرے قتل پہ شمشیر عبث

کفایت تخلص نواب کفایت اللہ خان مرحوم رامپور کے نواب زادون مین تھے

دلبر انہ کیا بزم مین شب آ کے کسی نے
بیہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے

کلیم تخلص میر محمد حسین دہلوی معاصر میر تقی صاحب دیوان گزرے فارسی بھی کہتے تھے اکثر رسالے شیخ محی الدین ابن العربی علیہ الرحمہ کے اردو مین ترجمہ کیے ہین

چھپا ہے آ مرے چشم پر آب مین دریا
کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب مین دریا

ہو چکا حشر گئے جنت و دوزخ کو خلق
رہ گیا مین ترے کوچے مین گرفتار ہنوز

درازی شب ہجران و زلف یار کلیم
مجھی سے پوچھ کہ کاٹی ہے رات آنکھون مین

تجھے مین آنکھون مین کیونکر رکھون کہ ہے رستا
یہ ایسا گھر کہ یہ خانہ خراب ٹپکے ہے

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ باشندۂ سرکوٹ متعلق ضلع مراد آباد

جلوۂ طور کہ رخ یار سے پیدا ہووے
تجلی اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

كمال تخلص شاہ كمال الدين حسين باشندہ كڑہ مانك پور شاگرد جرأت و قيام الدين قائم بلباس درويشى رہنكر سياحت كرتے تھے ديوان و تذكرہ شعرا انكا نظر سے گزرا

ہين بندہ كيون نہون اوسكى ادا كا | عيان اوس بت مين ہے جلوہ خدا كا
شعلے سے آہ كے يہ دل زار جل بجھا | كيا بس چلے ہے آتش سوزان سے كاہ كا
جز شكست شيشۂ دل كچھ نديكھا اور كام | مرتفع جس روز سے يہ چرخ مينائى ہوا
قد كا ترے نہ آنكھون مين كيونكر بسے خيال | اكثر ہے يہ كہ سرو لب جو نظر پڑا
ہين كود كے ديوار گيا يار كے گھر اور | بيچارہ گيا مفت مين دربان نكالا
ديكھ رستے مين ہمين ديتے ہو گالى كيا خوب | جان صاحب نے نئى يہ تو نكالى كيا خوب
گر آنكھ لڑانے كا نہين شوق ہر اك سے | سوراخ ہين كيون آپ كى ديوار مين صاحب
بگڑے نہ كہين عاشق و معشوق كى صحبت | يون جھانكے نہ نكلا كرو بازار مين صاحب

كنور تخلص راجہ اپورب كشن بہادر ولد راجہ راجكشن بہادر رئيس كلكتہ ديوان انكا نظر سے گزرا

شہيد اب ہے عشق مين ترے دل شيخ و شاب كا | قالب تہى ہے ياد مين تيرے حباب كا
نہ پوچھ گزرى ہے جو مجھ پہ بيقرارى رات | مثال شمع كٹى روتے روتے سارى رات

كنور تخلص كنور جگروپ سنگھ باشندہ اكبرآباد ولد راجہ بلوان سنگھ راجہ تخلص

فرياد بھى كرتے نہين ہم جور بتان سے | خاموش ہين كچھ كہہ نہين سكتے ہين زبان سے
پريون سے نہ مطلب ہے نہ كچھ حور جنان سے | شيدائى ہين ديوانے ہين اوسكے دل و جان سے

كوشہ تخلص كپتان پلٹن شاہى لكھنو مرزا احمد على ولد مرزا قطب الدين حيدر لكھنوى متوطن دہلى شاگرد ناسخ صاحب ديوان گزرا

جب كہ اوس رشك قمر نے مانگ مين [illegible] | ہو گيا سب كو ستارون كا گمان بالا سے
مصروف قتل عاشق جانباز ہے وہ ترك | تركش كمر مين ركھتا ہے شمشير دوش پہ
ربط كہتے ہين اسے ضبط اسے كہتے ہين | كبھى پيكان نہ ترے تير كا كھٹكا دل مين
دم نہ مارے جو بہے خنجر الفت سے لہو | ہے يہ ہمت بخدا عاشق دريا دل مين

خواب میں شب اوس پری نے شکل دکھلائی مجھے / جاگ اوٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی مجھے
تیر الفت آسرا تھا جدائی میں یار کی / اے موت تو بھی مجھسے گریزاں ہوا نہ تو
دل پھٹ گیا کدورت طبع نگار سے / حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے
نامہ بر کوچۂ دلبر میں گم ایسا ہو جائے / فی المثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے
کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک میں / بیدست و پا بھی ہووے تو شل سا چلے
بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا / الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

کوثر تخلص آغا غلام علی معروف بہ آغا جان صاحب زمیندار ڈہاکہ خلف حاجی شمس الدین ولایتی شاگرد حافظ ضیغم ہر دو زبان میں شعر کہتے ہیں راقم کے دوستوں میں ہیں شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے سنہ ۱۲۸۱ ہجری میں انتقال کیا۔

سونے کی آرسی نہیں انگشت یار میں / سورج مکھی کا پھول ہے شاخ سمن میں ہے
کیا کہوں موج غم عشق میں دل کا احوال / تم نے کشتی نہیں دیکھی کوئی طوفان میں بھی
کوچۂ یار جو یاد آئے گا کوثر بس مرگ / دل لگے گا نہ مرا روضۂ رضوان میں بھی

کوکب تخلص شہزادہ وجیہ الدین دہلوی سفر میں عازم فردوس بریں ہوئے ہمراہیوں نے اونکی نعش کو لیکر دلی میں حضرت سلطان المشائخ کے مزار کے متصل دفن کیا

یہاں تلک پاؤں میں پھپھولے ہیں / کہ قدم بھر چلا نہیں جاتا
پر درد ہے کنار محبت سے لخت دل / یوں خاک پر نہ او مژہ خون چکان گرا
اوس رشک گل کو دیکھ کے آئی نہ تاب سے / بلبل ادھر گری تو ادھر باغبان گرا

کوکب تخلص مرزا غلام حسین شاگرد محمد صادق خان اختر بیشتر لکھنؤ میں رہتے تھے بیشتر فارسی کہتے تھے

صبا آنا پیام جان محزون اوس سے کہہ دینا / کہ اے بے رحم کر موقوف اب تو امتحان اپنا (ق)
جدائی سے تری دم آ رہا ہے اس سے آنکھوں میں / جو آنا ہو تو آ ہوتا ہے رخصت میہمان اپنا

کیفیت تخلص شیخ فضل احمد خلف شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا

صاحب دیوان ہین شعر انکے اچھے ہوتے ہین

اک آہ سے تو میری بے چین ہو گئے تم — کہئے تو میرے دل کو کیا اضطراب ہو گا
یارب سبیل رکھکر پیر مغان پکارے — للہ پیتے جاؤ پیاسو ثواب ہو گا
بیہوش کل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم — پھر آج میکدہ مین خانہ خراب ہو گا
یہ دور کیف ہے ای میفروش کیا ڈر ہے — جو محتسب سے بھی لوٹنے تو جام بھر لینا
کیا ہوا دل جو گرا آنکھ سے آنسو ہو کر — بشیشہ جام چھلک جاتا ہے مملو ہو کر
وہ دیو کیا ہوئے وہ پریزاد کیا ہوئے — جو تخت بھی اب نہین ہے سلیمان کے گور پر
کسی نے باغ مین ایسا شگوفہ چھوڑا ہے — کہ آج تک گل و بلبل مین بول چال نہین
بزم مین یار کو پوچھے جو کوئی تبلا دون — شمع کے پاس وہ بیٹھے ہین جلانیوالے
ایسا نہ ہو کہ میری طرح ہو فریفتہ — آئینہ دیکھنے گا ذرا دیکھ بھال کے

کیوان تخلص شیخ بدلی بلگرامی

گو وہ منکر ہو یہ قاتل کو مین پہچانتا ہون — میری نظرون مین چڑھا جسنے اتاری گردن
ماہ سے صاف ہے خورشید سے نورانی ہے — خوش نصیبی کی نشانی تری پیشانی ہے

کیوان تخلص مرزا علی حسین شاگرد ناسخ آغا تو کل کی اولاد مین تھے صاحب دیوان گزرے

لگائیگا جو سرمہ وہ بت طناز آنکھون مین — سیہ زنبور کا ہو جائیگا انداز آنکھون مین
یہ موج زن ہے یم اشک ہجر جانان مین — کہ آسمان ہے بشکل حباب آنکھون مین
وہ مزے مین ہے تلخ یہ شیرین — برگ گل سے کہین ہے بہتر ہونٹھ
اک بوسے کو ترسا کیا تا زیست نیایا — حسرت کوئی بر آئی نہ جانی مرے دل کی

کیوان تخلص مولوی سید فتح علی عرف وحیدالدین احمد الہ آبادی الاصل ساکن بست وچہار پرگنہ شاگرد راقم و مولوی عصمت اللہ شیخ

کہنے لگے وہ لاشۂ کیوان کو دیکھکر — ارمان ظلم اسکے مرے دل مین رہ گیا

حرف گاف فارسی

گرداب تخلص رام چرن

بوسہ دیتا نہیں گرداب شب وصل میں وہ
گھاٹ پر آن کے کرتا ہے کنارہ مجھ سے

گرفتار تخلص منگلی بیگ دہلوی خلف رحیم یار خان شاگرد حاتم

درد ہووے تو کیجیے دوا سے
دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجیے

گرم تخلص ناظر مظفر علی خان ولد محمد خان رامپوری شاگرد ذوق مقیم میرٹھ نواب عبد اللہ خان برادر نواب محمد سعید خان والی رامپور کی رفاقت میں تھے

اڑ یاں رگڑیں کف افسوس بھی ملتے رہے
ہے جدائی اک بلا دیکھتے ہیں ساری رات ہاتھ پاؤں
چاہ میں اک عمر جا لی گئے
در بدر ناصیہ فرسائی کی

گرم تخلص حیدر علی بیگ دہلوی خلف مرزا امیاز علی بیگ شاگرد مصحفی شعر اچھا کہتے تھے دکن کی طرف جا کر انتقال کیا

پھرتا تھا تو جس وقت کہ گلشن میں خراماں
کیا سرو بھی آگے ترے نا چار کھڑا تھا
شب رخصت ہی رہو تم مرے گھر آج کی رات
جان بلب چھوڑ کے جاتے ہو کدھر آج کی رات
حسرت سے دیکھتا ہوں میں جب یار کی طرف
لگتا ہے تب وہ دیکھنے دیوار کی طرف
لوہو میں بھر رہے ہیں ترے ہاتھ سچ بتا
تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائی گل
ہیں یہاں تک اشک پونچھا آستیں سے
کہ ہے اک موج دریا ہر شکن میں ہے
تیغ نگاہ کسکی دیکھی ہے تم نے یارب
کیوں زندگی سے اپنی بیزار اسقدر ہیں
سیل گریہ سے شہر تا کمر ڈوب گئے
اسقدر روئے کہ ہمسایوں کے گھر ڈوب گئے

گریان تخلص محمد حسین ولد سید حسین علی سوز ان نبیرۂ اکبر علی بر چھیت باشندہ لکھنؤ

ہم آئے تو چلن میں لگائے گل نرگس
در پردہ دکھاتا ہے وہ رشک چمن آنکھ

گریان تخلص میر حسام الدین عرف بجھو مرثیہ گو

کیا آنے کی کسی کے گریان خبر سنی ہے
جو بیقرار دل ہے پھڑکے ہے آنکھ بائیں

گریان تخلص مرزا علی امجد لکھنوی ولد میر علی اکبر شاگرد قدرت و ضیا

مجھے جب دیکھنا تب ہاتھ سے کھڑا چھپا لینا
لگا لا طور او سے زور یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی لکھنوی

جی لگا یا تھا سمجھ ہوئیگی فرصت حاصل — یہ نہ جانا تھا کہ آویگی قیامت لازم

گستاخ تخلص مرزا لطیف باشندۂ ڈاکہ شاگرد احمد جان عطش

مرجان کا تخل ڈوب گیا بحر شرم مین — مہندی کے رنگ سے جو ہوا دست یار سرخ

عشق ہے دل کو لگاؤ دیدۂ مخمور سے — ساقیا کب نشہ ہو مجھکو مئے انگور سے

گلشن تخلص راے دھراج لکھنوی نبیرۂ راجہ لالجی بخشی فوج سلطانی لکھنؤ

بیخودی مین یہ عجب لطف ملا ہے اونکو — جو ترے مست ہین ہشیار ہین وہ ہشیار وتن

گمان تخلص نظر علیخان دہلوی شاگرد اشرف علی خان فغان مقیم فیض آباد

مدت سے ہو رہا تھا مرا داغ داغ دل — اوس گل کو دیکھتے ہی ہوا باغ باغ دل

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین — وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گوہر تخلص احمد علی خان ولد الف خان فیض آبادی مقیم فتح پور ہنسوا ملازم نواب باندا شاگرد اسمعیل حسین منیر

اوا و ناز و کرشمہ سے ناک مین دم ہے — غضب مین جان مصیبت مین دل عذاب مین جی

گویا تخلص شیخ حیات اللہ فرخ آبادی سرکار انگریزی مین تعلق رکھتے تھے

جس قلم سے سخن ہے لیجئے تقریر بول اوٹھے — ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اوٹھے

گویا تخلص شیخ ولایت علی ولد شیخ امام بخش ساکن لکھنؤ شاگرد جرأت صاحب دیوان ہین

جا بجی ہے خلق جسکو آسمان بالاے سر — ہے یہ گویا میری آہون کا دھوان بالاے سر

لو لگا کس وسے جلتی صورت پروانہ شمع — دوستو پروانہ کی رکھتی اگر پروانہ شمع

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان ولد بلند خان قوم آفریدی ساکن کوہاٹ شاگرد خواجہ وزیر لکھنؤ کے امراے نامی مین تھے دیوان انکا نظر سے گذرا شعر صاف و عاشقانہ اچھا کہتے تھے

صندلی رنگ پہ مین مر ہی گیا — درد سر کسکا یہان سر ہی گیا

وہ الیا نہین جیب رہے بات سنکر — کوئی اور ہووے گا گویا نہ ہوگا

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ اٹھی ہوا
توسن جانان سمندِ عمر سے چالاک تھا

تھا جو افتادگی شعار اپنا
نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا

اوسکو غفلت ہمیشہ کہہ آتے ہین ہم
بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم

ضعف سے رہتا ہے اب پاؤن پہ سر
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

دل نہین اوس بت کی الفت چھوڑتا
ناسمجھ کو لاکھ سمجھاتے ہین ہم

ہے جنازہ اسلیے بھاری مرا
حسرتین دل کی لیے جاتے ہین ہم

بارِ عصیان سر پہ ہے گویا بہت
کیا اوٹھائین سر جھکے جاتے ہین ہم

شبِ وصال ہین کیا یار سے دوچار نہین
رہا فراق مین جیتا تو شرمسار ہون مین

پس گیا ہے دل کسی محبوب گندم رنگ پے
گردش اپنے بخت کی کچہ آسیا سے کم نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین
ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا
کوہکن دیوانہ ہے شیرین تو پتھر مین نہین

زاہد و جرم کیا کرتا ہون مین بہر ثواب
دل ہے کعبہ اسے کرتا ہے سیہ پوش مجھے

حال عاشق و معشوق ہے ایک
سنا ہے شمع سوز ان کی زبانی

گوہر تخلص کنز الدولہ خورشید علی خان بہادر ولد مجد الدولہ بن ظفر ولد ولہ کپتان فتح علی خان خزانچی بادشاہ لکھنؤ شاہ لکھنؤ کے ہمراہ کلکتہ مین آئے ہین اُنسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

وہ غمگسار میرا ہے مین غمگسار اوسکا
ہے آشنا مرا دل اور مین آشنا دل کا

طوطی کی طرح بند نہ ہو جاے یہ از خود
گر مرغِ دل ان ہمیون کے جال مین پھڑکا

نالون سے اپنے عرش تو جنبش مین آگیا
اوس بت کے کان تک نہ گئی سر بسر صدا

دیکھا جو روے یار کو تسکین ہوئی کہہ
آنکھین نظر پڑین مجھے حاجت روا کے دل

جانتے ہین ہم محبت آزمائی ہو چکی
آؤ لگجاؤ گلے بس اب لڑائی ہو چکی

حرف لام

لائق تخلص میر لائق علی لکھنوی شاگرد ناسخ

رباعی

اک دن تہِ خاک ہمکو جانا ہوگا
اور تہ مین کفن کے منہ چھپانا ہوگا
ایسے سو دینگے ہم وہان ای لائق
جانا ہوگا کہین نہ آنا ہوگا

لسان میر کلیم اللہ احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین انتقال کیا

جدا ہو تجھسے مرا یار یہ خدا نکرے
خدا کسی کے تئین یار سے جدا نہ کرے

لطافت تخلص سید حسن ولد و شاگرد امانت لکھنوی صاحب دیوان ہین

ذبح ہوکر جو گلی یار مین تڑپا ٹھہرا
رقص بسمل مرے قاتل کا تماشا ٹھہرا
دل عشاق ہین مانند سکندر گمراہ
کوچۂ زلف بھی ظلمات کا رستا ٹھہرا
موذی کو اپنے مال سے کچھ فائدہ نہین
زنبور بہرہ مند ہوئی انگبین سے کب
جگھڑا روز حسینون کا رہا کرتا ہے
اسے پریرو نہ مرے گھر کو پرستان پہونچے

لطف تخلص مرزا علی استرآبادی شاگرد مرزا رفیع سودا دہلی مین تربیت پائی تھی عظیم آباد کی اطراف مین سکونت کی تھی حیدرآباد کی بھی سیر کی تھی انسے ایک تذکرۂ شعراے اردو یادگار ہے صاحب گلشن بیخار نے جو انکو شاگرد میر تقی لکھا ہے غلطی کی ہے

نہ پہونچی ضعف سے لب تک دعا و گر پہونچی
در قبول تو اس آرزو مین باز رہا
کیجو اوس زلف مین شانہ سمجھکر شانہ
لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مو ٹوٹ گیا
ہوگئی زنجیر پا اپنی وہ زلف پرشکن
ورنہ دل تجھسے کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا
ساقی لگا دے خم مرے منہ سے کہ بار بار
احسان کون کھینچے سبو اور ایاغ کا
ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا
سچ تو یہ تجھسا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا
سنے یہ بھی نئی چھیڑ شب وصل مین سو بار
پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہین معلوم
خاموشی ہماری کی تئین سحر ہی جانو
گو ہمکو لگا لینے کا ڈھب کچھ نہین معلوم
اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا
گو اور طرح اوسکی ہو جی لی مسک گئی

لطف تخلص لطف علی خان باشندۂ بریلی انکا دیوان حضرت سرور انبسا

نہ اٹھنی ہی ملی فرصت کہ اوٹھکر مانگتے پانی
ہوا اوس زلف کا کیون مبتلا دل

ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا
بلا سے گربلا مین پڑ گیا دل

ماہر تخلص مرزا جمعیت شاہ دہلوی خلف الصدق مرزا زور آور بخت نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ہم بھی ضرور کعبہ کو چلتے پر اب تو شیخ
قسمت سے بتکدہ ہی مین دیدار ہو گیا

ناصح کی بات سننے کا کسکو یہان دماغ
تیرا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا

اے ہمنشین وہ حضرت ماہر نہ ہون کہین
اک پارسا سنا ہے کہ میخوار ہو گیا

ملے یہ بھی نہ ہوا ہم سے وہ ستمگر صاف
کہ ڈھنگ یہ بھی ہے اک خاک مین ملانے کا

ترے تو لطف سے بھی جان کانپتی ہے یار
نہین ہے برق سے کم طور مسکرانے کا

جو اشارا تھا حریفون سے سو تیر قتل کا
ترک چشم یار تھا تو مست پر ہشیار تھا

بیخبر دل اور جگر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
ان پہ کس کافر کی دزدیدہ نگہ کا وار تھا

خدا ہی جانے اثر تھا یہ کسکی شوخی کا
کہ دل مین ہوتی تھی رہ رہ کے بیقراری رات

کعبہ بیت اللہ ہے اور اوسمین تھا بت کو سو
اہل حق کرتے ہین زاہد بت پرستی دیکھکر

وصل کی رات ہر اک بات پہ منہ پھیر کر وہ
سب مزہ یون ہین کہ گویا انھین منظور نہین

کربلا سے ہے اک عالم در پر ترے جبین کو
کعبہ سمجھ لیا ہے گویا اسی زمین کو

جیتے تو آسمان سا دشمن ٹلا نہ سر سے
چھاتی کی سل موئے پر پاتا ہون اب زمین کو

ایسا مٹا دیا ہے فلک نے کہ مثل باد
گر خاک پر چلون تو قدم کا نشان نہ ہو

اوسکے ہنسنے سے کھلی رمز عدم کے ماہر
کسقدر سہل ہوا عقدۂ دشوار مجھے

باقی جو عمر تھی وہ تجسس مین کی تمام
پر عمر رفتہ کا نہ ملا کچھ نشان مجھے

مانا کہ تجھکو اور سے صحبت نہین بھلے
رکھتا ہے حسن شوخ ترا بدگمان مجھے

لا کشتی شراب کہ غم کے محیط مین
توبہ ڈبوئے دیتی ہے پیر مغان مجھے

کیا لیا آن کے کعبہ مین سوا اسکے کہ ہم
ہوئے شرمندہ برہمن سے صنم سے چھوٹے

مائل تخلص میر محمد تقی دہلوی شاگرد قیام الدین قائم شاہ عالم بادشاہ کے عہد مین

مرشدآباد مین سکونت کی تھی

کیا کہون مین تجھسے دل زار کی ہوس ۔۔ مشہور ہے جہان مین بہار کی ہوس

مائل تخلص صادق علی باشندہ لکھنؤ مقیم سوجی کھولا متعلق کلکتہ شاگرد حسن یار خان افضل یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

دیکھ لینے وہ اثر بھی نالہ و فریاد کا ۔۔ حوصلہ یہ بھی نکل جائے دل ناشاد کا
ہے آہ شرربار مری اون کو تماشا ۔۔ خوش ہین جو نکلتے ہین شرارے مرے دل سے
پاس نہیر ابھی ہے اونکو پاس سوائی بھی ہے ۔۔ منہ چھپا کر آئے ہین لاشہ اوٹھانیکے لیے

مائل تخلص مرزا قادر بیگ باشندہ بریلی

داغ دوستو جو میرے کج کلاہ کا ہے ۔۔ نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا ہے

مائل تخلص میر ہدایت علی عظیم آبادی ۱۲۰۸ بارہ سو آٹھ ہجری مین انتقال کیا دکھن کی سیر بھی کی تھی

جب تری بندگی مین آتے ہین ۔۔ سب خدائی کو بھول جاتے ہین
آتا ہے دمبدم بھی رونا یہان مجھے ۔۔ پھینکا فلک نے ہاے کہان ہے کہان مجھے

مائل تخلص محمد یار بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

کہے گا الحذر خورشید محشر اس سے ای یارو ۔۔ اگر چمکا بروز حشر یہ داغ کہن اپنا
پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا ۔۔ مائل ہوا ہون جب سے مین اک سبز رنگ کا
یہ وضع تری سادی ای شوخ نرالی ہے ۔۔ بالا ہے نہ ہیکل ہے تبدا ہے نہ بالی ہے

مائل تخلص سید کاظم علی خیرآبادی شروع شباب مین انتقال کیا

شب ہجر ان کی آہ ایک طرف ۔۔ لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

مائل تخلص لالتا پرشاد ولد ایسری پرشاد لکھنوی شاگرد محمد اللہ خان مہر تخلص

رونے سے تسکین ہوتی ہے ذرا ۔۔ جسم بھر مین ہے فقط غمخوار آنکھ

مبارک تخلص سید مبارک علی الہ آبادی شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

عشق سنگین دلون کا ہے ناصح ۔۔ اپنا پتھر سے دبا ہے ہاتھ

مبارک تخلص مبارک حسین خان قوم کمبوہ باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

دل پھرا تجھ سے میرے دلبر کا — تھا یہ لکھا مرے مقدر کا

مبتلا تخلص لالہ چنڈی سہائے باشندہ پرتاب گڈھ سررشتہ دار سررشتہ اکاری الہ آباد

عاشق رنج ہون سر زلف گرہگیر نہین — پائے وحشت کو مرے حاجت زنجیر نہین
اوڑ گیا ہے اثر جذب محبت یارب — یا مرے نالۂ جانکاہ مین تاثیر نہین

مبتلا تخلص مرد انعلیخان خلف نواب محمد علیخان رئیس قدیم غازی پور مقیم بنارس معاصر مسعود النواب برہان الملک اور صفدر جنگ کی سرکار مین بڑا اقتدار رکھتے تھے
صاحب دیوان و تذکرہ اردو و فارسی گزرے

بسکہ جوش پہ ہے دیدۂ گریان میرا — نوح کو آنکھین دکھاتا ہے یہ طوفان میرا
کبھی ہے جب سے کہ اوس کی تاب آنکھون مین — نہین ٹھہرتا ہے کچھ آفتاب آنکھون مین
شیشۂ دل ٹیک دیا تو نے — سنگدل آہ کیا کیا تو نے
دل کی تو مرے داغون سے اب لاگ لگی ہے — جی کیونکہ بچے چارون طرف آگ لگی ہے

مبتلا تخلص ایک شخص کا ہے جنکا حال معلوم نہ ہوا

در تیرے سایۂ دیوار مین پائے راحت — چاندنی رات کو اسے رشک قمر بھول گئے

متوجہ تخلص لالہ ملوک چند

سفر سے چلنے کا جب دل نے اضطراب کیا — نکل کے آنکھون سے آنسو نے پا تراب کیا

مجبور تخلص حافظ غلام دستگیر دہلوی خلف شاگرد حافظ قطب الدین مشیر انکو دہلی
کے مشاعرہ مین دیکھا تھا اور انکے اشعار بھی بہت سنے تھے

کیا کہتے ہو کہ کیونکر کٹے گی تمام عمر — کیا ہو گئے تم خفا تو منایا نہ جائے گا
سخت جانی کو مرے کھیل کہین سمجھے ہو — توڑنے آتے ہو کیون خنجر بران اپنا
نکلا صنم سے تو کعبہ کو گیا — [illegible] صفت مین پارسا ہو گیا
وہ ادھر آتے ہین اور پانون ودھر پھرتا ہے — غیر کے جذبۂ الفت کے اثر کو دیکھو
ہائے زخم کیا اچھا مرے قاتل کو آیا ہے — سینے زخمون کے روزن ہو کے ناوک کی نگاہ [illegible]

متقی تخلص میر متقی خلف و شاگرد میر جواد علی خان ہادی شاوری اور تیر اندازی میں بھی اچھا دخل رکھتے تھے

کیون نہ اے زلف رہی حال پریشان میرا	دل ہے سودے مین ترے بے سر و سامان میرا

متین تخلص مولوی محمد حسین خلف مولوی محمد شایق ابن مولوی محمد مفلح باشندہ فرنگی محل شہر لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر وزیر و الطاف حسین الطاف

نامۂ جانان تو لایا تیری عظمت ہے ضرور	اے کبوتر آ بنا لے میرے سر پر آشیان
دل و جان و دین و ایمان دست بنگر سے لیے	غضب کی چھینیان جہان تیز دستی کرتے ہین

متین تخلص حافظ بہادر علی خلف سید قطب علی فرخ آبادی شاگرد اسمعیل حسین منیر

ترک دنیا سے دلی سے سلطنت کرتے ہین ہم	بوریا ہے فقر ہے اک مسند شاہانہ آج

متین تخلص سید ولایت علی ولد اصغر علی متوطن بریلی شاگرد مولوی غلام نجف

ناز و ادا کرشمہ تکلف ہے بات ہے	شکر خدا کہ اب نظر التفات ہے

مثبت تخلص خواجہ فدا علی مرشد آبادی

کاکلین آپ جو آئینہ مین سلجھاتے ہین	مو بمو پیچ مین خوبان حلب آتے ہین
صدقے ہو جاؤن مین اللہ رے یہ بھولا انداز	گالیان دیتے ہین اور آپ ہی شرماتے ہین

مجبور تخلص حق رسا دہلوی شاگرد شاہ نصیر

حلقۂ زلف بتان مین دل عاشق ہے یہین	ہاتھ مین پیچ لیے ہے شب دیجور چراغ
شب خوشی سے پاؤن پھیلا گھر مین تم سو جائیے	ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ دہلوی شاگرد و متبنّا سودا مقیم لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

مجذوب کا خون سے لگانا نہ زینہار	خار غم فراق سے ہوگا فگار دل
عداوت سے تمھارے کچھ اگر ہووے تو مین جانون	بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون
آوے مرے بالین پہ مسیحا بھی تو کیا ہو	بیمار یہ ایسا تو نہین جسکو شفا ہو
طوبی کے نیچے بیٹھ کے رووینگے زار زار	جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

بس اب تیری تاثیر اے آہ دیکھی | نہ آیا وہ کافر بہت راہ دیکھی

مجذوب تخلص لالہ گوری شنکر فرخ آبادی تحصیلدار ہزارہ خلف خیراتی لال

ترش ہو کر دیا بوسہ ذقن کا | ہوئے دانت آج کھٹے اس ثمر سے

محب تخلص محمد پناہ دہلوی

مسجد کو تیری شیخ ہمارا اسلام ہے | ہم نے تو آستان بتان سجدہ گاہ کی

محرم تخلص میر فتح علی دہلوی مہوکس تھے

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہیے دل | جیکے بیٹھے سامنے صورت تمہاری دیکھی

مجرم تخلص رحمت اللہ اکبرآبادی مرید محمدی بیدار اکثر اوقات دہلی مین رہتے تھے فقیرانہ زیست کرتے تھے

نہ پوچھو شور غم سے اس دل بیتاب کی حالت | کہ ہے معلوم سب کو ماہی بے آب کی حالت
کل سے بیکل ہوں کسی کل نہ کل آتی ہے مجھکو | وہ کلا ئی جو نظر آئے کل آئے مجھ کو
شکوہ جو کیا مین نے تو بولے وہ خفا ہو | گر ہم ہین خفا جو تو کسی اور کو جا ہو

مجروح تخلص میر مہدی حسین خلف میر حسین فگار باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین

چلے اٹھ جلد ہی سے دیکھیے گا کون | مرا دن ہے بدتر شب تار سے
کچھ ان بن ہو چلی ہے باغبان سے | بس اب نکلا ہے مجھو گلستان سے
نہ ہونے سے ترے سب کام بگڑے | تجھے اے صبر مین لاؤن کہان سے
کوئی بیش آتا ہے روز سیاہ | شب ہجر کی جب سحر ہو گئی
تڑپتی کیون نگر بجلی کے دل مین | کھٹک سے ہے میرے خار آشیان کی

مجروح تخلص مولوی حمید النبی مرحوم باشندہ رامپور برادر خورد و شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت تخلص کلکتہ مین آگئے تھے دو تین برس ہوئے وطن مین جا کر انتقال کیا راقم کے دوستون مین تھے ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتے تھے

تلوار سے خون کا مرے وہتا نہین جاتا
یہ لال نشیمن سے اوڑایا نہین جاتا

خط آنے سے بھی زلف کا سودا نہین جاتا
کالا تر اکالے سے بھی کیا نہین جاتا

ہے آتش یاقوت سے جو پیاس بجھانی
بیان بوسہ لب کا کبھی لیکا نہین جاتا

چال بجلی کی نہ گور شہدا پہ چلیے
کشتہ ناز ہر اک قبر مین مضطر ہوگا

وادی شوق مین بتلاو لگا مین خضر کو راہ
دل مرا منزل مقصود کا رہبر ہوگا

چرخ چڑھنے سے نہین داغ غلامی مٹتا
ماہ کس منہ سے ترے چہرے کی ہمسر ہوگا

گردش بخت سے ہے چرخ مجھے
کیا گلا دور آسمانی کا

چشم مردم کہان کہان وہ چال
ہے بجا شور لنترانی کا

بوسہ لب پہ دیتے ہو دشنام
ہمکو لیکا ہے بدزبانی کا

سودا سر جعد یار کا ہے
سر پہ مرے سایہ ہما ہے

کیا خوف الم سے دغدغہ ہے
جوشن مجھے نقش بوریا ہے

دل ہانگنے کے ہین یاد لٹکے
وہ کاکل مشکبو بلا ہے

باقی نہین آہ تک بھی ہمدم
ہیہات عالم دل مین اب خلا ہے

وابستہ ہے کاکلون کا آزاد
اس دام مین جو رہا رہا ہے

رکھا تہ تیغ ہم نے سر کو
یہ سجدہ شکر بے ریا ہے

رہتا ہے یہ چرخ مین شب و روز
مجروح فلک کا سر پھرا ہے

منکر روز قیامت ترے کوچہ مین تو آئین
روز ہوتا ہے بپا محشر تری رفتار سے

لیکا ہو تیرے ماتھے پہ عکس تابان
بے پردہ شب مہ مین اگر تو نکل آئے

ہر موج بنے مار سیہ زہر الم سے
دریا سے جو تم زلف سنوار کے نکل آئے

پانی ہو نہ کیونکر کرہ آب مین پانی
بھر آئے جو اس دیدۂ بیخواب مین پانی

دل صاف جو ہین ان مین کدورت نہین ہوتی
ممکن نہین مخلوط ہو سیماب مین پانی

مجروح تخلص منشی کشن چند کشمیری مقیم لکھنو شاگرد مرزا مظہر جانجانان

معشوق ہین زمانے کے سارے جفا پرست
اے واے عاشقون کہ ہین کچھ آشنا پرست

مجروح تخلص لالہ درگا پرشاد وکیل خلف چودھری نتھا و مل لال متوطن فرخ آباد

ملک الموت بھی کیا سمجھا ہے عاشق مجروح … جو نہیں بھیجا ہے ابتک کوئی پیغام مجھے

مجنون تخلص سید انعام حسین اظہار نویس عدالت دیوانی لکھنو ولد سید احسن باشندۂ لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان ہین

پہلو مین اس سبب سے نہین بیقرار دل … صیاد و صید گہ مین کرے گا شکار دل

اندوہ و یاس حسرت و حرمان کا ہے ہجوم … آباد اندنون ہی انھین سے دیار دل

مجنون تخلص محمد حمایت علی باشندۂ اٹاوہ مقیم مرشدآباد شاگرد قدرت

صاف انکار ہے آنے کا بہانا کیسا … رنگ لائے ہین وہ مہندی کا لگانا کیسا

وڑنا ہی مناسب تھا دلدار کی آنکھون سے … مارا نہ مجھے آخر کس پیار کی آنکھون سے

مجنون تخلص شیخ محمد حسین خلف قاضی جمال علی باشندۂ شکوہ آباد مقیم اٹاوہ

آئینہ سوغات مین اوسکو منہ ردے دیا … جب کدورت تھی گئی حاصل صفائی ہو گئی

مجنون تخلص لالہ شنکر دیال ولد دوندی لال باشندۂ فرخ آباد

اپنے مجنون سے تو اے غیرت لیلی مل جا … تیری فرقت مین کہان تک وہ پریشان رہے

مجنون تخلص ایک شخص مشہور بہ درویش برہنہ گذرا ہے وہ اولاد مین راجہ کھیم ناتھ نبیرۂ راے کشن ناتھ دیوان محمد شاہ بادشاہ دہلی کے تھے آبا و اجداد اونکے ایک دو واسطہ کر کے مشرف باسلام ہوئے تھے میر تقی میر سے اصلاح لیتے تھے صاحب دیوان گذرے ہے

بیٹھا تھا مجھکو دیکھ بہانے سے اوٹھگیا … حسن سلوک آہ زمانے سے اوٹھگیا

جس سے جی چاہے ملو تم نہ کسی سے پوچھو … بد سے کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص ایک شخص عظیم آبادی شاگرد میر ضیا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

دن مین سو بار اوسکے روبرو جانا مجھے … ایسی سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجیب تخلص مرزا رجب علی فرخ آبادی خلف بادل بیگ

گیسوے مشکین کی اوڑا لائے بو … آج مین مجنون سا ہو گیا

مجیب تخلص غلام حیدر لکھنوی اپنے کو آتش کا شاگرد بتلاتا ہے جاہل محض ہے بہت دنون تک کلکتہ مین تھا

آپ آزاد کسکو کرتے ہین
بندہ پیر ورہین کچہ غلام نہین

گر بعد فنا ظلم ترے یاد کرینگے
ہم قبر مین بہی نالہ و فریاد کرینگے

مرغان چمن چہٹ کے بہی فریاد کرینگے
جب حسب اسیری قفس یاد کرینگے

ہم باغ مین خوش قامتی یار کو گر
سو ر استی سرو بر آزاد کرینگے

محب تخلص شیخ ولی اللہ دہلوی شاگرد سودا وظیفہ خوار سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر لکھنؤ مین فوت کی

تو اور تیری حیا وہ پوچھنا کیا
صدقے تیرے واہ پوچھنا کیا

شکست دل کی ہوتی ہے درستی بات کہنی ہے
اثر اوس سنگدل کی ہے زبان مومیائی کا

ہر غنچہ ہے گلابی ہر گل ہے ساغر مے
میخانہ بن رہا ہے گلزار تیرے خاطر

خندان لب اوسکی روبرو قدح اور قدح ہیں ہم
بوسے کی مست بوسے قدح اور قدح ہیں ہم

اور تو کیا کہون اک ان جو ہم تک آؤ
نذر جی کرتے ہین تو جان جو ہم تک آؤ

پہلو کچہ تو ایک بوسے سے اتو یار اور بہی
ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بہی

جسطرف تشنۂ دیدار ترا جا نکلے
اود ہر آنکھون سے بہاتا ہوا دریا نکلے

محب تخلص شاہزادہ بہرام شاہ دہلوی نبیرۂ شاہزادہ حسن شاہ درانی شاگرد میان خان صفیر تخلص

دل مین ہر ایک کے ہین کھٹکتا ہون رات دن
گویا مین دشمنون کے لیے خار ہو گیا

اے محب کوچے مین اوسکو اوڑ کے جاتا ہون سدا
پائے شوق اپنا بہی اب بال کبوتر ہو گیا

محب تخلص میر ابو القاسم دہلوی برادرزادہ میر نظام الدین ممنون دہلی مین وقائع نگار سلطانی تہے

ہم کہتے تہے خوب نہین دل کا لگانا
لو دیکہ لیا اب تو کہ اچہا نہین ہوتا

محبت تخلص مرزا حسین علی دہلوی

کیا قہر ہے یہ تیرا مجھکو رولا کے ہنسنا ۔ پھر تسپہ اے ستمگر یون کھلکھلا کے ہنسنا

محبت تخلص میر بہادر علی شاگرد ثناء اللہ خان فراق باشندۂ دہلی

نہین کیا ترے کاجل نے سرمہ سا دل کو ۔ سیاہ چشم بنا ہم نے طوطیا بانا
اگر حنا ترے ہاتھو نسے خون بہا دل کا ۔ تو لونگا دست نگارین سے خون بہا دلکا
یون نمایان ہے مژہ دیدار پر آنکے گرد ۔ جیسے سبزہ کہین روئیدہ ہو تالاب کے گرد
صبح جب باغ مین وہ رشک قمر پھرتا ہے ۔ آفتابہ لیے خورشید سحر پھرتا ہے
منفصل رہنے نہین دیتا جو ہمسایہ مجھے ۔ کس پری پیکر کا یارب ہوگیا سایہ مجھے

محبت تخلص نواب محبت خان شہامت جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان والی کٹھیر شاگرد حسرت و میر درد قدس سرہٗ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد لکھنؤ مین سکونت اختیار کی تھی ۱۲۲۲ بارہ سو بائیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جبکو تری آنکھون سے سروکار رہیگا ۔ بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہے گا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہانسے آزاد ۔ مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
آپ کچھ غیر کو جب حبیب کے رقم کرتے ہین ۔ یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا ۔ منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محبت تخلص عنایت اللہ گزرے دہلوی چودہ پندرہ برس ہوئے انتقال کیا

کپڑے تو ہزار طرح رنگے لیکن ۔ افسوس کہ جامہ دل کا رنگین نہ کیا

محبت تخلص آغا سید لکھنوی شاگرد ضیا

کھینچی خود صانع قدرت نے تمہاری تصویر ۔ ایسی ہوئی نہین دنیا مین بشر کی صورت

محجوب تخلص محبوب خان قوال دہلوی اپنے فن مین کمال رکھتا تھا

بیان کیونکر کرون درد نہان کو ۔ نہین پاتا ہون قابو مین زبان کو
خنجر بھی نہ سنبھلے جو دم قتل تو کیسے ۔ تقصیر ہماری ہے کہ تقصیر تمہاری

[illegible] باشندۂ محلہ آغا وسرادر زادۂ خواجہ محمد جی خان

دہلوی شاگرد شاہ گسیٹا عشق قدس سرہ نواب قاسم خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے

جو دل سے گرے اہل نظر کے وہ کدھر کا ۔ دنیا کا نہ دین کا نہ ادھر کا نہ ادھر کا
اے محترم اتنی اشکباری ۔ کھل جاتا ہے ابر بھی برس کر
گل اوس گل تر پہ نکھارا ہے ۔ ہے ایک یہ دل ہزار دل مین
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہین مجھ تک ۔ شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

حشمت تخلص سید حشمت علی خلف سید ہاشم علی نواسہ خواجہ حسن باشندہ لکھنؤ شاگرد باقر علی حشمت

اوس شوخ نے پیدا کی یہ تاثیر گلے مین ۔ شمشیر ہی پان کی تحریر گلے مین
چار ٹکڑا ہین عاشقین ہوگئے جو رنگ شب ۔ سیرت ادب کے جو دم بوسہ پہونچا جا ابرو
سر کو کٹوا کے وہ ہر بزم مین باقی ہو فروغ ۔ رشتہ زندگی شمع سے گلگیر کے ہاتھ
کسطرح دیکھے اوسے چاہت کی آنکھ سے ۔ دل کانپتا ہے اپنا شرارت کی آنکھ سے

مہجور تخلص خواجہ نبی بخش کشمیری کلکتہ مین بشغل تجارت رہتے تھے شعر اچھا کہتے تھے کلام راقم الحروف کو دکھلاتے تھے سنہ ۱۸۶۱ اٹھارہ سو اکسٹھ عیسوی مین عین جوانی مین انتقال کیا راقم نے اونکی وفات کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

نبی بخش کے مرنے کا سخت غم ہے ۔ نہایت ہی اس قلب محزون کو صدما
جو سال مسیحی کو ہاتف سے پوچھا ۔ تو مرگ جوان ہاشم سخت بولا

سنہ ۱۸۶۱ عیسوی

اشعار

وصلت مین اضطراب جگر سے بڑا ہوا ۔ دربان سے اور درد رہا راستو ہوا
جانکاہی فراق مین بس ہوگیا وصال ۔ آخر کو درد ہی مرے دل کا دوا ہوا
حیران ہون کہ آگئے حیرت مین کسلیے ۔ آئینہ دیکھ دیکھ کے یہ تمکو کیا ہوا
باغ فرقت مین ترے ہمکو سیہ خانہ تھا ۔ گل نظر آیا جو اوسکو گل سوسن سمجھا
پھول جاتے ہے شبنم زار عندلیب ۔ گل جو ہو شمع مزار عندلیب

اے مہر بہیج لطف و کرم تیری فیض سے
محروم کو پہونچتے نہیں قیس مرکو ہکن
شب وصلت میں چپ ہی تھی زبان و چشم سیہ کی
سخت آہن سے ہے تمہارا دل
اب تڑپتا ہے پارہ پارا دل
کب تک آے گا میرا مصحف رو

دیدہ سکان حسن ہے اور دل سلطان عشق
پیغمبران عشق تھے وہ بہ فدا اے عشق
بھرا ہے شربت قند مکر سے دہان یار
موم سے نرم ہے ہمارا دل
مثل سیماب ہے ہمارا دل
حافظو فال دیکھو قرآن مین

محرور تخلص ہادی حسن ولد منشی علی حسن تحصیلدار ضلع کانپور باشندہ کاکوری شاگرد رشک

غیرت بدر ہین یہ آپ کے سارے ناخن
بند انگشت کی صورت نہ کھلا عقدہ وصل

بدر ہیں تو ہین یہ ترشے ہوئے پیارے ناخن
گھس گئے کوشش بیجا سے ہمارے ناخن

محروم تخلص لالہ انگدرای فرخ آبادی

سمجھ محروم کچھ دل مین ہوا عہد شباب آخر
کبھی یاد آے گا پیری مین یہ عالم جوانی کا

محزون تخلص میرزا ناصر جان محمد دہلوی خلف سید محمد نصیر سنج ریاضی مین کمال رکھتے تھے عظیم آباد عرف پٹنہ مین انتقال کیا اور دہلی مین مدفون ہوئے

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور طرف
نہ تو نامہ ہے نہ پیغام زبانی قاصد

بات کرنے مین جو تم ربط سخن بھول گئے
حیف محزون مجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص مولوی ظہور النبی سرہندی پیرزادے تھے جیت پور توابع کلکتہ مین رہتے تھے شعر صاف اچھا کہتے تھے آٹھ دس برس ہوئے کہ انتقال کیا راقم نے انکو مشاعرہ مین دیکھا ہے

دیکھکر آئینہ مین سمجھا کوئی بیگانہ تھا
صبر و شکیب و عجز و تحمل سے کام رکھ
ہمیشہ عشق یہ غش آیا اسے تمنا مین
اب وصل کے مذکور پہ رہتے ہین وہ خاموش

کیا دل دیوانہ محو عفت جانانہ تھا
محزون جہان مین خوب ہے غم کھانا یار کا
کہ اب چھڑکنے تو ہم پر کوئی گلاب آیا
اقرار تو کیسو رہے انکار بھی چھوڑا

شکل حباب دیکھی تو محزون ہوا خیال ہا — آب روان پہ کشتی عمر روان ہے اب
مقابل اوسکے ہو خورشید اتنی تاب کہان — رخ نگار کہان روے آفتاب کہان
مذاق کو کرتی ہے جنت و دشت کو کرتی ہے طاق — کھسلتی ہے کیا تمہاری موٹ نکی کنگری

محزون تخلص مرزا اسنگو خلف مرزا نیلے ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد عبد الله خان اوج

اوسکے کشتون چڑھے ہے سکے محزون — ہان مگر شیشہ پہ اوسکے آیا خط

محزون تخلص آغا علی دہلوی

اب سمجھ دزدیدہ نظر کیون مری جانب ظالم — پہلے ہی دل تری زلفون مین گرفتار ہوا

محزون تخلص خدا بخش خلف شیخ باسو شاگرد صفدر باشندۂ فرخ آباد

جو کچھ کہ حال دل ہے کہین کس سے جا کہ ہم — بیتاب ہین فراق مین اوس بیوفا کے ہم

محزون تخلص مولوی سید محمد حسین متوطن الہ آباد شاگرد مولوی محمد برکت معاصر سودا

ہم اگرچہ ہین بخت سیاہ رکھتا ہون — ہر طرح تری زلفون سے راہ رکھتا ہون

محزون تخلص حکیم ابو الحسن عظیم آبادی شاگرد غلام علی راسخ تھوڑے روز ہوے کہ فوت کی

آشیان اپنا اوٹھا لے یہان سے ورنہ عندلیب — خندۂ گل ایک دن برق چمن ہو جائیگا
ہم جو چاہین بھی کچھ اوسسے تو اوسمین کچھ چاہ ہے — ما سوا اسکے نہین کچھ کام طلبگار دن کو
گریئے اشکون کی جگہ لخت جگر دیکھ سکے — ہم تماشا ترا اے دیدۂ تر دیکھ چکے

محزون تخلص عالم شاہ شہزادۂ گڑھ ملکتیسر

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کو جواب — کسکے آنے سے چمن مین گل کو سودا ہو گیا
تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو — اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہان سنتے ہو

محسن تخلص محسن علی صاحب دیوان و تذکرہ سراپا سخن ولد سید شاہ حسین حقیقت شاگرد خواجہ وزیر و رشک متوطن عرصہ باشندۂ لکھنؤ تذکرہ انکا نظر سے گزرا

بنت العنب کے عشق مین مست الست ہے — ڈوبی ہوئی ہے کیف شراب کہین [illegible]
نہ کھلا ناقہ نشین ہے وہ یا چشم غزال — بنگیا عقدۂ لاحل ترا جوڑا سر پہ

باہر ہے دہلی سے ڈھاکہ تک بیشتر شہرون مین رہے ہین اور ہر جگہ کے لوگ انکو پہچانتے ہین ان مین ایک بڑا عیب ہے کہ اورون کے شعر اپنے نام سے پڑہتے ہین راقم کے ملاقاتی ہین ریختی مین خانمجان تخلص کرتے ہین

ہے مین تسکین دیتا ہین کہ سر کو پیٹتا | ایک دل پر ہاتھ تھا میرا جگر پر دوسرا

محشر تخلص اکرام اللہ خان باشندہ بداؤن

اچھا شور قیامت ترے دامان کے تلے | فتنہ سوتا ہے ترے سایۂ مژگان کے تلے
تھمی ہے نالے سے گر کف زبان میری | بہی ہے چھوٹ کے چشم خونفشان میری

محشر تخلص مرزا علی نقی کشمیری لکھنوی شاگرد و مرید حضرت میر درد مرزا علی بیگ کو قتل کر کے دہلی مین گئے تھے جب یہ لکھنو کو گئے قصاص کو پہونچے

دریا مین لے کے نعش کو میری بہا دیا | قاتل نے میرے قتل کا یہ خون بہا دیا
دور مین اوس چشم کے گردون کو آسایش نہین | کس گھڑی کس دن نئی فتنہ کی فرمایش نہین
جان منتظر ہے آنکھون مین وقت رحیل ہے | جلدی پہنچ کہ تیرے ہی آنے کی ڈھیل ہے

محمود تخلص مرزا محمود شاہ داماد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد محمد ابراہیم ذوق

غیر کو ساغر شراب ملا | اور ہمین دیدۂ پر آب ملا

محمود تخلص مرزا جان شاگرد میر وزیر علی صبا

مانگتا ہون یہ دعا مین شب وصل اے محمود | نہ دکھائے مجھے اللہ سحر کی صورت

محمود تخلص حافظ محمود علی خان دہلوی برادر زادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور صاحب دیوان گزرے

افسوس ہوا حشر مین کیا کیجیے گا | قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج | وہ شوخ جو آشفتہ و حیران نظر آیا
گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا | نالۂ دل ہی مری جان کا دشمن نکلا
دشمن کو مرے گھر پہ لانا نہین اچھا | مر جائے گا سلطان کے جلانا نہین اچھا
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت | اوسکو وہ مزا یاد دلانا نہین اچھا

سخت جان صحبت سے تیرے اے ستمگر ہو گیا	بت پرستی کرتے کرتے مین بھی پتھر ہو گیا
قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین	آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ کیا	اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کی اثر سے
انداز جنون کونسا ہم مین نہین مجنون	پر تیری طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
گل کھانے کو دیتے ہین تجھے غیر کا چھلا	ڈھب میرے جلانے کو وہ کیا کیا نہین کرتے

محوی تخلص میر باسط علی عطار الہ آبادی مقیم کلکتہ شاگرد مظلوم شاہ کئی برس ہوئے قضا کی

وصل تیرا چاہتا ہون ہر طرح	پاس تو بھی ہو تری تصویر بھی

محوی تخلص محمد بیگ باشندہ ریواڑی شاگرد مولوی امام بخش صہبائی دہلی مین تحصیل علم کی تھی

اثر سے ضعف کے دامان یار تک ہم	ہزار جا سے ٹھہر کر مرا غبار آیا
عالم تھا خدائی کا ترے کوچے مین کل رات	زاہد بھی وہین سجہ بکف گوشہ نشین تھا

مختار تخلص غلام نبی خان دہلوی استاد نواب وزیر غازی الدین خان بہادر

مین اپنے دل کے صدقے اور اپنی چاہ کے صدقے	ملا یا جسنے تجھسا یار اوس اللہ کے صدقے

مخدوم تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

وہی دغا جاتا رہا دل ہاے دل افسوس دل	مجھکو تڑپاتا رہا دل ہاے دل افسوس دل

مخلص تخلص میر مہدی حسن وکیل عدالت دیوانی کانپور خلف سید دلیر علی متوطن دار الخلافہ جہان آباد مقیم کانپور شاگرد مرزا خانی نوازش صاحب دیوان ہین

منہ پہ چڑھ چڑھ کے یہ صیاد کو کہتی ہے وہ لٹ	سیکھ لے ہم سے کوئی طرز گرفتاری دل

مخلص تخلص انند رام دہلوی وکیل عماد الدولہ شاگرد خان آرزو بیشتر فارسی کہتے تھے

آتا ہے ہر سحر اوٹھ تیری برابری کو	کیا دن لگے ہین دیکھو خورشید خاوری کو

مخلص تخلص مخلص علی خان مرشد آبادی خواہر زادہ نواب نوازش خان شہامت جنگ معاصر شاہ قدرت اللہ قدرت

مخلص نہین زمانے مین اب خوبرو کوئی
معشوق کی جا ہ جسکو ہو مد نظر کہین

کوئی اپنے اسیرون سے تغافل یہ بہی کرتا ہے
قفس مین مر گئے ہم یہ خبر صیاد کو پہنچی

مخلص تخلص میر باقر اکبرآبادی شاگرد مصطفے خان یکرنگ محمد شاہ کے عہد مین تھے

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن
سخت دھڑکا ہے مجھے اس دل شیدائی کا

مخلص تخلص بدیع الزمان خان دہلوی شاگرد شاہ واقف نواب شجاع الدولہ کی سرکار مین متعلق تھے

لیجا تو دل کو یونہین ترا اعتبار ہے
پر شرط اس زمانے مین قول و قرار ہے

مخلص تخلص مرزا کلب حسن خان مہین برادر کلب حسین خان نادر تخلص خلف کلب علی خان متوطن بنارس

جب تک کہ پاس اپنے وہ شوخ حسین نہو
کتنے ہی وعدے وہ کرے دلکو یقین نہو

مخلص تخلص منشی محمد حسین خان ولد امانت خان بن قطب خان باشندہ بھاگلپور شاگرد راقم الحروف صاحب دیوان ہین

شرح جوش شوق پایان کو نہ پہونچی نامہ پر
لکھتے لکھتے یار کو خط ایک دفتر ہو گیا

صبر کا حکم ہے مصیبت مین
ہے یہ نسخہ حکیم کامل کا

قیامت کیون نہ ہو برپا جو مخلص
پکڑے حشر مین دامن تمہارا

درد و غم فراق مین ہوتی ہے یہان بسر
کٹتی ہے اونکی نغمہ و چنگ و رباب مین

قتل ہر عاشق نئے انداز سے کرتا ہے وہ
ایک خنجر اوسکا دکھلاتا ہے جوہر سیکڑون

ہے یہی کشش کی ساقی آمد آمد آج محفل مین
کہ شیشہ دم بخود ہے اور ہے گردش مین پیمانہ

ناصح کی اطاعت جو نہین ہے تو نہین ہے
مرجائینگے پر خاطر صیاد کہ سے نکلے

آتش فرقت سے مین جل بل کے ٹھنڈا ہو گیا
سر دھری ہے غضب اوس لعبت کشمیر کی

جو ہے اس دنیا مین وہ منعم ہے پیراہن مین ہے
جسکو دیکھو قیصر و فغفور پیراہن مین ہے

بادہ ساغر مین ہے یا اتری ہی شیشے مین پری
جسم مین ہے جان یا وہ حور پیراہن مین ہے

سن کے پیام بوسہ اسے مخلص
دیکھیے اونکے منہ سے کیا نکلا

مخمور تخلص محمد جعفر ولد خواجہ محمدی باشندۂ لکھنؤ شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

پوچھتے کیا ہو عدم مین فرسے کیا ہاتھ لگا — کمر یار کا مضمون نیا ہاتھ لگا
وہ لگا دہونے جو دریا کے کنارے ہاتھ پاؤن — موج ساں کیا ہم نے بیتابی سے مارے ہاتھ پاؤن
ہتکڑی ہاتھون کی ٹوٹی پاؤن کی زنجیر بھی — اسقدر جوش جنون مین ہم نے مارے ہاتھ پاؤن

مخمور تخلص شیخ غلام حسین باشندۂ فریدآباد قرابتدار مولوی ابوالحسن شیدائی

گلزار کھلاتی ہے یہ داغ جگر ہی کا — رکھتی ہے اثر آہ بھی باد سحری کا
کچھ اپنے پرائے کا خیال اب نہین اصلا — عالم ترے نظارہ سے ہے بیخبری کا

مخمور تخلص سید مظہر علی ابن سید قایم علی خان بہادر اکسٹرا اسسٹنٹ متوطن مرادآباد

جو درازی ہے ترے ہجر کی شب مین یارب — روز محشر کی بھی ایسی نہ طوالت ہوگی

مخمور تخلص مولوی واحد علی مرحوم خلف مولوی عبدالعلی نامی رئیس شہر ڈہاکہ اشعار اردو و فارسی اچھی کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے آغاز شباب مین ۱۲۷۹ھ بارہ سو اوناسی ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخ اونکی وفات کی کہی ہے

قطعۂ تاریخ

آہ نسّاخ مولوی مخمور — گلشن عدن کے مقیم ہوئے
مصرع سال نقل یہ لکھا — داخل جنت نعیم ہوئے
۱۲۷۹ ہجری

اشعار

وہ ناتوان وزار مین اکبار رہ گیا — دامن ہمارا دامن کہسار ہوگیا
تشریف لائے گھر مین مرے صاف ہوگئی — حق مین مرے خضر خط رخسار ہوگیا
چومی بغیر اذن جو زلف سیاہ یار — واللہ بال بال گنہگار ہوگیا
ناوک نالہ جو گزرا تیر سے — جاکے میزان مین ترازو ہوگیا
خواب مین پہونچا جو وان دست خیال — نیلا پیلا اوسکا زانو ہوگیا
جب کہ دلبر سے ہوا خالی کنار — کاہش جان درد پہلو ہوگیا
ہاتھ مین اوسکے کمان و تیر ہے — چرخ پر لرزان کمان و تیر ہے

صنم حسن ناز سے تو نے لیا دل — خدا جانے ہے اوسکو پیارا دل

مذہب تخلص مرزا محمد حسن عرف چھوٹے مرزا امیر شہید لکھنوی شاگرد سودا صاحب دیوان گزرے

کم ہوئی نہین ہے کسی عنوان طپش دل — ہے دامن مژگان فروزان طپش دل

مراد تخلص مراد شاہ

ہے عشق و عقل سے ہردم مجادلہ دل کا — کتنا کشتی مین پڑا ہے معاملہ دل کا
نرگسی چشم نے جسدم سے چھپائین آنکھین — روتے روتے مرے پھر لال ہوئین اپنی آنکھین

مراد تخلص مراد شاہ لاہوری شاگرد اجل

اپنے مشتاق سے جب تو نے چھپائین آنکھین — تو اجل نے وہین اوسکو دکھائین آنکھین

مرحبا تخلص حافظ عبد الشکور خلف حافظ عباد اللہ واعظ باشندہ ٹانڈہ مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ انیس تخلص

جب نہ شب دیکھو بغل مین اوسکے بیٹھے ہین رقیب — غیر کی صحبت سے وہ اکدم جدا ہوتا نہین
کوچۂ گیسوے جانان مین بھٹک جاتا ہے دل — خود بخود کوئی گرفتار بلا ہوتا نہین

مرحوم تخلص مرزا محمد یار بیگ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر باشندہ دہلی

کیا ہی دل جو رو رو کے گیا ہے مرحوم — [illegible]

مرزا تخلص حکیم میر فضل اللہ باشندہ پانی پت شعر اچھا کہتے تھے طب مین اچھا دخل رکھتے تھے

خالی اوس سے نہین ہے کعبہ و دیر — کون سے سنگ مین شرار نہان
سخت مشکل ہے ہجر مین جینا — زندگی اپنے اختیار نہین

مرشد تخلص آغا مرزا خلف محمد اسمعیل تاجر شاگرد میر تقی وطن انکا مازندران مولد لکھنؤ

بالین سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی نہ آنکھ — مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

مرشد تخلص مرزا ہدایت اللہ دہلوی موسیقی مین کمال رکھتے تھے

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا ہے — اے وائے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

مرشد تخلص مرزا علی رضا دہلوی مقیم بنارس ہمعصر سودا عزیزون مین نواب حسین الدین خان نائب جہانگیر نگر کے تھے

ہماری دیکھ حالت اوٹھ گئے سب عیش و بیگانے
نہ بیٹھا کوئی خبر پیکان دل افگار کے پہلو
کوئی حسرت مرے جی کی نہیں بر آتی ہے
صفت باتوں میں مری عمر چلی جاتی ہے

مرزا تخلص مرزا جہانگیر بیگ اکبر آبادی شاگرد مرزا اعظم علی بیگ اعظم

جگر کی آگ جو بھڑکی تو پھر نہ سرد ہوئے
ہزار طرح سے کی ہم نے اشکباری رات
بجھائے تیر بھی آب حیات میں تم نے
نکل نکل کے پھر آئی تن شکار میں روح

مرزا تخلص نواب محمد حسن خان ولد نواب اشرف خان دہلوی مقیم بنارس معاصر سودا

سوؤن میں کس طرح ان آنکھوں میں کب آتی ہے نیند
دور سے صورت کو تیری دیکھ اوڑ جاتی ہے نیند

مرزا تخلص مرزا حسین بخش خلف مرزا کوچک سلطان ابن شاہ عالم بادشاہ
شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

گہ داغ کو سہون ہوں گہ زخم چھپلتا ہوں
مرزا ستارہا ہے ذوق جفا یہ مجھکو

مرزا تخلص مرزا جان مرثیہ خوان خلف میر وزیر علی مرثیہ خوان باشندۂ دہلی سوئیلی
میں اچھا دخل رکھتے تھے

بخشش
ایک بوسہ پہ اسقدر ر
آپ کا ہم نے حوصلہ دیکھا
اونکی ہم پہ بھی آنکھ پڑتی ہے
ہم نے چھپ چھپ کے بارہا دیکھا

مرزا تخلص مرزا علی برادر خرد میر حسین علی شوکت باشندۂ دہلی

نہ یہ لب اور نہ یہ بات نہ غمزہ نہ نگاہ
چاند کس منہ سے ترے منہ کے برابر ہوگا
صد شکر کہ ہے ساتھ جنازے کے وہ ہمبر
آغاز سے بہتر ہے یہ انجام ہمارا

مرزا تخلص خواجہ زادہ حکیم مرزا محمد خان تلمیذ رستم بیگ شاگرد نام انکا معلوم نہ ہوا

اگر زلف دراز یار میں ہے صد گرہ مرزا
دل صد چاک پہ ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہیں

مرزائی تخلص محمد علی خان ولد نعیم اللہ خان ملازم شجاع الدولہ

جو کوئی کسی کو بار کل پائے گا
یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا
اس دور مکافات میں ناحق غافل
بیداد کرے گا آج کل پائے گا

مروت تخلص میر باز خان

مین سے

کی بہت تدبیر لیکن کیا کرون — دل کو ہمدم چین آتا ہے نہین

مروت تخلص باس کرن عرف نانھوجی پنڈت کشمیری ولد پنڈت لبستی رام دہلی باشندۂ لکھنو شاگرد امانت

مشکل کشا نہ کیونکہ ہون مشکل کشا کے ہاتھ — مشہور ہین جہان مین حیدر خدا کے ہاتھ
اوس بت شکن کا ہون مین زمانے مین معتقد — توڑے ہین جسنے لات گھر مین خدا کے ہاتھ
بچیانہ ان بتون سے مروت لگا کے دل — عزت مری ہے خالق ارض و سما کے ہاتھ

مروت تخلص صغیر علی خلف حکیم کبیر علی کبیر تخلص شاگرد جرأت مقیم رامپور نواب فیض اللہ خان کی سرکار مین تعلق رکھتے تھے ایک مثنوی میر حسن کی مثنوی کے جواب مین کہی ہے

غیرون پہ دیکھ کرم اوس نگار کا — صین پر جبین سے ہے نقش ہمارے مزار کا
گو مثل گرد باد ہون گردش نصیب مین — پر ہے دماغ عرش پہ اس خاکسار کا

مروت تخلص قاسم علی لکھنوی داماد میان جرأت

ہاتھ اونکی کلائی تک جو غیر کا آ پہونچا — ہیہات کا غل اپنے افلاک پہ جا پہونچا

مرہون تخلص مرزا علی رضا شاگرد میر نظام الدین ممنون وطن انکا مشہد مقدس مولد دہلی مدت تک حیدرآباد مین تھے

ہر آرزو نے دل کو جہان نے خون کیا ہے — گردن پہ یاس کی ہے خون لاکھ آرزو کا
پڑا ہے شور جب سے دل مین اوس کان ملاحت کا — یہان ہر زخم مہمان ہے نمکدان قیامت کا
شہید لطف قاتل ہون کہ بعد از قتل کل آ کے — کیا مجرم لب افسوس انگشت ندامت کا
بجز اک نگاہ چشم کبھی اوسکی خو نہین — قسمت تو دیکھ یہ بھی کبھو ہے کبھو نہین

مریخ تخلص اجاگر پرشاد ولد جوگل کشور فرخ آبادی شاگرد نواب عاشور علیخان

جسکو دیکھا اوسے دیوانہ بنایا تو نے — اور پریزاد نرالی ہین فسون کار آنکھین

مرید تخلص مرید حسین خان دہلوی خلف انعام اللہ خان یقین تخلص

درد اور غم مین مبتلا ہین ہم — دردمندون کے پیشوا ہین ہم

مغل سیماب کیون نہ دل تڑپے
آئینہ رو سے اب جدا ہین ہم
تھا وعدہ سر شام کا پھر اب ہے سحر کا
ڈرتا ہون کہین صبح کی پھر شام نہو وے

مزمل تخلص و نام شاہ محمد مزمل معاصر ابرو دہلی مین رحلت کی

مین نہ کہتا تھا مزمل دل نہ دوے
نقد ایسا رائگان کھونا نہ تھا

مست تخلص حکیم اشرف علی صاحب رسالۂ ترکیب الصلوٰۃ و رسالۂ تصویر غم و رسالۂ ہیضہ و طاعون و رسالۂ چیچک و رسالۂ دافع السموم و رسالۂ کشتی ظفر الصمد او احمد علی مجموعۂ دار تلمیذ حافظ اکرام احمد ضیغم رئیس نامی سلہٹ اشعار انکے خوب ہوتے ہین راقم کے دوستون مین ہین فن کشتی اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین رسالے انکے نظر سے گزرے

سہے قلم تیغ غضب سے سر جوان و پیر کا
عجز نے سر ہے اوڑایا آپ کے دلکا غبار
جادر مہتاب پھر کر پڑ گیا آنگنکا قدم
رات دن یون جو پڑا رہتا ہے مثال بسمل
الٰہی بار عصیان سے گرانبار اسقدر ہم ہین
کیا بخت وا انکو نسے ہو انقلاب ما سست
رکھتے ہین کھولکر وہ کرے ہاتھ پاؤن کے
کیا سچ شکل ہے دشمنہ اور لکا رہی
اک طوق ہے اور دوسری زنجیر گلے مین
وہان پاؤن ہتا پڑتی ہے آتا ہے معلوم
پھر تا ہے مجھے کھینچے ہوئے رشتۂ الفت
کاٹے ہین اسی سادگی پر گردنین لاکھون
تا حرک نہ جور فلک سر سے چھوٹے
شاید کہ اضطراب نے تیرے اثر کیا

فاقتلوا جو ہر ہے القاتل تری شمشیر کا
خاکساری مین اثر ہے سرمۂ تسخیر کا
پھر داغ ماہ تابان عرش سیہ ہو جائے گا
کتنے مارا ہے اسے مست کمان ابرو کا
یقین ہے ٹوٹ جائے حشر مین پلۂ ترازو کا
دشمن ہماری جان کے ہین دوستان دوست
رہتے ہین وصل مین سر بستر ہلال چار
آخر نہ کام آگئے شبہائے تار داغ
پہنا تی ہے کیا آگے کو تقدیر گلے مین
ہم جا نہین سکتے ہین کہ ہے زنجیر گلے مین
ہے طوق گرانبار نہ زنجیر گلے مین
ہیکل ہے نہ تعویذ ہے نہ زنجیر گلے مین
ہم آئے نہ تیغ جور زنجیر سے چھوٹے
ہین اندنون تو آپ بھی کچھ بے قرار سے

اے مست یہ کیا تونے کیا تیرا برا ہو ۔ دل اوس بت بیدین کو دیا جان گنوا کے
بگڑا تو اگر ہم سے تو پھر دیکھیو اے یار ۔ ٹھہرا ہے یہین جو دلمین سو کر جاتے ہین کیسے
دھڑکا نہ رقیبون کا نہ دربان کا کھٹکا ۔ اوس کوچے مین بے خوف و خطر جاتے ہین کیسے
یا مست کو ہے وصل تھی یک آن قیامت ۔ یا ہر سون جدائی مین گذر جاتے ہین کیسے

مست تخلص میر فضل علی شاگرد میر امانی فقیری اختیار کی تھی

خود فنا ہو کے ذات مین ملنا ۔ یہ تماشا حباب مین دیکھا

مست تخلص عالم علیخان باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی وحید الدین فرد آٹھ برس ہوئے لکھنؤ مین جا کر انتقال کیا راقم کے ملاقاتیون مین تھے

بوسہ لیا ہے یار کی انگیا کے پان کا ۔ کھایا ہے پان آج نئے خاصدان کا

مست تخلص مست خان افغان

نہ وہ بانکوں مین گنا جائے نہ ظریفون مین یہ کیون ۔ خانہ جنگی تمھین رہتی ہے سدا مست کے ساتھ

مستمند تخلص یار علی خان عظیم آبادی شاگرد مرزا محمد فدوی تخلص

تیغ تک وصل کی ہے یار امید ۔ ہے مثل ایک دم ہزار امید

مسرت تخلص شیخ رحمت علی بنارسی شاگرد ذاکر بہت روز ون تک کلکتہ مین تھے

آئینہ آئینۂ عارض سے ششدر ہو گیا ۔ جسنے یہ آئینہ دیکھا وہ سکندر ہو گیا
تمھارے ہجر نے ایسی مری اوڑائی نیند ۔ ہزارون کروٹین بدلین مگر نہ آئی نیند

مسرت تخلص تننگر ناتھ کایتھ شاگرد نصیر دہلوی

ہزار وصبر ہین دل سے روان در تابے ہے ۔ کدھر یہ قافلہ جاتا ہے یارو لو خبر دیکھو

مسرت تخلص وزیر علی دہلوی مقیم حیدر آباد ملازم راجہ چندو لال شاگرد حضرت شاہ نصیر خان مشتاق

ہاتھ آیا ہے نصیبون سے تو پھر آ کے بیٹھ ۔ رکھون چھاتی سے مین دلدار کی تصویر لگا
اگرچہ روتے روتے کھوئین آنکھین ۔ نہ رکھا دیدۂ خونبار ہے ہا تھہ

مسرور تخلص نواب غلام حسین خان مرحوم خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان رئیس دہلی ستار نوازی مین کمال رکھتے تھے

ماہ پر میری سیہ بختی کا گر سایہ پڑے
چادر مہتاب ہو دامن شب دیجور کا

لکھکر زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا
اونکا تو کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

نادان نہین جو اپنے کو رسوا کرے کوئی
دل ہی نہ بس مین ہووے تو پھر کیا کرے کوئی

مسرور تخلص سید خورشید عالم خلف مولوی بدر عالم رضوی باشندۂ پھلانی

چالین ہر وقت جو ایجاد کیا کرتے ہین
کبک و طاؤس سیسے جاتے ہین رفتار دن پہ

مسرور تخلص شیخ پیر بخش ولد حکیم حیات اللہ قلاش باشندۂ کاکوری شاگرد مصحفی دہلی کی سیر بھی کی تھی صاحب دیوان گزرے

کیا جانیے کون شخص مرے دل کو لیگیا
مسرور کس طرف مین کرون جستجوے دل

ہو نہ یہ جرم کہین اوسکے وبال گردن
گردن شیشہ سے جو دین ہین مثال گردن

دیکھ لو آتا ہے کس انداز سے کافر مرا
شیشۂ مے ہے بغل مین اور ساغر ہاتھ مین

نگاہین دیکھنا سنگین محل کے رہنے والونکی
ہمارا شیشۂ دل کرچکے ہین چور آنکھو کیسے

گر بہر سیر لیلی محمل سوار جاوے
مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاوے

مسرور تخلص مرزا استگی بیگ دہلوی شاگرد میر عزت اللہ خان عشق

سدا اوس چشم میگون سے یہ دل مستانہ رکھتے ہین
صراحی کی ہوس نہ خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص اشرف الدین احمد مولف تذکرۂ شعراے ریختہ خلف غلام محی الدین عشق باشندۂ میرٹھ

ہے غیر کے گھر وہ شمع محفل
دن رات تجھے یہی جلن ہے

مسرور تخلص سید محمد علی ولد سید علی طباطبائی نواسۂ میر شیر علی افسوس باشندۂ کلکتہ شعر عاشقانہ اچھا کہتے تھے کلام اپنا راقم کو دکھلاتے تھے اطراف ایران و پنجاب و ہندوستان و رنگون وغیرہ نہبت سے ملک و شہر کی سیر کی تھی عین شباب مین تیسوین شہر ذی الحجہ ۱۲۸۰ بارہ سو اسی ہجری کو انتقال کیا

دل اور پھر گیا ہے اوس یار بدگمان کا
تاثیر آہ دیکھی دیکھا اثر فغان کا

مشکل ہماری کیسی آسان ہجر مین کی
احسان مانتے ہین ہم مرگ ناگہان کا

شکوہ اگر مجھے ہے تو بخت اور اجل سے
شاکی نہیں ہون ورنہ مین یار و آسمان کا

جب کہ کھولا اوس پری پیکر نے اپنی زلف کو
اوسکی خوشبو سے مکان سارا عنبر ہو گیا

اندنون شکلِ عروسی صنم کے ہجر مین
صورتِ عکسِ ششت جسم لاغر ہو گیا

بزم مین یادِ ساقی نے یہ کیفیت دکھائی
دیدۂ جام سے گلگون بہی گریان ہو گیا

پھونکتی ہے گوشِ گل مین رمز کچھ آکر وہ
کیون نہو صیاد سے ثابت خطائے عندلیب

عاشق اپنی جان معشوقون پہ کرتے ہین نثار
کیون نہ عشقِ گل مین جان اپنی گنوائے عندلیب

لبِ رنگین کا ترے وہ اثر پھیلا ہی عالم پر
جگر خون ہو گیا ہے لعل کا کوہِ بدخشان مین

کان تک اوسکے پہونچتی مری فریاد نہین
بھول جانے کے سوا کچھ بھی اوسے یاد نہین

ظلم کرتا ہے جفا کرتا ہے رُلواتا ہے
کونسی طرزِ ستم ہے جو اوسے یاد نہین

کھیلنے اوڑنے کو ملیا رہے تو عاشق ہے
تو تو انسان ہے اسے یار پریزاد نہین

دل کو ہے میرے یار کی تحریر کا خیال
شنجرف کا ہے خط ورقِ آفتاب مین

مضمون میرے شعر کا کیا سمجھین کور دل
ہوتا ہے نور بھی کہین چشمِ رکاب مین

مسرور کو بچائیو دوزخ کی آگ سے
یہ عرض ہے جنابِ رسالت مآب مین

نہ وفا گل مین ہے نہ نالۂ بلبل مین اثر
باغِ عالم کی ہوا ای گلِ رعنا بدلی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان خیر آبادی مصنف مثنوی چشمۂ شیرین شاگرد مومن مقیم تال بھوپال صاحب دیوان گذرے مثنوی انکی دیکھی ہے

کیون نہ اوٹھنا بیٹھنا مشکل ہوا اوس مجبور کا
جسکو از خود رفتگی بھی اک سفر ہو دور کا

لے گئی چھین کے دل ساقی سرشار کی آنکھ
آگئی دیکھ جسے نرگسِ بیمار کی آنکھ

سر بسر لائی ہے میری جان پر لاکھون وبال
خواب مین بھی اوسکی گر زلف پریشان دیکھیے

مسلسل تخلص شیخ وزیر علی خلف شیخ نذیر علی عرف رمضان علی ابن شیخ فاروق علی مرحوم وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندہ مونگیر مونگیر مین رہنے کے ہنگام مین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے تھے طبیعت اچھی پائی ہے شعر اچھا کہتے ہین

سی پارۂ دل نہین تری زلفِ سیاہ مین
ہے رحلِ آبنوس پہ قرآن دھرا ہوا

لکھا ہے حضرت دلِ مرحوم کا جو حال
خوشی ہی کو سمجھو وعدۂ وصل

آنکھون مین سرمہ لگائین اور گلوری کھائین آپ
بوسہ لیے مانگے عدو کو دین رہی نیرنگ عشق

خیر تو ہے مجھسے سودائی کو سمجھانے لگے
اللہ رے کوچہ گردی جانان کا حوصلہ

لیلی کو اپنے سمجھے ہے کالی بلا کوئی
دل اوسکا ہے اگر رخِ اغیار کی طرح

دشوار ہے نظارہ اشارہ محال ہے
دیکھ لینا تو قفس کو مرے شاخِ گل پر

آمد و شد کی مسلسل جو کوئی راہ نہین
کہان حور اور کہان زاہد رہے عقل

ترے ہنگام رخصت کا کسے خوف
شاید ہے یہ گمان کہ نکلے نہ کوئی عیب

جب مین نے کہا وصل کا وعدہ نہین کرتے
کیا جانیے کیا دل مین ہے اب ذکر حیا یا

اونسے بھی کبھی ذکر نہین آتا ہے اسکا

لفظ میری عبث کا ماتم سہرا ہوا
کہینگے وہ زبان سے ابھی ہان کب

عاشقون کے قتل کی تدبیر یون فرمائین آپ
ایک بوسہ کی طلب پر مجھ سے یون جھنجھلائین آپ

حضرت ناصح سمجھکر بات تو فرمائین آپ
جب پاؤن تھک گئے تو پھر اسپر تمام رات

دیکھے جو قیس آپ کو میری نظر سے آج
ملتی ہے میرے دل سے رخِ یار کی طرح

دشمن کھڑے ہین بیچ مین دیوار کی طرح
فصل گل رہ گئے صبا دیکھ پہ ہونے تک

سر کو ٹکرایے دیوار سے در ہونے تک
عبث بیدار رہتا ہے سحر تک

وہ دیکھیگا جیے گا جو سحر تک
آئینہ دیکھتے ہین تو میری نظر سے وہ

جھنجھلا کے خفا ہوکے وہ بولا نہین تو
وہ ناز وہ غمزہ وہ اشارہ نہین کرتے

ہم راز شب وصل کو رسوا نہین کرتے

مسلم تخلص میر فرزند علی خلف میر حسین علی محرر عدالت دیوانی صدر کلکتہ باشندہ کلکتہ شاگرد حافظ [illegible] شعرا کے اچھے ہوتے ہین اپنی شاعری کا بڑا غرور رکھتے راقم کے ملاقاتیون مین تھے عین شباب مین سنہ ۱۲۷۶ بارہ سو چھتر ہجری مین فوت کی راقم نے اونکے انتقال کی یہ تاریخ کہی ہے

قطعہ تاریخ

ہے ہے یا مسلم حیف یہ غم ہے
ہوا اوس پر اللہ کی رحمت

مین نے یہ تاریخ کہی ہے — مسلم سے ابد احسن جنت

۱۲۶۷ ہجری

اشعار

عشق بتان مین عمر گئی آہ کیا کیا — کیا منہ دکھا ئینگے تجھے اللہ کیا کیا

کہتی تھی ایک خلق مری نعش دیکھکر — مسلم کو مار ا اوس بت گمراہ کیا کیا

جو سنگدل ہے اوسے آبرو نہین ملتی — محال ہے کہ بنے رشتہ گہر رگ سنگ

کسی نے سخت دلون سے کبھی نہ پھل پایا — خلاف عقل ہے ہو شاخ باور رگ سنگ

رکھکے سر سوتین کبھی انو یہ اے دل یار کی — اپنی بھی تقدیر ہو تقدیر پشت آئینہ

رات جو غیر کو لپٹا کے دیا بوسۂ خال — اے صنم مجھکو پہونچی ہے خبر تل تل کی

عہد طفلی سے مرا طفل سرشک آوارہ ہے — جسکو سب گرداب دریا کہتے ہین گہوارہ ہے

مسیح تخلص میان براتی ہمشیرہ زادہ نواب وجیہ الدین خان وجیہ وطن انکا کشمیر مولد دہلی تجارت کرتے تھے

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر — بیڈھب رہا تھا دل کو مرے پیچ و تاب آج

مسیح تخلص میر ہاشم علی قاضی زادہ قصبہ جائس مقیم لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان

پیری مین آہ لگتی ہے مرہم سے زندگی — بجھ بجھ کے پھر بھڑکتی ہے شمع سحر کی لو

سیماب بن کے مرہم کا فور اوڑ گیا — اوٹھی جو اپنی آتش زخم جگر کی لو

مسیح تخلص حکیم محمد علی ولد حکیم ولی اللہ خان باشندہ لکھنؤ

نہین اے شوخ مہندی سے یہ آب و تاب ناخن پہ — ہمارے اشک کے قطرے کا ہے خوناب ناخن پہ

مسیح تخلص مسیح اللہ خان فارسی بھی کہتے تھے

لگتے ہی ہو گیا جگر کے پار — تیر مژگان نے زور کام کیا

ترک آرام و صبر و خواب و قرار — عشق مین تیرے ہم نے کیا نہ کیا

مسیح تخلص مرزا مسیح اللہ خان عرف مرزا حاجی

ہمارے سامنے غیرون سے ملنا — ستم ہے ظلم ہے قہر و غضب ہے

بتون کے ظلم اور جور و جفا سے — مسیحا کو بھی دیکھا جان بلب ہے

مسیحا تخلص محمد علی خان اخبار نویس شاہی ولد مصطفے خان باشندۂ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان گزرے

تیرے کاکل کا بیان کرتے سر انصاف ہے
ہر بن مو مین اگر ہوتی زبان بالائے سر

آتا ہے یاد تو کف افسوس ملتے ہین
ظالم وہ کو سنا ترا ناحق اوٹھا کے ہاتھ

لے لیتے ہین بلائین یہ زلف سیاہ کی
ان روز ون ہو گئے ہین ہماری بلا کے ہاتھ

راحت بھی اس جہان مین ایذا کے ساتھ ہے
موسیٰ کو ملگیا ید بیضا جلا کے ہاتھ

مسیر تخلص شاہزادۂ مرزا ہمایون قدر خلف مرزا محمد خورشید قدر قیصر تخلص شاگرد محسن علی محسن وطن الکا دہلی مولد و مسکن لکھنؤ

ثابت قدم وہ ہون کہ اگر لاکھ ہون ستم
شکوہ کبھی زبان پہ اپنی نہ لائے دل

مشتاق تخلص مشتاق حسین خلف قمر الدین حسین اکبر آبادی مرید ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی صاحب دیوان گزرے

رہی تھی یاد جو زلف سیہ تمہاری رات
تو دل پہ سانپ سا لوٹا کیا ہے ساری رات

سچ مثل ہے اوٹ ہوتی ہی پہاڑ اس مین کبھو
پیار دل مین آگیا جب چار آنکھین ہو گئین

سن لیا جسکو حسین بس وہان لگا ہی تاک جہانک
سچ تو یہ ہی سخت بد اطوار آنکھین ہو گئین

مشتاق تخلص میر حسن دہلوی مقیم [illegible] آباد معاصر سیر و مرزا

اپنی ہم بندگی پہ بھولے تھے
پھر جو دیکھا تو وہان خدائی ہے

بعضے تذکرہ والون نے اس شعر کو عبد اللہ خان مشتاق کے نام سے لکھا ہے

مشتاق تخلص حافظ مختار احمد معروف بہ قاضی محمد مشتاق خلف قاضی احمد علی باشندۂ سراوہ ضلع میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

میری صورت سے ہے کیون گردش مین
نیل بگڑا ہے چرخ اخضر کا

مشتاق تخلص غلام علی مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

خط تو بھیجا ہے وہان پر او کچھ ہین ہوش بھی
ہو دیگی تسکین سلامت جب کبوتر آئیگا

ہر جائی پن سے اوسکے ٹھکانا نہین ہے دل
پھر تا خراب ہوگا مرا نامہ بر کہین

مشتاق تخلص میر ابوالقاسم مرشدآبادی

ہم بھی کرینگے جنون کا سر و سامان پیدا — تجھکو وسعت کرے اے خضر بیابان پیدا
دلِ اُفتادہ مین جوکرے دیدۂ پنہان پیدا — آئینہ دیکھین تجھے ہو صورتِ جانان پیدا
گردشِ چشم سے نہین ساقی کے عجب ہی گردش — گردش جام سے ہو گردش دوران پیدا

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال ابن لالہ دلسکھ رائے شاگرد مجذوب مقیم فتحگڈھ

منہ تجھیر سے اپنا تکتا ہے — آئینہ کو بھی ایک سکتا ہے
جھٹکے دیکر نہ بال سلجھاؤ — زلف پیچان مین دل لٹکتا ہے
جلد آؤ کہ کلبۂ مشتاق — چشم روزن سے راہ تکتا ہے

مشتاق تخلص لالہ بہاری لال راقم اکمل الاخبار دہلی ولد لالہ من بھاون لال باشندۂ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب اُنسے دہلی مین ملاقات ہوئی تھی

یون تیرے ساتھ بزم مین دشمن کا بیٹھنا — وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا نہ جائے گا
ہوگا اثر جو دل مین تو خود جان لینگے وہ — مشتاق ہم سے عشق جتایا نہ جائے گا
جہان جاگے وہین انگڑائیان لو — یہان پھیلائے ہے سستی کہان کی

مشتاق تخلص کریم خان باشندۂ دہلی رفیق نواب حسن علی خان برادر نواب فیض محمد خان بہادر مرحوم والی جھجھر شہر لندن کی بھی سیر کی تھی

اللہ رے سوزِ دل کہ مسیحا سا چارہ گر — رکھتے ہی ہاتھ نبض پہ بیمار ہو گیا
رخسار پر یہ خالِ سیہ بے سبب نہین — خط پر نہو جو مُہر تو خط معتبر نہین

مشتاق تخلص محمد واصل باشندۂ بداؤن

ہمارے کام یہ ہر چند آسمان پھرے — تجھے قسم ہے جو تو اسطرف کو آن پھرے

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ بصیر تھے

کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنانے دو — یہی وہ افسانۂ شیرین ایک پری دیوانے دو

مشتاق تخلص عبد اللہ خان مخاطب بہ مشتاق علی خان ولد نواب سیف الدولہ متوطن ایران باشندۂ دہلی شاگرد میر تقی علم جفر اور رمل مین اچھا دخل رکھتے تھے

اکثر خطوط نہایت پاکیزہ لکھتے تھے لیکن اپنی اوقات عزیز کو موسیقی مین برباد کرتے تھے شعر اسکے پایۂ تخت شاہ عالم بادشاہ مین تھے

کی اک نگاہ مین نے جو مژگان یار پر — سو برچھیان لگین دل امیدوار پر
جی بند ہو نکل ہی گیا تو کھلی رہے — اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر
کبھی اشک بھر آئے تو پی گئے ہم — کہ مدنظر آبرو تھی کسی کی
رنگ کیون سبز ہو چہرے کا ترے اے مشتاق — کس نے دیکھا ہے تجھے زہر بھری آنکھون سے

مشتاق تخلص میر سالار بخش ولد میر مبارک علی باشندہ لاڈر متعلق کانپور

صراحی نے کیا تھا اوسکی گردن سے کہین دعوی — سو کل یارون نے بزم مے مین اوسکی چور کی گردن

مشتاق تخلص محمد قلی خان خلف ہاشم قلی خان موسیقی مین اچھا دخل رکھتے تھے ۱۲۱۷ بارہ سو سترہ ہجری مین انتقال کیا

واسطے غیرون کے وہ اٹھنے کو مستعد ہوا — ہم نے دل وسکو دیا اوس سے یہی مود ہوا
نہ کہا یہ کبھی تو نے ہی افسوس رہا — اپنے بیمار کو اک بار بھلا دیکھین تو

مشتہر تخلص مولوی احمد حسین فرخ آبادی شاگرد قطب الدین مشیر

جدا ہو گئے حشر مین ہم کس سے ستم کا انصاف — ان بتون کی تو طرف ساری خدائی ہوگی

مشفق تخلص شیخ محمد خان عرف ممن ولد محمد پناہ آتشباز لکھنوی شاگرد اشرف خان خان تخلص

کہو بیٹھے کو سے یار مین ہم جا کے وہ تو — ناموس و ننگ و غیرت و صبر و قرار دل

مشفق تخلص مرزا احمد بیگ ولد بدھو بیگ اکبر آبادی شاگرد اعظم بیگ اعظم تخلص

اسیر کنج قفس کی نہ پوچھیے حالت — تڑپ تڑپ کے گئی موسم بہار مین روح
میرے آنے کا اوسے دھیان جو آجاتا ہے — اوٹھ کے دروازے مین زنجیر لگا جاتا ہے

مشفق تخلص راجہ جادب کشن بہادر رئیس کلکتہ شاگرد مولوی ظہور النبی مخزون تخلص دیوان انکا نظر سے گزرا

خفتگان خاک ہین قربان اوس رفتار پر — ہے قیامت کا گمان سب کو قد دلدار پر
نیند تو آتی نہین جو خواب مین دیکھون اوسے — حیف آتا ہے مجھے اس دیدۂ بیدار پر

مشتاق تخلص نواب محمد حسن خان لکھنوی ولد نواب محمد مرزا شاگرد مرزا اباقر ادراک مرثیہ گو

یہی ہے جان جہان اب تو حوصلہ دل کا
لگے گلا تو تو جاتا رہے گلہ دل کا

اسقدر روئے کہ آخر کو تری فرقت مین
او مسیحا ہوئین بیمار ہماری آنکھین

مشکل تخلص شیخ امین الدین اکبرآبادی شاگرد غافل اکبرآبادی

بجا ہے آپ کا فرمانا لیکن اے ناصح
نہ دل ہے کہتے مین اپنے نہ اختیار مین روح

پلا شراب وہ ساقی کہ جسکے پینے سے
سرور دل ہو رہے حشر تک خمار مین روح

مشہدی تخلص مرزا احمد علی خلف مرزا محمد خراسانی باشندہ لکھنؤ

ہمارا دلربا اک نوجوان ہے
جہان جان ہے اور جان جہان ہے

برنگ بو نہان ہون اس چمن مین
دہن غنچہ کا میرا آشیان ہے

مشہور تخلص میان محمد حسین باشندۂ کلکتہ کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین

ہوئی ہے پرتو افگن کاکل خمدار پانی مین
تعجب کیا جو ہو ہر موج شکل مار پانی مین

اگر یونہین رہے زورون پہ موج چشم طوفان زا
حباب آسا رہے گا گنبد دوار پانی مین

مشہور تخلص پنڈت رادھاکشن شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

گزر اپنا ہوا باغ جہان مین گرچہ ہر جانب
نہ پایا تجھسا گل و سرو قد نسرین بدن بانکا

کس سے ہے عیادت کی تمنا تمھین مشہور
جو جان کا ہو دشمن اوسے کیا کام خبر سے

مشہور تخلص ایک شخص باشندۂ بریلی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

خوشی سے کیون نہ اے مشہور اب تالیان بجائین ہم
ملے گا یار ہمسے آج پھر بازو پھڑکتا ہے

مشیر تخلص حافظ قطب الدین دہلوی داروغہ سرکار مرزا دارا بخت بہادر شاگرد شاہ نصیر دہلوی

کچھ نہ ہوگا تم رقیبون کی طرف ہوگی تو کیا
اے بتو میری طرف میرا خدا ہوجائیگا

مین کیونکہ شب غم مین جیا مرنے مین کیا تھا
کس دست تمنا مین گریبان قضا تھا

وہ چلے گھر سے یہان دل نہ رہا قابو مین
ہوگئی یار کے آنے کی خبر آپ سے آپ

اوس بت پرجفا کو حشر کا ڈر کاہے کیون مشیر
بندون سے کیا کہا جو کہینگے خدا سے ہم

الہی کونسی جنت ہے بے حور ۔۔۔ کہان لیجاؤن گا اوس بدگمان کو
یہ غل ہے کہ وحشی نے ترے پانون نکالے ۔۔۔ پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہ ہوا ہو

مصاحب تخلص پنڈت مصاحب رام ابن پنڈت روپچند متوطن دہلی

راز دل صاف ہو گیا ظالم ۔۔۔ آہ سوز ان وچشم پر نم سے

مصحفی تخلص غلام ہمدانی باشندۂ قصبۂ امروہہ ضلع مرادآباد ولد ولی محمد شاگرد بانی شروع جوانی مین دہلی مین گئے تھے آخر الامر لکھنؤ مین جاکر اپنی زندگی بسر کی کچھ روزون مرزا سلیمان شکوہ بہادر کی رفاقت مین تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اور بڑے پُرگو تھے آٹھ دیوان اور دو تذکرے اردو مین اور ایک دیوان بجواب نظیری نیشاپوری اور ایک تذکرہ فارسی مین انسے یادگار رہین + اشعار انکے آبدار و عاشقانہ ہین کئی دیوان اور تذکرے انکے نظر سے گزرے

شب گھر کی جوشی کی وہ آواز سے نکلا ۔۔۔ نکلا تو ولیکن عجب انداز سے نکلا
انگڑائی لیکے اپنا مجھ پر خمار ڈالا ۔۔۔ کافر کی اِس ادا نے بس مجھکو مار ڈالا
عید کی شب کی رچی مہندی ہی تھی ورنہ اوسکا ہاتھ ۔۔۔ پنجۂ خورشید محشر سے بھی ہیبت مانگتا
افتادگان وادی غربت کی سرگذشت ۔۔۔ کرتا ہے خود بیان لب خاموش نقش پا
خیال یار جو شب میرا ہمکنار رہا ۔۔۔ تمام شب مین اوسی کے گلے کا ہار رہا
وقت خلوت وہ یہ کہتا ہے کہ مین کہدونگا ۔۔۔ تونے ہاتھون سے مرے منہ کو اگر ڈھانپ لیا
مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم ۔۔۔ تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا
زلفین جو منہ مین لین تو کہا مار کھا لیگا ۔۔۔ چوٹی مین مجھو بین تو بولا کہ تلوار کھائے گا
دامن ترا سینے گا گریبان عاشقان ۔۔۔ گر یون ہین ٹھوکرین دم رفتار کھائیگا
شانہ نے زبس اونکو اجاڑ ہی مین لیا ہے ۔۔۔ زلفون کو ترے ہاتھ لگانے نہین دیتا
مین حسرتین لیے ازبس جہان سے جاتا ہون ۔۔۔ جنازہ دوش پہ یارونکے ہی گران ہیرا
مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر کا ہاتھ ۔۔۔ ہاتہ ہنگام قسم کیون ترے سر پر رکھا
چاک ہوجائینگے لاکھون کے گریبان ظالم ۔۔۔ چاک پردہ سے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مجھکو قاصد کی تغافل نے تو مارا ہی ہے
بھیجدیتا ہے خیال اپنا عوض اپنے مدام
ور دغم کو بھی ہے نصیبہ نشر ط
اے مصحفی بتون مین ہوتی ہے یہ کرامت
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
ترسے کو مین اس بہانے مجھے دن کو رات کر
ہمارے ہاتھ مین آئی کبھو نہ یا قسمت
اتنی ہی حیا تجھکو کہ افراط حیا سے
مجھسے مطلب ہے تجھے اے شب تنہائی کیا
جلنے مین کتنے گرم ہین یہ ہاے دیکھیو
تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ
بیٹھے بیٹھے جو ہو گیا وہ کھڑا
حصہ مین ہمارے بھی کبھی آؤ گے صاحب
لباس پہنے ہی ہر دم وہ شوخ پیرہن سرخ
گلے مین چاہیے کیا تجھکو سیم تعویذ
دل لیگئے آنکھون مین یہ تدبیر لگا کر
کچھ بھا جو گیا دل کو تو بس ہو گیا بیخود
ہم کو ترساتے ہو تم کیون یہ ادا دکھلا کر
پھر قیامت ہے جو وہ شوخ چھپا لے منہ کو
جس آنکھ کو ہو رخنۂ دیوار کی تلاش
کل اوسنے عکس کا اپنے جو لیلیا بوسہ
لخت لخت دل مین ہے عکس فروغ داغ عشق
عکس کو اپنے وہ بت دیکھ کے آئینے مین

روز ظالم یہی کہتا ہے کہ کل جاؤنگا
کسقدر یار کو غم ہے مری تنہائی کا
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا
یاد آتا ہے وہ راتون کا جگانا تیرا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اوس سے بات کرنا
کہ پاؤن پر ترے مہندی کا اختیار رہا
آنکھون نے ترے روے حیا کو نہین دیکھا
جا کہین تو ہی مرے در پئے رسوائی کیا
کشتہ ہون مین تو شعلۂ خون کی تپاک کا
ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا
اک ستارہ سا شب زمین سے اوٹھا
پایونہین الگ ہم سے چلے جاؤگے صاحب
کہ ہو نہ خون شہید ان سے اوسکا دامن سرخ
لٹکتی ہین ترے ہیکل کے تا کمر تعویذ
آئے تھے جو کل سرمۂ تسخیر لگا کر
منہ اپنا مین رکھکر ترے تصویر کے منہ پر
منہ چھپایا نہ کرو پھر خدا دکھلا کر
اپنا دیدار ہمین روز جزا دکھلا کر
پھر کیون کرے وہ شاہد بازار کی تلاش
تو جی ہی جی مین ہو گئی کیا ہے آرسی محظوظ
کیون نہ مین اسکو کہون آئینہ خانے کا چراغ
ہنسکے کہتا ہے کہ کیا تو بھی ہے مجھپر عاشق

دیکھا تھا ایک دن تری طرزِ خرام کو
ماتم ہین کسکے آج ہوئی ہے سیاہ پوش
مزا ہے ہووے گر چپکے ہی چپکے مدعا حاصل
سننے پائے نہ دہن سے ترے دشنام تمام
کیا جانیے آجائے وہین کیا مرے دلمین
صرف مشتاق ہین اک تیری ملاقات کے ہم
چھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
پاس خاطر ہے ضرور اوسکی بھی اے دست جنون
کھینچا بزور بوسہ مرا دکھینا تھا کل
جھوٹ کیون بولتے ہو مجھسے کہ فرصت کم ہے
رہے گنتی جو ہم تا صبح اوسکے ناتک کے موتی
دلا نومید مت ہو وصل سے اوسکے کہ عاشق کو
قابو مین تم آئے ہو مرے وصل کی شب ہے
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
مین مر گیا ٹلے سرے جہاں کی کاسل مین
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
پھر پھر کے پیچھے دیکھ مجھے اوسنے یون کہا
پیچ پر پیچ ہے اور بل پہ ہے بل چین پہ چین
بن دیکھے جسکے پل مین آنکھین بھر آئیان ہون
کس پر ہے یہ تلوار کھنچی پھر کے تو دیکھو
ہے ہے ٹک اسطرف کو اجی پھر کے دیکھلو
تم مصحفی کو چھوڑ کے بسمل چلے گئے
سو مجھسے شب وصل مین تم لات چلا دو

موجِ نسیم صبح سنبھلتی ہے اب تلک
ہے نیلگون جو اوس نگہ سرمہ سا کا رنگ
کسی نے کر لیا معلوم راز دل تو کیا حاصل
جنبشِ لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام
بن ٹھن کے مرے سامنے آیا نہ کرو تم
آرزومند نہین اور کسی بات کے ہم
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
رشتہ رکھتا ہے گریبان سے تار دامن
اور اوسکا منہ پھرا کے یہ کہنا نہین نہین
آؤ تو کیا تمھین اک رات کا مقدور نہین
ہین تو وصل کی شب بھی کٹی اختر شماری مین
مزے ہین سو طرح کے عالم امیدواری مین
اب پیش نہ جائینگی یہ انکار کی باتین
ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
پیوند ہو زمین کا الٰہی یہ دل کہین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوئے ہین
اتنا بھی لگ نہ چل تو مرے ساتھ راہ مین
کچھ نئی طرح کے اوس زلف کے خم نکلے ہین
کیا قہر ہے جو اوس سے برسون جدائیان ہون
کس پر ہے یہ ابرو کی کجی پھر کے تو دیکھو
اک ناتوان کا جاے ہے جی پھر کے دیکھلو
رخصت حیا نے اتنی نہ دی پھر کے دیکھ لو
یہ تم کو قسم ہے جو کہین بات چلا دو

چشم بد دور تیری چشم سیاہ
جاے غلطان پا ہوئے تھے جو رات
مرتا ہے کوئی پھر کے نظر دیکھتے جاؤ
لیا جو بوسہ ترا پر یہ ہم سے کام کیا
خدا نے ہاتھ سے اپنے ترے سنوارے پاؤن
خاک مین ملگئے ہم ناز کا چلنا دیکھو
روٹھکر بیٹھ رہون اور وہ منانے آوے
بات کو میری الگ ہو کے نہ شرماؤ سنو
وہ پیچھے پھر کے جو دیکھے ہی اپنی چوٹی کو
کیا خوبڑی پڑی ہے یہ طفلان اشک کی
دل کے دھڑکون کا یہ عالم ہے کہ بے منت سا
لاف گرمی تری عارض پہ جو گلشن ہارے
جاتا نہین اس ڈر سے مین شمشیر تلے بھی
مین وہ نہین ہون کہ اوس مت سے دل مرا پھر جائے
ہر لحظہ اوسکی چوٹی دل مانگتی ہے مجھ سے
قدم آگے اوٹھا سکتے نہین ہم اوسکوچہ سے
ہے سیر کو اکب مین تجھے دخل تو کہدے
یا شانہ تک اون گیسوؤن کو تھی نہ رسائی
او دامن اوٹھا کے جانے والے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی
رکھ کے ہم زانو پہ جسوقت کہ سر بیٹھ گئے
کل اوٹھ گیا وہ ہاتھ چھڑا میرے ہاتھ سے
حیران سب ہے کسکا جو سمندر

آفت روزگار رہین دونون
سیر سے شانے فگار رہین دونون
جاتے ہو کدھر ٹک تو ادھر دیکھتے جاؤ
کر سوتے مین ترے منہ سے لگا گئے منہ کو
خوش آوین کیونکہ نہ مجھکو یہ پیارے پیارے پاؤن
اوسکی ٹھوکر سے وہ دامن کا اوچھلنا دیکھو
کاش اتنا مجھے مقدور شکیبائی ہو
کچھ کہا چاہتا ہون مین تم سے ادھر آؤ سنو
کھنچے ہے ہاے یہ کیسی بلا ہے سیر ساتھ
دیکھا جب اچھی چیز کو اوسیر مچل گئے
پرزے ہو ہو کے گریبان اوڑا جاتا ہے
آتش گل پہ صبا طیش سے دامن مارے
احسان کسیکا مری گردن پہ نہووے
پھیرون مین اوس سے تو مجھسے مرا خدا پھر جائے
کافر نے کس بلا کو پیچھے لگا دیا ہے
کہ پاؤن پر ہمارے سر جھکا ہے ناتوانی ہے
مجھ پر یہ دن اے رشک قمر جاتے ہین کیسے
یا دو ڈرے نہوئے تا کمر جاتے ہین کیسے
ٹک ہم کو بھی خاک سے اوٹھا لے
کیا غم ہے مرنے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
یہ سمجھ کے کہ ہمسایون کے گھر بیٹھ گئے
آیا ہو انتظار گیا میرے ہاتھ سے
مدت سے رکا ہوا کھڑا ہے

تری زلفون کی لیتا ہے بلائین
بت بنایا تھا خدا نے اوسکو پر اس پہ بھی ہائے
نالے مرے ہر چند اثر کچھ نہین رکھتے
وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو
دل نہ دیجے اوسکو اپنا جس سے یاری کیجیے
مصحفی دل یہ شکست آئی مرے بر لب جو
ہوا وہ بدگمان سنتے ہی اوسکے بل پڑا [illegible]
بوسہ تو ہے کیا چیز بتان چاہین تو اون مین
تم وہان گئے کسیکی ملاقات کے لئے
ہر روز کا ملنا جو ہو دشوار تو پیارے
کم ہوئی تری یہان تک تو شہرۂ آفاق
تو دیکھے تو اک نظر بہت ہے
اک زخم سے ہوویگی نہ بسمل کی تسلی
خنجر سے گرم ملو ہم پہ یہ بیداد رہے
جب زہرہ کی آئی کفِ ہاروت مین انگلی
منہ ہی کے نہ چھالے رہین یون پوروئین آبلے
جانے کا نہ لے نام کہ مرجاے گا کوئی
حسرت پہ اوس مسافر بیکس کے روئیے

کٹے ہاتھون سے بھی چھوٹا نہ غضب ہے
کبریائی پر جو وہ آیا خدائی اوسنے کی
لیکن جو سنو تم تو ضرور کچھ نہین رکھتے
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسی سے ہے
آپ آتی تو بھلا خاطر ہماری کیجیے
دو بوسے کبھی باہم جو لڑے پانی کے
کبھی انگڑائی لینے مین جو ہم اللہ بول اوٹھے
ہین اسکے سوا اور بھی مقدور بہت سے
ہم یہان تڑپ کے مرگئے اک بات کے لیے
اتنا تو کرو قصد کہ اک رات کی ٹھہرے
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے
الفت تری اسقدر بہت ہے
اتنی کوئی کر دیجیو قاتل کی تسلی
اور تو کیا کہین ہم تم سے بھلا یاد رہے
تب رشک نے کی دیدۂ ماروت مین انگلی
ہے اوسکے ہر اک حلقۂ یاقوت مین انگلی
بیدرد ابھی جی سے گذر جاے گا کوئی
جو تھک گیا ہو بیٹھکے منزل کے سامنے

مصدر تخلص حکیم میر باشار اللہ خان دہلوی

کافر ہو سوا تیرے کرے چاہ کسو کی
صورت نہ دکھائے تجھے اللہ کسو کی
خدا کرے کہ مرا مجھسے مہربان نہ پھرے
پھرے جہان تو پھرے پر وہ جانجان نہ پھرے

مصروف تخلص نواب بہادر خان ولد نواب ذوالفقار خان بن حافظ رحمت خان صوبہ دار کٹھیر باشندہ بریلی صاحب دیوان ریختہ

تا حشر اب خیال نہ میرا کریگا دل	تو او سکو مل گیا تو مجھے کیا کرے گا دل

مصیبت تخلص حاجی شیخ غلام قطب الدین ولد حاجی شیخ محمد فاخر بن شاہ خوب اللہ الہ آبادی مکہ معظمہ مین بعد ادائے حج ۱۱۸۷ھ گیارہ سو ستاسی ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان اردو و فارسی گزرے

شب فرقت مین تیرے او ظالم	ہو گیا خواب خواب آنکھون مین

مضطر تخلص سردار مرزا دہلوی خلف مرزا ایوب بیگ

میرا ہی دل جلائیگی اے آہ بے اثر	تجھسے کبھی عدو کو جلایا نہ جائیگا

مضطر تخلص پنڈت کنھیا لال ابن بشن نراین دہلوی

خنجر جلاد سے فولاد کا	سخت جانی وقت ہے امداد کا

مضطر تخلص مرزا خسرو شکوہ عرف مرزا آغا جان خلف مرزا سلیمان شکوہ ابن شاہ عالم بادشاہ شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

حال ہن کس سے کہون اے دل نالان اپنا	تو ہی جب اپنا نہین کون مری جان اپنا
ناصحا کیونکہ اوٹھاؤن کہ مری چشم کے ساتھ	ربط رکھتا ہے سدا گوشۂ دامان اپنا

مضطر تخلص کنور سین لکھنوی تحصیلدار ڈبائی شاگرد مصحفی

سوز جگر کو دیدۂ پُرنم کو دیکھیے	ان آفتون کو دیکھیے او رہم کو دیکھیے

مضطر تخلص محمد اسد اللہ ولد شیخ محمد فیض اللہ نبیرۂ شیخ محمد جمال قدس سرہ کول مین وکالت کرتے تھے

ملے فرصت نہ جبین سائی سے	دیر چھوٹا تو حرم یاد آیا
لے اوڑی طرز فغان بلبل نالان ہم سے	گل نے سیکھی روش چاک گریبان ہم سے

مضطر تخلص ذو الفقار علی حیدر آبادی

دیر و حرم کی سیر کی ہم نے بھی خوب سے	یہان ہی خدا خدا تو وہان رام رام ہے
ہے کاروان اشک کے آگے نشان آہ	یارو یہ فوج غم کا عجب انتظام ہے

مضطر تخلص نواب مرزا مظفر خان ولد نواب محمد رضا خان بن مہدی علیخان صوبہ دار

کٹھر باشندۂ لکھنؤ شاگرد میر وزیر صبا

کیسا نڈھال ہے شب فرقت مین ہائے دل | اب کچھ نہ کچھ ضرور ہے صاحب برائے دل

مضطر منشی عبدالکریم خلف شیخ عبید متوطن کانپور

لکھا لا تو نے کیسی ذلتون سے ہائے مضطر کو | کوئی بھی گھر بلا کر خوار یون کرتا ہے مہمان کو

مضطر تخلص لالہ لڑتی پرشاد ابن بنسی لال فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

ابھی آئے ہو ابھی کہتے ہو رخصت رخصت | اور اسے جان جہان بیٹھ لو دم بھر جانا

مضطر تخلص پنڈت رام نراین ابن پنڈت شیو پرشاد تحصیلدار علی گڑھ متوطن دہلی

پہلو مین نہین یار تو کب جان ہے تن مین | کیا فائدہ ہوتی ہے جو مضطر بسر ایسی

مضطر تخلص حکیم اسد علی خان دہلوی خلف حکیم بیر علی خان شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک راقم نے انکو دہلی کے مشاعرہ مین دیکھا ہے

فریاد مین وہ زور نہین ضعف سے ہنوز | کیا آسمان بھی سر پہ اوٹھایا نہ جائے گا
یہ بھی مرا نوشتۂ تقدیر ہے کہین | کہتے ہو داغ ہجر مٹایا نہ جائے گا
اندیشہ ہے کہ وہ نہ ترے جلوہ گاہ ہو | دل کو رقیب کے بھی جلایا نہ جائے گا

مضطر تخلص شیخ علی بخش باشندۂ الہ آباد

قتل بے جرم عبث کرتا ہے کیون اے قاتل | مضطر خستہ کی ثابت کوئی تقصیر نہین

مضطر تخلص مرزا سنگین دہلوی شاگرد مومن خان خاندان تیموریہ سے تھے

بھاگو دو وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو | مضطر کے کبھی خون کا دعوا نہ کرینگے

مضطرب تخلص مولوی خلیل احمد خلف مولوی نظیر احمد مغفور باشندۂ رامپور بڑے فاضل اور خوشنویس تھے اشعار عربی و فارسی بھی خوب کہتے تھے

شب وصل ہے ہمسے حجاب نہ کر تجھے او صنم اپنے خدا کی قسم
یہ نہوگا کہ بند قبا نہ کھلے مجھے تیرے ہی بند قبا کی قسم
تیرے کوچے سے اوٹھکے بھلا مری جان دل مضطرب اب مرا جائے کہان
یہی خلد ہے اور یہی باغ جنان اسی کوچے کی گرد و ہوا کی قسم

مضطرب تخلص مرزا علی اکبر بیگ ولد نصیر اللہ بیگ لکھنوی شاگرد جرأت

زیر خنجر حسرت آگین دیکھکر میری نگاہ ۔۔۔ رو دیا جلاد نے جب چار آنکھین ہو گئین

مضطرب تخلص محمد حاجی ولد قاضی رحمت اللہ خان قاضی القضات دہلی شاگرد نظام الدین ممنون

کٹتی کسطرح سے نہین شب فراق ۔۔۔ شاید کہ گردش آج تجھے آسمان نہین

مضطرب تخلص درگاپرشاد کایتھ لکھنوی شاگرد محمد عیسے تنہا

ترے وعدون پہ ہے اب دم شماری ۔۔۔ بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضمون تخلص شیخ شرف الدین باشندہ جاجمو متعلق اکبرآباد مقیم دہلی شاگرد حضرت مرزا مظہر و خان آرزو حضرت فرید گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا ۔۔۔ صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا

کرے ہے دار بھی حق گو کو سرتاج ۔۔۔ ہو امنصور سے عقدہ یہ حل آج

ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا ۔۔۔ دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضمون تخلص ایک شخص معاصر میر و میرزا سودا کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

مے سے اوس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ نہ ہو ۔۔۔ کسکو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ نہ ہو

مظفر تخلص سید مظفر علی خان دہلوی فرزند قلندر علیخان بہادر شاگرد میر نظام الدین ممنون

تجھکو ہے پوچھتا تھا کل نزع مین مظفر ۔۔۔ آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

مظفر تخلص مظفر علیخان خلف غلام علی خان بن بھکاری خان دہلوی مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی صاحب دیوان گزرے

مانع نہین چلنے کا مرے سلسلۂ پا ۔۔۔ پر رکھنے نہین دیتا قدم آبلۂ پا

مظفر تخلص مرزا مظفر خلف مرزا شاہرخ ابن ابو ظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق و مرزا قادربخش صابر

ٹالا با توں ہی مین ہمین تم نے ۔۔۔ جب کبھی وصل کا سوال کیا

کیا گزرتی ہے رفتگان پہ ہاے ۔۔۔ کوئی کہتا نہین عدم کی بات

مظفر تخلص شیخ مظفر علی خلف دیوان حاتم علی بلگرامی شاگرد حیدر علی آتش

آرزوے دشت پیمائی نہین | عاشق کاکل ہون سودائی نہین

مظلوم تخلص غلام حسین معروف بہ مظلوم شاہ باشندہ پنجاب شاگرد مصحفی بہت دنون لکھنؤ مین رہے آخر ایام مین الہ آباد مین سکونت کی تھی

جلاتا ہون از بس مین شب ہجر مین مظلوم | دم بند کیا ہے مرے نالون نے عسس کا
نظر افگن ہے کسکے عارض پرنور پہ تجلی | کرے ہے قصد گرنے کا چراغ طور پہ تجلی
سامنے آتا ہے جب موہی میان کا مضمون | کمر شاہد نظارہ لچک جاتی ہے

مظہر تخلص حضرت مرزا جان جانان خلف الصدق مرزا جان جانی اکبرآبادی باشندہ دہلی درویش کامل تھے اشعار فارسی بغایت دلچسپ فرماتے تھے شعر ریختہ بھی احیاناً کہتے تھے ماہ محرم الحرام ۱۱۹۵ھ گیارہ سو پچانوے ہجری مین روافض متعصب کے ہاتھون سے شہید ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون راقم نے دہلی مین اکثر حضرت کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے دیوان فارسی اور خریطۂ جواہر انکا نظر سے گزرا عاش حمیداً مات شہیداً حضرت کی شہادت کی تاریخ ہے

نہین کچھ غم کہ کیون ملتا نہین پیمان گسل میرا | کہ مین روتا ہون دل کی بیکسی پہ ہائے دل میرا
گرچہ الطاف کے قابل یہ دل زار نہ تھا | لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس | کیا ہوا اوسکو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہمنے کی ہے توبہ اور دھومین مچاتی ہے بہار | ہائے بس چلتا نہین اور مفت جاتی ہے بہار
توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ رہے | آخر مرا یہ دل ہے الٰہی جرس نہین
مظہر چھپا کے رکھ دل نازک کو اپنے تو | یہ شیشہ بیچتا ہے کسی میرزا کے ہاتھ
اگر ملیے تو خفت ہے نہ ملیے گر قیامت ہے | غرض نازک مزاجون کو محبت سخت آفت ہے
خدا اسکے واسطے اسکو نہ ٹوکو | یہی اک شہر مین قاتل رہا ہے

مظہر تخلص مظہر حسین ملازم سرکار راجہ نہال سنگھ

دل سے دل کج ملے لب اور چشم سے چشم | یون لپٹ سینے سے جانان کہ ہوا عید کا چاند

جلوہ فرما ہو خدا کے لیے آ بر سر بام — تیرے نظارہ کے خاطر ہی چڑھا عید کا چاند

مسیحؔ تخلص مرزا محمد رضا ولد مرزا اکبر علی مقیم کانپور شاگرد محمد علی خان مسیحا و خواجہ وزیر صاحب دیوان ہین

بدنامی محبت گیسو ہے سر کے ساتھ — اٹھتا ہے یہ کلنک کا ٹیکا جبین ہی کے ساتھ
کیون نہ شیرین کلام کہلاتے ہین — چوستے تھے کبھی تمہارے ہونٹھ
دم تقریر پھول جھڑتے ہین — شاخ گلبن ہین کیا تمہارے ہونٹھ

معروفؔ تخلص نواب الٰہی بخش خان مرحوم دہلوی برادر خرد فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جھرکہ خلف مرزا عارف جان مرحوم برادر شرف الدولہ قاسم جان مرحوم شاگرد نصیر دہلوی آخر ایام مین تعلقات دنیا کو ترک کیا تھا سنہ ۱۲۴۲ بارہ سو بیالیس ہجری مین انتقال کیا اشعار انکے بامزہ ہوتے ہین دیوان انکا نظر سے گزرا

کہان تک راز عشق افشا نہ کرتا — مثل یہ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
آئینہ سان کیا غرض ہم کو بد و نیک سے — سامنے جو آگیا ایک نظر دیکھنا
غیر روتے ہین مری حالت یہ وہ تو یار تھا — دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کر رات — سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
تھا شب وصل یہ احوال کہ پہر گنتے تھے — چونک پڑتا تھا کہ ابھی تو سحر آیا
بڑا سنتے تھے ہم روز قیامت اور روز و — قیامت سے بڑا نکلا جو دیکھا روز ہجران کا
جو بھیجا مرے خط کا وہ دلفریب جواب — تو کاہیکو مجھے دیتا بھلا طبیب جواب
باغ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد — غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
ٹھوکرین ماریں گر کوئی سجدہ انہین کرے — اللہ ان بتون کو بھی ہے کسقدر دماغ
وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر معروف — یہ مفلسی ہے تیمم کو گھر مین خاک نہین
آپ جسوقت رقیبون کی قسم کھاتے ہین — ہم رقیبون کے انسون کی قسم کھاتے ہین
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا — کرے ہے آہ مری آسمان سے باتین
نہ تو سوجھی ہے نہ انکار کیا جاتا ہے — رگ جان ہے کہ کمر کچھ نہین معلوم ہین

...نے کے پینے سے تو ہر چند تباہی توبہ — پر خجل وہ ہون بتان سے کہ الٰہی توبہ

ذوبحرین

ساقیا دیکھا ہے کیا تار رگ ابر سیاہ — ہر شرہ کرتی ہے جو کار رگ ابر سیاہ

دیکھی جو شب نے شدت وان بھی مری بکالی — کیا کیا ہنسی ہوئی ہے دیوار قہقہا کی

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وہانسے ولے — مڑ کے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

کسکی چشم سرمگین نے بے اجل مارا مجھے — سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

بعد مرنے کے ملے میری سیہ بختی کی داد — نعش کے ہمراہ تھا وہ موی سر کھولے ہوئے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہونگے لڑی ہے — سبزہ رنگون سے چھنا کرتی ہے گھڑی ہے

شب جو پہونچا تھا تصور مین نزاکت دیکھنا — صبح اوٹھتے ہی وہ کہتے ہین کمر مین درد ہے

کیا چھٹی اوسکی تمامی کی وہ انگیا ہاتھ سے — ہاتھ ملتا ہون گئی سونے کی چڑیا ہاتھ سے

میرے مرنے پہ ہوئے اوسپر قلق — مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی

کیسی بیرحمی خدا نے اوسکے جی مین ڈالدی — بات رونے کی مری سنکر ہنسی مین ڈالدی

خرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ — جسطرف کو وہ چلے پتھر سے چلے

مغفور تخلص سید محمد علی ملازم راجۂ پٹیالہ باشندۂ مکن پور شاگرد انیس مرثیہ گو

لکھتے لکھتے اوڑ کے پہونچا ہاتھ پر اوس شوخ کے — شوق نامہ کیا مرا بال کبوتر ہو گیا

ہمنے دیکھی نہ آنکھ بھر شب وصل — کدھر آئی گئی کدھر شب وصل

معز تخلص میر معز الدین باشندۂ دہلی شاگرد قطب الدین مشیر

غم یہ تم صدمہ ہے اک صدمہ نیا ہوتا ہے — سچ یہ ہے دل کا لگانا ہی برا ہوتا ہے

مت ستا حسرت دیدار کہ آیا ہون ابھی — وہ تو ہر وقت کے جانے سے خفا ہوتا ہے

معظم تخلص معظم خان خلف وزیر عالم خان باشندۂ الہ آباد

یہ فیض وہی زلف معنبر کا ہے سارا — ڈوبی تھی کبھی عطر مین باد سحر ایسی

معقول تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

رقیبون پر غضب تم ہو گئے ہین — ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معین تخلص معین الدین دہلوی شعرا اونکے مرید ا رہوتے ہین

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ | ایک موزون سا جوان تھا کبھی دیکھا ہوگا
لخت دل آنکھوں مین کھینچ آتے ہین کس شوخ کے | میری مژگان پر گمان کرکے تمہارے تیر کا
نہ جانا حسن نے آزردہ اوس نازک کلائی کو | کیا طرز تبسم نے ادا تیغ آزمائی کو
کھینچنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ وا ہوئی | یہ عقدہ اے دل ترے بند قبا ہوئی
تمہاری بات ہے کیا بے اعتبار کیا سنیے | اور اپنی کہیے تو وہ بے اثر ہے کیا کہیے
دیکھ کر بخیہ یہ کہیے ناصح | بندہ پرور مرا گریبان ہے

معین تخلص معین الدین خان بدایونی شاگرد سودا مقیم لکھنؤ

قمری ہے فدا باغ مین شمشاد کی دھج پر | ہم صدقے ہین اے سرو روان تیرے اکڑ کر
اے ابر بہاری شب ہجران مین خبردار | دامن ترا اس آگ کے شعلہ سے نہ بھڑکے

مقبل تخلص مقبل علی دہلوی نبیرہ خواجہ عسکری کشمیری

خورشید جو نکلا ہے اسوقت یہ لرزان ہے | کوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص لالہ رام حسن لکھنوی

کب ہمین زندگی گوارا ہو | جب ترا غیر سے اشارا ہو
زیست ہو تب جب اوسکا یہان ہو گزر | یا وہان اپنا ہی گزارا ہو
جھوم کر بادل ڈراتا ہے مجھے جون فیل مست | دل کا بچنا سا قیا اسوقت تیرے ہاتھ ہے

مغموم تخلص سید مشیت علی شاگرد نبیرہ عزت اللہ خان عشق باشندہ دہلی

خیال چشم سیگون مین قدم مستانہ رکھتے ہین | دوا نے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص مرزا اکرم بخش داماد بہادر شاہ متخلص بہ ظفر

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو | اک جام جا کے ساقی پیمان شکن کے پاس
آج وہ دن ہے کہ ہم بسمل ہین وہ خنجر بکف | دیکھتے ہین ہم ہو اللہ کی قدرت کو ہم

مفتون تخلص عبدالرحیم شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا عرب مولد لکھنؤ

اس درد سے آگاہ ہون بے حسرت بلبل | لیکن نہ کوئی پھول مرے خاک پہ آوے

مفتون تخلص سید محمد رضا بلگرامی شاگرد مصحفی انسے دیوان اردو و قصۂ گنجینہ محبت

یادگار رہین تھوڑا عرصہ ہوا کہ قصبۂ آرہ مین انتقال کیا فارسی مین رضا تخلص کرتے تھے اور قتیل کے شاگرد تھے

گر گرے جیب گلو وہ نوجوان سبز رنگ — فیض رنگ سبز سے تسبیح مرجان سبز ہو
یا بہر دین لے کہا تم کو تو عالم نے کہا — سبزے ہی کہنے سے صاحب کشش کے تار ہو
ناصح نہ سنگے لب نوشین کی قسم ہے — شیرین سخنی تیری ہمارے لیے سم ہے

مفتون تخلص پنڈت لچھمی نراین ابن پنڈت گوبردھن داس متوطن فرخ آباد شاگرد مرزا غالب

شاعری آخر اسیر دام الفت ہو گیا — چشم فتان مین ترے جادو کا شہر با دیکھکر

مفتون تخلص لالہ رگھوبر دیال ابن لالہ بھیجو دیال متوطن فرخ آباد

کب تلک مرگ آ کے جنازہ اوٹھا سکینگے — جب زندگی مین آ نہ پوچھی خبر کبھی

مفتون تخلص کاظم علی الہ آبادی معاصر سودا

شکایت کیا رقیبون کی کرون ورنہ دہائی — سمجھتا ہے نہین کچھ خاک بیہودہ جدائی

مفتون تخلص بدر الدین برادر دہلوی شاگرد فرزند علی موزون

شمع جو اٹھا جو بیٹھکر تو گلستان مین گیا — شاخ گل کو بھی لگی رشک سے اکبار آتش

مفتون تخلص منشی قادر بخش باشندہ ہو گلی بیشتر فارسی کہتے تھے راقم کے ملاقاتیون مین تھے آخر عمر مین انکی بصارت جاتی رہی تھی آٹھ دس برس ہوئے انتقال کیا

جب تلک طالع مسعود کی تائید نہو — ہمت ہو نہ کبھی عقل ہما سے پیدا

قطعہ

یاد مین اوس گل کے رو یا صبح جو گلشن مین — بلبلان باغ مین ایک سخت ماتم ہو گیا
غنچہ نے پھاڑا گریبان گل کا اوس جاک تھا — چشم نرگس سے بھی جاری اشک شبنم ہو گیا

مفتون تخلص سید ہادی علی خلف سید فضل علی بانسی والی باشندہ لکھنؤ شاگرد ناسخ صاحب دیوان مین

ہا تھ مین سجہ ہے اور خواہش [illegible] دل مین — یا جذالب ہے سبھہ یا ہے بت ترسا دل مین

اُس جلے دل کا ہمارے وہ طلبگار نہین
جنس آتش زدہ کا کوئی خریدار نہین

مقتدر تخلص میر محمد ابراہیم شاگرد و مرید حضرت شاہ نعیم اللہ قادری معروف بہ برہنہ شمشیر باشندۂ نصرنگر شاعر نامی چیناپٹن مدراس ہین وہان کے باشندے انکو ملک الشعرا جانتے ہین یہ پہلے رسالۂ انگریزی مین نوکر تھے پھر نوکری ترک کر کے خانہ نشین ہوئے ایک مثنوی بھوپال تال کی تعریف مین خوب کہی ہے

وقت حمام اوس پری کا دیکھ لے گر رنگ پا
شک آوے قرص خورشید قیامت رنگ پا

مقسوم تخلص مرزا محمد علی ولد مرزا امام بخش خوشنویس باشندۂ الہ آباد

ہون قید وصلے لب پہ مرے آہ نہین ہے
دیوانہ ہون کوئی مری ہمراہ نہین ہے
ہے وصل کی خواہش مجھے مشتاق لقا ہون
مین مرتا ہون اور اوسکو مری چاہ نہین ہے

مقصود تخلص مقصود بیگ لکھنوی

بوسہ لینے مین خفا ہوتے ہو کیون مشفق من
بوسہ وہ شے ہے کہ دونون کو مزا ملتا ہے

مقصود تخلص سید مقصود عالم رضوی باشندۂ بہاری شاگرد مرزا غالب و نواب عاشور علی خان صاحب مثنوی و دیوان اردو و فارسی ہین

سرو و شمشاد سے ہے وہ قد آزاد الگ
جیسے مضمون کسی شاعر کا خداداد الگ
دوست وہ ہے کہ رہے دوست کا مشکل مین شریک
مجھسے فرقت مین نہ ہوا ہے دل ناشاد الگ

مقیم تخلص منشی محمد مقیم منشی پلٹن انگریزی باشندۂ ہوگلی شاگرد مولوی وحید الدین فرد

فکر کرنے کے لیے تو سوچ مین بیٹھا ہے مقیم
ملک ہستی سے تجھے بھی ہے سفر جانا

ملال تخلص محمد رضا خان لکھنوی شاگرد ناسخ

اوڑھنی پہنی کی اوڑھی اوسنے وہان لائی سر
سیکڑون گرنے لگین یہان بجلیان بانکا سر

ملک تخلص بابو جگنا تھ پرشاد ملک رئیس کلکتہ شاگرد میر باسط علی محوی راقم تذکرۂ سخن ... (؟)

دل پہ اک سانپ سا لہراتا ہے اوس وقت ملک
زلف جانان کی صبا لے کے جو بو آتی ہے

ملول تخلص محمد یار باشندۂ بکھڑاؤن مقیم دہلی

کسکی مژگان کی چھیڑ ہے کہ ملول
دل مین کچھ خار سا کھٹکتا ہے

ممتاز تخلص سید میان باشندہ دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

بھول کر ممتاز کس کو دل دیا … جان سے دشمن تجھے کیا ہوگیا

ممتاز تخلص ممتاز الدولہ مرزا احمد حسین علی خان بہادر باشندہ لکھنؤ

شکوہ عبث ہے اونکی توجہ ادھر نہین … وہ دل نہین وہ آنکھ نہین وہ نظر نہین

ممتاز تخلص مرزا قاسم علی خلف مرزا کاظم علی جوان مقیم کلکتہ

تمکو دیتا ہون قسم اے حاضران بزم یار … بھولے سے کے یاد میری بھی دلایا جائیگا

ممتاز تخلص حافظ فضل دہلوی شاگرد سودا مقیم فیض آباد

ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یہانتک … وگرنہ ہستی ناپایدار مین کیا تھا

ہمارے رونے سے دل کا بخار اوٹھتا ہے … کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اوٹھتا ہے

ممتاز تخلص مولوی نور احمد دہلوی

زلف مین یہ دل حبیب سے گرفتار ہوا … مو بمو نام خدا محرم اسرار ہوا

صاف آئینہ سے ہوا روشن … منہ ہی دیکھے کی جگ مین الفت ہے

مملو تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

سروسا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے … قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے

ممنون تخلص میر نظام الدین ملقب بہ فخر الشعرا استاد محمد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ولد میر قمر الدین منت ملقب بہ ملک الشعرا وطن انکا سونی پت مولد و جاے تربیت دہلی مدتون لکھنؤ مین رہے اجمیر مین عہدۂ صدر الصدوری پہ مامور تھے شعر انکے بہت خوب ہوتے ہین سنہ ۱۲۶۰ بارہ سو ساٹھ ہجری مین دہلی مین انتقال کیا شاعر شیرین زبان ہند انکی وفات کی تاریخ ہے دیوان انکا نظر سے گذرا

گمان نہ تجھپہ کرون کیونکہ دل چرانے کا … جھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مسکرانے کا

کسیکے منہ سے نکلتے ہی بس تمام ہوئے … عذاب نہ ہین گالیان بھی کھانے کا

ہے سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل ہے بسم اللہ … اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا

کیا فریفتہ کہہ سکے حال دل اوسکو … اثر ممنون سے نہین کچھ کم اس فسانے کا

چاندنی بار گئی اس دل زخمی کو رات
کسقدر شرح گرانباری غم لکھتے تھے
کسنے تیرے سینے سے ملے دیدۂ تر رات
سجدا بندہ کو وہی حظ آزادی ہے
الٰہی جو وعدے ہین وفا کسطرح ہوونگے
بندہ ہون حسن صورت عشق مجاز کا
شغل شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
تجھے کچھ یاد ہے بہلا وہ عالم عشق نہان کا
بیتابی دل تیرے شہیدون کی کہان جا
کہے ہو دیکھ مجھے صورت آشنا سے ہو
لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
گلشن اقبال تک مردونکے کب پہونچی خزان
شعلہ زن رہتا ہے سوز دل سے ہاتون مین مر
جو یہی رخسار کا رہتا ہے منہ اوسکی طرف
خاک پر آکر مرے کہنے لگا وہ تیر غمزہ ز
ہجوم غمزہ وخیل کرشمہ لشکر ناز
دلین جو جو ہے نکالین وہ ذرا بول کی خوب
کس بے ادب کو عرض ہوس ہر گہ مین ہے
یون کرے چارہ بیماری اغیار وہ کب
مین نثار اوس شوخ کے اپنی بلائین لیے لین
مدت سے آب ہو کے بہا چشم تر کی راہ
بے چین شب وعدہ رکھے ہے گلشن دل
یہ جھنگے گرا آزردہ ... ف ... نج

پرتو انداز نے کھلا رخ پر نور سا
کہ مرے نامہ نے بازو سے کبوتر توڑا
پژمردہ جو پھولون کا سحر ہار نہ پایا
نامہ اغیار کو گرا بکی رقم ہووے گا
نہ وہان خو باو آنے کی نہ یان شیوہ تقاضا کا
ہر آئینہ مین جلوہ ہے اوس جلوہ ساز کا
ہر یک شکن گنا تری زلف دراز کا
شگاف پردہ سے کیا تھا اشارہ چشم فتانہ کا
کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
ہزار جی سے ہون قربان اس تجاہل کا
یہان گنہ سے بھی زیادہ ہے ہمزا لقدیر کا
سبزہ پژمردہ کبھی دیکھا نہین شمشیر کا
جون زبان شمع ہے پیکان اوسکے تیر کا
سیکھیے آئینہ سے کوئی عمل تسخیر کا
معتقد ہون جذبۂ الفت کی مین تاثیر کا
عجب سیاہ سے ٹھہرا مقابلہ دل کا
آج اوس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کر خوب
آنکھ اوسنے بزم مین نہ اوٹھائی تمام شب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت
آئینہ مین زلف چھوٹی اپنے منہ پر دیکھکر
ممنون کیا بیان کرون ماجرائے دل
لیجاتی ہے سو مرتبہ در تک طپش دل
جلا دہی کو تبا ... تنگے ... ہم

اوس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم قتل — گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھئے کیا ہو

آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجھ کو — جسلیے تجھکو بنایا ہے دکھاؤن تجھ کو

جگر کے دود سے رنگین نشان آہ کیے — دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے

قتل کر سیماب کو اپنے کہ یہ ہے کیمیا — یعنی گر سیماب ہو کشتہ تو پھر اکسیر ہے

طالع خفتہ نہ بیدار ہوئے اپنے کبھی — گویہ نالے تو ہین سوتون کے جگانیوالے

مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سے مرے — یون لگے کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہے

ممنون تخلص میر امانت علی عظیم آبادی شاگرد فرزند علی موزون دہلی مین واسطے تحصیل علم کے گئے تھے

اے وا اسے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو — جون باد لیے پھرتی ہے گھر گھر تپش دل

منت تخلص میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعرا مرید مولانا فخر الدین قدس سرہ شاگرد میر نور الدین نوید یہ میر شمس الدین فقیر وطن انکا مشہد مقدس مولد سونی پت دہلی مین تربیت پائی تھی لکھنؤ مین جا کر مذہب امامیہ اختیار کیا تھا وہان سے کلکتہ مین آکر سنہ ۱۲ بارہ سو آٹھ ہجری مین فوت کی ریختہ بہت کم کہتے تھے اشعار فارسی انکے قریب ڈیڑھ لک کے ہونگے

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے — ہر دم جو کہو کہ جاینگے ہم

گر اوس لب جان بخش کی کچھ بات سناؤن — عیسے بھی جو کچھ پوچھے تو صلوات سناؤن

آہ اب کثرت داغ غم خوبان سے مدام — صفحۂ سینہ پر از جلوۂ طاؤسی ہے

ہے مری طرح جگر خون ترا مدت سے — اے حنا کسکی تجھے حسرت پابوسی ہے

منتظر تخلص نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی عزیز بدر علی شاہ شاگرد مصحفی شعر خوب کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا — ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا

ہر وقت سیان آنکھ لڑانا نہین اچھا — ہر بات مین تیوری کا چڑھانا نہین اچھا

کسکی تو جستجو مین تھا خورشید — شام کا جو گیا سحر آیا

وہ دل لیکر بکر جانا کسی کا *	یہ جی ہی جی مین غم کھانا کسی کا *
سحر پردہ فاش نالہ نے گہ آہ نے کیا	رسوا اسے خلق ہم کو تری چاہ نے کیا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دہوم	بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب
چاہت مری دل کی آزما دیکھ	ظالم کہین تو بھی دل لگا دیکھ
تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھ چاہ ہے	وہ جو بات منہ سے نکالی تھی اوسیکا مجھکو نباہ ہے
تم ہو اور حسن ہے اور ناز خود آرائی ہے	ہم ہین اور عشق ہے اور کوچہ رسوائی ہے
ایکدم مجھکو در یار سے اوٹھنے نہ دیا	ناتوانی بھی مری زور توانائی ہے
تم نے کہا زبان سے اپنی جو چل موے	گزرا ہمین یقین ہے ہم آج کل موے
جاؤن کہان مین یہ بھی ہے کوئی غضب کا وقت	کہتے ہوا وہی رات کو گھر سے نکل موے
رہے منتظر منتظر یار کے	یہ دیدے ندیدے ہین دیدار کے

منتظر تخلص خواجہ بخش اللہ معاصر سودا باشندہ عظیم آباد

یہی ڈھب جو تیرا مرے یار ہوگا	قسم تیغ کی ایک خونخوار ہوگا

منتظر تخلص میان جان خان باشندہ کوٹلہ ڈہولک بجانے مین کمال تھا

منتظر مرنہ گیا اے شب ہجر مین تو	سامنے اوسکے پڑا مجھکو پشیمان ہونا

منتظر تخلص شیخ امام الدین اکبرآبادی

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہے	ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہے

منتظم تخلص امتیاز الدولہ محمد باقر علی خان بہادر لکھنوی شاگرد مہدی علی خان کو ثر اندنون مٹیا برج متعلق کلکتہ مین رہتے ہین

یہی حسرت رہی اے یار پریزاد مجھے	تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے
خاک ہوکر ترے دامن تلک آیا ہون نہین	اب تو برباد نہ کر اے ستم ایجاد مجھے

منتہی تخلص مرزا محمد سیتا بیگ خلف مرزا عبد القادر باشندہ لکھنو شاگرد آتش صاحب دیوان ہین

بسمل ہو کون کونسا عاشق ہے نیم جان	زلفین ہوئی ہین یار کی اب تو کمر کمر

سنجور تخلص منشی اسد اللہ معروف بہ علی جان ولد منشی حیدر علی مرحوم حیدر تخلص باشندہ چیچڑہ متصل ہوگلی انکا مولد چیچڑہ جاے تربیت دارالامارت کلکتہ فکر بلند و طبع ارجمند رکھتے ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتے ہین صاحب دیوان ہین

ہین اپنی ہی زلف و رخ پہ مائل خیال اونکو ہو گیا کسی کا
بس اندنون سر چڑھا ہے شانہ نصیب جاگا ہے آرسی کا
زبان پہ تیری ہی گفتگو ہے نظر مین ہر وقت تو ہی تو ہے
نہ حور کی دل مین آرزو ہے نہ شوق رکھتے ہین ہم پری کا
ہین بدگمان پیچ کینہ پرور وہ بیوفا تند خو ستمگر
نبھے گی سنجور اونسے کیونکر وصال مین بھی ہے ڈر اسی کا

غیر ممکن ہے مداوا عشق کے آزار کا
منہ تکے حیرت سے عیسیٰ بھی ترے بیمار کا

ذکر اغیار کا سن سن کے مرا دم اولجھا
چین سے وصل مین بھی یار نے سونے نہ دیا

قتل ہو کر آج مین چھوٹا عذاب ہجر سے
خون ناحق کا مری گردن پہ احسان ہو گیا

لائیگا کہان سے کوئی پتھر کا کلیجہ
صدمہ نہ اوٹھے گا شب ہجران کا

شرما کے منہ چھپاتے ہین کس کس ادا سے آہ
کرتے ہین ہم جو صبح کو ذکر اونسے رات کا

کیا ہوا حضرت سنجور کہو خیر ہے کچھ
نام سنتے ہی جو روتے ہو شکیبائی کا

بزم اغیار مین جاگے ہو مقرر شب کو
شمع رو آج نظر آتا ہے چہرا اوترا

فسانہ اپنے رونے کا بتون مین مشتہر ہوگا
بنے گا گوہر گوش صنم ہر قطرہ آنسو کا

آلائش جہان سے رہین پاک سر بلند
آلودہ ہو نہ گرد سے دامن سحاب کا

کب راستی سے ہووے تنک وضع آشنا
سیدھا نہ ہو سکے کبھی ساغر حباب کا

بتونسے کر نہین سکتا کبھی گلہ دل کا
عجب طرح کا ہے نازک معاملہ دل کا

آٹھون حاصل ہین ہوا سے برشکالی مین مجھے
باغ مطرب شیشہ ساقی خم سبو ساغر شراب

جام مے پیتے ہی زاہد کیون نہ بہکے سیکڑو
مست کر دیتی ہے کم ظرفون کو چلو بھر شراب

چشم نرگس خط ہے سبزہ قد شجر گل روئے دوست
لب ہے برگ گل دہن غنچہ ہے سنبل موئے دوست

وہ کھلے بالون مری نعش کے ہمراہ ہوے
ہزار شوق رہائی نثار پابند ہی
لیا مستی مین بوسہ تو کہا
کون کہتا ہے غم عاشق نہین معشوق کو
نالۂ بلبل کو شاید بے اثر سمجھے ہین آپ
حلق مخمور پہ ترک ترک کی نہ چل غمزے سے
خالی نہین ہے عشق سے دنیا مین کوی
ضعف سے جوش جنون مین بھی ہین بیکار قدم
ہاتھ کے جامہ دری دشت نوردی کب تک
زاہد و نہین زاہد اور میخوار و نہین ہون
اگر یو نہین رہا جوشش سرشک دیدۂ نم
توبہ سے توبہ کرتے ہین انسان اس جگہ
چڑھا خنجر بکف مخمور جب وہ ترک سینے پر
رندون کی جوش گزرتی ہے بزم شراب مین

بعد مرنے کے کھلا نازِ دستگیر کا پیچ
ہزار حسرت پرواز ہے فدای قفس
ہوش مین آؤ یہ کیسا اختلاط
مرگ پروانہ پہ سر دھنتی ہے بیتابانہ شمع
دیکھیے چلکر ذرا گل کے گریبان کی طرف
اتنی اٹکھیلیان اے خنجر تیرا ان کب تک
لازم ہے آدمی کو کسی سے لگائے دل
بیٹھ جاتا ہون جو چلتا ہون کبھی چار قدم
تھک گئے ہاتھ بس اب ہو گئے بیکار قدم
غافلون مین غافل اور ہشیار ہشیار و نہین ہین
حباب آسا ہے گا گنبدِ افلاک پانی مین
دیر مغان ہے شیخ یہ بیت الحرم نہین
سراسر کھنچ گئی تصویر اوسکی چشم حیران مین
مرتا ہے شیخ خدشۂ روزِ حساب مین

طرب کے سامان بہم ہین یکسر ہے بزم بزم فلک سے بڑھکر
دماغ اپنا ہے آسمان پر وہ ماہ پیکر جو ہے بغل مین
ہوئی ہے مہر و فا سے خلقت سرشت مین اپنی ہے محبت
بھری ہے سر مین ہوا ہے الفت ہے آتش عشق آب و گل مین

ہے دل میں ساقی کو اپنی اوسکے عارض کا خیال
یہ صفائی رخ سے حیران ہے تو وہ زانو سے ہے
ساقیا رعد کی آواز کہان آتی ہے
پیش حق ہو کسی طور سے باطل کو فروغ
کرم ہو ساقی رحمت کا ستونکی بن آئی ہے

آئینہ کا ہو گیا ہے عاشق زار آئینہ
آئینہ بھی بنگیا تصویر پشت آئینہ
میکشی کے لیے کرتی ہے تقاضا بدلی
لاکھ پوجے کوئی پر بت بھی خدا ہوتا ہے
چمن مین کیا ہے متوالی گھٹا ہر سمت چھائی ہے

یاد رخ پرنور نے پھونکا مرے دل کو / کعبہ مین بھی لو آگ لگی شمع حرم سے
کیا لال لال نشہ کے ڈورے ہین ہا ہا ہا / آنکھون مین صاف ڈھنگ ہین صبح بہار کے
باندھو بحبث نہ قتل پہ مخمور کے کمر / کیا ہاتھ آئے گا کہو عاشق کو مار کے
خلخال یار کہتی ہے عاشق جو ہو کوئی / پامال کیجے خاک مین اوسکو ملائیے
ابھی باندھے گا ہاتھون ہاتھ وہ شوخ / نہین یہ شوخیان اچھی حنا کی
ہوا وہ بت نہ ہرگز رام اپنا / خدا سے مین نے کیا کیا التجا کی
جنون شور افزا ہوا چاہتا ہے / پھر اک حشر برپا ہوا چاہتا ہے
منتظر باران رحمت کے ہر اک میخوار ہین / مانگ اے زاہد دعا پھر خدا برسات کی
فراق یار جانی مین یہ ضعف و ناتوانی ہے / لبون تک جان زار آئی تو وہ بھی لا کے مشکل سے
ہمارے ساتھ جب اوس شعر دل کی گرمیان دیکھین / رقیب روسیہ جل جل کے نکلے شب کو محفل سے
ضبط سے کچھ نہ بن پڑا صبر ذرا نہ ہو سکا / پھر مجھے جان مضطرب اوسکی گلی مین لیچلی
مجھ سے پڑھوائے وہ خط غیر کا اے وائے نصیب / یہ بھی تھا اپنے مقدر کا نوشتا کوئی
ذکر کرتا ہے اگر میری وفا کا کوئی / شرم سے سر کو جھکا لیتا ہے کیسا کوئی
بیٹھو بیٹھو اجی بس نام نہ لو جانے کا / آج سنتا ہے کہان وعدۂ فردا کوئی
بزم رندان مین عجب عیش و طرب کا جوش ہے / عرش اعلی تک زمین سے شور نوشا نوش ہے
فصل گل مین بادۂ گلرنگ سے انکار کیا / زاہدا توبہ سے توبہ کر تجھے کچھ ہوش ہے

فلسفی تخلص میر محمد حسین خوشنویس خلف سید ابو الحسن عرف میر کلان خوشنویس وطن انکا ایران مولد دہلی مدت تک لکھنؤ مین مرزا سلیمان شکوہ کی سرکار مین متعلق تھے

نہ پوچھو اوس پری کے حسن کا عالم وہ آفت ہے / بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہے
نہ رکھیے دیر سے مطلب نہ اطراف حرم کیجے / تنگ آیا ہے جی ہستی سے تک سیر عدم کیجے

فلسفی تخلص غلام احمد شاگرد مرزا مظہر باشندہ وادری متعلقہ نارنول پیشتر واقف تخلص کرتے تھے شعر فارسی اچھا کہتے تھے

چرا لیتا ہے نقد حسن کو آئینہ آنکھون مین / خدا کے واسطے ٹک کر حیا کو پاسبان اپنا

منشی تخلص مولچند کایتھ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ۱۸۳۲ء اٹھارہ سو بتیس عیسوی مین انتقال کیا انکا شاہنامہ اردو نظم نظر سے گزرا

دو چار آئینہ ہر دم وہ رشک ماہ ہوا
پر اک نگاہ سے شرمندہ مین نگاہ ہوا

کبھی نہ یہان سے ہون آزاد اسی ہوس مین ہین
تمہارے پاس تو ہین گرچہ ہم قفس مین ہین

چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قامت
اسلیے لوگ تمھین آفت جان کہتے ہین

خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے
یہ آرزو ہے سینے سے وہ سیمبر لگے

زخم ہنستا ہے تیرے بسمل کا
کہ تری تیغ کارگر نہ ہوئی

منشی تخلص عجائب راے مقیم مرشدآباد شاگرد شاہ قدرت اللہ خان قدرت

تیرے دل سے گرہ کینہ کو وہ جب کھولے
غوطہ جب مار سکے آب گہر مین ناخن

منصف تخلص مرزا احمد بخش بہادر دہلوی خلف مرزا خجستہ بخت بہادر شاگرد حافظ عبدالرحمن خان احسان

ذکر یاد زلف سیہ فام اے دل
یہ لا دینگی سر پر بلا یاد رکھنا

ہمیشہ تو باتین بناتا ہے مجھسے
یہ باتین تو اسے بیوفا یاد رکھنا

منصف تخلص منصف علیخان عظیم آبادی مقیم دہلی قوم افغان شاگرد نظام خان معجز فارسی مین مہارت تام رکھتے تھے

گر عشق ترا یہ ہے تو پھر دست جنون سے
داماں رہے گا نہ گریبان رہے گا

خیال جاے ترا کیونکہ میرے سینے سے
جدا ہوا ہے کہین نقش بھی نگینے سے

مکھڑا ترا خورشید ہے اور ابر سیہ زلف
ہین اختر تابندہ ترے کان کے موتی

منظور تخلص منشی آفرین الدین خان خلف منشی تحسین الدین خان مرحوم تحسین تخلص داروغہ ضلع راجشاہی باشندہ موضع جوت پرتاب متعلق ضلع مالدہ شاگرد راقم الحروف طبیعت انکی فن شعر سے نہایت مناسبت رکھتی ہے

اوڑا اسے خط کے پرزے کھولکر دیکھا جو نامہ کا
ہزارون گالیان قاصد کو دین سنکر سلام اپنا

خدا جانے کیا ہے قتل کسکو آج کا فر نے
کہ گھبرایا ہوا مقتل سے آیا غرق خون ہوکر

سکۂ داغ جنون سے دل تو مالا مال ہے — اور ہم شمس و قمر آگئے مرے کیا مال ہے
ہرین موسانپ کی بانبی ہے یا وزلف مین — ہے زبان مار جو تن پر ہمارے بال ہے
آہوئے چشم بتان کو جو پھنسا لیتا ہے صاف — جوہر آئینہ اے منظور طرفہ جال ہے
غم ہجر بتان کا ابتو صدمہ اوٹھ نہین سکتا — الٰہی باز آیا اسطرح کی زندگانی سے

منظور تخلص بابو خان دستار بند ولد شاگرد خان صوبہ دار پلٹن انگریزی باشندۂ کانپور شاگرد مولوی فرد

مصنوع خلق اور خدا ساز اور ہے — کب آسے بوے غنچۂ تصویر ناک مین

منظور تخلص سید وزیر علی خلف مولوی امیر علی باشندۂ پھانی ہمشیر زادہ و شاگرد مقصود عالم مقصود

کف پا کو رہین یہ الفتین صحرا نوردی سے — ثنا مژگان چشم آبلہ کا نٹا بیابان کا

منعم تخلص مکند لال قوم کایتھ شاگرد پنڈت نراین داس ضمیر باشندۂ دہلی

ہوا جب دم خرامان وہ پری پیکر گلستان مین — ہر اک گل آنکھ نیچے کر رہا تھا جو چمن مین تھا

منعم تخلص منشی موہن لال شاگرد نصیر دہلوی بیشتر فارسی کہتے تھے

کہین آیا ہے دلا آج قد یار نظر — کچھ قیامت کے سے آثار نظر آتے ہین

منعم تخلص مولوی شبیر علی شاگرد حضرت مرزا مظہر جان جانان چونکہ سبحانی طوایف پر عاشق تھے بیشتر اوسکے نام کو غزل مین مندرج کرتے تھے

کیون نہ ہو عالم مین اوسکی آبرو — جا لگا موتی تمہارے کان سے

منعم تخلص قاضی نور الحق قاضی بریلی اشعار فارسی نہایت مرغوب کہتے تھے

وہ نوک مژہ جب سے مرے دل مین گڑی ہے — ایسی تو کھٹکتی ہے کہ جینے کی پڑی ہے

منور تخلص منشی منور حسین ساکن ترجھا بلی

وہ کاکل اس دل پر داغ سے ہین یون ہم بغل — کہ جیسے مور کو دیکھ اٹھین اضطراب مین سانپ
جو بال اوسنے نہانے کو کھولے دریا مین — ہزارون لگ گئے لہرانے موج آب مین سانپ

منور تخلص میر منور علی

اب یہ عالم ہے ناتوانی کا — عیش جاتا رہا جوانی کا

منیر تخلص میر نظام الدین خلف شاہ شبیر علی

یون تو خط اوسکو مین اے پیک صبا لکھونگا — لیکن احوال جدائی کا جدا لکھونگا

منیر تخلص میر آفتاب صیقل گر شاگرد حاتم

آبلے پڑتے ہین جس جا کہ گرے ہے قطرہ — ہے مرے اشک کے پانی مین اثر آتش کا

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد رنگین

یار کا کچھ وصف خط کر نہ سکے گا رقم — کیسا ہی گو آپ کو آپ تراشے قلم
جی چاہتا ہے زلف کا تیری بیان کرین — کنگھی کا دانت توڑ کے اپنی زبان کرین

منیر تخلص وجیہ الدین دہلوی خلف شاہ نصیر دہلوی عین جوانی مین انتقال کیا

جی جلا بوسے پہ بہان ہمسے طلبگارون کا — اوڑ گیا رنگ وہان یار کے رخسارونکا
فرہاد سے کہتی تھی تیشہ کی زبان ہردم — مفہوم نہ ہونا دان سنگ آمد و سخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم — جون نخل چنار اپنی ہی آتش مین جلے ہم
اے عزیز و ذقن یار سے کیا چاہتے ہو — چاہ مین دیدہ و دانستہ گرا چاہتے ہو
بنا سرمہ کا دنبالہ قریب چشم گلرو ہے — زبان باہر نکالے حسن کی گرمی سے آہو ہے

منیر تخلص سید اسمعیل حسین ولد منشی احمد حسین شاکر شکوہ آبادی شاگرد رشک باشندہ لکھنؤ صاحب دو دیوان و رسالہ سراج منیر ہین انسے الہ آباد مین ملاقات ہوئی تھی

ہم حسینونکی بھوؤن پر رکھتے ہین اپنی نگاہ — روندتے ہین سبزۂ شمشیر ابرو پاؤن سے
ساون مین بھی وعدہ کبھی پورا نہین کرتے — باتون مین جھلاتے ہین وہ اچھا نہین کرتے
کب دل مرا تقریر سے ٹھنڈا نہین کرتے — تم اپنی ترشروئی سے چوکا نہین کرتے
گرمی مین جلانے کے لیئے دیتے ہین جھٹکے — خس خانہ مین بھی دل مرا ٹھنڈا نہین کرتے
بھاری ہے بنت اوسکی نزاکت کو نہایت — کب بوجھ سے کرتی کے وہ تھکا نہین کرتے
مین چاہتا ہون اور کسی کو خدا کی شان — چپ رہیئے بس یہ آپ کی کہنے کی بات ہے

مواج تخلص منشی عبدالرحمن نائب محافظ دفتر کورٹ داد رسگاہ عالی کورٹ کلکتہ خلف منشی غلام حسین مرحوم باشندۂ کلکتہ شاگرد راقم شعر اچھا کہتے ہین

رہتا ہے تصور جو تری جلوہ گری کا
ہے موج ہوا پر بھی گمان بال پری کا

ہشیار رہو غفلت مین نہ یون عمر کو کاٹو
چارہ کرو مواج کچھ اس بیخبری کا

خاک ہو عیسی مریم سے مرے دل کا علاج
یہ مرض وہ ہے کہ جسکا نہین درمان پیدا

سو ٹکڑے اگر دل ہے تو سینہ مرا صد چاک
احوال نہ کچھ پوچھیے مجھ خستہ جگر کا

بھیجون خبر مین یار کو ٹیلیگراف مین
معلوم تا کہ ہو اوسے حال اضطراب کا

جو کہ روشن دل ہین اونکو خوف رسوائی کہان
سر کھلے رہتی ہے ہر دم بر سر بازار شمع

لب بلب ہونے سے رندونکے ہو کیون چین بجبین
دختر رز ہے یہ واعظ کی تو ہمشیر نہین

اپنے داغ دل سوزان سے جو دیتا تشبیہ
ماہ مین گرمی خورشید قیامت ہوتی

کیا ہوئی اوس سے خطا اور کونسی تقصیر
تم گران خاطر ہوئے ہو عاشق دلگیر سے

موج تخلص خدا بخش قوال اکبرآبادی اپنے فن مین اچھا دخل رکھتا تھا بیشتر دلی مین رہتا تھا لکھنؤ مین جا کر فوت کی

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

موج تخلص میر کاظم حسین ولد میر حسین علی لکھنوی شاگرد رشک

شب فراق مین جب دیکھتا ہون چاند کو مین
تڑپنے لگتا ہون یاد آتے ہین تمھارے گال

نہ کس طرح سے کہون آسمان حسن تجھے
چکور خط مین تو ہین چاند تیرے پیارے گال

وہ نہانے کو جو آیا لب دریا اے موج
بنگیا بحر حبابون سے سراسر آنکھین

موجد تخلص شیخ قادر علی ولد شیخ چراغ علی لکھنوی شاگرد خواجہ وزیر صاحب دیوان گزرے

آگیا جو یاد کوچہ اک بت خودکام کا
نکلے ہم کعبہ سے جامہ پھاڑ کر احرام کا

نوجوانی مین بھی جھک کر چلتے ہین پیر فلک کی طرح
ہمکو رہتا ہے خیال آغاز مین انجام کا

بام گردون پھاند جا فکر عالی تو تھی
ڈھونڈ لاؤن عرش سے مضمون تمھاری بام کا

پرتو جو روے یار کا پڑجاے آب مین
پتلی ہو عکس خال کا چشم حباب مین

مسی وہ ملتے ہین بوسہ سے لیے محل ہانگا
سیاہ کار ہوئے لب گنہگار زبان

لپٹینگے آستین کیطرح اپنے ہاتھ بہی
پہنتے اگر چہ پہنینگے وہ پیاری کلائیان

گھل گیا ہون کیا فراق یار مین نا توان
تھا گلے مین آگیا ہے اب گریبان پاون مین

کسطرح کہیے ترا برگ گل تر لب ہے
سخت باتون سے یقین ہوتا ہی پتھر لب ہے

قطرے چھلک کے گرتے ہین جام شراب سے
ساقی ستارے ٹوٹتے ہین آفتاب سے

موجی تخلص موجی رام لکھنوی خلف دیوان جھتر بیت ملازم بہار الدولہ نواب حسین علیخان شاگرد مصحفی صاحب دیوان گزرے

جاؤنگا تیشہ لیکے سوے بیستون اگر
ٹھہرینگے سامنے مرے کب کوہکن کے پاون

موزون تخلص میر نواب لکھنوی خلف میر بندہ علی شاگرد مظفر علی اسیر صاحب دیوان ہین

کسکی سنتا ہے وہ بت اور ہی نقشا ٹھہرا
لیک ٹھہر کی اوسی غیر کا کہنا ٹھہرا

پاے صنم ہے اور ہمارا سر نیاز
لکھا ہے جو مٹے گا نہ لوح جبین کے

سنبے مدد ملتے نہین بے چوب چل سکتے نہین
ڈھونڈتے ہین پیری مین ہین کیا کیا سہارے اپنے پاون

جام ہے ہر گل صراحی غنچہ ساقی ہے بہار
نکہت گل ہے شراب روح پرور باغ مین

مجھ تیرہ روزگار سے اے زلف مت الجھ
دیکھین ہین ظلمتین شب فرقت کی آنکھ سے

موزون تخلص میر فرزند علی باشندہ سہسوانہ شاگرد شمس الدین فقیر ہر دو زبان مین شعر کہتے تھے دہلی و لکھنو کی سیر کی تھی ۱۲۲۹ بارہ سو انتیس ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

شمع ہر بزم نہ ہونا ہرگز
دل جلونکا بھی کہین کھیچیے گا

چپ رہتے رہتے آن پڑی اپنی جان پر
تو بھی نہ لاے ہم ترا شکوہ زبان پر

اپنے کوچہ کو خار بست کیا
یہ نہ جانا برہنہ پا ہین ہم

نرگس کا پھول بھیجا ہے نامہ مین یار کو
معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو

پھول جھڑتے ہین ترے منہ سے مری آنکھوں سے — حسن اور عشق مین کیا خوب گل افشانی ہے
وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر — دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے

موزون تخلص مہاراجہ رام نراین عظیم آبادی نائب صوبۂ عظیم آباد شاگرد شیخ علی حزین نواب قاسم خان کے عہد مین بسبب صادر ہونے کسی تقصیر کے اپنے عہدے سے معزول ہو کر گنگا مین ڈوبائے گئے بیشتر فارسی کہتے تھے

ابر ہوگا تو خجالت سیتی پانی پانی — مت مقابل ہو مرے دیدۂ خونبار کے ساتھ

موزون تخلص شاہزادہ محمد قادر بخش دہلوی شاگرد عبد الرحمٰن خان احسان و مرزا قادر بخش صابر

ہے لاغری سے صورت مو مبتلائے زلف — یا رب کوئی نہووے اسیر بلائے زلف
خموش ہو گئے بھی گویا کہ ہم نہین خاموش — یہ دل بغل مین ہے موجود گفتگو کے لیے

موزون تخلص چھتر سنگہ کایتھ دہلوی نبیرہ مادھو رام صاحب انشائے مادھو رام

ہیبت ابرو کو تری دیکھ کے اے مطلع حسن — جو ترے کوچہ سے نکلا سو غزل خوان نکلا

مومن تخلص حکیم محمد مومن خان مرحوم ولد حکیم غلام نبی خان مغفور دہلوی ایک یا دو غزل مین نصیر دہلوی سے اصلاح لی تھی اصلاح پسند نہ آئی سنہ ۱۲۶۸ بارہ سو اڑسٹھ ہجری مین قضا کی ماتم مومن خان انکی وفات کی تاریخ ہے علم تنجیم و طب مین خوب دخل رکھتے تھے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے پر مضمون و شیرین و عاشقانہ و نمکین ہوتے ہین راقم کے زعم مین اس مزے کی طبیعت کا کوئی شاعر ریختہ گو یون مین نگزرا انہین کلیات انکا نظر سے گزرا

غضب سے تیرے ڈرتا ہون رضا کی تیری ہوس ہے — نہ مین بیزار دوزخ سے نہ مین مشتاق جنت کا
اوسی نقش پا کے سجدے نے کیا کیا ذلیل — مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا
نہ جاؤنگا کبھی جنت مین مین نہ جاؤنگا — اگر نہ ہووے گا نقشہ تمھارے گھر کا سا
یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا — مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا
اوس بدخو کا کرم بھی ستم جان ہوگا — مین تو مین غیر بھی دل دے کے پشیمان ہوگا

کیا سناتے ہو کہ ہے ہجر مین جینا مشکل
درد ہے جان کے عوض ہر رگ و پے مین ساری
بات کرنے مین رقیبون سے ابھی ٹوٹ گیا
دیدۂ حیران نے تماشا کیا
مر گئے اوسکے لب جانبخش پر
خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
دیت مین روز جزا لے رہینگے قاتل کو
ذکر بتان سے پہلے سے نفرت نہین ہی
وصل کی شب شام سے مین سو گیا
ہاے صنم ہاے صنم لب پہ ہے کیون
کچھ سنکے جو مین چپ ہون تو تم کہتے ہو بولو
تیرے پردہ نے کی ہے پردہ دری
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
مرے کوچے مین عدو مضطر و ناشاد رہا
عرض ایمان سے صنم اوس غارتگر دین کو بڑی
کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
طواف کعبہ کا خوگر ہے دیکھو صدقے ہونے دو
کیا جی لگا ہے تذکرۂ یار مین عبث
کیا مرتے دم کے لطف مین پنہان ستم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آئے لاش پر
واعظ بتون کو خلد مین لیجائینگے کہین
کسدن تھی اوسکے دل مین محبت جو اب نہین
زخم تو بھی مرہم زخم کہن ہے چارہ گر

تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان ہوگا
دل بھی شاید اوسی بدعہد کا پیمان ہوگا
دیر تلک وہ سبجے دیکھا کیا
ہم نے علاج آپ ہی اپنا کیا
ہزار شکر کہ اسدم وہ بدگمان نہ ہوا
ہمارا جان کے جانے مین بھی زیان نہ ہوا
کچھ اب تو کفر مومن دیندار کم ہوا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا
خیر ہے مومن تمھین کیا ہو گیا
سمجھو تو یہ تھوڑا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا
تیرے چھپتے ہی کچھ چھپا نہ رہا
کہ پھر پھر بات مین ناصح تمھارا نام لیتا تھا
شب خدا جانے کہان وہ ستم ایجاد رہا
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
تو سمجھو ذرا مومن ہی مومن یون نہ ٹھہر گیا
ناصح سے مجھکو آج تلک اجتناب تھا
وہ دیکھتے تھے سانس کو اور مجھ مین دم نہ تھا
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا
ہے وعدہ کا فرون سے عذاب الیم کا
سچ ہے کہ تو عدو سے خفا بے سبب ہوا
بند تیر یار سے سینہ کا روزن ہو گیا

راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
اللہ رے ناتوانی جب شدت قلق مین
مرگ سے بھی زندگی کی آس سو جاتی رہی
شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
میر اگلا ہنسی سے یونہین گھونٹتے تھے وہ
وہ ہی خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے
فرماتے ہین وصال ہے انجام کار عشق
بیوفا کہنے کی شکایت ہے
روز کا بگاڑ آخر جان پر بنا دیگا
دیر و کعبہ یکسان ہے عاشقون کو اے مومن
ہم جان فدا کرتے گر وعدہ وفا ہوتا
گئے وہ خواب سے اوٹھ غیر کے گھر آخر شب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جدا و تھا
تھا وصل مین بھی فکر جدائی تمام شب
مومن ہین اپنے نالون کے صدقے کہ کہتے ہین
جذب دل نے غیر کے بھی کیا کہین تاثیر کی
اوڑ گیا چرخ پر غبار اپنا
خود رنج رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
ہم یہان سورۂ اخلاص کا پڑھتے ہین عمل
کہنا پڑا درست کہ اثار ہے لحاظ
کرتے ہین مجھسے دعوی الفت وہ کیا کرین
وہم فغان غیر نے سینہ جلا دیا
وصل مین احتمال شادی مرگ

گیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
بالین سے سر اوٹھایا دیوار تک نہ پہونچا
کیون بری حالت نہ ہووے غیر اچھا ہو گیا
دیکھو دشمن نے تمکو کیا جلانا
کیا سوچکر رقیب خوش آیا خفا گیا
کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا
کیا ناصح شفیق نے مژدہ سنا دیا
تو بھی وعدہ وفا نہین ہوتا
اونکو شوق آرایش دل ہے بدگمان اپنا
ہو رہے وہین کے ہم جی لگا جہان اپنا
مرنا ہی مقدر تھا وہ آتے تو کیا ہوتا
اپنے نالے نے جگایا یہ اثر آخر شب
مومن ہلاک خنجر نار بتان ہے اب
وہ آئے تو بھی نیند نہ آئی تمام شب
اونکو بھی آج نیند نہ آئی تمام شب
آج کیون آتے ہوئے ہر گام پر رکتے ہین آپ
ہو گئی خاک خاکساری آج
اب اور کچھ نکالیے آزار کی طرح
اور بڑھتا ہے وہان غیر سے اوسکا اخلاص
ہر چند وصل غیر کا انکار ہے غلط
کیونکر کہین مقولۂ اغیار ہے غلط
آتش لگی تھی کوچۂ دلدار کی طرف
چارہ گر درد ہے دوا ہے عشق

مجھ پہ عاشق نہین ہے کچھ ظالم
غم و غصہ سے ہے خلقت مری جون طفل تنگ
لگائی آہ لے غیر دن کے گھر آگ
گر ترے کوچہ کو دی کعبہ سے نسبت کیا گناہ
وصل بتان کے دن تو نہین یہ کہ ہو وبال
ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
تجھسے نہ ہو تو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
ادہر کھین جام سے لگے مدد ای ہجوم شوق
گر ہے دل غیر نقش تسخیر
کہان کہنچی ہے وہ اور ہم خجالت سخت جانی سے
اب کوئی کیا کرے علاج افسوس
آب دہوا ے ملک محبت راس نہین ہے ہمکو تو
کیا کسی بت کر دل مین جگہ کی کوئی ٹھکانا اور ملا
کیا پڑی رہتی ہے اے پردہ نشین جون بہار
دعوی حسن جہانسوز اس قدر
مومن انکا تو نہ تھا ملنے مین آخر اختیار
کچھ نہین نظر آتا آنکھ لگتے ہی ناصح
سے نہ دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
مومن کو سچ ہے دولت دنیا و دین نصیب
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
خسرو و عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
بے التفاتیان جو عدو سے سنی نہ تھین

تیر آخر کرے وفا کب تک
نہین کرنے کی دفا عمر جوان ہونے تک
ہو ہی گیا کیا وہ اتنی بات پر آگ
مومن آخر تھے کبھی تو دشمن اسلام ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیتابی سے ہم
تو تیرے لیے جلا سینگے ہم
وہ دل توڑے ہے اپنا اور اوسکو تیر اکھم
موت نے بھی دیا جواب ہمین
ہوتی ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتی ہین
حضرت مومن اب نہین کچھ ہم مسجد مین کم آتے ہین
بددعائین تری چلون کو جو ہم دیتے ہین
پھر کھوگے تم مین پھر جاتی نہین
یہ شکایت بھی خدا سے ہے بتو لسپر کیا ہین
گر نہین یقین حضرت آپ بھی لگا دیکھین
جادو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ مین
شب بتکدہ مین گزرے ہے دن خانقاہ مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
اتنا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین

عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقینی وہان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
آبرو رہ گئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
وہ ہے قتل مین تو بھی تو یہان نیند اڑ گئی
ان نالہائے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت تری پانی چوانے سے ہے غیر
دکھائے آئینہ ہو او مجھ مین جان نہین
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
اس نام کے صدقے جسکی دولت
غیر نہ سمجھ رہین مرے دشمن تو اور بھی
کیسے لگے رقیب کے کیا طعن اقربا
لگ جائے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
چرخ و زمین مین تو سما سکتا نہین سراغ
دونون کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کاش
خار بستر یہ شب ہجر بچھاؤن کیونکر
دے دیا [illegible] بوسہ طلب اول ہی
سر سے گئین آنکھ سے ہم نامہ لگاتے کیون ہو
یاد دلوا دی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اٹھے وہ
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
وہ جو ہم مین تم مین قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بدم

آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہین
بیکسی نے جان تھی اپنی کفن کے فکر مین
جانے لگے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہے گیا نہ ہوا عدا کی خواب مین
آیا خلل گر اوس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آب مین
کھو گئے پھر بھی کہ مین سمجھا بدگمان نہین
گویا کہ مین انکا مدعا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
تیرا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
ناصح ہے کوسنے آؤ گر افسانہ خوان نہین
ہنگامۂ بہار و ہجوم سحاب مین
وہ ہی خط اوسنے بھیجدیا کیون جواب مین
دل مین تو ہے وہ گل اندام اگر بر مین نہین
سچ کہا تم نے مزا حرف مکرر مین نہین
خاک مین نامہ کو دشمن کو ملاتے کیون ہو
مر گئے ہم دیکھکر چین ہائے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
ایسا نہو کہ اب بھی تری دل مین گھر نہو
وہ ہی یعنی وہ وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
گلۂ ملامت اقربا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا
جسے آپ کہتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
ایسی ادا سے بوسہ دو لب کا کہ شادی مرگ ہون
دنرات فکر جور مین یون رنج اوٹھانا کب تلک
مومن تم اور عشق بتان اے پیر و مرشد خیر ہے
گو آپ نے جواب برا ہی دیا و لے
ہم سمجھتے ہین آزمانے کو
یہ جامہ پارہ پارہ تڑپنے سے ہو گیا
شب غم کا بیان کیا کیجئے
مانگا کرینگے اب سے دعا ہجر یار کی
مین کینے سے بھی خوش ہون کہ سب یہ تو کہینگے
اللہ نے بھی گمرہی بت و بتخانہ چھوڑ کر
چاہا کرے دل لاکھ نہ بولو لگا جو ہمدم
مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرینگے
سمجھے کے اور ہے کچھ مر چلا ہین اے ناصح
باندھو اب چارہ گر دو پٹے کہ وہ بھی شاید
کر علاج جوش وحشت چارہ گر
گر دعا کرتا ہون مومن وصل کی
پونچھے آنسو وارثون کے کیا کرون اب جی مین ہے
خاک مین ملجائے یارب بیکسی کی آبرو
اب تو مرنا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو
تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نہین نہین کی ہر آن ادا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
مین وہی ہون مومن مبتلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جور و ستم کا میری جان لطف و کرم سے کام لو
مین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منہ آپ کا صاحب خدا کا نام لو
مجھسے بیان نہ کیجیے عدو کے پیام کو
عذر کچھ چاہیے ستانے کو
صبح شب فراق ہے تو بد گمان نہو
ہے بڑی بات اور چھوٹا منہ
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ
اوس فتنہ گر کو لاگ ہے اس مبتلا کے ساتھ
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ
وہ میرے منانے کو رقیبون سے خفا ہے
وہ بت جو ہے اور وٹھا تو اپنا بھی خدا ہے
کہا جو تو نے نہین جان جاسکے آنے کی
وصل دشمن کے لیے سو سے مزار آجائے
لادے اک جنگل مجھے بازار سے
ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہے
غیر میری نعش کے ہمراہ روتا جائے ہے
ضعف کے باعث کہان دنیا اوٹھا جائے ہے
اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لیکے اوٹھے بھی تو اک نقش مٹا کے اوٹھے

کہتا ہے مرے آگے وہ مجھ پہ عدو غش ہے
ہے ہے مری الفت سے ہی بیخبری اتنی

پایاں اک نظر مین قرار و ثبات ہے
اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے

عیش مین بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو
کہ شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے

ذکر کر بیٹھے برا ہی ہی ہے شاید مرا
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہے

نکرلے تجھے نصیحت اوسکے بیٹھے بٹھائے کی
عجب فتنہ ہے ناصح بھی کہ یہ فتنے اوٹھاتا ہے

خیال خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا
وہ کافر گور مین مومن مرا شانہ ہلاتا ہے

مومن ایمان قبول دل سے مجھے
وہ بت آزردہ گر نہ ہو جائے

کرتا ہے قتل عام وہ اغیار کے لیئے
دس بیس روز مرتے ہین دو چار کے لیئے

عدو کے وہم سے نکلتا ہون بزم غیر مین ہمدم
نہین ہے اور کچھ یون آپ جو چاہین گمان کیجے

تسلی دم دا ایسین ہو چکی
ہمین ہو چکی جب نہین ہو چکی

جان بلب ہون خبر وصل سنا دو قاصد
لب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہے

مر گئے پر بھی ہے خبر صیاد
اب توقع نہین رہائی کی

کوچۂ غیر مین بلا وہ ہین
ہرزہ بازی نے رہنمائی کی

مومن آؤ تمھین بھی دکھلادون
سیر بتخانہ مین خدائی کی

وہ کہان ساتھ سلاتے ہین مجھے
خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے

شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے

وہ جو کہتے ہین تجھے آگ لگے
مژدۂ وصل سناتے ہین مجھے

جذب دل زور آزمانا چھوڑ دے
پائے نازک کا ستانا چھوڑ دے

ناتوانی سے نزاکت ہے زیادہ
مجھسے تو دامن چھوڑانا چھوڑ دے

شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہے
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

یون بناکر حال دل کہنا نہ تھا
اونکو جلدی جانیکی مجھکو عدا اب جانکنی
ہائے پہر مرنے لگا ہون لطف کی تقریر سے
مین بھی کچھ خوش نہین وفا کرکے
گریہ و آہ بے اثر دونون
پردہ پوشی ضرور تھی اے چرخ
دل کھول کے مل لیجیے مومن نمون سے
بقدر جوشش تڑپنے کو تھا دل بسمل قتل
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
شب وصل عدو کیا کیا جلا ہون
مجھے اے دل تری جلدی نے مارا
کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن
سنین نہ آپ تو ہم بوالہوس سے حال کہین
نہ ربط اوس سے نہ یاری آسمان سے
وہ آئے ہین پشیمان لاش پر اب
خدا کی بے نیازی ہائے مومن

بات بگڑی میری سب تقریر سے
دونون کا دم ناک مین سب ہے موت کی تاخیر سے
اسکا دم بھی کم نہ تھا ہرگز دم شمشیر سے
تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی
کس نے کشتی مری تباہ نہ کی
کیون شب بوالہوس سیاہ نہ کی
اس سال مین گر سوی حرم عزم سفر ہے
وہ بیقرار ہوئے آگیا قرار مجھے
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
حقیقت کہل گئی روز جزا کی
نہین تقصیر اوس دیدۂ آشنا کی
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
کہ سخت چاہیے دل اپنے راز دان کیلیے
جفا پہر عدو لاؤن کہان سے
تجھے اے زندگی لاؤن کہان سے
ہم ایمان لائے تھے ناز بتان سے

موانس تخلص میر سعادت علی بنارسی

زبان جوشش گریہ ہچکیان لینے لگا ہو کیا
تحلیل الدار سے اب نالۂ شبگیر مین اثر

مونس تخلص میر نواب مرثیہ گو برادر خورد میر انیس مرثیہ گو خلف و شاگرد میر مستحسن خلیق تخلص باشندہ لکھنؤ بیشتر مرثیہ کہتے ہین انسے عظیم آباد مین ملاقات ہوئی تھی

تارون کے ٹوٹنے کی جو سیر اوسکو بہا گئی
رخ سے جبین سے منہ سے بوسے دیا کئین
افشان لگا لگا کے جڑائی تمام رات
اوسنے زکوٰۃ حسن لٹائی تمام رات

مونس پھر آج ہجر کا دن کاٹنا پڑا	صورت ایسی ہو گئی کہ نہ آئی تمام رات
سے حلقے پہ حلقے پیچ پہ ہیں پیچ یا نصیب	کیا ہمکو اب چھٹینگے اسیران دام زلف
میں جان بلب ہوں جلد کوئی ڈھونڈ لاؤ دل	یہ کون لے گیا مرے پہلو سے ہائے دل
شکوہ جور و جفائے آسمان کرتا نہیں	میں زمیں پر نقش حیرت ہوں فغاں کرتا نہیں
کیوں نالے کر رہا ہے جرس ٹھہرو ہمرہاں	کوئی تھکا ہوا تو پس کاروان نہیں

مہاراج تخلص راجہ سلاس رائے نواب رحمت خان کے دیوان تھے

مکھڑے کو جو دیکھا ہے کبھی رات کو تیرے	رہتا ہے کھلا دیدۂ مہتاب فلک پر

مجبور تخلص مجبور خان خلف حکیم عسکری

اوس لب لعل سے اب لاگ لگی ہے دل کو	چشمۂ خضر سے اب آگ لگی ہے دل کو

مجبور تخلص محمد صدر الدین شاگرد نظام الدین ممنون وطن انکا کشمیر مولد دہلی

تو اگر اے شانہ پہنچے تو ذرا کیجیو سراغ	دلربا کے کاکل پر پیچ میں دل رہ گیا

مجبور تخلص پنڈت شیو پرشاد میر منشی رزیڈنسی راجپوتانہ

ٹھوکر لگی جو پائے نگارین یار کی	مثل عقیق ہو گئی لوح مزار سرخ
کب چین خاک میں ہے دل بیقرار سے	ہے برق جلوہ گر مری مشت غبار سے

مجبور تخلص حکیم شیخ محمد بخش شاگرد جرأت ولد حکیم خیر اللہ وطن انکا فتحپور ہنسوا مولد و مسکن لکھنؤ ایک دیوان اور ایک مثنوی موسومی باغ کی تعریف میں اور نور تن اور چار چمن علم حکمت میں انسے یادگار ہیں سنہ ۱۲۴۰ بارہ سو چالیس ہجری میں بیت اللہ کو گئے وہاں سے مدینہ میں جا کر قضا کی نسخہ نور تن نظر سے گزرا

ہوں سر غم اسلیئے بلبل صفت دن رات نالاں ہوں	کہ باغ دہر میں گل کی روش کچھ دن کا مہماں ہوں
مجبور سنی تو نے بھی ہے کچھ خبر دل	یہ ہجر کیسی ہے چل ہے سفر دل

مجبور تخلص مرزا ہدایت علی مرحوم ابن مرزا احسن الدین ابن عالمگیر ثانی بادشاہ دہلی شاگرد حافظ عبد الرحمن خان احسان

یقین میرے مرنے کا آیا نہ اون کو	کہا ہو گیا ہے کچھ آزار دیکھو

مہجور تخلص اقبال الدولہ نواب عنایت حسین خان خلف نواب نصیر الدین نصیر ابن نواب امین الدولہ علی ابراہیم خان بنارسی صاحب دیوان گزرے

بھڑکا کے دل صدا مین زلفون کی پیے گرے
وہ بام پر کھڑے سے جو کبوتر اڑاتے ہین

کل جو پہلو مین دیا تو نہ دکھائی مجھ کو
آج تک کل سے کسی کل نہ کل آئی مجھکو

بسکہ سو رہنے کی تھی اوس سے لپٹ کر عادت
صبح تک ہجر کی شب نیند نہ آئی مجھکو

مہدوی تخلص نواب مہدی علی خان رئیس عظیم آباد خلف نواب جعفر حسن خان فیض شاگرد غلام علی راسخ انسے پٹنہ مین ملاقات ہوئی تھی

ہے محیط اس مرتبہ تک فیض اوسکے نور کا
ہر شرر ہے سنگ مین ہمسر چراغ طور کا

جب شگفتہ لالۂ خونین کفن ہو جائے گا
بے ستون پر تازہ خون کوہکن ہو جائیگا

بخیۂ بیتابی عاشق نہ سمجھا تھا یہ بھید
پردۂ در غفلت کا چاک پیرہن ہو جائیگا

مہدی تخلص نواب مہدی علی خان مرشد آبادی کلکتہ مین بھی آئی تھے

وہ سرو حسن باغ مین جلوہ کنان ہے اب
استادہ جسکے شوق مین سرو روان ہے اب

جون گل خزان سے غنچۂ دل خشک ہو گیا
کسکو ہوا سے سیر گل و گلستان ہے اب

مہدی تخلص مرزا مہدی باشندہ الہ آباد

تیرے مژگان کے مقابل ہین کوئی تیر نہین
تیز تر جوہر سے خدا رہے شمشیر نہین

مہدی تخلص نواب جلال الدولہ مہدی علی خان خلف نواب سعادت علی خان مسند آرائے لکھنؤ صاحب دیوان گزرے

اب ستم ہونے لگے ایجاد تیرے ہاتھ سے
کرتے ہین خورد و کلان فریاد تیرے ہاتھ سے

کچھ بھی ترس آیا تجھے اے عشق ہے یہ کیا غضب
گھر بسے لاکھون ہوئے برباد تیرے ہاتھ سے

مہر تخلص رجب علی بیگ

ہین زبان بلبل ہوا رنگ دہرای نکتہ چین مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص محمد عمر باشندہ میرٹھ

جو ہم مزے اوٹھاتے ہین دشمن کو کب نصیب
اوسپر ترا عتاب تو اے جان جان نہین

مہر تخلص میر مہر علی خلف میر شہاب الدین باشندۂ دہلی

خاک ہوسکے یہ بھی محرومی قسمت نہ گئی | نہ تو سرمہ ہی ہوا اور نہ غبار دامن

مہر تخلص منشی مہر چند فرخ آبادی بیشتر لکھنؤ اور اکبرآباد میں رہتے تھے

اے کمان ابرو جہان جاتا ہوں ہاں تیر خدنگ | پہونچتا ہے اکدم میں پاس میرے پر لگا
سرمگیں چشم کو بیمار کی لے جلد خبر | بولتا ہے نہیں سکتے ہیں بڑی دیر ہوئی
یہ تو اپنی خواب میں بھی بر نہ آئی آرزو | ہم خیال وصل جانان بیشتر باندھا کیے

مہر تخلص عبد اللہ خان ولد مصطفی خان صاحب مہتمم مطبع مصطفائی باشندہ لکھنؤ شاگرد تسلیم دہلوی ہیں کلکتہ میں بھی آئے تھے راقم کے احباب میں ہیں شعر انکے اچھے ہوتے ہیں صاحب دیوان ہیں انکا ہدیہ جناب ناظر گزرا

برائی ہمیں سے برائی ہمیں سے | بھلا بے مروت بھلا بے مروت
معنی بھی ہیں حسن و لطافت کے اے پری | پوشاک میں بدن نظر آئے بدن میں روح
مرنے نہ دیگی یاد تری بال بال کی | جکڑی ہوئی ہے زلف شکن در شکن میں روح
محروم ہم رہیں ترے محرم سے اے پری | یون مدعی نکالا کریں مدعا ے دل
اونکی نظروں سے گر گیا ہوں میں | کیسی افتاد میں پڑا ہوں میں
نہ گیا اے فلک غبار ترا | خاک میں گو کہ مل گیا ہوں میں
جو سوز دل سے دوزخ ہوں تو داغ دل سے جنت ہوں | قیامت میں سر پھٹول ہوگی مالک اور رضوان میں
ترحم میں ستم میں التجا میری رہی تم سے | چھوا ہو گر کوئی دامن تو منہ ڈالوں گریبان میں
مارنا کیسا کہ دھمکاتے نہیں تلوار سے | تیز فقرے قاتلوں پر کب میں ڈہال آتا نہیں
بھاگے تو مست بنت عنب کو لگا کے ہاتھ | ساقی نے کاٹنے کو ہمارے ہی تاکے ہاتھ
سینہ و پشت صنم کے نور سے زائل ہوئے | قدر روئے آئینہ توقیر پشت آئینہ
آپ آئے نہ اجل آتی ہے | آرزو دل میں رہی جاتی ہے
قتل کرنے کو وہ آئیں کیونکر | مہندی پاؤں کی گھسی جاتی ہے
ستم جیا ہو کر وہ ہمیں نواز دیا ترحم سے | قصور اب تو ہوا ہم سے محبت ہو گئی تم سے
شراب کہنہ لا ساقی یہی کہہ کہکے جیتے ہیں | نہیں کم قلقل مینا ہمیں عیسی کے قم قم سے

مہر تخلص نواب امین الدولہ سید آغا علی خان شاگرد ناسخ و رشک خلف معتمد الدولہ مولد انکا لکھنو مسکن کانپور مدفن نجف اشرف انھون نے کربلا کی بھی زیارت کی تھی دیوان انکا نظر سے گزرا

بڑے قصون سے یہ ہاتھ آیا ہے
رکھتا ہے ایک کہانی چھلا

فانوس ہین اوس شمع صباحت کے سب فلک
جو کوکب سیارہ ہے پروانہ ہے اوسکا

ہجر مین ہون جفا طلب رنج طلب بلا طلب
اذیت طلب فغان طلب داغ طلب نگاہ طلب

بیٹھے ہین تحت و فوق مین پھرتے ہین تیرے ذوق مین
رہتے ہین تیرے شوق مین درد طلب ذرا طلب

اوسکو لذت عشق کی اصلا نہین
جو ترے خنجر تلے تڑپا نہین

دیکھ لطفِ عتاب یار اے دل
دل مین غصہ ہے پیار آنکھون مین

ہم وہ باہم ہین محو صحبت عشق
ایک جلوہ ہے حیا آنکھون مین

تلخ باتین ہین میٹھی نظرین ہین
زہر منہ مین نبات آنکھون مین

حسن وہ شے ہے کہ بے جان مین بھی تاثیر ہے
دیکھتا رہتا ہے تجھکو انجمن مین آئینہ

بت کہا تجھکو یا خدا سمجھے
سب سمجھ جو کچھ تجھے بجا سمجھے

ہے نام خدا سحر مجسم صنم اپنا
افسون کی جو باتین ہین تو جادو کی اشارے

رکھتے ہین خار دشت نوک زبان
شرح میری برہنہ پائی کی

مہر تخلص نواب منصور خان خلف نواب محبت خان محبت تخلص باشندۂ لکھنو شاگرد جرأت صاحب دیوان گزرے

نہ خمارئی اندوہ سے چھوٹے دو آنکھ
نشۂ عشق نہ ہووے جسسے پھوٹے وہ آنکھ

مشکل ہے بہت آگ بجھانی مرے دل کی
خورشید قیامت ہے نشانی مرے دل کی

افسانۂ الفت کے سوا شغل نہین اور
دشمن ہے یہ شبہا ہے جوانی مرے دل کی

مہر تخلص مرزا حاتم علی لکھنوی وکیل عدالت دیوانی اکبرآباد شاگرد ناسخ خلف مرزا فیض علی بن مرزا مراد علی خان صاحب دیوان و رسالہ نخچۂ مہر ہین ؀

سے چلے بھی آؤ قیامت بھی ہو چکی صاحب
بڑا عذاب ہے رہتی ہے انتظار مین روح

نذر دل مانگتی ہین آپ کی سرشار آنکھین
مین مستی مین رہا کرتی ہین ہشیار آنکھین

کرتا غضب اتک تو ہمارا دل بیتاب | زردے ہوئے ڈانٹی ہوئی دھمکائی ہوئی ہین
کیا بات تری ای لب جان بخش ہے کیا بات | عیسے بھی ترے وقت مین دم کھائی ہوئی ہین

مہلت تخلص مرزا علی لکھنوی شاگرد جرات مرزا علی نقی محشر کے ہاتھ سے مارے گئے

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ طپش | آرام زیر خاک ہی اب خاک کیجیے

میر تخلص میر محمد تقی اکبرآبادی ولد میر عبد اللہ ہمشیرہ زادہ و شاگرد سراج الدین علیخان آرزو عنفوان شباب مین دہلی مین گئے تھے وہان سے لکھنؤ مین جاکر سکونت اختیار کی نواب آصف الدولہ بہادر کی سرکار سے انکا وظیفہ مقرر ہوا تھا ۱۲۲۵ بارہ سو پچیس ہجری مین فوت کی سوا ے قصیدہ کے جمیع اصناف سخن پر قادر تھے اشعار انکے بغایت مرتبہ رتبۂ بلند رکھتے ہین فرط اشتہار سے حاجت بیان نہین مثنوی و غزل گوئی مین اوستاد مسلم الثبوت گزرے انکی استادی سے کسی کو انکار نہین جو درد وکر انکے کلام مین ہے کسی شاعر ریختہ گو کے کلام مین نہین انکے چھ دیوان ریختہ مع قصاید و مثنوی نظر سے گزرے ایک دیوان فارسی اور ایک تذکرہ شعرا اور ایک رسالہ میر فیض بھی انسے یادگار ہین

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا | پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا
نکلا تھا آج صبح بہت گرم ہو کے | خورشید اوسکو دیکھتے ہی سرد ہو گیا
کشتی ہر ایک فقیر کی بھر دی شراب سے | اس دور مین کلال عجب مرد ہو گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا | جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان | لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا
سبحہ گردان ہے میر ہم تو رہے | دست کوتاہ تا سبو نہ گیا
بہنے جاتا تھا لکھے گا تو کوئی حرف اے میر | پر تیرا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا
حساب کا ہے کا روز شمار مین مجھسے | شمار ہی نہین ہے کچھ مرے گناہون کا
جلتے تو مراد سنے مجھے داغ ہی رکھا | پھر گور پر چراغ جلایا تو کیا ہوا
اتنی گزرے جو مرے ہجر مین سو اوسکے سبب | صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

اے دوست کوئی مجھسا رسوا نہ ہوا ہوگا — دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن — رہے ہے خوف مجھکو وہانکی بے نیازی کا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک فراج تر — تیوری چڑھائی تو نے کہ یہان جی نکل گیا

دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا — وحشت کرنا شیوہ ہو کچھ اچھی آنکھون والونکا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر — مذہب عشق اختیار کیا

دل و دماغ ہے اب کسکو زندگانی کا — جو کوئی دم ہے سو افسوس ہے جوانی کا

میر بھی دیر کے لوگون ہی کی سی کہنے لگا — کچھ خدا لگتی کبھی کہتا جو مسلمان ہوتا

میر گئے ہوش کے ہین ہم عاشق — فصل گل جب تلک تھی مست رہا

بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا ڈھکی رہو — محشر کو ہم سوال کرین تو جواب کیا

ہرچند میر بستی کے لوگونسے ہے نفور — پر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا

صبر تھا ایک مونس ہجران — سو وہ مدت سے اب نہین آتا

میر کے نبض پر رکھہ ہاتھہ لگا کہنے طبیب — آج کی رات یہ بیمار نہین جینے کا

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر — پھر ملینگے اگر خدا لایا

دلی مین آج بھیک بھی ملتی نہین اونھین — تھا کل تلک دماغ جنھین تاج و تخت کا

شاید نشہ مین اوسکی یہ سفاکیان ہوئین — زخمی جو اوسکے ہاتھہ کا نکلا سو رنجور تھا

ایسے بت بے مہر سے ملتا ہے کوئی بھی — دل میر کو بھاری تھا جو پتھر سے لگایا

تیرا رخ مخطط قرآن ہے ہمارا — بوسہ بھی لین تو کیا ہے ایمان ہے ہمارا

کھلا نشہ مین جو پگڑی کا پیچ اوسکے میر — سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

دل بیرحم گیا شیخ لیئے زیر زمین — مر گیا پر یہ کہن گبر مسلمان نہ ہوا

ہوتا نہ چار چشم دل اوس ظلم پیشہ سے — ہشیار زینہار خبردار دیکھنا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا — اب جس جگہ کہ داغ ہے یہان آگے درد تھا

گذرے مدام اوسکی جوانان مست مین — پیر مغان بھی طرفہ کوئی پیر مرد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بھی ضبط عشق کے — دل جلگیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

ہمارے آگے جو تیرا کسی نے نام لیا
لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے
بخت سیہ نے دیر مین کل یاوری سی کی
نے جاہ وہ اوسے ہے نہ مجھکو ہے وہ دماغ
کاش اوسکے روبرو نہ کرین مجھکو حشر مین
کہتے ہین آگے تھا بتون مین رحم
میر سے پوچھا جو مین عاشق ہو تم
کیا پوچھتے ہو آہ مرے جنگجو کی بات
آئے ہین میر منہ کو بنائے جفا سے آج
جی لیا بوسۂ رخسار مخطط دے کر
نظر میر نے کیسی حسرت سے کی
کس پر تھے بید باغ کہ ابرو بہت ہے خم
دامن پہ آج میر کے داغ شراب تھی
اس طور سے تمہارے تو مرتے نہین ہین ہم
مرنے پہ جان دیتے ہین وارفتگان عشق
مرتے ہین سب یہ میر نہ اس بیکسی کے ساتھ
کرتا ہے کون منع کہ سج اپنی تو نہ دیکھ
ہر گام سدرہ تھی تنہائی کی محبت
مین منع میر تجھکو کرتا نہ تھا ہمیشہ
کر رحم ٹک کب تک ستم جہیر جفاکار اس قدر
اپنی فراغ مین بھی ہے میر عند نہایت
رنگ شکستہ اپنا بے لطف بھی نہین ہے
شکوۂ آبلہ ابھی سے میر

دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا
ہے خیر میر صاحب کچھ تم نے خواب دیکھا
تھی دشمنون سے اوسکو لڑائی تمام شب
جانا مرا اودھر کو بشرط طلب ہی اب
کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
ہے خدا جانیے یہ کب کی بات
ہو کے کچھ چپکے سے شرمائے بہت
گویا وفا ہے عہد مین اوسکے کبھو کی بات
شاید بگڑ گئی ہے کچھ اوس بیوفا سے آج
عاقبت اونے ہمین زہر دیا پان کے بیچ
بہت روئے ہم اوسکی رخصت کے بعد
کچھ زور سا پڑا ہے کہین اس کمان پہ
تھا اعتماد ہم کو بہت اس جوان پہ
اب واسطے ہمارے نکالو جفا کچھ اور
ہے میر راہ و رسم دیار وفا کچھ اور
ماتم مین میرے کوئی گر دیا پکار کر
لیکن کبھی تو میر کے بھی حال پر نظر
کعبہ تلک تو پہونچا لیکن خدا خدا کر
کھوئی نہ جان تو نے دل کو لگا لگا کر
اک سینہ خنجر سیکڑون اک جان آزار اس قدر
پھر مری گرد اوٹھینگے بیٹھینگے ہم جو اوٹھ کر
سہیان کی تھی صبح دیکھو اک آدھ رات رہ کر
ہے یار سے ہنوز دلی دو

اسوقت ہے دعا و اجابت کا وصل میر
ضعف یہانتک کھنچا کہ صور تگر
وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی مین کھو دیے
آزردے کیے کیا کیا اون پلکون سی اٹہاکر
منتظر قتل کے وعدے کا ہون اپنی یعنی
کیا کیے کیا رکھے ہین ہم تجھسے یار خواہش
لعل خموش اپنے دیکھو ہو آرسی مین
پان لیتا تو جا فقیرون کے
سب سے آئینہ نمط رکھتے ہین خوبان اختلاط
غلط غلط کر رہون تم سے مین ذرا غافل
کسکے کہنے سے مت بدگمان میر سے ہو
عشق ہے عشق ہے جہان دیکھو
ہم گڑے اوسکے در ہی پر مر کر
اللہ رے عندلیب کی آواز دلخراش
جانین ہین فرش رہ تری مت پامال چل
رہتا نہین ہے کوئی گھڑی اب تو یار دل
میر لین شاید اوسکی زلف سے کام
ہے تہ دل بتون کا کیا معلوم
طرز کینہ کی کوئی چھپتی ہے
جب میسر ہو بوسہ اوس لب کا
ترشرو صحبت سے وہ زر گر پسر
نہ ملے میر اب کی امیرون سے تو
مستی ہین ہمکو ہوش نہین نشاتین کا

اک نعرہ تو بھی پیشکش صبحگاہ کر
رہگئے ہاتھ مین قلم سے کر
پیدا کیے تھے چرخ نے جو خاک چھانکر
جی لیگئے یہ کاسنٹے دلمین کھٹک کھٹک کر
جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنہگار ہنوز
اک جان و صد تمنا اک دل ہزار خواہش
پھر پوچھتے ہو ہنسکر مجھ بینوا کی خواہش
برگ سبز ست تحفۂ درویش
ہوتے ہین یہ لوگ بھی کتنے پریشان اختلاط
تم اور لو کبھی میری خبر دروغ دروغ
دیا اور اوسکو کسو پر نظر دروغ دروغ
سارے عالم مین بھر رہا ہے عشق
اور کوئی کرے وفا کیا خاک
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہائے گل
اے رشک حور آدمیونکی سی چال چل
آزردہ دل ستم زدہ دل بیقرار دل
برسون سے تو لٹک رہے ہین ہم
نکلے پردے سے کیا خدا سوہو ہم
مدعی کا ہے مدعا معلوم ہم
چپکے ہی ہو رہو نہ بولو تم
پڑے ہین کھٹائی مین مدت سی ہم
ہوئے ہین فقیر انکی دولت سے ہم
گلشن مین اینڈتے ہین پڑے زیر تاک ہم

اے بتو اسقدر جفا ہم پر
کوئی خواہان نہین ہمارا میر
کرتے ہین گفتگو سحر اوٹھکر صبا سے ہم
کہی ہے ہر کوئی اللہ میر ا
مستی سے ذرہمی ہے مری گفتگو کے بیچ
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
میر سچ کہتا تھا جنت ہو نصیب اوسکی تئین
پیری نے جھکتے جھکتے پہونچا ہون خاک تک مین
باغ گو سبز ہوا اب سر گلزار کہان
نہین دیر اگر میر کعبہ تو ہے
ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی کے
میر صاحب کو دیکھیے جو بنے
اوسکے کوچہ مین نہ کر شور قیامت کا ذکر
تو پری شیشے سے نازک ہے نہ کر دعوی مہر
آتے ہین مجھے خوب یہ دو نو ہنر عشق
نامہ کو چاک کرکے کرے نامہ بر کو قتل
رہا ہو ہی جی نجات کے غم مین
آگئے تو لعل نو خط خوبان کے دم نہ مار
خال و خط ایسے فتنہ لگا ہین یہ آفتین
جب سے لے نقاب منہ پر تب دیکھ کر کر کیا کیا
بوے گل اور رنگ گل شد ہو اللہ او نسیم
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب بتان
نالہ کیا نہ کر سنا نوحہ یہ میرے عندلیب

عاقبت بندہ خدا ہین ہم
گوئیا جنس ناروا ہین ہم
رٹنے لگے ہین ہجر مین تیرے ہوا سے ہم
عجب نسبت ہے بندے مین خدا مین
جو چاہو تم بھی مجھکو کہو مین نشہ مین ہون
یارب یہ آسمان بھی ملجاے خاک مین
حور کا چہرہ کہان اوسکا رخ نیکو کہان
وہ سرکشی کہان ہے اب تو بہت دبا ہون
دل کہان وقت کہان عمر کہان یار کہان
ہماری کوئی کیا خدا ہی نہین
تم کیا کرو بھلے کا زمانہ رہا نہین
اب بہت گھر سے کم نکلتے ہین
شیخ یہان ایسے ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل ہین پتھر کے انھون کے جو وفا کرتے ہین
رونے کے تئین آندہی ہون کڑھنے کو بلا ہون
کیا یہ لکھا تھا میر مری سرنوشت مین
ایسی جنت گئی جہنم مین
گئے اسے میر اگلی وہ باتین نہین رہین
کچھ اک بلا وہ زلف پریشان ہی نہین
در پردہ شوخیان ہین اور بے حجابیان ہین
کیا کب تقدر اک نگاہ دیکھے تو وفا نہین
مجھکو خدا نخواستہ تم سے تو کچھ گلا نہین
باتین بات عجب باہر مین نے بنکے کہا نہین

محو نشین ہین کتنے خدام یار ہین یہان
تیغ و تیر رکھا نہ کرو پاس میر کے
تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف ہین
عام ہے یار کی تجلی میر
تری آنکھون کو آون دیکھنے مین تو عجب مست کر
عاشق ہے یا مریض ہے پوچھو تو میر سے
خوش نہ آئی یہ تیری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
شوخ نگہ نے پیام نے وعدہ
ایک سب آگ ایک سب پانی
ہوگا کسو دیوار کے سایہ مین پڑا میر
مت تربت میر کو مٹاؤ
اب سے کہو گے کچھ تو ہم چپکے ہو رہینگے
یون رفتہ اور بیخود کب تک رہا کروگے
کب شرح شوق ہو سکے پر تو بھی میر جی
ہر چند سا تمہر جان کے ہے عشق میر ایک
ظالم یہ میری جان ہے نا آشنا نہ ہو
کھینچا ہے آدمی نے بہت دور آپ کو
[illegible] نہین ہے گا تو
[illegible] عشق ہین
[illegible]
[illegible]
[illegible]

لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یہان
ایسا نہ ہو کہ آپ کو ضائع وہ کر رہین
کبھی معشوق اگر پوچھے کوئی مصری کی ہین ڈلیان
خاص موسی وہ کوہ طور نہین
کہ سنت ہے عیادت اور انھین بیمار کبھی ہین
پاتا ہون زرد رو زبر فرا اس جوان کو مین
یون نکرتا تھا پایمال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین
دیدہ و دل عذاب ہین دونون
کیا کام محبت سے اوس آرام طلب کو
رہنے دو غریب کا نشان تو
ہر بات پر کہان تک آپس مین گفتگو ہو
تم اب بھی میر صاحب اپنے تئین سنبھالو
خط تم نے جو لکھا اوسے کیا کیا لکھا کہو
اس درد لاعلاج کی کچھ تو دوا کرو
میر جی اتنا عیب نہین سب سے وفا نہ ہو
اس پردہ مین خیال تو ٹک کر خدا نہو
کس قدر مغرور ہے اللہ تو
ایسا نہو کہین کہ دل و دین کو کھو رہو
کہ مدتی سے اوسے ایک دن لڑائی ہو
عجب نہین ہے کہ بجلی کی جاب مینا لی ہو
وہان کس طرح سے دیکھین ہمارا حساب ہو

قد کھنچے ہے جس وقت تو ہے طرفہ بلا تو
ناصر ابو انہ زیست کرتا تھا
ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے
گفت و شنید اکثر میرے تری رہی ہے
ہاے اوس زخمی شمشیر محبت کا جگر
صبح سے اور بہی پایا مین اوسی شام کو تنہا
یہ طشت و تیغ ہے اب یہ مین ہون اور یہ قید
میر کو کیون نہ مغتنم جانے
کس گنہ کا ہے پس مرگ یہ عذر جانسوز
ہو جاے یاس جس مین سو عاشقی ہے ورنہ
دیدنی ہے وجد کرنا میر کا بازار مین
لطف پر اوسکے ہمنشین مت جا
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
ادہر تو ہر کرے ہی میرا ادہر لگتا ہے جی پینے
جاتا نہین اگر وہ مسجد سے میکدہ تو
جو خواہش نہ ہوتی تو کاہش نہ ہوتی
دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بہی
رحم بہی دیتا تہا تہوڑا ہاے اس خوبی کے ساتھ
آج پھر تہا بے حمیت میر وان
گئے جی سے چھوٹے بتون کے جفا سے
نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
دل کسقدر شکستہ ہوا تھا کہ رات میر
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز [illegible]

کہتا ہے ترا سایہ پری سے کہ ہر کیا تو
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
لگاوے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو
ظالم معاف کریو میرا کہا سنا تو
درد دلکو اپنے جو ناچار چھپایا کہتا ہو
کام کرتی ہے جو کچہ میری دعا مست جھو تو
ہے ساتھ میرے ظالم دعوی تجھے اگر کچھ
اگلے لوگون مین اک رہا ہی یہ
پاے ہر شمع ہے مجلس مین پر پروانہ
ہر سج کو شفا ہے ہر درد کی دوا ہے
یہ تماشا بہی کسو دن تو مقرر دیکھیے
کبہو ہم پر بہی مہربانی تھی
افسوس تمکو میر سے صحبت نہین رہی
کہان تک اب توانیا اوٹھگیا ہو اعتقاد اوس سے
پھر میر جمعہ کی شب دود پھر کہان ہے
نہین جی ہے مار اتری آرزو نے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم بہی
تجھسے کیا کل گفتگو یہ دادر محشر ہے
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے
آئی جو بات لب پہ سو فریاد ہو گئی
اوسی خانہ خراب کی سی ہے

میر اون نیم باز آنکھون مین
سب جواک حسرت جوانی سے
وہ کالا چور ہے خال رخ یار
اوسکے ایفاے عہد تک نہ جیے
زور وزر کچھ نہ تھا تو بارے میر
کھے گئے
ہمین آمد میر کل نیا
شرمندہ ہو وین طالع خورشید و ماہ دونون
سمجھے ہے نہ پروانہ نہ تھا شمع ہے زبان
غیر نے ہمکو ذبح کیا ہے طاقت ہی یار ا
ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
تا چند ترے غم مین یون زار رہا کیجے
مارا ہے کسکو ظالم اوس بے سلیقگی سے
قرار دل کا یہ کاہیکو ڈھنگ تھا آگے
باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم
لیے کمر ڈٹ ہل گئے جو کان کے موتی ترے
تمناے دل کے لیے جان دے
بہت سعی کریے تو مر رہیے میر
نکلے ہی آنکھون سے تو گرد کدورت جا سکا
یاقوت کوئی اونکو کہے ہے کوئی گلبرگ
اب خدا مغفرت کرے اوسکو
وہ یادہ ہوگی وقت سحر جو ہوی قبول
بیمار رہتے ہین اوسکی آنکھین

سیاری مستی شراب کی سی ہے
عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے
کر سو آنکھون مین دل ہو تو جدا لی
عمر نے ہم سے بیوفائی کی
کس بھروسے پہ آشنائی کی
طرح انداز مین مجنون کی سب آگئی
خوبی نے تیرے منہ کی ظالم قرآن کیا ہے
وہ [illegible] ہے تو یہ گردن زدنی ہے
اس سکتے نے کر کے دلیری [illegible] رم کو یار
اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوے
امید عیادت پہ بیمار رہا ہے
دامن تمام تیرا لوہو مین بھر رہا ہے
ہمارے چہرے سے کہ [illegible] ہی رنگ تھا آگے
کاہیکو میر کوئی دبے جب بگڑ گئے
شرم سے سر در گریبان صبح کی تاری ہوے
سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے
تا کجا تیری گلی مین خاک جایا کیجیے
ٹک منہ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جائے
صبر مرحوم تھا عجب کوئی
شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہ تھی
دیکھو کسو کی نظر نہ ہووے
صنمکدہ مین تو ٹک آکے دل لگا ہی ہے

رکھو آرزو مے گلفام کی کرو گفتگو خط جام کی
لبریز جسکے حسن سے مسجد ہے اور دیر
جی مین ہماری بھی تھا پیوین شراب
ناصح کو خبر کیا ہے لذت سے غم دل کی
غربت کی کوئی صورت دکھلائی نہین دیتی
از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر
حال ہے گفتنی نہین میرا
سجدہ نہ شیطان سجود آدم سے
روز آنے پہ نہین نسبت عشقی موقوف
سیکڑے سے تو ابھی آیا ہے مسجد مین میر
دم آخر ہے کیا نہ آنا تھا
بلبلون نے تجویز کی مرگ عاشق
اب چھیڑ یہ رکھی ہے کہ عاشق ہو تو کہین
اخیر الفت یہی نہین ہے کہ جلکر آخر ہوے پتنگے
دم مین ہمکو یہ غم رہیگا کہ اور دن پر اب ستم ہے
سرہانے میر کے آہستہ بولو

کہ سیاہ کارو سے حشر مین نہ حساب ہے نہ کتاب ہے
ایسا بتون کے بیچ مین اللہ کون ہے
پیر مغان تو نے کرامات کی
ہے حق بطرف اوسکے جو اوسکے مزا جانے
چپ رہیے تو چشمک ہو کچھ کہیے تو گالی ہے
کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے
تم نے پوچھا تو مہربانی کی
شاید اوس پردے مین خدا ہووے
عمر بھر ایک ملاقات چلی جاتی ہے
ہو نہ لغزش کہین صحبت ہے یہ بیگانون کے
اور بھی وقت تھے بہانے کے
مناسب مرض کے دوا کیا نکالی
القصہ خوش گذرتی ہے اوس بن گمان سے
ہوا ہو ہیانکی یہ ہے تو یار و غبار ہو کر اوڑ گیا ہے
تمہین تو لت ہے ستانے ہی کی کسو پر آخر جفا
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

میرن تخلص میر عسکری عرف میرن مقیم دہلی شاگرد ثناء اللہ خان فراق

جالی کی انگیا تری دیکھ کے رشک ہی آیا | ہاتھ سینہ بطرح محرم اسرار سے

[illegible] تخلص منشی شیو سہاے خلف منشی دیبی پرشاد عرف مرزا باشندہ شاہجہان آباد مقیم [illegible]

ہر گل گلشن کو تجھے عارض رنگین ترا | نرگس بیمار کیا آنکھون سے اندھی ہوگئی

حرف نون

ناجی تخلص محمد شاکر دہلوی معاصر نجم الدین آبرو سنہ [illegible] گیارہ سو اٹھسٹھ ہجری مین

انتقال کیا صاحب دیوان گزری

ماہرو جب سفید پوش ہوا	ہر طرف چاندنی کا جوش ہوا
تیرے رخسار کے پرتو سے اے شوخ	پریخانہ ہوا گھر آرسی کا
غم نہین گر دلبری سے دل کو لیجاتا ہے وہ	پاس سیرے تب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
غرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنی	ہٹ یہ آجاے وہ کافر تو خدا کی نہ سنی
تصور مین تری رخ کے گئی ہے نیند آنکھوں سے	مقابل جسکے ہو خورشید اوسکو خواب کیا آوے

ناداں تخلص مولوی محمد بخش ساکن بریلی شاگرد کرامت علی شہیدی عروض و قوافی مین دخل معقول رکھتے تھے

پھر رہی زندان مین ہوا بعد رہائی	زنجیر مین انداز ہے زلفون کی رسن کا

نادر تخلص گنگا سنگھ لکھنوی شاگرد میر حسن

قاصد تو اس بہانہ سے اوس پاس جائیو	یہ کسکا خط ہے مجھکو ذرا پڑھ سنائیو

نادر تخلص ایک شخص دہلوی معاصر محمد شاہ بادشاہ کا ہے

زلف کو کہنا پریشان عقل سے دور ہے	ہر گرہ مین دل ہے اوسکی گانٹھ کی پوری ہے

نادر تخلص سید محمد عارف کشمیری مقیم دہلی

سو طرح کی بات اگر کہیئے تو کہتا ہی نہین	تجھ مین اور مجھ مین بجا نون پڑگئی یہ کیا گرہ

نادر تخلص ڈاکٹر سید آغا بنارسی شاگرد آتش مقیم کلکتہ کئی سال کا عرصہ ہوا کہ انتقال کیا ان مین بہت بڑا عیب تھا کہ دوسرون کے شعر کو اپنے نام سے پڑھتے تھے

نگاہ جب کہ ادھر کی تو دل کے پار ہوئی	خطا کبھی نہ ترے تیر کا نشانہ ہوا
سکندر کا جو ہوا اوس بُت نو خط کو خیال	خضر دریا سے سیلے ہاتھ مین ساغر نکلا
تقدیر سے اولجھا نہ مین تدبیر سے اولجھا	اولجھا تو تری زلف گرہگیر سے اولجھا
دل اپنا کہ گیسوے گرہگیر سے اولجھا	دیوانہ جو اولجھا بھی تو زنجیر سے اولجھا

نادر تخلص نواب احمد حسین خان عرف نادر آغا

دوہری کلائی ہو گئی گجری کی جھونک سے
کنگن کا بوجھ اوٹھیگا مرے نازنین سے کس

نادر تخلص مولوی سید نجم الدین حسین خلف سید قمر الدین مرحوم باشندہ میمنسنگھ ایک مدت دراز تک ہندوستان مین رہے اندنون ٹالیگنج مین رہتے ہین شعر فارسی بہت خوب کہتے ہین رمل اور طب مین اچھا دخل رکھتے ہین راقم کے دیوان اول کی تقریظ انھین کی لکھی ہوئی ہے

ضبط کر رکھتا ہون ہون کو دل غمناک مین
ورنہ اس چرخ ستمگر کو ملادون خاک مین

مے کی بدلے خون پی لون اوسکی گردن توڑ کر
محتسب سنتا ہون مین پھرتا ہے میری تاک مین

چاک ہی ہوگا گریبان ہو چلی ہے جبین ہم
جبین تکو اٹھے ہو دامان قبا کے چاک مین

تمہارے نیفہ سے نکلا ہے سانپ کا جوڑا
لٹک کے جھوم رہا ہے ازار بند نہین

عدو ہے وصل کی شب دست رشتہ دار اپنا
کہ طاقت کشش بند سینہ بند نہین

ہنسی کسی لب شیرین کی جب سے دیکھی ہے
پسند غنچۂ گلشن کا زہر خند نہین

جو نیند آگئی تمکو تو ہان سمجھ لون گا
نہین نہین یہ تمہاری مجھے پسند نہین

اوڑاتے پھرتے ہین ٹھوکر سے ہم پہاڑونکو
تلاش تیشہ نہین خواہش کلند نہین

مرے کمال کی شہرت سے ہند مین نادر
کہان نہین ہے صفاہان کہان خجند نہین

آہ رکتی ہے ضعف سے دل کی
سانس چلتی ہے سینہ چھل چھل کے

چڑھ گیا ہے جنون جو زورون پر
پرزے اوڑتے ہین اب سلاسل کے

نادر تخلص مرزا کلب حسین خان بہادر ڈپوٹی کلکٹر اٹاوہ خلف کلب علی خان بنارسی شاگرد ناسخ و آتش تذکرہ شوکت نادری و دیوان انکا نظر سے گزرا

عشق ذقن نے ہمکو جھکائے بہت کنوئے
جیتے رہے تو نام ہی لینگے نہ چاہ کا

چوٹی کی فتح پیچ سے دلکو ہوئی شکست
آخر اسیر طرۂ طرار ہو گیا

ڈرتا نہین ہون گیسوؤن کے عشق سے ذرا
دونگا حساب حشر مین بال بال کا

وہان نزاکت سے ٹوپی تک گران بالا سر
کوہ غم رکھتے ہین یہان ہم ناتوان بالا سر

کیا زبردست آب و دانہ ہے گہر کا دیکھنا
نکلا دریا سے تو کیسا جلد پہونچا کان مین

شرخ ڈورے مین گندھا موتی نظر آنے لگا
اور سنے انگشت حنائی کو جو دامادِ جنت مین

دل مین ہوس لف چلیپا نہین رکھتے
ہم سر نہین رکھتے کوئی سودا نہین رکھتے

ہم خاک نشینون سے کہ ذرت نہین لازم
کیون آئینۂ دل کو مصفا نہین رکھتے

کہتا ہے کفِ دست مصفا کو دکھا کر
موسیٰ کی طرح ہم یدِ بیضا نہین رکھتے

نہین ہے خالِ لبِ تر کے پاس جلوہ نما
یہ شیر ہے کہ جو بیٹھا ہوا کچھار مین ہے

نادم تخلص رجب حسین خان ابن نواب مظفر حسین خان لکھنوی شاگرد مقصود عالم مقصود

اک اک گھڑی زیادہ ہے ایک ایک سال سے
نادم ہے روزِ حشر شبِ ہجر یار کیا

نادم تخلص ایک شخص دہلوی شاگرد میر حسین تسکین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

آج پھر اوس کی کمین کہ ہوتی ہے سحر کس طور سے
شام ہی سے جوشش پر کچھ نالہ شبگیر تھا

نارسش تخلص مولوی الٰہی بخش ولد مولوی محمد صالح خیر آبادی شاگرد مظفر علی اسیر عزیزون مین مولانا فضل حق مغفور کے ہین

افسانہ دراز ہے قصہ طویل ہے
نارسش کہان تلک مین کہون ماجرائے دل

نازنین تخلص مرزا علی بیگ دہلوی ریختی گو بر خلاف جانصاحب کے انکی ریختی مین کچھ کچھ شاعرانہ نکات بھی ہوتا ہے

ہوئے عشاق مین مشہور یوسف سا جوان
بڑا ہو گورتون مین تھا بڑا دیدہ زلیخا کا

مین اپنے سر کو دھوتی ہون بوا اور یہ تماشا ہے
موا بیٹھا ہے کیا خوش خوش کہ دن آیا تقاضا کا

کوئی بیٹھا ہو تجھے ہے کام اپنے کام سے
اے نگوڑے آدمی سے تو تو حیوان ہو گیا

سونا کبھی شوہر کو میسر نہین ہوتا
عورت انھین باتون سے ترا گھر نہین ہوتا

کچھ ہو نہین سکتا ہے اور اسیر ہی اکڑتا
نیچا تو نگوڑے کا کبھی سر نہین ہوتا

دنیا کسی تجھ نے لپٹا یا تھا کہ شب بھر
لیٹا تو رہا پاس پہ کو سون ہی نہین تھا

میری نماز کبھی اس مردوئے نے اکر
اوٹھی تھی اے ددا مین کمبخت ابھی نہا کر

اے زناخی مردوا ہے بدگمان
تو نہ کر باتین ہمارے کان مین

رات بھر ہی وہی بات اور وہی جوا جانی
اے ددا ایسے نددے سے پڑا کام مجھے

فوارہ کی طرح سے ذرا ابھی نہ تھم سکے
دس گھر تو جھٹ چلے ہین کہان تک کرون ضبط

تھم ایک بوند پانی پہ کتنا اوچھل پڑے
کس جا بٹھائے دے پھینکے آب آسمان مجھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش لکھنوی صاحب تذکرہ سراپا سخن سید محسن علی محسن نے انکو ولد شیخ خدابخش تاجر لاہوری کرکے لکھا ہے لیکن یہ تاجر مذکور کے غلام مشہور تھے چنانچہ خود شیخ ناسخ نے اس امر کے منع کرنیکے لیے رباعی مرقومہ ذیل کہی ہے واللہ اعلم بالصدق والصواب

رباعی ناسخ

کہتے رہے اعمام عداوت سے غلام
اس دعوی باطل سے ستمگارون کو

میراث پدر پہ گئے بگر پائی تمام
حاصل یہ ہوا کر گئے مجھکو بدنام

رباعی دیگر از ناسخ

مشہور ہے گرچہ افترائے اعمام
وارث ہونا دلیل فرزندی ہے

پر کرتے نہین غور خواص اور عوام
میراث نہ پا سکا کبھی کوئی غلام

غرض اشعار انکے بیشتر مثالیہ و پر مضمون ہوتے ہین اکثر اشعار شعرائے متقدمین و متاخرین فارسی کو بہت اچھی طرح سے ترجمہ کیا ہے مشہور ہے کہ کچھ روز دن محمد عیسے تنہا شاگرد مصحفی سے اصلاح لیکر منحرف ہوگئے تھے سوائے غزل اور رباعی کے اور کسی صنف سخن مین دخل نہین رکھتے تھے ۱۲۵۴ بارہ سو چون ہجری مین فوت کی کلیات انکا نظر سے گزرا

مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا
طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا

کفن کی جب سفیدی دیکھتا ہون گنج مرقد مین
تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب ہجران کا

مانگی باران کی جو ہم بادہ پرستون نے دعا
رعد نے سنتے ہی اک نعرہ کیا آمین کا

رشک مینا ل پر ہے کیا اسکو
رنگ بدلا جو تیرے چنبر کا

آتا نہین ہے دن کو نظر شب وہ اندھون
بدلا ہے شپرہ سے مزاج آفتاب کا

جلا کرتا ہون مین دن رات لیکن مرنہین جاتا
اثر سوز غم فرقت مین ہے نار جہنم کا

کہا فقیر ہون سیر ہم رہین محروم و اعطا
کر سکیدہ پہ حکم نہ جاری فرات کا

سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو
دمِ اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر
جو ہونا دیکھ سکی قسمت مین پھرتا یون خدا مجھسے
سیاہی بن گئی شنگرف کیا تاثیر ہے قاتل
کرتے تھے واش نشہ مین بدست سر عجب
کرتے ہین مشہور اوس محبوب کا مجھکو عدو
ششدار مرو ہین یہ خوش آوازیان کہان
معشوقون سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
ترا بھی دیکھا نا اے معلم طفل بد خو کو
جب نہ تب نالہ سوزان سے جلا خانہ دل
تنگ آکر جب کہا مین نے کہ مر جاؤن کہین
تکلم ہے فقط ہے اوس صنم کا
آتے آتے کیون نہ اوٹھے پاؤن بھاگ کر دو مجھسے
ہون وہ نگاہین کہ لب نہ ہنسی سے ہو آشنا
رکھو کسیطرح تو سرو کار مہربان سے
فراق یار مین نفرت ہے مجھکو بادہ خواری سے
ہم بوسہ مانگتے ہین وہ کچھ بولتے نہین
جینا فراق کا نہین ہرگز حساب مین
رتبہ میری خانہ ویرانی کا ایسا ہے بلند
ہوگئی صبح شبِ وصل اوسکے جاتے ہی سیاہ
راز کا چاہیئے عاشق کو چھپانا ایسا
مارتے ہین صاف فاقہ مست کو ہوتا ہے جب
عاشقون کیطرح تو اوسکو مٹا دے سخن فہمی

ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
الٰہی خنجرِ سفاک آبدار نہ ہو
کہ طالع سب کے ہین معلوم اوس طفلِ برہمن کو
لکھا ہین نے جو تیرے عارضِ گلگون کے مضمون کو
اسواسطے حرام کیا ہے شراب کو
میری دشمن بھی نہان رکھتے ہین میرے راز کو
طوبیٰ کہون مین قامتِ موزون یار کو
نادان کوئی دنیا مین نہین تم سے زیادہ
ہمارے توسنِ عمرِ رواں کو تازیانہ ہے
نہ ہوا اثر کہ کسی غیر کا بھی گھر جلجاے
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق حور ہے
خدا کی طرح گویا بے دہان ہے
صبح ڈرتی ہے بہت میری شبِ دیجور سے
دیوار قہقہہ بھی جو آئی نظر مجھے
کرتے رہو جفا ہے وفا گر نہ ہو سکے
کہین زاہد نہ کر دے متہم پرہیزگاری سے
محروم ہے سوال ہمارا جواب سے
مدت ہوئی کہ مر چکے ہین ہم حساب سے
آسمان کہتے ہین جسکو میرے گھر کا بام ہے
آفتاب اپنی نظر مین اک چراغِ شام ہے
دلمین ہو ذکر صنم ہاتھ مین قرآن ہووے
یعنی اوسکے ہوش مین آنے کی یہ تقریر ہے
یہ خطِ رخسار ظالم نامۂ تقدیر ہے

نام خدا لیا جو نکیرین کے حضور
دو چار حشر ہین پہونچین اگر اور بھی ہم سے
ڈرتا اثر کا اوسکو سنو وہ بھی نکل گیا
اوس پری نے دی نشانی مجکو جو انگشتری
تاب سننے کی نہین پہر خدا خاموش ہو
مرے محمل نشین کے آگے لیلی کا جو مفتون ہے
ہے عیان جلوہ خدا کا ان بتان ہند مین
وصل کو کہا ہے ناسخ درد عاشق کی دوا
پانی بہر آتا ہے قاتل پان دہان زخم مین
وصل کی شب چاندنی دیوار جانے ہے یا
فلک پہ چاند کو مجنون نے جب دیکہا تو یہ سمجہا
دو دونون کام کر چکا ہون مین اے ناسخ امتحان
مرتبہ کم حسن رفعت سے ہمارا ہو گیا
سرو عاشق ہو گیا اوس غیرت شمشاد کا
عشق مین رشک ہمیشہ سے چلا آتا ہے
جو پری پیکر نظر آیا وہ ہے زر کا طمع
جی لیتی ہے وہ زلف سیہ فام ہمارا
وہ روے کتابی تو ہے قرآن ہمارا
ہو گیا قرآن کا پڑھنا غضب
کیا گذرا اوسکے دہان تنگ سے ہو بات کا
انڈا اک تنک کے نکلے ہے باہر تو کیا ہوا
کسقدر آشفتہ خاطر ہون خیال زلف مین
رات بہی دن ہے ہمیشہ پرتو رخسار سے

مرکر بہی اے صنم مجھے اخفاے راز ہے
ہستی کیطرف منہ نکرے کوئی عدم سے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے
ایسی آئی یاد مین گویا سلیمان ہو گئی
ٹکڑے ہوتے ہین جگر ناسخ تری فریاد سے
وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے وہ مجنون ہے
سوجھے کیا زاہد تجھے آنکھون کے آگے ناک ہے
دل ہمارا قابل تشخیص تھا لیتو سہی
میان لے لیتا ہے جب منہ مین زبان تلوار کی
نشین کرتا ہون پہر خار سر دیوار کی
کہ لیلی جہانکتی ہے منہ نکالے اپنے محمل سے
سینے مین مہر ہے نہ وفا پر ہمین ہے
آفتاب اونچا ہوا ایسا کہ تارا ہو گیا
غل مچایا قمریون نے بہی مبارکباد کا
دیکھو قابیل نے کیا حال کیا بھائی کا
ہر درم گویا سلیمان کا نگینا ہو گیا
بجھتا ہے چراغ آج سر شام ہمارا
کہتے ہین جسے عشق ہے ایمان ہمارا
اوسکو ورد لن ترانی ہو گیا
کھل گیا مسی سے رستہ بند ہے ظلمات کا
بلبل کو جسم جنبۂ فولاد ہو گیا
جاگنا بہی اندنون خواب پریشان ہو گیا
آ سکی تیری گلی مین کب ہے یار اشام کا

پہر گیسو کا سبت ہے اور تہوڑا سا سانپ کا
مری آنکہون سے کیا نسبت کہ قطرہ ابر نیسان کا

ساقیا دے مجہے شتاب شراب
ناسخ بہی تجہہ سے پوچہتا ہے

حسن کو چاہیئے انداز و ادا ناز و نمک
باب توبہ تو کہلا ہے تو بہی جاؤن وہان

کہتے ہین ہوتی ہے بات اولٹی پڑیا دونکی
ہوئی یہان آمد و رفت نفس بند

کان مین محبوب کی آواز بہی آتی نہین
کرتی ہے مجہے قتل مرے یار کی رفتار

کیا ہلین تکیہ سے سائین کوٹہی سونٹا چہوڑکر
مردونکو جلاتی ہے ترے ناز کی آواز

تو بہی گرچہ شب وصل نے کی ہے لیکن
کب شب ہجر تہی دراز ہی مین

کچہہ تری بات کو ثبات نہین
ہاے کیا وہ بہی زمانہ تہا جو کرتے تہے بسر

اک نگہ کرتی ہے قتل ایک نگہ دیتی ہے جان
دہوم عالم مین مچی ہے تری بدنامی کی

آواز ہے مانند مزامیر گلے مین
جو روز ہے وہ طول مین گویا ہے روز حشر

مر چلا ہون امید وار ہی مین
آنکہہ کیا دل کیا حرم کیا دیر کیا میخانہ کیا

تہا چاک جیب صبح تو مشہور اے جنون

تیری کنگہی نے صنم ہر دانت توڑا سانپ کا
ورنہ نایاب ہو سکتا ہے آنسو ہو نہین سکتا

کب سے کرتا ہون مین شراب شراب
کیسا ہے مزاج یار قاصد

لطف کیا گر ہوئی گورون کیطرح کہال سفید
کر لیا ہے تو نے دروازہ جو اے خمار بند

اے پری ہے ترے اقرار سے انکار پسند
قبا کے اسقدر ظالم نہ کس بند

کیا شب فرقت مین مجہکو رشک ہے خفاش پر
تلوار کی تلوار ہے رفتار کی رفتار

پاس ہے اکسیر کی بوٹی نہین پرواے زر
اعجاز کا اعجاز ہے آواز کی آواز

ہو تری عمر شب ہجر سے اے یار دراز
کوتہی مین ہے جسقدر شب وصل

ایک ہان ہے تو پانچ سات نہین
وصل کی شب جاگنے مین روز فرقت جو انہین

آب رکہتے ہین قضا اور قدر آنکہون مین
ہاے ناسخ تجہے کچہہ عار نہین ننگ نہین

سحر ہے گویا تری تقریر کے گلے مین
برسون سے وہ پہر نہین ڈہلتی ہے ہجر مین

ایسے ہان سے وہ کرتے کاش نہین
کونسی جا ہے وہ پہر جاتی جہان ملتا نہین

مین تیرہ بخت شام گریبان دریدہ ہون

وہ لوٹ اوس نما تگر دیدۂ وحشی ہم کے یار ہین
تیر پرواز ابھی اے طائر جان ایکدم رہ جا
آگے ترے انکھون کے چکاسا ہے پریزد
کوئی جانان گر نہین تو کنج زندان ہی سہی
اسقدر کہایا تری فرقت مین غم
آ گئے ہین کسقدر ہم بھی فریب عشق مین
ہجر کی شب کا جو ہے ایسا ہی طول
اسقدر بے یار ہون شب غم مین بیقرار
کسی نعمت سے مین واقف نہین جز بادۂ تلخ
جنون پسند مجھے چھاؤن ہے ببولون کی
امید وصل مین ہم جھولے لیتے ہین ہرسون سے
تو وہ شیرین نہ ہے کہ تجھ سے ہوئی شیرین فرہاد
گذر اوس پری کا ہے اکثر چمن مین
ہوا یقین نہ روزی ہوئی مری مقبول
غم دیا رنج دیا درد دیا داغ دیا
تم ہو مری طرف سے مقرر بھرے ہوئے
ہون گاہ ادھر گاہ ادھر آٹھ پہر مین
وصل کسکا وہ تو مجھسے رات بھر
تری آرزو ہو اگر آرزو ہو
ہے الف ساقد تصور مین یہان آٹھون پہر
رنج غربت دشت وحشت کین دشمن ہجر دوست
اپنے اپنے بخت یوسف کو زلیخا مول لے
جسکو تاکا بچ گیا جو کی جسے مارا اوسے

یہ سبب ہے ربط جو شمع و ہمچمن مین نہین
وہ باہر آنے پر ہین اب کہو تو رشید گر ہین
ہر چند کہ ہولی ہے پکار سے کی تیری آنکھ
کوئی امی جوش جنون پہ اٹھکانا ہے تجھے
دل ہمارا زندگی سے سیر ہے
بت کو اک مدت تلک سمجھا کیے اللہ ہے
صبح ہوتے ہوتے اپنی سو رہے
ہے مشابہ حال میرا صوفیون کو حال سے
زاہدا اپنو سمجھ تارک لذات مجھے
عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولون کی
وہان رقیبو نہین تیار یان ہین جھولون کی
تو وہ لیلی ہے کہ تجھ پر ہوئی مجنون لیلی
درختون کو سایا ہوا جیا ہتا ہے
کہ عید کو نہ گیا اوسے ہمکنار مجھے
ہو سکین مجھسے عوض کیا ترے احسانون کے
خالی مجھے رقیب کو ساغر بھرے ہوئے
سایہ کی طرح یار کی دیوار نہ چھوڑے
مثل گیسو بے سبب برہم رہے
یہی آرزو ہے اگر آرزو ہے
دل ہمارا ہے کہ بیشا لی کسی آزاد کی
کسطرح ہو شادمانی خاطر ناشاد کی
جان شیرین مفت مین جاتی رہی فرہاد کی
ہمکو تیر اندازی آتی ہے نئے انداز کی

رنگ تو کیا کٹ گئے ہین دیکھنے والونکے سر
یہ نراہٹ یہ نگہت ہے کہان سوزن مین اے آنچ
پوچھا جو رو کے یار نے ناسخ کے حال کو
دیکھا جسے ہو گیا دو دعا شفق
دنیا ہے کہان ساتھ ہے وقت مین کوئی
ہین حسین اور بھی پر تجھہ مین ہے ہر بات نئی
کی جو خیاط ازل نے تری پوشاک درست

تیغ سے سہی چال اوس محبوب چھیڑ بازکی
تن محبوب مین خالت ہی دست اقتدار ہونگی
ہنسکر کہا رقیب شقی نے گذر گئے
تیری آنکھون مین موہنی ہے
پتھر کو لگی چوٹ شرارے نکل آئے
دھج نئی وضع نئی گات نئی بات نئی
بچ رہی قطع مین یہ شمس و قمر دو ٹکڑے

ناصر تخلص سید ناصر نواب دہلوی خلف خواجہ محمد ناصر امیر نواسہ خواجہ میر درد قدس سرہ شاگرد مرزا قربان علی بیگ سالک

ہے ولیکن اونکے غیر کی صورت بسی ہوئی
قسمت مین غم ازل سے ہے رونے سے فائدہ
کیون اوسکے بزم ناز مین ناصر گئے تھے تم

ولیکن بہی اب تو اونکو بھلایا نہ جائیگا
تقدیر کے لکھے کو مٹایا نہ جاے گا
دیکھا وہ کچھ کہ جی سے بھلایا نہ جاے گا

ناصر تخلص مرزا محمد علی بیگ خلف مرزا احمد بیگ دہلوی شاگرد مرزا قادر بخش صابر

ناصر نے اس شہر سے اوٹھائی جفا کہ اب

اونکو بغیر اوسکے جفا سے نہین پسند

ناصر تخلص سعادت خان خلف رسالت خان متوطن نگینہ مقیم لکھنو شاگرد مرزا محمد حسن مذنب مرثیہ گو ایک تذکرہ اور پانچ دیوان اسکے یادگار ہین

مین نے کیا ہے اپنی پریشانیون کا ذکر
کہتے ہین قامت جانان کو زبانی یہ ہم
تیر جیسے ہین نہین ہین یہ کمانین ویسی
غصہ کی شکل یار کو کیونکر دکھائیے
زینت عارض سادہ ہین ترے پارہ ابرو
اوڑ گیا سر نوک طرح ہمارا منہ
اے بت ترے خیال کا احسانمند ہون

ایسا نہو کہ منہ پہ کوئی بات لائے زلف
چھوٹے قد پر ہین بڑی فتنۂ محشر پلکین
نوک کی ابروون سے لیتی ہین خود سر پلکین
آئینہ دیجئے دم دشنام ہاتھ مین
چار چاند اوسکو لگے تو جو ہوا چار ابرو
نہ دیکھا دیکھ کے اوسکو اگر تھا را منہ
بجلی کیطرح اوسنے رفاقت کی آنکھ سے

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ خلف نواب مظفر جنگ نسبتش سنہ ۱۲۲۸ بارہ سو اٹھائیس ہجری مین انتقال کیا

آگے تو تھی ہی بر سر پیچش کمند زلف		پیچھے پڑی ہے کسلیئے چوٹی بلا ہوئی

ناصر تخلص میر ناصر علی خلف مرزا محمد علی باشندۂ فتحپور ہنسوا شاگرد اکرام علی توانا

حفظ بیمار کو رکھتے ہین سرہانے تلوار		کیا تماشا سب ہین سر دیدہ بیمار ابرو

ناصر تخلص ابو محمد ولد سید اکرام علی برادر ابو تراب تسخ باشندہ لکھنؤ شاگرد عرش صاحب دیوان ہین

بوٹا سا قد وہ گلشن عالم کی ہے بہار		گلبرگ تر کے ہاتھ ہین برگ سمن کے پاؤن
دل محو پابوسی آہوے چشم ہے		کیا سحر ہے کہ شیر نے چومے ہرن کے پاؤن

ناطق تخلص شیخ احمد شاہ ولد شیخ محمد شاہ باشندۂ سکندر پور شاگرد مرزا عنایت علی ماہ اکبر آبادکی عدالت دیوانی مین وکالت کرتے تھے

زلف کا مضمون کیا تحریر اپنے ہاتھ سے		پہنے ڈالے پاؤن مین زنجیر اپنے ہاتھ سے

ناطق تخلص مرزا احمد فرخ آبادی خلف مرزا محمد معلوم نہین کہ یہ اور شیخ احمد شاہ ناطق ایک ہین یا نہین اسلیے انکا شعر جداگانہ لکھا گیا

وہ نقاب اوٹھے تو خورشید قیامت ہو عیان		ہم اگر نعرہ کرین دم بند ہو وے صور کا

ناطق تخلص لالہ جگناتھ فرخ آبادی خلف لالہ لالجی

جب تک خانۂ دل درد سے آباد نہو		عمر بھر خاطر مشتاق کبھی شاد نہ ہو

ناظم تخلص میر غلام شبیر ابن میر کاظم علی مرثیہ خوان متوطن اٹاوہ

اوس کافر بدخو سے اگر راہ نہ ہوتی		گمراہ طبیعت کبھی واللہ نہ ہوتی

ناظم تخلص نواب یوسف علی خان بہادر والی رامپور بریلی خلف نواب محمد سعید خان بہادر شاگرد مرزا اسد اللہ خان غالب علم عربی و فارسی مین اچھی دستگاہ رکھتے ہین شعر عاشقانہ خوب کہتے ہین لیجسلیٹو کونسل ہند کی ممبر ہوکر سنہ ۱۸۶۴ اٹھارہ سو چونسٹھ عیسوی یعنی سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین اشرف البلاد کلکتہ مین رونق فرما ہوئے تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

دل سے اپنجان کو دشمن نہ اوتارا ہوتا
چوک گئے تھے ہم اگر زد پہ تو مارا ہوتا

بیچے نہ نسیم و زر انسے نہ دین و دل چوٹی
کچھ اور خاک نہین جانتے بگر لینا

چلے ہو دشت کو ناظم اگر ملے مجنون
ذرا ہماری طرف سے بھی پیار کر لینا

کیون آکے کہو در پہ کہ وہ گھر مین نہین ہین
کیا ہم نہین پہچانتے سرکار کی آواز

کہتے ہین کہ وہ بھی یہی کہتے ہین کرون کیا
کہتے ہو کہ دلجوئی اعدا نکرو تم

مین جانتا ہون میری فغانسے اوٹھی ہے
وہان جاگئے ہین غیر کے وہ انتظار مین

آدمیت نہین تجھمین یہ عدو کی ہے غرض
یون یہی کہتے ہین مانا تری تحقیر نہین

اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھکو
پھیر دیتے کہین گھبرا کے مراد ل مجھکو

جنت مین شہد و شیر گل و میوہ ہو تو ہو
ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہان مے حلال ہے

ہے وہ تقریب فراق اور یہ تمہید وصال
وصل سے لطف سوا نامہ و پیغام مین ہے

کہیے اگر کہ طرز ستم ناپسند ہے
کہتے ہین واہ آپ کی بھی کیا پسند ہے

حشر کو کھینچون ترا دامن بھلا دیکھون کہ تو
وہان بھی جھنجھلا کر کہے یوسف علیخان چھوڑ دے

ناظم تخلص ایک شخص لکھنوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

وصل مین ایسا ہو گیا اوسکے بدن سے میرا تن
رات کو مین یار سے اک جان و قالب ہو گیا

ناظم تخلص میر یحیے باشندہ دہلی والد انکے شجاع الملک کے ساتھ ولایت سے ہند مین آئے تھے کیمیاگر مشہور تھے

دیکھ رہا ہون کو جون نقش قدم
ہم نے اب عزم سفر چھوڑ دیا

ہزار حیف کہ راہ چمن بھی بھول گیا
قفس سے چھوٹ کے آیا جو مضطر زدہ

کب اتنی معطر تھی صبا آج تو شاید
لگ آئی ہے گیسوے سمن بوے کسی کی

نقش قدم کی طرح اوٹھا ست ہمین صبا
اس راہ مین پڑے ہین ہم آرام دیکھکر

ناظم تخلص درگا پرشاد ولد چھوٹی لال باشندہ شمس آباد

جو اوسکے کاکل و رخ کے ہین شیدا
اونھین کیا کام ہے شام و سحر سے

ناظم تخلص شیخ غلام یسین خلف شیخ غلام قادر باشندہ تالگرام ضلع فرخ آباد

نگاہ ناز نے اک دم مین کر دیا بسمل
اثر کہان یہ دم تیغ آبدار مین ہے

ناظم تخلص پنڈت کاشی پرشاد منتظم راج بھرت پور ابن پنڈت بدری ناتھ لکھنوی

دکھلا ہے ہر اک اشک نے سو طرح کے طوفان
باقی تجھے حسرت ہے کچھ ای دیدۂ تر اور

ناظم تخلص میر ناظم علی ولد قاضی گلزار علی باشندۂ سلون توابع لکھنؤ شاگرد آباد

ہاتھون سے اپنی توڑتی ہو پھول بار بار
لچکین کہین نہ جان تمہاری کلائیان

ناظم تخلص پنڈت شیو پرشاد ولد پنڈت مانک چند باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

پانی مین آگ لگ گئی اوٹھنے لگا دھوان
دھوئی جو اوسنے نہر مین مہندی لگا کے ہاتھ

نافذ تخلص مرزا علی خلف مرزا مہر علی لکھنوی شاگرد مولوی شہید

ضبط گریہ کیا کرین دل ہے نہ قابو مین رہا
بحر ہستی مین بپا اشکون کا طوفان کیون نہو

ناکام تخلص مکرم علی فتح آبادی کبھی دہلی اور کبھی آگرہ مین رہتے تھے

دراز کیجیو مت ہاتھ دامن گل تک
سنیگا کیا کہین بلبل سے کچھ برا گلچین

نالان تخلص منو لال کھتری باشندۂ دہلی

کہتے ہین تیری گلی مین اک جوان مارا گیا
دیکھ تو اسے بے خبر جا کر کہین نالان نہو

نالان تخلص میر احمد علی دہلوی مقیم مرشدآباد شاگرد سودا

کہان مجال کہ تم سے کہین کہ یہان رہیے
مزاج خوش ہو جہان آپکا وہان رہیے

نالان تخلص میر وارث علی ولد میر برزانی باشندۂ بہار شاگرد اشرف خان فغان صاحب دیوان گزرے

یک بیک شام کو وہ یار جو گھر سے نکلا
لوگ حیران ہوے یہ چاند کدھر سے نکلا
مین سے بیٹھنے کبھی نہ دیا
مجھکو میری ہی بدگمانی نے

نالان تخلص نور علی بیگ

ہون شہید اسکے دو ستوا میں ابرو جو خدار کا
سیل چڑھانا میرے مرقد پر تو پھل تلوار کا

نالان تخلص محمد عسکری کشمیری دہلوی شاگرد مصحفی تیس برس سے زیادہ عرصہ گزرا کہ دوسے برس کی عمر مین وفات پائی

کانون پہ جب رکہتا ہے گل ایک اسطرف ایک اسطرف	شمس و قمر رہتی ہین تل ایک اسطرف ایک اسطرف
سحر کی ہونے کا ازبس خیال رہتا ہے	شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بہ گمان ہون کہ اوس بت کی سایہ پر بہی مجھے	رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص محمد جان ولد مرزا مہدی علی خان صوبہ دار بانس بریلی باشندہ لکہنو شاگرد موجی رام موجی و مصحفی

عاشق مزاج کہتے ہین طفلی سے مجھکو لوگ	آتا نہ تہا کبھی مجھے آرام دوش پر

نامی تخلص سعید الدولہ علی محمد خان بہادر خلف میر بندہ علی بن سیف الدین احمد خان دہلوی باشندہ لکہنو شاگرد ناسخ کربلا کی زیارت کرکے کلکتہ مین بھی آئے تھے راقم کے دوستون مین ہین

گر جانتے ہشیاری غفلت کو اطبا	رکہتے نہ رگ عاشق مدہوش پہ انگشت
یہ عکس نہین سرو کا اے بلبل نالان	ہے جو چمن کی لب خاموش پہ انگشت

نامی تخلص آغا حسن عرف میرن صاحب ولد میر بندہ حیدر متوطن خراسان باشندہ لکہنو شاگرد نواب عاشور علیخان

لذت نشہ سے واقف نہین زنہار انکہین	چشم ساقی کو ہوئین دیکھکے سرشار انکہین

نامی تخلص لالہ شمن لال کایتھہ باشندہ دہلی شاگرد نصیر دہلوی

دامن سے اوسنے جہاڑی جو بیکر شراب گرد	آئی یہ بو کہ ہو گئی بو سے گلاب گرد

نامی تخلص مرزا حبیب علی بیگ لکہنوی برادر زادہ امیر الدولہ حیدر بیگ خان

بسکہ مدت سے تہی راہ انتظار یار پر	جا لگی آخر سفیدی دیدہ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا حسام الدین حیدر خان دہلوی قرابت دار والی لکہنو خلف مرزا محمد غیاث شاگرد میر مستحسن خلیق

دم نثاری مین مجھے چھوڑکے جانا کیا تھا	جان جانیکو بہی عاشق کی نہ جانا کیا تہا
ہین اوس نہال حسن کے ہم دل پہ بار حیف	نخل امید عشق مین آیا نہ بار حیف
جنبش باد سے شاخ گل تر جہکی ہے	یا دم باد بہاری سے کمر لچکی ہے

امید دل وہی اوس سنگدل سے سخت بیجا ہے ۔ مگر ان چاہنے والون کا پتھر کا کلیجا ہے
تسخیر دل اونکا ہے نظر آتے ہین جو سستے ۔ تعویذ وہ ڈہلکے ہوئے بازو سے کسو کے

نامی تخلص ایک شخص کا ہے جسکا کچھ حال معلوم نہ ہوا

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہے ۔ ق آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آ دیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندہی ہے اسدم ۔ گہر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

نایاب تخلص عباس علی باشندہ کلکتہ مقیم دہلی شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

وہ پردہ نشین ہمکو اشارے سے بلالے ۔ اے شوق بیان کچھ تری تاثیر ہو ایسی

نبی تخلص میر غلام نبی بلگرامی ہمشیرزادہ میر عبد الجلیل موسیقی مین اچہا دخل رکہتے تھے دوہرہ خوب کہتے تھے

رباعی

اسبسکہ حیا دوست ہے وہ مایۂ ناز ۔ اس طرز سے ہے اوسکے سخن کا انداز
خامہ کی زبان سے جون نکلتے ہین حرف ۔ پر کان تلک نہین پہونچتی آواز

نثار تخلص شیخ محبوب بخش خلف شیخ محمد افضل باشندہ بجنور اسسٹنٹ انجینیر فرخ آباد

آتی نہ طبیعت کبہی او فتنہ گر ایسی ۔ مین جانتا پڑ جائیگی آفت اگر ایسی

نثار تخلص منشی سداسکہ خلف منشی سیتل پرشاد باشندہ دہلی مقیم الہ آباد شاگرد سودا صاحب دو دیوان اردو و فارسی و بہاکہا و مثنوی گزرے

ہمارا ہے دل جب ہمارا نہین ہے ۔ تو شکوہ ہمین کچھ تمہارا نہین ہے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی

اوترے ملک فلک سے یوسف زمین سے نکلے ۔ ممکن نہین کہ تجہسا کوئی کہین سے نکلے
بوسے کی بدلی گالی شیرین لبون سے پائی ۔ یہ بہی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص میر عبد الرسول اکبرآبادی معاصر میر تقی میر منصبدار شاہی تھے

اٹھ سکے ان جامہ زیبون کو لگا جائینگے ہم ۔ یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلائینگے ہم
نادرو کی جو مہربانی ہے ۔ یہ بدو ہم پہ آسمانی ہے

اوسکے رخسار دیکھہ جیتا ہون
عارضی میری زندگانی ہے

تم انجمن مین رات عجب آن سے گئی
بسمل کئی پڑے ہین کئی جان سے گئی

نثار تخلص میر افضل علی عظیم آبادی

یہی خوف رہتا ہے بسمل کے دل مین
ترحم نہ آجاے قاتل کے دل مین

اے صبا جا کے تو اتنی تو خبر کر کہ نثار
آستانی پہ کھڑا ہے ترے سر ہاتھہ مین ہے

نثار تخلص محمد امان دہلوی خلف سعادت احمد معمار شاگرد شاہ حاتم دیوان انکا نظر سے گزرا

اوسکے پاؤن سے لگی رہتی ہو دن رات حنا
خوب دنیا مین بسر کرتی ہے اوقات حنا

مثال برق شیوہ ہے ہماری آفت جانکا
کہین دمکا کہین چمکا کہین تاکا کہین جھانکا

ہزار دن جیب گل کیونکر نہ ہو اس اوپر
قیامت جو ہو جاتا ہے ہر ایک ٹھوکر مین دامانکا

پوچھا جو اوسنے خوش ہو کہا تینے شکر ہے
بولا کہ سب یہ شکر شکایت بھرا ہوا

اے شمع نقل تو نے بیان اصل کر دکھایا
کیا خوب سانگ لایا اس بزم مین ستی کا

گزرا مرے مزار سے وہ اس ہنسا لتا
کیا خاک پھر غبار مین دل سے نکالتا

شب کو وہ کوٹھری کوٹھے گھر ہار ہو آرہا
غیر دروازے سے بیٹھا راہ ہی تکتا رہا

ہمسے لڑنے دو وہ نہین کوئی بنو لو درمیان
اپنے اپنے آگے جھگڑا دو جگہ مین بارہا

سو بات پوچھئے تو نہ دے ایک کا جواب
کر دے تکا تکی کے یہین پو نہین کا جواب

جہان ذکر اوسکا آتا ہے مرا جی لوٹ جاتا ہے
کرون کیا اختیار اپنا نہین بے اختیاری ہے

ہم سے ہو زر رہیم کی تدبیر سو کیا خاک
دنیا مین بڑی چیز ہے اکسیر سو کیا خاک

بے رنگ لب سے طرفہ اشتاق آہ ہم مین
کہہ ہو جاتی ہے باتون مین جدائی آہ ہم تم مین

مین جو کہا لیگئی زلف تری دل مرا
ہنسکے کہا صاحب خدا اوسکی بلا لیگئی

خوبی مین ترے حسن کی کچھ حرف تو کب ہے
ہان پر ذرا خط سے سو اصلاح طلب ہے

اوس آئینہ طلعت کی اب مجھسے صفائی ہے
ظاہر مین صفائی ہے باطن مین کدورت ہے

گردش کا اوس نگاہ کی اب طور اور ہے
اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے

نجابت تخلص سید کلب علی ولد سید حسن علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد امانت

آمین رقیب کہتے ہیں بے ساختہ وہیں
دیتے ہیں بددعا جو وہ ہم کو اٹھا کر ہاتھ

بیداد سے بتوں کے ہراساں نہ ہو دلا
انصاف تیرا حشر کے دن ہے خدا کے ہاتھ

بوسہ کے مانگنے پہ نجابت وہ ہیں خفا
رکھو لگا سر کو پاؤں پہ جوڑو لگا جا کر ہاتھ

نجات تخلص سید زین العابدین قصائد فارسی انکے نہایت عمدہ ہیں

یہاں تلک سر کو پٹک ہجر میں توڑے پتھر
کہ نہیں دامن کہسار میں جوڑے پتھر

آنکھیں پتھرا گئیں قسمیں ہیں ٹپکتے آنسو
جل بجھے ہجراں تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

نجات تخلص شیخ حسن رضا دہلوی مرثیہ گو مقیم ضلع سارن سنہ ۱۲ بارہ سو سات ہجری میں فوت کی

کوئی عنواں نہ دیکھا کفر و ایماں میں جدائی کا
ہر اک بت میں نظر آیا ہمیں جلوہ خدائی کا

نجات تخلص شنکر سروپ ابن رام سروپ سررشتہ دار کلکٹری فرخ آباد

کیا چل سکے گا جادۂ الفت میں زاہدا
یہ راہ وہ ہے جسمیں ہر اک کا گذر نہیں

نجف تخلص مرزا محمد عباس ولد مرزا حیدر لکھنوی شاگرد میر وزیر صبا صاحب دیوان ہیں

دیکھا کبھی نہ چشم ترحم سے سوی دل
نکلے نہ اسے نگار کبھی آرزوے دل

دیکھا نہ کبھی آنکھ اٹھا کر بھی ادھر کو
جیسے نہ کبھی چار ہوئیں یار کی آنکھیں

جوہر ترے جانباز کی کھل جائینگے جسدم
کھل جائینگی قاتل تری تلوار کی آنکھیں

نجف تخلص میر نجف علی شعراے قدیم میں ہیں

کسطرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانوں کو
ربط ہوتا ہے پریشان سے پریشانوں کو

نجم تخلص سید اشرف علی بنارسی

[illegible] عشق سے کعبہ و بادہ کا ملا ہے
نکلتا ہے وہ خورشید قیامت اپنی منزل

نجم تخلص میر نجم الدین ولد میر قمر الدین دہلوی صاحب دیوان ہیں

[illegible] دل کی نظروں میں ہو گیا غائب
ہو گیا طرفہ ماجرا دل کا

[illegible] دل اتنا بیقرار کیوں ہے
تو ذرا کہہ تو ماجرا دل کا

تری چشم خمار آلودہ کے مانند اے ساقی	اگرچہ مست ہون لیکن بہت ہشیار پھرتا ہون
یہان جو آیا ہون تو شاید مری موت آئی ہے	تیرے کوچہ مین مگر مجھکو قضا لائی ہے

نجم تخلص محمد رضا خان داروغہ خزانہ و نائب خانسامان بادشاہ لکھنؤ ولد محمد قاسم طباطبائی برادرزادہ مختار الدولہ باشندہ لکھنؤ شاگرد نظام الدین ممنون صاحب دیوان اردو فارسی ہین

انگار اوڑا رہا ہے جو مثل انار دل	دکھلا رہا ہے ہمکو خزان و بہار دل
ہے یار سے امید عبث نجم دم نزع	لیتا نہین اسوقت مین کوئی خبر دل

نجم تخلص مولوی انعام اللہ شاگرد میر وزیر صبا خلف مولوی ولی اللہ ابن مولوی حبیب اللہ باشندۂ لکھنؤ محلۂ فرنگی محل

غضب کی بے نیازی ہی نہین کچھ بولتے منہ سے	یہ بت اللہ اکبر کسقدر مغرور ہوتے ہین

نجم تخلص میر نجم الدین علی خان داروغہ ضلع جہانسی خلف حکیم ابو سعید خان

عیسے سے دوا العشق کی ہرگز نہین ہوتی	یہ وہ ہے مرض جب کوئی مرجائے تو جائے

نجم تخلص میر نجم الدین احمد خلف میر عنایت علی متوطن بریلی تحصیلدار فرخ آباد

سنا ہے اوٹھایا دنیا سے وہ آج	گرایا کل جسے تمنے نظر سے

نجم تخلص مولوی نجم الدین احمد خلف مولوی احمد علی باشندۂ چریا کوٹ ضلع اعظمگڈھ

شرم سے آتش دوزخ ہوئی پانی پانی	منفعل جرم سے جب نجم گنہگار آیا

نجیب تخلص میر بہادر علی شاگرد فراق

اگر حنا ترے ہاتھون سے خونبہا دل کا	تو لوٹگا دست نگارین سے خونبہا دل کا

نحیف تخلص حق وردی خان

فرشتہ پوچھنے مجھسے جو کچھ مزار مین آئے	تو بولون مین کبھی جب تک نہ شکل یار مین آئے

نحیف تخلص سید برکت علی مرادآبادی

ابھی مین شہر خموشان مین ڈالدون اک شور	خدا جو دے مجھے اک دم کو بھی مزار مین روح
یہان تلک تو رکھا تیرے عشق نے مجبور	کہ اپنے قابو مین دل ہے نہ اختیار مین روح

نحیف تخلص نواب مہدی علی خان بہادر خلف نواب حفیظ اللہ خان مرحوم داماد نواب احمد علی خان بہادر والی رامپور لندن کی سیر بھی کی ہے انسے کلکتہ مین ملاقات ہوئی تھی

اونکو غفلت مری جانب سے اگر کچھ بھی نہین ۔۔۔ بے خبر کیون ہوئے ایسے کہ خبر کچھ بھی نہین

نحیف تخلص محمد عوض علی خلف میر احمد شاہ باشندۂ فرخ آباد

خفا ہو کے محفل مین آئے ہوئے ہین ۔۔۔ غضب ہے کے وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہین

ندا تخلص مرزا معین الدین دہلوی خلف مرزا احمد بخش ابن شہزادۂ خجستہ بخت شاگرد مرزا اکریم الدین رسا

کیا خاک ہو بہر دوستی کی اوس سے توقع ۔۔۔ جسمین نہ مروت ہو نہ ہو پاس وفا کا

ندرت تخلص شیخ عابد علی خلف شیخ امانت علی خان باشندۂ سکندرہ ضلع آگرہ

بو گیسوے پر پیچ کی بقدر سنگھا دو ۔۔۔ مدت سے پریشان ہین پریشان ہمارے

ندرت تخلص مرزا افضل مرثیہ اور سلام مین امامی تخلص کرتے تھے

غضب ہے عشق کسو سے کسو کو پیار نہ ہو ۔۔۔ کسی کے لطف کا کوئی امیدوار نہ ہو

ندیم تخلص مرزا علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی معاصر میر تقی

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین ۔۔۔ بجاے مو بدن سے آگ کے شعلے نکلتے ہین

ندیم تخلص سید محمد عسکری متوطن کڑا ضلع الہ آباد شاگرد شاہ غلام اعظم افضل تخلص

زمین قبر سے مجھکو بڑی ندامت ہے ۔۔۔ کہ مشت خاک نہین ہے فشار کے قابل

ندیم تخلص شیخ علی قلی مرثیہ گو سے دہلوی معاصر سودا نواب محمد جعفر خان کے ہمراہ مرشد آباد مین وفات پائی

بیقرار عشق کو ہے زندگی نقص کمال ۔۔۔ مر چکے سیماب تب کشتے ہین پارا کیمیا

ندیم تخلص سید پیارے صاحب لکھنوی

جلد دو آنکھین کہین اوس رشک قمر کو میری ۔۔۔ کہ دگرگون نظر آتی ہے جگر کی صورت

[illegible] محمد علی [illegible] خلف مرزا علی [illegible] بیگ صوبہ دار باشندۂ فرخ آباد

شیرین سخنی غیر دن سے وہان کرتے ہو تم تو ۔۔ کرتا ہے یہان شور نمکخوار تمھارا

ندیم تخلص محمد شفیع ولد میر محمد رفیع لکھنوی شاگرد مہدی علیخان قبول

گرداب بلا مین پھنسے دیکھے جو بشر ناف ۔۔ دریا شکم صاف ہے دریا کا بھنور ناف
یوسف تمھارے سامنے بازار مین جو آکے ۔۔ دیکھے کبھی نہ اوسکو خریدار آنکھ سے

نزار تخلص سید قاسم علی ولد میر احمد علی شاگرد مصحفی وطن انکا مشہد بزرگوار ون نے انکی پہلے دلی مین بعد ازان فیض آباد مین سکونت کی تھی انکا مولد و مسکن لکھنؤ ہے

دل دے تو بیٹھے اوس بت بے پیر کو نزار ۔۔ پھر کیون پکارتے ہو یہ ہر دم کہ ہای دل

نزار تخلص خواجہ محمد اکرم شاگرد میر تقی میر

کیا کہیئے غرض صبر کا مقدور نہین ہے ۔۔ اک زخم نہین دل پہ کہ ناسور نہین ہے

نزہت تخلص مولوی برہان الدین باشندۂ قصبہ دیوا ضلع الہ آباد

گو تم دم مردن مرے بالین پہ آئے ۔۔ کیا ظلم کہ اسوقت بھی منہ ڈھانپ کے آئے
اک قامت رعنا کا تصور تھا مجھے صبح ۔۔ ہنگامۂ محشر کے تماشے نظر آئے

نزہت تخلص رفیع الدرجات خلف عبرت رامپوری

لالہ لالہ داغ جگر ہے صحرا صحرا وحشت ہے ۔۔ شبنم شبنم رقت ہے اور گلشن گلشن کلفت ہے

نزہت تخلص مرزا ارجمند دہلوی نامہ نویس عماد الملک نواب غازی الدین خان بہادر نظام تخلص

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا الجھاو گیا ۔۔ آپ کے قصہ تھا گریبان کو سلوانے کا

نزہت تخلص مرزا کرامت اللہ دہلوی برادر ان مرزا جمعیت شاہ ماہر

اوٹھاؤن سر پہ اگر ہو وے غم خدائی کا ۔۔ مگر نہین ہے گوارا ستم جدائی کا

نزہت تخلص لالہ رام سروپ ابن لالہ شام لال متوطن کراولی ضلع مین پوری

مہربان مجھ پہ جو وہ خورشید سیما ہو گیا ۔۔ آج روشن میری قسمت کا ستارا ہو گیا

نساخ تخلص راقم اوراق ہیچ میرز عبد الغفور

اشعار دیوان اول

شہید ناز ہون مین دیدۂ آئینہ رویان کا
گمان کیونکر نہ ہو زخمون پہ میرے چشم حیران کا

کیا ہے نفس امّارہ نے گمرہ دل کو آوارہ
ہوا ہے غول خضر راہبر اپنی بیابان کا

کسی مہرو کی فرقت مین ہوئین جو موجزن آہین
بنا ہے کشتیِ طوفان ہلال اپنی گریبان کا

سراپا زخم ہون تیغ زبان یار سے لیکن
نہین ملتا ہے مثلِ ذات حق منہ زخم پنہان کا

کیف مے سے چشمِ مستِ یار مین ڈورے ہین ابر
مجھکو دہوکا دے رہے ہین دام آہوگیر کا

اون نکیلی چتونون سے ہو گیا سینہ فگار
کیا اثر ہے ڈہال کے پھولون مین نوک تیر کا

جنبشِ ابرو سے اوسکے لوٹتا ہے مرغ دل
کام وہ صیاد لیتا ہے کمان سے تیر کا

موم دل جو ہی ستاتا ہے اوسے ہر سنگدل
شمع کا سر کاٹنا اک کھیل ہے گلگیر کا

ٹوٹ جائے رشتۂ جان اوسکا آنا ہو جو بند
آمد و رفت نفس ہے آنا جانا یار کا

کام تیرے پانون کا کب دست مانی سے ہوا
تیرا ہی نقشِ قدم نقشہ ہے روئے حور کا

پوچھو نہ حال گرمیِ حسنِ شباب کا
ہے دوپہر کو گرم مزاج آفتاب کا

اے صنم تیرے سنہرے رنگ کی تلمیع سے
پورون پہ مہندی کا چھلا خاتم زر ہو گیا

ٹکڑے پھر جوشِ جنون مین اپنا دامان ہو گیا
ہتکڑی ہاتھون مین پھر تارِ گریبان ہو گیا

سر بسجدہ گوشۂ محراب ابرو مین جو ہے
ہندوی خال صنم شاید مسلمان ہو گیا

سونے کی مول بکتی ہے زنجیر آہنی
آیا ہے اے پری جو یہ موسم بہار کا

حاصل ہے اشارون مین مزا لطف بیان کا
لیتا ہے وہ نوک مژہ سے کام زبان کا

اوسکی انگیا کی جو چڑیا کا مجھے رہتا ہے دھیان
ہے کفِ دست آشیانہ طائر افسوس کا

کم نہین ہے سان کی گردش سے دو چشم مست
سنگ ہی آنکھون کے ڈورون پر تیغ تیز کا

کون ماہیت کو سے بت پرفن سمجھا
شیخ سمجھا جو حرم دیر برہمن سمجھا

حقہ سینے مین نکلتے ہین صدائے نگین
تیری شہنال پہ شک ہے مجھے شہنائی کا

دیدۂ تر کو نہین تحریر سرمہ کا خیال
چشمۂ زمزم پہ گویا قافلہ ہے حاج کا

اوڑتے تھے اوڑتے جو خبر سن لے مری نالون کی
نکاہ جاتا اگاہ گرمی دن کبھی برسات کا
آتا جو اوسنے بند کیا میری جان گئی
ہر نگاہ مست ساقی مین ہے کیفیت نئی
جو ذکر حق مین ہے اوسمین ہی چرخ گردان سے
تنہ دہوتے مین کرہ بوجہ مسواک کیا عجب
مارا جو تیر اوسنے دل داغدار پر
کس بت حسین کا کھلا جوڑا کہ خوشبو ہے جہان
کسب گوارا کرتی ہین نازک نقش سختی کا کام
پابوس ہوا ہے جو وہ پامال ہوا ہے
ہے غلغلۂ حشر و یا شور قیامت
روز و شب کے حال کے پرچے لگا دیتے ہین روز
شاک نہین پہرتے ہین روز و شب تلاش یار مین
اتنے گناہ کرتے ہین جنکا نہین شمار
پر زہر آبلے کو مرے دل کے دیکھیے
پروانہ صفت شمع کی ہے گرد ہمیشہ
بے اثر وہ ہین کہ بس مجھکو ملایا خاک مین
ہاتھ اوٹھاتے ہین جو ہوتا ہے فلگیری کا شک
اوڑائے اوس حسن سبز خوبان کو بہار خط
اب عاشق و معشوق نے دیکھا اثر عشق
تیز ہے جسکی زبان خاموش ہی رہتا ہے وہ
درد عاشق کا نہ ہو صدمہ کبھی معشوق کا
جو ہین عالی منزلت ہے خود بخود اونکو فروغ

لال گلشن مین ہر اک مرغ خوش آواز ہوا
اک روش گھٹنا بہت دشوار ہے اوقات کا
ضبط نفس نے توڑا ہے رشتہ حیات کا
ایک سی تاثیر مین ہوتی نہین ہے ہر شراب
کہ آسیا سے ہے بجوف دانہ تسبیح
عالم کبھی کہ ہیولی ہے گویا دہن کی شاخ
پیدا ہوئی ہے شیر کی سر پر ہرن کی شاخ
مثل نافہ ہوگیا ہے مشک کا بانس اربند
استخوان کوئی چبا سکتا ہے دندان گہر
دیتی ہے خبر یار کے پازیب کی جھنکار
یا اوس بت عیار کی پازیب کی جھنکار
یار کی ڈیوڑہی کے ہرکارے ہین شمس و قمر
جب یہ ثابت ہے کہ سیارے ہین شمس و قمر
تنگ آگئے ہین کاتب اعمال دوش پر
دیکھا نہ ہو اگر گہر آبدار سبز
صورت کی طرح صاف نہین سیرت فانوس
دفن گور و نہین کبھی جو لکھے کتنے بار نقش
وصل کا دیتا ہے اب نساخ کو پیغام رقص
ہو سرمہ آئینہ رویونکی آنکھون کا غبار خط
بیتابی دل ہوتی ہے بیان ضبط نہ ہوا ضبط
نرم عالم مین نہ ہووے گوش زد قصہ شمع
مرگ پر پروانہ کی کرتا نہین شیون چراغ
مہر مہ کا چرخ پر چلتا ہے بے روغن چراغ

وہ لڑا تی آنکھ اوسنے جو کہ ہو دی سر بکف
سب ہے منہ پہ تیرے مبتلا جو تری ہے تیری ہی فدا
تیری روے صاف سی ہی میری رنگ زرد ہے
نہ آتے تم تو کب کی اے مسیحا ن کوچ کر جاتے
اوڑتے ہوے سوے دیوانہ آتی ہین پتھر
نہین ہے سختی تنگی دہر سے ایمن
مبتلا ہجران مین ہو کر بڑھ گئے غمہا ے دل
جب سے عشق مین پڑے نسلخ کہل گیا
دل کو کچھ غیر خموشی بتان یاد نہین
دلبر چھٹا کسیکا کوئی چال سے پسا
گالی سمجھے جو دے تو جلے غیر رشک سے
اوس بت کے ہجر مین جو ٹپکتے ہین اشک صاف
امید وصل و بیم ہجر مین یون دن گزرتے ہین
بہرتے جواب صاف سے ہین کاسۂ سوال
ہے وصل مین وہ زلف گرہ گیر گلے مین
دانت پنہان ہین لب شیرین مین اے شیرین سخن
دربدر اپنی نگہ پہرتی ہے ماری ماری
بوسۂ خال پہ تو دانت نہ پیس اے فناخ
چشم فتان سے جو ہے دستۂ نرگس حیران
سرمہ کی حاجت نہین چشم سیاہ یار کو
بل بے صفائی ہاتھونکی اے دلبر فسنگ
کیونکر زبان سے اوسکی نزاکت کا ہو بیان
ہون ہمیر مجھے ساقی ازل کی باعث

چشم قاتل ہے نگاہ تیز سے خنجر بکف
اے ماہ مہر وصبح ومسا ایک اسطرف یک اسطرف
چاندنی چاندنی کا پتر دہوپ سونے کا ورق
دل ودین عقل وہوش خواب خور تاب وتوان تابک
بنی ہے فصل بہاران مین مثل برگ سنگ
ہوئی ہے گوشہ گزین سنگ مین اگر گ سنگ
حیف دل افسوس دل احسرتا دل آہ دل
کوئی نہین ہے جان کا دشمن سواے دل
اسلیئے لب پہ مری نالہ وفریاد نہین
تعویذ حب وبغض ہے نقش قدم نہین
اوس بت کی دشمنی بھی محبت سے کم نہین
سنگ طفلان سے کم مری خشتمان نم نہین
عجب کچھ زیست ہے اپنی نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین
اس خضد کی بخیل بھی حاتم سے کم نہین
اب طوق گلے مین ہے نہ زنجیر گلے مین
کونسا خرما ہے جسمین استخوان ہوتا نہین
بیٹھ رہنا کبھی سائل کے مقدر مین نہین
چابنی دانتون سے لوہے کے چنے کھیل نہین
مسی لب ہے ترے ہو گئی مجلس حیران
کام کیا سنگ فسان سے تیغ جوہر دار کو
دل ہاتھون ہاتھ سے لیا مجھسے بالا کر ہاتھ
مہندی ملے سے لال ہون جس سے لگا کر ہاتھ
جام سے شیشہ صراحی خم صہبا بدلے

وہ میری عشقِ صادق کے اثر سے ہیر اُسقدر ہوئی
جو مجنون تہا وہ لیلی ہے جو لیلی تہا وہ مجنون ہے

ہوئی کیفیتِ اشراق حاصل مے کے پینے سے
پھر اک سیکنڈ ترے دور ہی مین ای ساقی فلاطون ہے

جدا معشوق سے عاشق کو کر دے
مگر دورِ فلک شورِ اذان سے ہے

لاکھ آرزو کی خون سے ہے ظالم بہرا ہوا
آبِ بقا کہان تری چاہِ ذقن مین ہے

شمعِ وا اتنک غرورِ نازِ معشوقانہ ہے
رخ پہ خطِ سبز غزلِ حسن کا پروانہ ہے

خاک پاتے مری مرقد کا نشان صبر و شکیب
بعد مُردن جو تری چاہ چہپائی ہوتی

سر چڑہا ہے اے بتِ شمشیر زن عاشق کا خون
خلق سمجھی ہے غلط پیشانی پہ سیندور ہے

کی بیان حال مین اوسکی فراموشی کی یاد
آتے آتے تا زبان تقریر آدہی رہ گئی

کعبہ سجدہ اگر ہو ترا سنگِ در اے بت
بھولی سی رہی یاد کہ سجدہ نہ کرینگے

چین پہ خون دل کو ہے جو دربدر آوارہ ہے
دخترِ رز کو دورِ ساغر جنبشِ گہوارہ ہے

اوسکو بہی میری جدائی سے ہو رنج
جانِ مشکل سے جدا ہو تن سے

اشعارِ دیوان دوم

ہوئے جو محوِ وفا کوئی بدگمان نہ ہوا
ہمارے اونکے محبت کا امتحان نہ ہوا

وہ خالِ فتنہ ہے جو فتنۂ زمان نہ ہوا
وبالِ جان ہے جو گیسو وبالِ جان نہ ہوا

یہ اعتماد رہا اونکی بیوفائی پر
کہ وہ عدو سے ملے اور مین بدگمان نہ ہوا

مگر ہے حالِ دلِ زار وصل کا مضمون
کہ پیشِ یار کبھی شرم سے بیان نہ ہوا

منہ پہ آئینہ نے قلعی بہی چڑہائی لیکن
نہ ہوا یار ترے منہ کے برابر نہ ہوا

کٹ گیا سر تو مرے حلق سے نکلی یہ صدا
سر بہی اک بارِ گران تہا نہ ہوا اچھا ہوا

دیکھتا ہون نظرِ یاس سے تو کہتے ہین
کیا کرین پاس ہمارے کوئی خنجر نہ ہوا

غبارِ خاکساران اوڑکے سوئے چرخ جاتا ہے
تعجب کیا فلک پر ہوا اگر گوشہ زمین پیدا

پردہ سے پردہ نشین جو تجہے پردہ نہ ہوا
پردۂ چشم کو رشک آیا کہ پردہ نہ ہوا

اے لبِ یار اسی کا ہے مسیحائی نام
دلِ بیمار سکا تم سے جو مداوا نہ ہوا

اک زخم دلکو لگا وہ رہے نصیب
تماشا تھا دم مردن اگر وہ ضد پہ آجاتے
آسمان خاک مین ملاتے کسکو
آئے ہین دیکھنے کے بہانے وہ نزع مین
قسمت تو دیکھنا کہ ستانے کے واسطے
ہر ایک میری جان کو آفت ہے اے ندیم
نالون سے مرے صور کا دم بند ہو آئے
ہووے گا پردہ فاش دل چاک چاک کا
روتا ہون کسکے غم مین ہین کیا بد گمانیان
رحم آگیا ہے حال پہ نساخ کے ضرور
شب فراق سے تھی بڑہ کے بیقراری رات
سونے دو ایسا نہ ہو چونکین تو ہو جائین قریب
وصل مین نساخ تم کیون چھیڑتے ہو ذکر غیر
نساخ جذب شوق کر وعدہ مگر ہے آج
جانے کا اونکو قصد بہانے مگر ہے آج
ہے معترف گناہون کا نساخ اے کریم
ہے مرنیکا یہ غم ہے کہ مجاور بنینگے
ہین نے ہر طرح سے کر دیکھا ہے گنڈا تعویذ
نقش کیا کیسا فتیلا اور کہان کا تعویذ
موت اوسکے منہ مین پانی جو آتی ہے آج
منتظر ہین وصل مین اسکا کہ اوٹھ جائے حجاب
تیری آتی ہے ان آنکھون مین نہ ٹھہرا انتظار
اوس بت پیمان شکن کی بات پر اے ہمدم

دشمن بھی رات میری طرح بیقرار تھا
تو دست یار مین نساخ دامان قضا ہوتا
تیرے دل کا غبار ہے گویا
مرنا تو اور جینے سے دشوار ہو گیا
اے ہمنشین رقیب بھی ایک آسمان ہوا
ناصح ہوا رقیب ہوا آسمان ہوا
نساخ کبھی حشر بپا ہو نہین سکتا
چلمن سے شکل اپنی نہ مجھکو دکھائین آپ
ناحق کا آہ کے نہ طوفان اوٹھائین آپ
کرتے ہین اوسکے حق مین جو ہر دم دعا برا
سحر کا خوف رہا وصل مین جو ساری رات
خفتگان خاک کو نالو جگاتے ہو عبث
فتنہ خوابیدہ کو دیکھو جگاتے ہو عبث
کیون ہر گھڑی نگاہ تری سو ہو رہی ہے آج
گردش سپہر آسمان کے رنگ دگر ہے آج
اک دن ادا ہوئی نہین مجھسے نماز صبح
گور پر بیٹھے رہے ہمدرد وفا میرے بعد
نقش باطل ہین یہ سب نقش فتیلا تعویذ
عشق صادق ہے جو پوچھو تو ہے سچا تعویذ
کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھکر
اور اونکو لائے مرغ سحر کا انتظار
شعلہ رو کہہ تو سہی سیماب تھا یا انتظار
جان مین وعدہ کہان کا اور کیسا انتظار

جان کو ٹھہرا رکہا ہے لب پہ شوق دید مین
تو اضع سے کیا ہے صیدان شہر ہی غزالون کو
مجھے گمراہی نساخ سے حیرت یہ حیرت ہے
بلائے تو اشارے سے جو اے پردہ نشین مجھکو
ہوا گرم سخن بے خوف اوس سے بزم اعدا مین
نہ جائیگا مرا خون رائگان اے قاتل عالم
کرتی ہے جو تسکین دل ناساز کی آواز
کوہی پیغام زبانی یہ نگر لایا ہے
خود بخود تم کے جو کٹواتی ہین عشاق گلے
سا تو [illegible] لفریب ہین دل کسکو دیجیے
پتا نہ سو [illegible] پروانہ کا کبہی پائے
یہ مردہ زندہ کرنا نہین ہے کہ سہل ہو
نہین ہے اب کوئی مونس ہی سے جی بہلے
ہے بوسۂ لب شیرین بہی کسقدر شیرین
طریق عشق مین ہین خضر راہ اے نساخ
ہوئے ہین لاکھون ہی ایسے کرامتین ظاہر
اپنے دلمین کیا ہی پچہتاتے ہین در کو کہو لکر
آفت ہو تم بلا ہو ستم ہو غضب ہے تم
آتی ہے اونکی جان لبون سے جو بہر گئی
تم سے ہوا نہ درد دل زار کا علاج
کیسا فغان نہ پہونچے کبہی اونکے کان تک
سودے زلف سر سے نکالین یہ جی مین ہے
سکا تم نکرار سے ہے وصل مین کیا

کر رہا ہے دیکہئے کار مسیحا انتظار
قد خم گشتہ کار تیر کرتا ہے کمان ہوکر
چلا گئے مرید حضرت پیر مغان ہوکر
کرینگی کام تیری اونگلیان گویا زبان ہوکر
رہا محفوظ مین بتیس دانتون مین زبان ہوکر
گواہی حشر مین دیگا ترا خنجر زبان ہوکر
قانون شفا ہے یہ ترے ساز کی آواز
پاسے قاصد مین ہے جبریل کی پر کی آواز
نقش تسخیر ہے قاتل تری تلوار کی باس
ابرو مژہ نگاہ جبین زلف خال خط
چراغ لیکے اگر ڈہونڈہی کو جا ہی چراغ
اے حضرت مسیح ہے مشکل دوا ہی عشق
نکل نجاے خدایا کہین یہ حسرت دل
کہ بند ہو گئے اے جان لب شکایت دل
ہمارے قبلۂ و کعبہ جناب حضرت دل
ہین ایک مرشد کامل جناب حضرت دل
شب کو مثل غیر جب زنجیر کہٹکاتے ہین ہم
لیکن کسیکے ہوتی ہو کچہ عجب ہو تم
کہنے لگے مرد بہی کہین جان بلب ہو تم
پھر کو لیسے مرض کی بتا دو دوا ہو تم
ہم جانتے ہین نالو ٹرے نارسا ہو تم
کب تک ستا کرین یہ بہلا کیا بلا ہو تم
مین تو بس ایک ہی نہین مین نہین

نہ مرے لاکہہ بار تو نے کہا
وہ سما جاتے ہین مانند نظر آنکھون مین
اوسکے حسن نمکین کا یہ سمایا ہے خیال
مین تجہ نہین ہون بوالہوس مین تو نہین ہون بیوفا
کیون نہ کرین بہانہ وہ پاس ہمارے آنے مین
شکوہ ہمارا کیون کیا نام ہمارا کیون لیا
برابر اوسکو شب ور وز وصل یار مین ہے
تم سے ڈرتا ہون کہین توبہ نہ آئے نوبت
دم تزئین جیسا جو شا نے کو
آہ سوزان سے دل ہوا ٹھنڈا
جل اوٹھے اور آگ دل مین مرے
ہون وہ افتادہ نقش پا کی طرح
نہ بولو منہ سے مگر آنکھو نسے سلام تو لو
جل بجہا خاک ہوا مٹگیا برباد ہوا
خاک معشوق کو ہو عاشق دلسوز کا غم
اے سکندر کس سے مانگون داد ماتھون سے تری
آئینہ کی اوٹ کر لی میری صورت دیکھکر
بزم مین اوسنے اوٹھا کر آئینہ دیکھا جو منہ
لی نہ اوس آئینہ رو نے وصل مین کروٹ ادہر
کیا صفائے سینہ سے جو نظر آتی ہو صاف
ہجر مین خوب وقت پر پہونچے
بیباکیون سے آتی ہے صاحب حیا مجہے
یہ وقت وہ ہے عشق کی مٹی خراب ہے

خاک اثر تیرے مرگ مین نہین
کرتے ہین دیکھتے ہی دیکھتے گہر آنکھون مین
خواب کا بہی نہین ہوتا ہے گذر آنکھون مین
مین تو نہین ہون کچہ رقیب گہر مین مجہے بلائین کیون
یہ تو نہین عدو کا گہر جسکے یہان وہ آئین کیون
ہمسے نہین ہے لاگ اگر غیر و نسے وہ لگائین کیون
مگر رقیب کے سر پہ یہ آسمان نہین
آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم مجہکو
زلفین اولجہین مرے ہنسانے کو
ہین دم سرد جی جلانے کو
اشک و ڈرے تھے جو بجہانے کو
ننگ سمجہا ہون سر اوٹھانے کو
تم اپنی چشم سخنگو سے کوئی کام تو لو
شمع نے تو بہی نہ لی کچہ خبر پروانہ
شمع ہنستی تھی کہڑی رات سر پروانہ
کیا بگاڑا ہے حسینون کو بنا کر آئینہ
وائے ناکامی بناتا سکندر آئینہ
ہوگئے حیران جوان و پیر پشت آئینہ
شور دل ہے نالہ شبگیر پشت آئینہ
آئینہ مین ہے عیان زنجیر پشت آئینہ
اے اجل مرحبا جزاک اللہ
تم بہی خدا کی شان کہو بیوفا مجہے
اب بوالہوس بہی کہنے لگے بیوفا مجہے

مر جاؤن مین تو ترک کرین وہ رقیب کو
کرتے نہین ہین بات شب وصل کیا کہلے
نہین ہم سمجہتے ہین زلف دراز بہی اوسکو
جو سون سے جان دیتے ہین مرنا نہین نصیب
سہے بات ایسی ہی کچہ تو کہ بزم یار مین جب ہون
تدبیر اپنی جان کی اقتد کیا کرین
کبہی طور پر سجاؤن ارنی کہون نہ ہرگز
زلفین سنبل نے سنواری ہستی سوسن نے ملی
جمع جو عشاق ہین اور پڑہتے ہین ہر دم ورد
سہے تیرے عشق کی سب مرد و زن ہین دہوم ہے
گل سے بلبل کو محبت سرو کو قمری سے عشق
کرتی ہے بہار ہر دم ہر لحظہ نئے فتنے
بہار آئی ہے اے شاخ چمن سے نکل جاؤن
کسکو منظور ہے دشمن کی دعا کا احسان
بہرا جاتا ہے شورش شوق سے دل
جلاتی ہے مردون کو وہ چشم کافر
پہڑکتی ہین شاخ جو اپنی آنکہین
یون محبت وہ جتاتے ہین مجہے
ہوتے ہین پردہ در پردہ راز
تہ ہوا نقش محبت کا اثر
کہتے ہین عاشق صادق مجہکو
کشمکش مین جو پہنسا زلفون کو سلجہا کے
خاک آلودہ لباس اپنا جو دیکہا کی وفا

بس جانتا زبان ہی مری حق مین سود ہے
عقدہ دہان یار کا دشمن کا راز ہے
شب فراق بڑی بد بلا ہے کیا کہیے
حاصل یہی ہے الفت زلف دراز سے
عدو سمجہتے ہین منہ مین مری زبان نہین ہے
آتی نہین فراق مین کیا موت مر گئی
مرے دم مین دم کہان ہے کسی تاب لن ترانی
آمد فصل بہاری کی چمن مین دہوم ہے
نقش پائے یار کیا قبر دل مرحوم ہے
لیلی و شیرین و قیس و کوہکن مین دہوم ہے
فصل گل مین رسم یاری کی چمن مین دہوم ہے
پیری یہ فلک کی ہے یار دنگی جوانی ہے
بر رنگ نالہ زنجیر مین بند سلاسل سے
میری مشکل نہ خدایا کہین آسان ہووے
سراپا تمنا ہوا چاہتا ہے
فرنگی مسیحا ہوا چاہتا ہے
کسی سے اشارا ہوا چاہتا ہے
چشم دشمن سے چہپاتے ہین مجہے
بات پردے سے سناتے ہین مجہے
مثل تعویذ جلاتے ہین مجہے
اپنے نزدیک بناتے ہین مجہے
دل صد چاک اولجہتا ہے ترے شانہ سے
گرد ہے یا سرمہ تسخیر پیراہن مین ہے

ہجر مین کیا کیا مجھکو جلایا — سروہی دل باد سحری سے
دیوانہ ہون وون جو تشبیہ — آگ وہ ہونگے نامہ بری سے
گاہے جلایا گاہے مارا — خوش نگہی سے بدنظری سے
شانے نے سلجھائین وہ زلفین — اولجھا مین آشفتہ سری سے
خاک خبر لے میری وہ غافل — بیخبری سے بیخبری سے
گھڑی بھر بھی جو بیفکری مین گزرے — خضر بہتر ہی عمر جاودان سے
مدت پہ راز پند و نصیحت کا اب کھلا — نساخ مجھکو راست وہ ناصح کے گھر ملے
تم دشمن بد مین سے جو پردا نہین کرتے — اچھا نہین کرتے ہو یہ اچھا نہین کرتے
کرتے نہین ہم گل کی روش چاک گریبان — بلبل کی طرح عشق کو رسوا نہین کرتے
کیا جانیے کیا اونکو گمان ہے کہ ہمیشہ — وہ بیخبر آجاتے ہین وعدہ نہین کرتے
شرمانے لگے کیون دل صد چاک سے میرے — چلمن سے کبھی آپ تو پردا نہین کرتے
کیا مین ہی گنہگار ہون آنکھین نہ ملا لو — اغیار تمھین بزم مین دیکھا نہین کرتے
گر کہیے کچھ تو بولیے کیون وصل مین چپ ہین — کہتے ہین کہ ہم آپ کا کہنا نہین کرتے
بے مہر ہین بیدرد ہین بیرحم ہین نساخ — اصنام ذرا خوف خدا کا نہین کرتے
مجھسے کرتا ہے جو خوش چشم اشارا کوئی — بزم مین ہاے بگڑ جاتا ہے کیسا کوئی
رشک اونکو بھی ہی جو باغ مین دیکھین یہ حکم — مجھسے گل تک نہ ہنسے بولے نہ غنچا کوئی
پردۂ دیدہ و دل مین ہو تمھین جلوہ نما — کیا چھپائین کہ نہین آپ سے پردا کوئی
وصل مجھکو نہ ہوا اور نہ دشمن کو فراق — ہاے نکلی نہ مرے دل کی تمنا کوئی
مشکل آسان جو ہوئی دیکھ کے اونکو مرنے — بولے وہ ہاے نہ آئی تو نہ مرتا کوئی
اپنی دیکھی ہے نگاہ غلط انداز بہت — چھین سکتا ہے مرے دل کو بھلا کیا کوئی
ہے عجب دور کہ ہر ناکس و جاہل نساخ — زعم مین اپنے کوئی میر ہے سودا کوئی

نسبت تخلص منشی رگھناتھ پرشاد متوطن شاہ آباد شاگرد محمود عالم مقصود

استخوان ہر ایک سوز غم سے جلکر رہگیا — شمع کے مانند دل غم سے پگھل کر رہگیا

نسبت تخلص میر احمد علی مرحوم ریختی گوے لکھنوی صاحب دیوان ہین

انسے دوگانا وہ اگلی آنکھہ نہین
تجھسے تیری یہ پھر گئی ہے آنکھہ
پل ہر اک شخص سے جو کرتی ہے
کسی بانکے سے کیا لڑی ہے آنکھہ

نسیم تخلص نسیم اللہ باشندہ میرٹھہ شاگرد حافظ قطب الدین مشیر

دم بدم آج دم سرد جو بھرتی ہو نسیم
یاد شاید چمن کوچۂ جانان آیا

نسیم تخلص مولوی حکیم نسیم اللہ خلف حکیم محمد علیم اللہ باشندہ کول عدالت کول مین وکالت کرتے تھے

بے سبب ہر کس و ناکس سے لڑا کرتی ہیں
اپنی آنکھون کو ذرا اوبت پرفن سمجھا
نسیم اون سے کہتا ہون گر بات کوئی
تو کہتی ہین کیا کچھ سنا چاہتے ہو
گن گن کے روز کرتے ہین وہ عاشقونکو قتل
ہر روز اونکے کوچہ مین روز شمار ہے

نسیم تخلص نواب محمد حسین علی جاگیردار ہرلور متعلق الیسور

عاشق ہون زلف کا مین گنہ کیجیے معاف
گر کچھ خطا کی بات زبان سے نکل گئی

نسیم تخلص گلزار علی

غیرون کے ساتھہ اوسکی تو ساری ہو تیاک ہے
اک ہم ہی ای نسیم اوڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص دیاشنکر پنڈت کشمیری ولد گنگا پرشاد باشندہ لکھنو صاحب مثنوی گلزار نسیم شاگرد آتش اپنے مذہب کو ترک کرکے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے مثنوی انکی نظر سے گذری

ذلت ہے جو پھیلاے بشر پیش بشر ہاتھہ
یارب نہ کبھی ہاتھہ کا ہو دست نگر ہاتھہ
کس سوچ مین ہو نسیم بولو
آنکھین تو ملاؤ دل کہان ہے

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھہ دہلوی پیشکار نظارت دربار شاہی نبیرہ راجہ رام ناتھہ بہادر شاگرد رنگین

قتل ہاتھون سے ترے یہ دل رنجور ہوا
درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا
مدت سے جدا ہم سے دل آرام ہمارا
بانا ہے نہین تب سے دل آرام ہمارا

سی مالیدہ دندان یار کے کیسے چمکتے ہین
تعجب ہے کہ تارے ابر مین کیونکر چمکتے ہین

نسیم تخلص پنڈت برج ناتھہ اکبر آبادی

کسی کو دیکھنے منظور ہو جو خار مین روح
تو آکے دیکھیے یہان میرے جسم زار مین روح

نسیم جاے اگر باغ مین وہ جان جہان
ہر ایک گل مین پڑی جان ہر ایک خار مین روح

نسیم تخلص اصغر علی خان دہلوی بن نواب آغا علی خان مقیم لکھنؤ شاگرد مومن خان اشعار انکے اچھے ہوتے ہین لکھنؤ مین انکے شاعری کا بڑا شہرہ ہے دیوان انکا نظر سے گزرا ۱۲۸۲ بارہ سو بیاسی ہجری مین انتقال کیا

ہون عاشق دیوانہ جو معشوق خدا کا
غل نالۂ زنجیر مین ہے صل علے کا

جب دیکھیے قرار نہین ایک شکل پر
میرا سا اب تو حال ہوا روزگار کا

اونھین ہٹ تھی مجھے خواہش رہا جھگڑا نہین ہان کا
وہان واہن نہین یہان صاف تھا مطلع گریبان کا

حیا بڑھنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا
اشارا ہوکے رہجاتا ہے ہم پر مہربانی کا

کبھی آغوش مین رہتا کبھی رخسارون پر
کاش اے آفت جان مین ترا آنسو ہوتا

منہ میرا نہ کھلواؤ کہ ہوجائینگے لب بند
دیکھو بہی اچھا ہے کہ مین کچھ نہین کہتا

صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر
ہاے منہ دیکھیے گا اگر وہ مسلمان میرا

کیون ڈراتے ہین یہ واعظ کہ خبردار رہو
کیا جہنم بہی کوئی کوچۂ جانان ہوگا

کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
کہ بالائے زمین کیا کیا نہ ہوگا

دیکھو رقیب آئے دیکھو رقیب آئے
کیا منہ اب آپ کا ہے جو منہ چھپائے گا

نہ گھوریئے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب دل مین سمجھ لو اگر ملال ہوا

افشاے محبت کا جو تھا خوف تو ہر اشک
آنکھون مین نہان تھا کوئی دامن مین چھپا تھا

جب مین بیتاب ہی سمجھ گھبرایا تشفی اسنے کی
مونس جان حزین شب بہر ترا اقرار رہا

بیکسی اپنی وہ رونا تیرا
مجھکو ہنگام سفر یاد آیا

گلے مین بخت کے اونکا بہی کچھ قصور نکل آیا
ہوئی تھی صلح کس مشکل سے پہر جھگڑا نکل آیا

یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی
پردہ پڑا جو یار نے پردہ اوٹھا دیا

نام میرا سنتے ہی شرما گئے
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا

صاف اللہ گر رہے تو جدائی
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا

واے قسمت کہ رہے بیچ ہی میں ہمکنار
کس لیے تکلیف کی ہے آپ فرمانے گیا

ایک بوسہ بھی نہیں اچھی طرح لینے دیا
بولے جھنجھلا کر اجی بس دم مرا گھبرا گیا

اللہ رے بیکسی کہ یہ نوبت ہے آج کل
ارمان تک بھی دل سے ہمارے نکل گیا

دشمنی کی مجھ سے میری از رہ یاد شوق نے
اضطراب ایسا بڑھا آخر کو بیدم ہو گیا

منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
مانند قول یار میں بے اعتبار تھا

آنکھوں میں ہے لحاظ تبسم فزا ہیں لب
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ

ہوتی ہیں جوش عشق میں جذبہ تمنائیں
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیم تن درست

کہتے ہیں مجھکو دیکھ کے خاموش ہیں ہے
کیوں چپ کھڑے ہو سامنے دیوار کی طرح

کسقدر خاطر عدو ہے ہے دشمن ایسند
جز اجل کچھ نہیں کرتا تیرا بیمار پسند

ہاتھ میں خنجر کمر میں تیغ تیز
یہ ارادہ ہے ایک مشت خاک پر

بوسے گر ہنسنے لیے ہیں تو دیے بھی ہم کو
جھٹ گئے آپ کے احسان سبھی برابر ہو کر

کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب مرگ
کیا کیا اٹھائے ہیں شب غم میں قضا کے ناز

دیکھ او قاتل بسر کرتے ہیں کس مشکل سے ہم
چارہ گر سے درد نالاں درد سے دل اور دل سے ہم

برق نے اک طرز بیتابی مرا سیکھا تو کیا
سکیڑوں باتیں ہیں ایسی خاطر ناشاد میں

موت کا ہے کو قیامت تک ب آئیگی ہمیں
سخت جانی حضرت عیسی بنائیگی ہمیں

شوق شراب و خواہش جام و سبو نہیں
ہے سب حرام جب سے کہ پہلو میں تو نہیں

بوسہ ہم آج مانگتے ہیں
کرتے ہیں قسمت آزمائی

برہم ہیں وہ غیر بے حیا سے
مانگیں کچھ اور بھی خدا سے

اچھا اچھا عدو سے ملیے
جاؤ جاؤ اجی بلا سے

ارمان نکلنے نہ پایا کچھ عاشق مضطر کے
آنسو نہ مرے پونچھ رو لینے دو جی بھر کے

ہوتا یہ خطرہ کہیں پسند نہ ہو ان
گالیاں بھی مجھے سنا نہ سکے

جب اور کسی پر کوئی بیداد کروگے
یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے

کہا مین نے تنہائی ہے بات سن لو
کہا ہنسکے تم کو تو سودا ہوا ہے

سفر ہے دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے
نسیم جاگو کمر کو باندہو اوٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے

دیتے ہو بوسہ تو کہین لاؤ بہی
خیر کسی طرح سے شرماؤ بہی

یہان تک تہی حریص نالہ بلبل
نکالی بیضے سے منقار پہلے

نسیم تخلص محمد یعقوب ولد حافظ غلام احمد نکہت تخلص خواہر زادہ عبد الحکیم بسمل شاگرد عبد الکریم سوز

نہ اوٹھاؤ نسیم کو در سے
جانیو خاکسار ہے اپنا

ہوگئے خاک ہم وے ظالم
دل مین تیرے غبار ہے ابتک

کوئی نبہتی ہے اسطرح کہ سدا
اک نہ اک بات پر لڑائی ہے

نشاط تخلص میرن شاہ درویش مقیم دہلی بیس برس ہوئے کہ انتقال کیا

لگے ہو بیٹھنے اوس بیوفا کے پاس بہت
نشاط آپ کو یہ کیا خیال آیا ہے

نشاط تخلص مولوی الہی بخش باشندہ کاندہلہ فقیہ بے بدل تہے دہلی مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علم کی تہی

تیغ ابرو کا اگر کچہ بہی اشارا ہوجاے
آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہوجاے

نشاط تخلص ایشری سنگہ کایتہ عرف بسنت سنگہ ولد لالہ سندر داس شاگرد رنگین و انشاء اللہ خان

کوئی تڑپے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا
ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا

پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط
ہاتہہ سے ہاتہہ لگ نہین جاتا

نتہہ کے حلقے کا دیکہکر عالم
ناک مین آرہا ہے میرا دم

آشنائی تجہسے کیا کی مجہسے نادانی ہوئی
دوستی میری ہی آخر دشمن جانی ہوئی

جسے چاہے ہے دل اپنا قیامت خوبصورت ہے
پری ہے حور ہے تصویر ہے محبوب صورت ہے

اے بتو ہم نہ پہرے پاس وفا سے اپنے
جو کیا تم نے سو تم پاؤ خدا سے اپنے

نشاط تخلص لالہ اجودھیا پرشاد فرخ آبادی خلف لالہ ایسری پرشاد

قلق و یاس و غم و سنج و الم درد و بلا	اور کیا عشق سے انتہا ہے دل ناشاد آیا

نشتر تخلص میر امداد حسین ولد میر حامد علی باشندۂ لکھنؤ شاگرد خواجہ وزیر ایسے مرشدآباد مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

یاد آئی سرکشی جو تری برشکال مین	بجلی کیطرح ہونے لگا بیقرار دل

نصرت تخلص لالہ گوبند رائے کا منجھہ شاگرد نصیر

کمر کا خیال اوسکے جب آ گیا	تو سب نے کہا یہ عدم کو چلا

نصرت تخلص غلام نبی خان خلف حکیم مشرف علی خان باشندۂ فیروزآباد ضلع آگرہ شاگرد صمد علی حسرت

یاوری پر ہے آج کل تقدیر	ورنہ مین اور کوچہ دلبر کا

نصیر تخلص نصیر الدین غوثی جلیسری

گلبدن پھولونکی چھڑیونسے کرے ہے اہتمام	حاکم فصل بہار اب ہوکے آئی ہے بسنت

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو ولد شاہ غریب اللہ سجادہ نشین شاہ صدر جہان علیہ الرحمۃ شاگرد میر محمدی مائل آخر عمر مین حسب طلب دیوان چندو لال حیدرآباد دکھن کو گئے وہین وفات پائی مضامین عالی و تازہ خوب باندھتے تھے سنگلاخ اور مشکل زمینون مین اونسے بہتر کہنے والا پیدا ہوا نہین انکا دیوان نظر سے گزرا

پشت لب پر ہے تری یہ خط ریحان ایسا	منہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خوان ایسا
سبز بختی کہون کیا اپنی کہ جھٹ جان گئی	پڑھکے افسون جو کھلانے کو مین لایا بیڑا
یون دل صد چاک کو نسبت دیدۂ تر بھیجا	یہ گل پژمردہ ہے اسکو چھڑک کر بھیجا
فلک پہ دیکھ مری دود آہ کا ٹکڑا	گھٹا ہے شرم سے ابر بہار کا ٹکڑا
دیکھی جب اپنی صورت وہ پری پیکر لگا	بنگیا آئینہ جوگی منہ کو خاکستر لگا
کیا کہیئے نصیر اپنی قسمت کا لکھا یہ بھی	اوس شوخ سے جو قاصد خط بھی نہ لکھا لایا

بسوجہ یہ دل زلف گرہگیر مین اولجھا
تیر خاکی سے نگاہ سرمہ آلود اوسکی دیکھ
قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
کمان و تیر نمط مجھکو ربط تھا اوس سے
ٹانکون سے زخم پہلو لگتا ہے کنکھجورا
باز آ کہین اب سگ صفتی سے نفس شوم
شب دیکھ کہکشان کو جی مین خیال آیا
جینے کے لیے جنبش لب کا ترے کشتہ
نہ سمجھو کہ آغاز خط عارضی ہے
ہے ذوق سا قبالے کے نشار کا
گرفتار تعلق نقطۂ پرکار آسا ہون
پہ کیا ہی کہکشان اسکو نہین کوئی بتانے کا
آہ کچھ ہمکو نہ تھی فرصت یکدم کی خبر
یون اشک رہین پر ہین کہ منزل مین پہونچکے
نکلی تھی دم تیشہ زنی کوہ سے آواز
سچ بتا مجھکو تو سوفار خدنگ قاتل
ہے عجب جوہر کا عالم اپنی رشک حور کا
چھوڑا نہ تجھے نے رام کیا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
نہ پھر طواف کعبہ گئی نہ معتکف بتخانہ ہوئے
کھینچ اوسکو نہ لایا جذبۂ دل تاثیر نہ کچھ نالی نے کی
اوس لب کا لیا بوسہ نہ کبھو ہیہات نہ لپٹا پاؤن سے
مجنون تو پھرا جنگل جنگل فرہاد نے چیرا کوہ دلا
دست پرنور جو تیرا یہ ارادہ کرتا

دیوانۂ شامت زدہ زنجیر مین اولجھا
مرغ دل سہمی ہے کیا ہوگا نشانا تیر کا
چھڑی سے سر و چمن بیٹھا فقیر ہوا
جب اوسنے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
مت چھیڑ میرے دل کو بیٹھا ہے کنکھجورا
گھر مین مری رحمت کا فرشتا نہین آتا
کیا کا سۂ فلک مین افسوس بال آیا
منت کش اعجاز مسیحا نہین ہوتا
خدا جانے کیا اسکا انجام ہوگا
پھندا بناؤن کیونکہ نہ بارش کے تار کا
مین اپنی چار دیواری سے باہر ہو نہین سکتا
نشان ہے پشت شبدیز فلک پر تازیانو کا
اے حباب لب جو تونے یہ عقدہ کھولا
جون قافلۂ ریگ روان اوٹھ نہین سکتا
فرہاد یہ دشمن ہے تری جان کا لوہا
لہو کس کس کا پیے گا دہن سرخ ترا
سر و مین خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا
ہے توبت کا فر بخدا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہو
کیا شیخ و برہمن ہم نے کیا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین دونون کا شاکی ہو رہا یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہوا
دل تجھسے برنگ پان و حنا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
مین آہ رہائی دست و پا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا
پنجۂ مہر کا کیا شغل تھا کہ پنجا کرتا

فتنۂ تر سے مرے اوٹھنے نہ کی ہم چشمی *
کشتۂ ناز کو کرتی ہے تری چشم احیا
رات اوس بت کا ہوا بوسۂ رخسار نصیب
قشقہ اوس بت کی جبین پر جون الف یاد نہین
جن سے آگاہ اگر مغرور خوبون کو کیا
گو ہین یار و ہم پر عشق سے خالی نہین
پاے بوسی پر نچا اے شمع تو گلگیر کے
کب چشم یار سے ہو دل زار کا علاج
سرگرم نالہ کونسا گذرا ہے اے نسیم
بیٹھا ہے کیا تو منہ کو کیے غنچہ وار بند
چشم خون افشان عاشق قمقمہ ہے رنگ کا
خال چشم ایک یہ تعویذ نظر ہے تیرا
اوس شعلہ خو کی بزم مین مت کہیو جان پہ
ٹوٹا ہے عشق یون تری اس ناتوان پہ
اوٹھہ کہین بیدار ہو کس نیند سوتا ہے نصیر
چرائی چادر مہتاب شب نے کس نے چھو نیر
نہ سمجھو دانۂ تسبیح مین گولی یہ زنجیر ہی
ہے آفتاب سے یہ خم چرخ سا قیا
کیا اسی تحفہ کے قابل یہ گنہگار رہتا آہ
وسمہ حنا لانے کا گمان یہ ہے کہ کرتا ہے تیز
سمجھتا ہے یار کا شمشیر اے فلک
اور ہی کچھ نہین ہے یہ رنگ سبز
خیال زلف بتان مین نصیر بیٹھا کر

ورنہ پانی کو رگ ابر کو پتلا کرتا
یہ فرنگی تو ہے اعجاز مسیحا کرتا
جھوٹ بولون تو خدا اسکا نہ ہو دیدار نصیب
دیکھلو شق القمر انگشت پیغمبر سمیت
گاڑہی دینا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت
رکھتے ہین خاکستر افسردہ کو اخگر سمیت
عاقبت تاج زر آلودہ یہ کیا سر سمیت
بیمار سے ہوا نہین بیمار کا علاج
بہاگی جو آہ سرد پھرا اوسکی گلی سے آج
اتنا ہنسی مین ہم سے نہ ہوگا غدار بند
دیکھیے کیونکر رہے گا جیب اور داماں سفید
چشم بد دور لگی کسکی تجھے یار نظر
اے شمع لا نہ حرف شرارت زبان پہ
گرتا ہے جسطرح سے ہما استخوان پہ
ہے سفر درپیش غافل فکر زاد راہ کر
کٹورا صبح دوڑ آنے لگا خورشید گردون پہ
کمر باندھی ہے زاہد لشکر عصیان کی شبخون پر
شغل سبو سے خانۂ خمار سر بہر
تم مری قتل کو لائے جو سفر سے تلوار
میری تربت کی سدا لوح حجر سے تلوار
نقشون سے نعل کے ہین زمین پہ ہلال چار
سر جبین رات یہ تارون بھری آئی سپہر
گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

یہ غلط ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے
ہے سر دار پہ بھی گردن منصور دراز

ہو چکی باغ مین بہار افسوس
آہ اے بلبلو ہزار افسوس

طوفان ہے اس دیدۂ پرآب کی گردش
پانی بھری ہے دیکھ کے گرداب کی گردش

دل صید ہو گیا تیری پریشان نظری سے
کرتا ہے خطا ہووے اگر تیر کو جنبش

دریا دلون کو ہم نے نہ دیکھا کہ جون گہر
ہون بہر آب و دانہ کبھی آشنای حرص

نادان تلاش دانہ نکر مثل آسیا
ایسا نہو کہ تجھکو جہان مین پھرائے حرص

نہ تو مہتاب ہے نہ مہر درخشان عارض
رحل یہ خط ہے ترا جس پہ ہے قرآن عارض

جیسے قرآن پہ ہو سبز غلاف مخمل
یون خط سبز مین ہین تیرے یہ پنہان عارض

ان دو شعر رقمزدہ بالا کو صاحب سراپا سخن نے غلطی سے مولوی کرامت علی اظہر شاگرد شاہ نصیر کے نام سے لکھا ہے

آزاد کسطرح سے ہے تو سرو بوستان
کھینچے ہے بیٹوا تو سراسر جبین پہ خط

خاک اب پروانۂ دلسوز رکھی تجھسے چشم
تیری آنکھون پر تو چربی چھا گئی اکبار شمع

آسا تھا شتاب تری انتظار مین
بڑھتا ہے بیان و عاسے قدح جام اب تلک

سرگشتہ گو ہون صورت پرکار پر کبھو
باہر رکھا نہ گھر سے کوئی گام اب تلک

صیاد مین وہ صید ہون ہے جسکے حال پر
صد چشم مہر سے نگران دام اب تلک

عاشق ہوا ہے کسکو ہوا ہے شکست رنگ
دل کی شکستگی سے بنا ہے شکست رنگ

کرے ہے کشور دیوانگی کو سر رگ سنگ
طناب خیمۂ مجنون بنی ہے ہر رگ سنگ

روشن وہ چند مہر سے ہے اپنا داغ دل
اے شمع عکس مہر نبوت ہے داغ دل

بلبل ہزار حیف نہ ہو ہمکنار گل
اور مفت مین نسیم تو لوٹی بہار گل

کب دل ہے پھولون سے ہمارا ہمہ تن چشم
نظارۂ ساقی کو ہے مینا ہمہ تن چشم

اے تیر فگن ہم ترے ہاتھونکی ہین قربان
تو دی کسطرح ہمکو بنایا ہمہ تن چشم

برقع کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہے تو باتین
اب مین ہمہ تن گوش بنون یا ہمہ تن چشم

فساد خون اسی سے ہوتیا ہے داوسکو گلشن مین
صبا کر تو ہوا خواہی سے درمان گل و شبنم

ابھی لڑکا ہے وہ ہے بیخبری کا عالم
ہوا سے زلف یکسو ہو تو خال رخ دیکھتے ہین
بربادرفتگان محبت کی خاک سے ہے
سرکشی بیوجہ کچہ کرتی ہین زلفین آپ کی
یہ وجہ ہے کہ خط ترے تشنہ پر عیان نہین
دریا مین گھر ہے خضر علیہ السلام کا
بیٹھا ہون فرش خاک پہ مانند نقش پا
پایا نصیب گلشن ہستی سے یہ ثمر
سر مژگان سر وقت نالہ آنسو کو ترستے ہین
جنگجو رکہا نہ کر تو تیر سید ہے ہاتھہ مین
کبھو نہ اوس رخ روشن پہ چہاسیان دیکھین
جو وقت بوسہ کے وہ آگیا دہان تنہ مین
مرے حضور یہ لوٹی ہین تیری چہاتی پر
اوسکے تیرون کی ہین یون سینہ کو لسی سیکان
دل اپنا کیون نہ ہو بیکر جہان مین جون گھر قانع
غنچون پہ اوس پڑگئی یکدست صبح دم
حلقہ یہ تیری چشم پرافسون کا دشت مین
دانشمند نہین ہے غنچہ تصویر کی طرح
دم غنیمت ہے کوئی دم کی یہ صحبت ہین
تو ہمکو دکہاتا ہے مہ نو کو عبث چرخ
اوسنے تو ڈبویا مجھے اور اسنے جلایا
سب سے ملا نہ ابر و ہم سے نفاق رکھو
آہ مژگان سے نہ کاوش کرو اے طفل سرشک

دیکھنا ہوگا جوانی مین پری کا عالم
کبھو بدلی گھر آتی ہے کبھو تارے چمکتے ہین
اسے قیس دشت مین یہ بگولا اوٹھا نہین
مجھکو سوجھی ہے کہین اب بار یہ کہا وین نہین
آتش جو شعلہ زن ہو تو اوٹھتا دہوان نہین
عکس خط اوسکا آئینہ سکے درمیان نہین
کیونکر اوٹھون جگہہ سے کہ منزل رسیدہ ہون
بارگنہ سے صورت شاخ خمیدہ ہون
یہ سچ ہے جو گرجتے ہین وہ بادل کم برستے ہین
دست جیب مین رکہہ سپر شمشیر سیدہ پایا
گھٹائین چاند پہ سو بار چہائیان دیکھین
تو لوز بستہ بنی ہے میری زبان منہ مین
جو پہونچی ہاتھہ تو بدلا لگی کے پاریمی لون
جیسے شاخون پہ نظر آتین چمن مین مرچین
تلاش آب ہے ہمکو نہ فکر دانہ رکھتے ہین
شبنم کی دیکھکر تری اس سینہ بند کو
دام بلا ہوا ہے غزال رمیدہ کو
کیا جانے کیا ہوا دل آفت رسیدہ کو
تجھسے پھر ملنا خدا جانے ہمارا ہو نہ ہو
ناخن جو تراشیدہ ہو کب عقدہ کشا ہو
ہو خانہ خراب آنکھہ کا اور دل کا برا ہو
اس دوستی کو اپنی بالا طاق رکھو
جسکے سایہ مین رہو اوسکا برا چاہتے ہو

دیجے دل مین کیون جگہہ اس آہ بی تاثیر کو
مت ستا ای زلف اتنا عاشق دلگیر کو

آب و دانہ چاہیئے ای رہرو جون اشک ساتھ
کیا بوسہ رخ لون مین کہ بالی کی تری گونج

پامال ہوکے کون سُنی سخت گالیان
زندگی مشکل ہے دستِ اشک سی پانی مجھے

کشتیٔ دل غرق ہوجائے نہ کس صورت سی آہ
سودا بازارِ محبت یہ نظر آیا مجھے

پروا نہین پروانہ کے جلنے کی تجھے آہ
کیونکر نہ یہ شدہ ہو دلا افعی گردون

دلِ صد چاک عاشق کو بناتا ہے گلِ بازی
جو گرا قطرۂ خون وہ بھی انا الحق بولا

وحشت سے مجھے اتھا اوٹھائی نہین جاتی
زلف مین دل جو گرفتار نظر آتا ہے

اے غافلو دم ازدہ صفت آئی جاتی ہے
کشتہ ہون تیغ نگہ کا تیرے اے زہرہ جبین

کی اوسکی دل مین آہ نے تاثیر عاقبت
افشا سے راز دیدہ و دانستہ کر دیا

شرحِ مطول اوسکی فقط زلف ہی نہین
ہوتا ہے ترے چہرۂ روشن کے مقابل

پر درمیان سے اوٹھا دے حجاب کا پردہ
قبا دیکھی ہے بھلکاری کی شب کس ماہ پارے کی

[illegible]

جسمین پیکان بھی نہ ہو رکھنا ہی کیا اوس تیر کو
سرکشی کو چھوڑ کا فرمان اپنی پیر کو

کام منزل تک چلی زاد سفر اتنا تو ہو
ہے تپش زنی مین مجھے گرد دم سے زیادہ

رفتار تو یہ کچھ ہی تری گفتگو سو وہ
قتل یہ اکدن کرے گا طفل ورزانی مجھے

موج طوفان ہی تمہاری چین پیشانی مجھے
دل کا جب سودا ہوا تب ہو گیا سودا مجھے

اے شمع کوئی خاک لگن تجھسے لگاوے
مہتاب جو ہر شب قدح شیر پلاوے

جو کھیلے جانبر وہ اوس بتِ گلفام سی کھیلے
بعد مردن بھی نہ حق گوئی منصور سے چھیے

پڑتی ہے مرے پاؤن سلاسل کئی دن سے
بال بال آہ گنہگار نظر آتا ہے

جیتو کہ نخلِ عمر کو یہ کھا سے جاے ہے
چاہیئے بہرِ کفن چادرِ مہتاب مجھے

اِس نخل سوختہ نے دیا ہے ثمر مجھے
ہرگز یہ تجھ سے چشم نہ تھی چشم تر مجھے

خط بھی لگے ہے حاشیۂ مختصر مجھے
ہم شہر بدر راہ کو اے یار کرینگے

بلا سے تیرے اگر ہم رہے رہے نہ رہے
فلک جو کاٹ ہنسے سیکھا ہے بوٹی چاند تارے کی

[illegible]

دل کا کیا دل بہلا زلف چلیپا ٹھہرے — تجھ تیرے گا ٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
در پردہ آنکھ یار سے لڑتی ہے رات سے — تار نظر کو رشتہ ہے چاک قنات سے

نصیر تخلص میر ناصر علی ولد عبد الغنی لکھنوی شاگرد ناسخ بتتبع فارسی کہتے تھے صاحب دیوان گزرے

حاشیہ ہے خط ریحان سے گلستان پر رقم — سبزۂ خط سے نہین ہے یہ بہار عارض
باقی شب وصال ہے چھیڑو نہ ذکر مو — ہے عرض اب بڑہا نہ تو طول کلام زلف
چشم کسکی ہے جو محو عارض جانان نہین — کونسا دل ہے کہ شکل آئینہ حیران نہین
آئین نظر جو رقص مین اوس گلبدن کے پاؤن — حیرت سے شمع سان نہ اٹھین انجمن کے پاؤن
مردم چشم و لب ران ہو سپند — چشم بد دور ہے غضب کی آنکھ
بوسے بالین پہ چشم یار روشن — پہر کی دیکھی جو جان بلب کی آنکھ

نصیر تخلص نصیر الدین خلف بدر الدین نواسہ منشی نبی بخش حقیر باشندۂ دہلی

ڈوبی ہین میری دیدۂ پر نم کے شرم سے — قلزم ہوا فرات ہوا ابر تر ہوا
انہین سے میرے در پیے آزار ہیں یار — ناصح ہوا رقیب ہوا چارہ گر ہوا

نصیر تخلص ارجن سنگہ ولد بدھ سنگہ داروغہ توپخانہ راجہ بھرتپور شاگرد محمد عسکری احسن مقیم فرخ آباد

یہ کالی گھٹا رات اندھیری یہ سیاہی — کیا ہجر مین تڑپاتی ہین برسات کی راتین

نصیر تخلص محمد نصیر اوستاد مرزا فریدون قدر بہادر ولد علی اصغر اوستاد مرزا نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ خلف محمد عباس اوستاد مرزا غازی الدین حیدر والی لکھنؤ شاگرد نواب عاشور علیخان صاحب دیوان گزرے

یارب سزا ہمارے جلانے کی یاد دل — جنت نہو نصیب جہنم مین جاے دل
یہ عشق بد بلا ہے نہ سمجھی تھی اے نصیر — اب دل گنوا کے آتے ہو کیون ہاے ہاے دل
اللہ رے حسن دیکھکر اوس سیمبر کی لو — بجھ بجھ گئی ہے مشعل شمس و قمر کی لو

ترے ستم سے کچھ ایسی ادا نکلتی ہے	کہ خود بخود مرے دل سے دعا نکلتی ہے
تری گلی مین ہے یہ اثر دام لالہ رخان	ہزار کشتوں سے صبا نکلتی ہے

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر اعظم عالمگیر ثانی خلف نواب قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ بادشاہ دہلی اولادین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ کے تھے صاحب دیوان فارسی و اردو گزرے

آیا کبھو خواب مین بھی وصل میسر	کیا جانیے کس وقت مری آنکھ لگی تھی

نظام تخلص نظام شاہ رامپوری

وہ ہی سب باتین ہوئین کیون ہم نہ کہتے تھے نظام	ملکے اوس عیار سے بدنام تو ہو جائیگا

نظامی تخلص شیخ نظام الدین برادر کلان شیخ فدا حسین فدا انسے ایک دیوان یادگار

ترے نظارے کو کھولی جو خواب سے آنکھین	تو ہووے نرگس شہلا گلاب سے آنکھین
کچھ آج دل ہے بہت بیقرار پہلو مین	تڑپ رہا ہے جو بے اختیار پہلو مین
جو ایک زخم ہو مرہم لگا ئے اوس پر	ہزار زخم ہین دل پر ہزار پہلو مین

نظر تخلص مرزا علی ولد مرزا محمد امان دہلوی شاگرد مصحفی اولادین مالک اشتر رضی اللہ عنہ کی تھے وطن الکاعرب مولد و مسکن لکھنو

نصب آئینہ مری قبر پہ کرنا پس مرگ	جانے تا وہ بھی یہ تھا عاشق زار عارض

نظمی تخلص میر خیر الدین باشندہ علی گنج

دل لگا وہان جہان گذر ہی نہین	کیا کرون کوئی راہبر ہی نہین
رات فرقت کی کب کٹیگی خدا	شب ہجران کی کیا سحر ہی نہین

نظیر تخلص گھنیت رائے دہلوی شاگرد نصیر دہلوی

کیا زرد ہوئین عشق کی آزار سے آنکھین	چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص نظیر محمد خان خلف محمد فیض خان کوتوال فرخ آباد

باتین کرنے کا وہ موقع جو نہین پاتے ہین	وعدہ وصل اشارون ہی مین کر جاتے ہین
وہ بھی دیگا تو انکار نہین ہے ساقی	ہم بلا نوش جو پاتے ہین وہ پی جاتے ہین

نظیر تخلص ولی محمد اکبرآبادی معلمی کرتے تھے بیشتر خمسہ ومسدس کہتے تھے کلیات انکا نظر سے گذرا

آنحوشِ تصور مین جب مین نے اوسے مسکا — لبہاے نزاکت سے اک شور رہتا بس لبس کا

تہا ارادہ تری فریاد کرین حاکم سے — وہ بہی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

تجھے کچہ بہی خدا کا ترس ہے او سنگدل ترسا — ہمارا دل بہت ترسا ارے ترسانہ اب ترسا

سبھون کو می ہمین خوناب دل پلانا تہا — فلک ہمین یہ سمجے کیا یہ زہر کہانا تہا

خرام ناز سے اوس شوخ نے دامنکو جب جھٹکا — تو میری خاک نے کیا کیا ہوا کے ساتھ سر پٹکا

عبث محنت سے کچہ حاصل نہین پتھر تراشی سے — یہی مضمون تہا فرہاد کے تیشے کی کھٹ کھٹ کا

دیتے ہون جان حور وملک جسکی آن پر — کیونکر دماغ اوسکا نہ ہو آسمان پر

جب سے چلا وہ دل مرے پہلو سے کہینچکر — دلسے مرے صدا یہی نکلی کہ ہای دل

سرچشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ — حضرت خضر کہین سے جاکر شراب لاؤ

زلف ہو بر سرِ احسان تو گرفتار کرے — چشم کی عین عنایت ہو تو بیمار کرے

پہر جہکی کی جہلک تس پہ غضب بالا ہے — اب کوئی آن مین سب خلق تہ و بالا ہے

نظیر تخلص ایک شخص بنارسی شاگرد سودا کا ہے اور کچہ حال معلوم نہ ہوا

تا ایک نظر دیکھے تجھے اے سرِ تابان — رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نعمت تخلص شیخ عبد الحق مرحوم باشندۂ سکندرہ قوم برہمن سے تھے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی فیض صحبت سے مشرف باسلام ہوئے

تڑپے ہے پڑا یہ دلِ غمگین بغل مین — اب آ کہین اے باعثِ تسکین بغل مین

نعمت تخلص نواب نعمت اللہ خان مرحوم

جاتا ہے بس مین یار کے ایسا شتاب دل — آخر کو کیا کرے گا یہ خانہ خراب دل

نعیم تخلص شیخ محمد نعیم سپاہی پیشہ تھے

عالم سے ہوا غیر مین جس یار کی خاطر — اوس یار کو منظور ہے اغیار کی خاطر

نعیم تخلص [illegible] ... [illegible] تخلص [illegible] بیشتر کلکتہ

مین رہتے تھے اِندنون لکھنؤ مین وکالت کرتے ہین اُنسے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

مستی مین بوسے اوس لب لعلین کو لیے
بیہوشی عین ہوش ہے مجھہ بادہ خوار کا

اوڑکر زمین سے سرمۂ چشم فلک بنا
رتبہ ہوا بلند یہ اپنے غبار کا

اسے بیر و جو تری یاد مین ہو اپنا وصال
خلد مین بات نہ بہولے سے کرین حور سے ہم

آ نہین سکتا زبان پر آہ ہمدم نام وصل
ہجر جانان سے یہان تک طاقت و [illegible]

نعیم تخلص نعیم اللہ خان دہلوی شاگرد حاتم

خیال کرکے ترے مو کمر کو روتا ہون
وہ کیون نہ روئے پڑے جسکی بال آنکھون مین

فہیم تخلص میر امجد علی لکھنوی

اپنا رہا یہ ہجر مین عالم تمام شب
ہچکی لگی رہی ہمین پیہم تمام شب

نفیس تخلص دلاور خان خلف بہوری خان فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

گھستے ہین جبین سنگ در یار سے آخر
اک روز چمک جائیگی تقدیر ہماری

نقی تخلص نقی علی خان عرف پیاری صاحب نبیرۂ سبحان علی خان کمبوہ باشندہ
لکھنؤ مقیم کربلا شاگرد فتح الدولہ برق وعلی اوسط رشک صاحب دیوان ہین

میرے آنکھون سے نقی گزرے ہین کیا کیا آہین
مجھکو دکھلاتی ہے کیا نرگس شہلا آنکھین

کیون تاکتے ہو تم دل وحشی خصال کو
اے جان کیا کریگی ہرن کا شکار آنکھہ

نقی تخلص نواب علی نقی خان خلف نواب امام علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد باقر اور
اولاد مین شجاع الدولہ کے ہین

بچائے جان ہماری خدا اسے ہے یہ دعا
پڑا ہے عشق بتان سے معاملہ دل کا

ہوا بہی اوسکے لیے نوک خار سے ہے زیاد
حباب سے کہین نازک ہے آبلہ دل کا

نقی تخلص سید علی نقی جلالوی شاگرد مرزا حاتم علی بیگ مہر

سوم کو پہول ہون تربت پہ میری نرگس کے
کہ نکلے آنکھون سے ہے میری انتظار ہنوز

نکہت تخلص مرزا انیاز علی بیگ دہلوی شاگرد نصیر دہلوی ایک دیوان اردو
و ترجمۂ سکندر نامہ و فرہنگ مصطلحات زبان اردو اُنسے یادگار ہین

خط مرا اوڑا اوڑکے اوسکو مین کبوتر بنگیا　　خط کا ہر پرزہ کبوتر کا ہر اک پر بنگیا

دل کو دو پارہ مری کیا کر دیا　　تیغ دو دم نے دو دو لا کر دیا

نہ لگتا دل گر اوس زلف سیہ سے تیرہ بختوں کا　　تو کیون بیٹھے بٹھائے اوسکے پیچھے یہ بلا لگتی

نافہ مین جو ہے مشک تو بے بہرہ ہے بو سے　　انسان جو وطن مین ہے تو شہرت نہین ہوتی

وابستہ دم قاتل کا دم بھرتے رہے　　جب تلک جیتے رہے مرتے رہے

نکہت تخلص حافظ غلام احمد دہلوی قرابت دار و شاگرد مولوی امام بخش صہبائی

بیداری اور خواب ہین یہان جمع ایکجا　　رکھتی ہے تیری آنکھون مین کیا کیا اثر شراب

اچھا ہوا کہ آنکھو نسے خون ہو کے بہ گیا　　مدت سے ایک آفت جان تھی بلاے دل

نگین تخلص حاجی مرزا محمد جان مرثیہ خوان شاگرد علی جان درخشان ولد مرزا محمد حسین متوطن دہلی باشندۂ لکھنو مقیم موچی کھولا متعلق کلکتہ کربلا کی زیارت بھی کی ہے یہ شعر اِس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

افسوس حوصلے دل پرفن کے رہ گئے　　بیٹھے صنم کے پاس تو بت بنکے رہ گئے

اللہ رے خوف روز نقاہت کہ طفل اشک　　امیدوار گوشۂ دامن کے رہ گئے

مدفن عشاق پر آتا ہے وہ محشر خرام　　خفتگان خواب غفلت کو جگانے کے لیے

ہزارون طرح کی کیفیتین لبریز ہین دل مین　　کہین بہتر ہے یہ کاسہ ہمارا ساغر جم سے

نمود تخلص شاہزادہ مرزا محمد آسمان قدر خلف مرزا محمد خرم بخت بن مرزا محمد جہاندار شاہ عالم بادشاہ شاگرد ناسخ انکا مولد بنارس مسکن لکھنو

یہ کسکی ناوک مژگان ہوئی ہے خار پہلو مین　　کہ جا ہو دل ہین پیکان تیر کے دو چار پہلو مین

ہوئے نالو نسے جب فرصت تو شغل آہ کرتا ہے　　ہمارا دل نہین رہتا کبھی بیکار پہلو مین

کبھی اے ہمنشین کچھ بادہ خواری کو ہے کیفیت　　کہ ساغر ہاتھ مین ہو ساقی سرشار پہلو مین

نمود تخلص میر مہدی ولد میر عباس لکھنوی شاگرد آتش

جاتے جلاؤ جا ہو اسی خاک مین ملا کے　　اے جان میرے پاس نہین کچھ سواے دل

نمود تخلص میر محمد حسین خان عرف چھوٹے صاحب برادر خورد سید محمد علی خان

رئیس شمس آباد

مقابلہ مین جھپک جائے چشم مہر منیر
اگر وہ چہرۂ انور کو بے نقاب کرے

نوا تخلص قدرت اللہ دہلوی متعلمی کرتے تھے

جینے پاتا ہی کہ محشر مین ملے گی دل کی داد
پر یہ حیران ہین کہ کس منہ سے کرین فریاد ہم

نوا تخلص ظہور اللہ خان ولد مولوی دلیل اللہ باشندہ بداون شاگرد بقاء اللہ بقا شعر فارسی خوب کہتے تھے جرأت نے انکے ابجی ریکیہ کہی ہے صاحب دیوان گذرے

کچھ نہ اسکے رقیب تو اوسکی مصاحبت پہ ناز
کچھ دونوں بزم یار مین ہمکو ہی اعتبار تھا

اوس پاے حنائی پر رکھ کر جو رکھون سر کو
کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہے کہ بس سر کو

تھکا ہے منزلون کا یا پیام یاس لاتا ہے
الہی خیر کچھ نامہ بر کچھ سست آتا ہے

ہے گرفتاری سے میرے ساری عالم کو بچی
شور نالے نے مرے ہر شخص شب بیدار ہے

برنگ نقش پا اوس در کی جب مین نکری
اوٹھانے کو کسی نے پھر نہ میری آن نکری

الٰہی ناگ لگیو گور مین اوس تیرہ باطن سے
کہ جسنے بے تکلف اوسکی زلف عنبرین نکری

ہوگیا در دسر اس رشک سے مجھہ ناشکیبا کو
لگانے کو جو صندل غیر نے اوسکی جبین نکری

رہی ہے رات تھوڑی دل ہے مضطر دیکھیو کیا ہو
اودھر اندیشۂ دشمن ادھر اوسنے نہین نکری

اونہین کیا لطف ہستی ہو جنہون نے نازنینونکے
نہ چشم عشوہ زا دیکھی نہ ساق نازنین نکری

نواب تخلص میر نصیر الدین عرف میر نواب ولد حکیم میر علی جان ولد حکیم مہتاب خان دہلوی مقیم بنارس شاگرد ناسخ

پیکان ہر ایک غنچہ ہے بن اوسکی آنکھ مین
نشتر ہے باغ مین مجھے نالہ ہزار کا

مجھے جنت مین کب بھایا خرام ناز حورونکا
وہان بھی دیکھنا چاہینگے اوس مہوش کی چال آنکھین

نواب تخلص نواب نصر اللہ خان رئیس رامپور

رات آخر ہوئی اور صبح کا تارا نکلا
مدعا دل کا نہ صد حیف ہمارا نکلا

نوازش تخلص نوازش علی خان لکھنوی اُمّی محض ہین ۱۲۵۸ اٹھارہ سو

شادون علیپوری مین کلکتہ مین تہے صاحب سراپا سخن نے انکو مرزا مہدی ثاقب کا شاگرد
لکہا ہے انہون نے مجہسے اپنی کو برق کا شاگرد بتلایا تہا واللہ اعلم

زلف کا سر کو مری جبس روز سے سودا ہوا
پاؤن پڑ کے لیگئی زنجیر زندان کیطرف

بہول جاتے ہین خدا کو یہ بتون کی یاد مین
آخرت کرتی ہین غارت اہل دنیا ہاتہہ سے

سمہ بلا مین لیتے ہین گہہ جاتے ہین محرم تلک
اے نوازش اب گنہ ہوتے ہین کیا کیا ہاتہہ سے

نوازش تخلص نوازش حسین خان لکہنوی عرف مرزا خانی ولد حسین علی خان
ابن نواب ناصر خان شاگرد میر سوز صاحب دیوان گزرے

ایک عالم کو آزما دیکھا
جسکو دیکھا تو بیوفا دیکھا

حال بد کا شریک دنیا مین
نہ برادر نہ آشنا دیکھا

کیف مین کم بہت نوازش سے
عشق خوبان مین جو نشا دیکھا

عشق مین ایک خلل سا تہہ لگا رہتا ہے
اشک چل نکلی نوازش جو کبہی دل ٹہہرا

زبس کہ رہتا ہے آنے کا اوسکی ہیان لگا
صدا سے ورنہ ہے در پردہ اپنا کان لگا

یہ بل کرتا ہے تو نوک مژہ کی آبداری پر
تجہے بہی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر

وہ گئی دن جو بسر شب ہو ہم آغوشی مین
اب تو کٹتی ہے مری چار پہر آنکہون مین

یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کہٹکتا ہے یہ کیا دیکہو بر مین

ہین ہاتہہ لگے دس کی جا سی نہین ہلتا مین
لاغر اسے کہتے ہین تیار اسے کہتے ہین

حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے
الہی کوئی کسیکا امیدوار نہ ہو

کسی تیغ جفا سے چرخ سے اپنے سینی کی
جو ہو وے بہی تو ہان شاید وہان زخم خندان ہو

یہ جانتے تو نہ باتون کی تجہسے خو کرتے
ترے خیال مین پہرون ہی گفتگو کرتے

ایک مین کیا خوب کر سکے اوسی حسن آفرین
اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر ہے

ایام وصل مین ہم لوٹتے ہین جیسے اوس سے
یون وصلی کی بہی کاغذ جسیان ہم ہونگے

آغاز عشق ہی مین شکوہ بتون کا اے دل
ٹک صبر کر ابہی تو کیا کیا ستم نہ ہونگے

۔۔ اسطے تو ملے آشنا نہین ملتا
کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے

نور تخلص میر وزیر علی خلف میر بادشاہ لکھنوی شاگرد شیخ الدولہ برق صاحب دیوان ہین

بھیجکر خط مین گنہگار سراپا ٹھہرا — سیر انامہ مرے اعمال کا یہ چا ٹھہرا
عاشق سے کیا ضرور ہین یہ لفتر انیان — موسی نہین مین آپ نہ یہ گفتگو کرین
مانین نہ مانین وصل پہ راضی ہون یا نہون — تقریر چل کر یار سے اب دو بدو کرین
حسن و جمال یار سے دل شاد کیجئے — معشوق کیجئے تو پری زاد کیجئے

نور تخلص حکیم نادر حسین ولد میر اصغر علی بن حکیم عوض علی باشندہ دہلی بسبب منسوب ہونے ساتھ دختر ہمشیرۂ نواب معتمد الدولہ کے لکھنؤ مین سکونت کی تھی

اللہ رے سوز عشق کہ جب کٹ گیا گلا — رگ رگ سے بدلی خون کی نکلا بخار دل
بعد مردن بھی کسی سے نہین نیکی کی امید — خاک مین مجھکو ملا لے کو احبا آئے
نور آخر کو ہوا آپ کے نالون مین اثر — لو دو تماشے ہوئے ہاتھون سے کلیجا آئے

نور تخلص ایک شخص باشندہ پانی پت کا ہے اور کچھ معلوم ہوا

آہوے تری آنکھین ہین یا نرگس شہلا — یا زہر ہلاہل کے بھرے جام ہین دونون

نور تخلص مولوی محمد نور الحسین مصنف در بھنگا ضلع ترہت باشندہ شہر گیا کی شاگرد مولوی اولاد علی کا ہش سراقم کے دوستون مین ہین شعر بہت کم کہتے ہین

جن دنون مین مشتعل داغ دل بیتاب تھا — اک چراغ روز سا خورشید عالمتاب تھا
تھا شوق شہادت مجھے وہ بر سر کین تھا — خنجر مری قسمت کی نبالی سے نہین تھا
سودے مین تری گیسوے مشکین کی سراسر — یا سوز مرے دل کا ضمیم نافہ چین تھا
تربت پہ مرے نور ہے چادر شب مہتاب — روشن ہے کہ قاتل مرا اک ماہ جبین تھا

نور تخلص صمصام حیدر مرحوم برادر عمزاد نور تخلص ولد منشی حسن علی شاگرد راقم الحروف باشندہ ہوگلی مقیم ٹیٹاگڑھ متعلق کلکتہ آغاز جوانی مین انتقال کیا

جو اعدا دیکھتے ہین وس پری کو میری پہلو مین — تو کیا کیا اسطرح سانپ کی طرح ہر دم بدلتے ہین
رواں ہین اشک میرے فرقت ساقی مین کہ ساغر — جگر او دل لہو ہو کر ان آنکھون سے نکلتے ہین

نہ پہونچے ہاتھ اپنے وصل میں بھی پائے نازک تک | اسی حسرت میں مدت سے کف افسوس ملتے ہیں

نورحق تخلص شاہ محمد جمیل دہلوی خلف خواجہ محمد جلیل شاگرد مولوی امام بخش صہبائی کسب باطن مولوی قطب الدین مرحوم خلف مولانا فخر الدین قدس سرہٗ و شاہ آل احمد عرف اچھے میان و حضرت محمد نصیر محمدی سے کیا تھا

رباعی

دنیا مین ہوا عدم سے آنا اپنا | اور آکے ہوا نہ یہان ٹھکانا اپنا
نے جانے کی راہ ہے نہ رہنے کی جگہ | دشوار ہوا ہے منہ دکھانا اپنا

نیاز تخلص میر محمد سعید اکبر آبادی معلمی کرتے تھے

کہان ہے دسترس اپنے جو پہونچے تیرے دامان تک | نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

نیاز تخلص میر محمد علی مرثیہ گو باشندۂ دہلی مقیم حیدر آباد

خواب ان خانہ خراب آنکھوں مین کیونکر ہو نیاز | جنکی ہے برسات بھی رہتے ہین گھر بہتے ہوے

نیاز تخلص شاہ نیاز احمد سرہندی ولد حکیم شاہ رحمت اللہ باشندۂ بریلی کسب باطن مولانا فخر الدین دہلوی و شاہ عبد العزیز بغدادی سے کیا تھا دہلی مین تربیت پائی تھی سنہ ۱۲۵۰ بارہ سو پچاس ہجری مین ماہ جمادی الثانی مین ستر برس کی عمر مین وفات پائی دیوان فارسی و اردو انکا نظر سے گزرا

مجھے چین خواب عدم مین تہا نہ تہا زلف یار کا کچہ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش سے دامن ناز کے اوسے بھی زمین سے مٹا دیا

یا الٰہی زورق گردون سنبھال | بیطرح اٹھا ہے یہ طوفان اشک
صبر و قرار و شکیب تاب و توان عقل و دین | سب نے تو لی اپنی راہ رہگئی کیون جان تو
عقل گئے مدرسے سے اٹھ عشق کی مسکدہ مین آ | جام فنا بیخودی اب تو پیا ہو سو ہو

نیاز تخلص عبد الرسول باشندۂ جہانگیر نگر عرف ڈھاکہ

سادہ روئی دیکھیو میری کہ ڈھونڈہ ہون مین آدمی
جھلکے یا ستون شیشہ دل میں اچھلتا جوہر ہے

نثار تخلص لالہ رائے اسم امین لال جگناتہ باشندہ بھگونت نگر

بھولکر بھی نہین کرتا وہ کبھی یاد مجھے
کر دیا اوسکی فراموشی نے برباد مجھے

نثار تخلص محمد نیاز علی خلف محمد مبارک علی باشندہ بھیراؤن ضلع مراد آباد

سرگرم فغان شب دل ناشاد حزین تھا
شعلہ مرے آہون کا جو تھا عرش نشین تھا

برباد ہوکے یار کے دل مین جگہ ملے
آباد گر کئین مری برباد یان مجھے

نثیر تخلص مرزا احسن عسکری ولد مظفر علی بیگ عرف آغا جان باشندہ لکھنؤ شاگرد
مرزا قبالی نوازش

کس حسن کے ہین اوسکے دندان شکن لبے ہاتھ
ہیرے کی ہے کلائی عقیق یمن کے ہاتھ

نیر رخشان تخلص مخدوم مکرم جناب نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر رئیس لوہارو خلف الرشید نواب احمد بخش خان بہادر مرحوم والی فیروز پور جھرکہ شاگرد رشید مرزا اسد اللہ خان غالب دہلی مین رہنے کے ہنگام مین راقم کو انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا تھا بیشتر فارسی کہتے ہین علم تواریخ مین بہت دخل رکھتے ہین ہر دو زبان مین اشعار اونکے شیرین و نمکین ہوتے ہین

آنکھون مین دشمنون کی کھٹکتا ہون مثل خار
احسان ہے یہ مجھ پہ مرے جسم زار کا

گر انتہا نہین ستم و جور یار کو
شوق زیادہ جو کو مری بھی گران نہین

پیری و مفلسی مین نہ لوٹا مے کو اب
لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین

مے کے گرنے کا ہے خیال ہمین
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین

شب نہ آئے جو اپنے وعدہ پہ
گزرے کیا کیا نہ احتمال ہمین

کیا ہوئے تو فرشتہ کا جھگڑا گر نہ ہو
جنت الصنم ہے شیخ خدا کا یہ گھر نہ ہو

رخشان جو آتے آتے ابھی رک گئے ہین اشک
آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہ ہو

چاک کیجے مرا گریبان ہے
دل کا عقدہ مرا گر بیان ہے

بو الہوس اور بھی مرنے کی کرینگے خواہش
لیکے گل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

حرف واو

واحد تخلص واحد علیخان لکھنوی شاگرد نسیم دہلوی

لین ہین بلائین سر سے قدم تک جو یار کی	ہے ہر لکیر نور کی تحریر ہاتھ مین

واحد تخلص شیخ عبد الواحد دہلوی شاگرد آغا جان عیش

بیتاب ہو کے شوق مین سب راز کہدیا	واحد ستم کیا یہ دل بیقرار سے
پوچھتے کیا ہو اسیران قفس کا احوال	بال و پر نکلے نہیں تھے کہ گرفتار ہوئے

وارث مرزا وارث علی بیگ فرخ آبادی خلف علی نقی بیگ صوبہ دار

آیا نہ ادھر وہ بت خود کام ہمارا	کس کام کا جذب دل ناکام ہمارا

وارث تخلص شاہ وارث الدین دہلوی اوستاد عالمگیر ثانی خوشنویسی مین مرزا کا خطاب پایا تھا درویشانہ اوقات بسر کرتے تھے حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی اولاد مین تھے

خورشید رو کا سیر ہر جلوہ جہان نہان ہے	ہر ذرہ مین جو دیکھو اوسکی جھلک عیان ہے

وارث تخلص حاجی شاہ محمد وارث الہ آبادی خلیفہ و شاگرد شاہ قطب الدین مصیبت صاحب دیوان گزرے

پڑا ہے سنگدلون سے مقابلہ دل کا	نہ ٹوٹ جائے مین ڈرتا ہون آبلہ دل کا
ہمارے آہ اور نالے فلک پر جا کے پہونچے ہین	اگر ہوتا نہین وہ بیخبر آگاہ کیا کیجے
بتا تو اے مرے ظالم بشکل نقش قدم	تری گلی مین کوئی گر کے پھر اوٹھا بھی ہے

وارفتہ تخلص نواب شیر علی خان ولد نواب مرزا منکو نبیرہ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ادراک

موجین لہرانے لگین مارسیہ کے مانند	آپ نے دہوئے جو دریا کے کنارے گیسو
سر عاشق پہ گرینگی یہ بلائین نازل	پا تلک آ گئے ہین بڑھکر جو تمھارے گیسو

واصف تخلص مولوی احمد حسین ولد تاج الدین لکھنوی شاگرد اشرف خان فغان تخلص صاحب دیوان ہین

اختر تابان شب یلدا مین آ گئے ہین نظر
موتیئے کے ہار پہ لپٹے نہین بالا ہو زلف

واصف تخلص حسن بخش خان شاگرد اعظم الدولہ صاحب تذکرہ

آتا ہے دل مین چاک گریبان سیجیے
ٹھہرا کی آج چلنے کا سامان کیجیے

واصف تخلص قاضی محمد یعقوب باشندۂ بلیا ضلع غازی پور

گھر چھٹرا یا خانہ ویران کوچہ گردان کر چکا
لے چلا ہے او دل بیتاب و ناداں کہان

واصل تخلص درگا پرشاد خلف لالہ گنگا پرشاد متوطن کول مقیم فتحگڈھ

واصل اب اوسے کیا ہمین چشم امید ہو
ہر وقت دیکھتے ہین وہ ترچھی نگاہ سے

واصل تخلص حمید واصل

سرگرم ناز کیون نہ ہو وہ رشک آفتاب
عالم مین اوسکے حسن کا بازار گرم ہے

واعظ تخلص شیخ الٰہی بخش باشندۂ بہانی شاگرد مقصود عالم مقصود

کب بیان ہم سے چشم تر نہ ہوئی
کب عیان سوزش جگر نہ ہوئی

واقف تخلص واقف شاہ غازی پوری معاصر سودا مقیم دہلی کچہ روز دن فیض آباد مین بھی رہے تھے آخر عمر مین لکھنؤ مین جاکر وفات پائی

مین تو گیا تھا سونپ کر دل کو وفا کے ہاتھ
اے آہ چڑھ گیا یہ کہان سے جفا کے ہاتھ

صبح تک وصل یار کی ٹھہرے
ہاے پھر انتظار کی ٹھہرے

عشق مین گیا فضل و ہنر جاتا ہے
آہ مین تھوڑا سا اثر جاتا ہے

خوبرو ہوسکے باوفا ہووے
مین نہ مانون اگر خدا ہووے

رحم اے زلف ستمگر لطف اے بخت سیاہ
موکشان کھینچے پھرے کب تک پریشانی مجھے

واقف تخلص مرزا اقوماش بہادر خلف بہادر شاہ بادشاہ دہلی شاگرد ذوق

سو لخت جگر ساتھ ہین سو پارۂ دل ہین
اشک آنکھ سے اس شان سے اس ہوم سے نکلے

ہر کوچہ و بازار سے ہو سنگ فشانی
دیوانہ ترا نکلے تو اس دہوم سے نکلے

والہ تخلص مرحمت خان فارسی مین ثاقب تخلص کرتے ہین وطن انکا کشمیر مولد دہلی مسکن لکھنؤ

گنے جو بندون مین اپنے تو ایکبار سمجھے
تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار سمجھے
ہے عیان جلوۂ ترا انسان کی تصویر سے
صورت معنی ہویدا ہر حرف کی تحریر سے

والہ تخلص میر مبارک علی خلف و شاگرد شاہ قدرت اللہ قدرت مقیم مرشدآباد علوم ظاہر سے بے بہرہ تھے

ہوئی ہے مستقل میری دل بیتاب مین آتش
نہ کیجی تھی کسی نے اب تلک سیماب مین آتش

والہ تخلص محمد خان ملازم مرزا جہاندار شاہ خلف شاہ عالم بادشاہ

دل پہ میری در امید جو مسدود ہوا
جلوہ گر سامنے آ شاہد مقصود ہوا

والہ تخلص ایک ہندو باشندۂ فیض آباد کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے والہ
مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

والی تخلص منشی محمد والی باشندۂ پنڈوہ ضلع بردوان

کیا پوچھتے ہو یار وحال تباہ میرا
بے مہر ہو گیا ہے وہ رشک ماہ میرا

وجاہت تخلص احمد علی خان خلف احمد نور خان رامپوری قوم افغان شاگرد محمد حیات خان حیات

ہے وجاہت یہ زیست نقش بر آب
کیا یقین آئے نقش باطل کا

وجیہ تخلص میر ضامن علی ابن میر جعفر علی باشندۂ الہ آباد

شکوی جفاؤن کے نہین ہرگز روا مجھے
ہر حال مین ضرور ہے تیری رضا مجھے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین بہادر برادر نواب حسام الدولہ شاگرد مرزا افاخر لیکن بیشتر فارسی کہتے تھے

خون دل بسکہ روان کے جسم چشمون مین
پانی پانی ہوا خجلت سے مین چشمون مین
تسکین درد دل کو نہ آج ہو نہ کل ہو
بے یار بیکلی ہے وہ ہے ملے تو کل ہو

وحدت تخلص جمعیت رائے کایتھ باشندۂ اسیرٹھہ

ہر دم ہے عندلیب کو اب عزم تال کی	فصل بہار آتی ہے اوسکو ہوا لگی

وحدت تخلص مولوی محمد علی سابق ڈپٹی مجسٹریٹ میدنی پور ولد قاضی عنایت علی مرحوم باشندہ کلکتہ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت اندنون شعر گوئی ترک کی ہے راقم کے احباب مین ہین

شرح اطلس کی ازار آب روان کی انگیا	نصف تن آگ مین ہے نصف بدن دریا مین

وحشت تخلص میر ابو الحسن دہلوی نبیرہ میر انداز خان شاگرد مرزا سودا

مین نے شروع نزع مین کی تھی سجھے خبر	پہونچا تو اوس گھڑی کہ مرا کام ہو چکا
قاتل اگر کہے کہ سسکتا ہے چھوڑ دو	خنجر تو ایک دم کے لیے منہ نہ موڑیو
کردیگا اس دل دیوانہ کی تدبیر آنکھونسے	لگی ہے بہنے موج اشک کی زنجیر آنکھون سے

وحشت تخلص مرزا باقر علی خان خلف حسین علیخان نائب مختار مہدی علی خان صوبہ دار بریلی باشندۂ فتح آباد مقیم لکھنؤ شاگرد میر تقی میر صاحب دیوان گزرے

دیکھکر اوسکو ہوا ہون غش نہ آؤن ہوش مین	ہووے محشر کا اگر شور و فغان بالا سر

وحشت تخلص میر بہادر علی لکھنؤی شاگرد جرأت ملازم نواب شجاع الدولہ بہادر

کیا جانیے کدھر کو گیا ہو دل اوس	جو پھر کبھی نہ آن پھرا میرے پاس دل
مانگو بوسہ تو وہ دشنام دیے جاتے ہین	دیکھیو ہوش ہے کتنا اوسی بیہوشی مین

وحشت تخلص احمد بیگ باشندۂ میرٹھ شاگرد محمد علی حسرت

حوصلہ دیکھنا مرے سر کا	[illegible] رہ گیا ہے دلبر کا

وحشت تخلص یوسف علی باشندۂ [illegible] میرٹھ شاگرد مولی بخش قلق

تیری نگہ سے کب تہ و بالا جہان نہین	[illegible] مین کب زمین نہین کب آسمان نہین

وحشت تخلص مخدوم بخش کانپوری [illegible] شاگرد احمد علی کامل

تیرے پسند ہو تو پیارے بہار ہے	کیا کیا کے گل بنائے ہین گلدستہ ساری کا

وحشت تخلص میر غلام علی خان مراد آبادی ولد میر فرحت اللہ خان داماد مولوی محمد رشید الدین خان دہلوی شاگرد مومن خان بنارس اور دہلی مین

نشو و نما پائی تھی بلند شہر مین سکونت کی تھی شعر اونکے خوب ہوتے ہین *

ابسکہ رنج افزا ہی طبع نازک جانان نہین
آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

آتشین حرمت صہبا کی سناتا ہون اوسے
ذکر سن سن کے رقیبون کی مے آشامی کا

سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
کیا مکدر کہین وہ آئینہ رخسار ہوا

منفعل ضعف جنون سے ہوئی اتنی کہ جو
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا

جو نہ جاتا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین

اسے دل آسان نہین جور اوٹھانا اوسکا
نوجوان یار ہے وہ کج فلک پیر نہین

اوڑ چکا ہے جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
رنگ رخ مین مری اسواسطے تغیر نہین

پھری وحشت مری دن پھر گئے جو دیکھا اوسنے
گردش چشم ہوئی گردش دوران مجھکو

گزرا اس اعتماد محبت سے مین خدا
مجھسے چھپائین کاش وہ الفت رقیب کی

گرم غمخانہ ہے اتنا آہ آتشبار سے
بھاگتی ہے دھوپ میری سایۂ دیوار سے

بے تکلف آئے وہ پھر تماشا وقت نزع
کام آسان ہوگیا یہان مردن دشوار سے

نالہ میرا روز و شب سن سن کے عادت ہوگئی
اہل عالم اب نہین ڈر سنکے بانگ صور سے

کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
سحر ٹپکے ہے تری گفتار سے

خط کے آنے سے گئی شرم سخن
آئینہ طوطی ہوا زنگار سے

وحشت تخلص سید حبیب احمد خلف میر مشتاق احمد باشندہ دہلی

آخر اپنا بھٹک بھٹک کے غبار
ایک دن اوسکے در پہ آہی رہا

خانہ خراب نالہ و زاری سے باز آ
ہردم کے ہاے ہاے مین اے دل اثر نہین

وحشت تخلص شاہزادہ کبیر الدین دہلوی شاگرد محمد ابراہیم ذوق و مرزا رحیم الدین حیا

وہ بیوفا و امید تسلی شب غم
خیال ہے دل مضطر ترا کدھر آیا

کونسے فتنون مین ہے فتنۂ محشر ظالم
سیکڑون فتنے ہین ایسے تری رفتار کے یار

ناحق کی ظلم دکھا دشمن بچا سے کیا حصول
لوگی ستا کی آیا کسی خانہ خراب کو

وحشت تخلص استاد راقم الحروف مولوی حافظ رشید النبی مرحوم خلف الرشید

مولوی حافظ حبیب النبی مرحوم وحشت تخلص اولاد مین حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مولد افتخار امپور مسکن کلکتہ ہوگلی مین عہدۂ جلیلہ افتا پر مامور تھے کچھ روز دن حافظ اکرام احمد ضیغم سے اصلاح لی تھی عربی و فارسی اور اردو اشعار نہایت خوب و بغایت مرغوب کہتے تھے عین شباب مین ۱۲۷۴ بارہ سو چوہتر ہجری مین انتقال کیا راقم نے یہ تاریخین اونکے وصال کی کہی ہین

تاریخ

مر گئے حبیب حضرت وحشت	یا خدا ہون وہ داخل جنت
گوہر درج علم و فضل تھے وہ	نیر برج علم و فضل تھے وہ
عالم باعمل تھے اور کامل	علم مین بے بدل بڑے فاضل
قاضی شرع حافظ قرآن	تھے وہ بے شبہ صاحب عرفان
جب کہ استاد کا وصال ہوا	مجھکو تاریخ کا خیال ہوا
یہ ندا دی سروش نے ناگاہ	مر گئے آہ ایسے فاضل آہ

۱۲۷۴ ہجری

قطعہ تاریخ کہ بدو بحر رمل و منسرح خواندہ میشود

کیا کہون کیا غم ہوا ایسی جو سنی مرگ خبر	شاعر شیرین زبان مر گئے افسوس آہ
فکر تھی تاریخ کی کلک نے مصرع لکھا	وحشت جادو بیان مر گئے افسوس آہ

۱۲ ھ ۷۴

قطعہ تاریخ

حیف کہ مولانا حبیب النبی	راہ رو کشور فانی ہوئے
مصرع تاریخ خرد نے کہا	خسرو اقلیم معانی ہوئے

۱۲ ھ ۷۴

اشعار

مہتابی پہ جلوہ ہے جو اوس سنگ پری کا	عالم ہے رخ مہ پہ چراغ سحری کا
چشم آہو ہے انداز قدم کبک دری کا	رخ مہ کا ہے قد سرو کا نقشہ ہے پری کا
عریانی مین کیا ذکر کرون دست جنون کا	دامن بھی جو رکھتا ہون تو زخم جگری کا

لب خشک ہین تر آنکھین ہین فرقت ہین شب و روز
کہا ئی کی تو مدت سے قسم کہائی ہے عدم
تقید و نظر بازی خوبان جہان سے
آنکھو نسے دکھا دیتے ہین مفہوم عدم کو
اوس کان ملاحت کی یہ الفت کا اثر ہے
پوشاک ہوا کرتی ہے کیون قطع دہان تنگ
کھینچے ہوسے میان طبع رسا سے پیدا
خال اسے نور نظر ہین تری چہرے پہ کہان
زخم دل پر نمک افشان ہے فراق احباب
چشم انسان ہے مرا گھر کہ مثال مردم
آب حیوان اسنے حق ہین شربت سم ہو گیا
بارش تیر قضا ہے اسی تواضع کا اثر
یاد ابرو سے تمہارے کٹ گئے ایام غم
تنگ رکھتی ہے غضب کنج عدم کی آرزو
رونق بزم شراب آج وہ جانانہ ہوا
پر تو افگن جو کبھی ساعد جانانہ ہوا
مشتری کون ہوا اوس مہ کا جو بیاہ مری
ای پری تنگے جو وہ میری طرح خفتا ہے
پانون مین سلسلۂ زلف پریشان اوسکا
صاد چہرے پہ ترے خامۂ قدرت نے لکھا
ہو کے ہمراہ غبار تن لاغر اپنا
آب یاقوت کی ماہی اسے کہیے کہ سدا
شعلۂ عشق سے روشن دل اشتاق رہا

بیان زیر نگین ملک ہی خشکی و تری کا
یہ غم ہے کہ کہاتا ہون کسی رشک پری کا
ہر مسئلہ بیان نوک زبان ہے نظری کا
لکھتے ہین جو وصف آپ کی نازک کمری کا
ہے شور جہان مین مری شوریدہ سری کا
وحشت مین اگر خوف نہین جامہ دری کا
بال موچشم تصور مین بلا سے پیدا
پر تو مردم نشان ہین صفا سے پیدا
شور سر مین ہے مری بانگ درا سے پیدا
روسیاہی مین ہون ہین نین ضیا سے پیدا
خنجر سفاک زخم دل کو مرہم ہو گیا
موت ہے شکل کمان دشمن اگر خم ہو گیا
ہجر مین ہر دم ہمین شمشیر کا دم ہو گیا
مجھکو وحشت مین وہان بار عالم ہو گیا
سر جو شیشے کا جھکا سجدۂ شکرانہ ہوا
ہر حباب لب جو شاہد پروانہ ہوا
نقد جان لیکے یہ کہتا ہے کہ بیعانہ ہوا
کہربا بھی تری آنکھون پہ ہے دیوانہ ہوا
اپنے ہی دام مین پابند وہ جانانہ ہوا
باعث چشم حسینون مین تو ممتاز رہا
راکب دوش صبا صورت آواز رہا
آشنا ئے لب جانان سخن ناز رہا
سینہ تا مرگ پر از حکمت اشراق رہا

حلقۂ زلف سے یہان سلسلۂ آزادی
روے جانان کے تصور مین رہا سینہ گرم
حال بیتاب کما ہی تجھے معلوم نہین ٭
رشتۂ مہر و وفا بالی بتاکر توڑ ہی
خون تہوکتا ہون الفت ابروے یار مین
گیسو ہین مشک آنکھین چکاری قمرہ ہین تیر
جو کج ہین اونکو ثمرۂ حرمان نصیب ہے
بیٹھے جو ہاتھ رکھ کے وہ گلروتہ ذقن
پہونچی نہین ہے آہ شرربار تا فلک
مانگ مین سیندور ہے اونکے کہان بالاے سر
تہا سواد موجوانی مین دہوان بالاے سر
شمع کا سر کاٹتے ہین بزم مین گلگیر سے
کیا ہی تھی چین بر جبین تعویذ لٹکانے مین شب
نہین باقی کوئی تار گریبان بہی مگر تن پر
بجھایا ہے چراغ زندگی تعویذ گیسو نے
مسی آلودہ لعل تر ہے گیسو اونکے آ پہونچے
قدم باہر نہین رکھتے نگہ آنکھونکے پردے سے
خیال اوس زلف ولب کا نقش ہر بت کی ہوا و کمر
غضب وزد حنا کو تم نے ہاتھون پہ باندہا ہے
تل نہین تل ہے جو ناف بت مغرور کی پاس
بار اوس بزم مین وہ پاتے ہین جو صرفی ہیز
کار دل بخیہ و مرہم سے تواب درگزرا
آتش فندق جانان نے جلایا ہے مجھے

عین تقیید مین یہان عالم اطلاق رہا
برگ گل بہی سبب سوزش احراق رہا
موج زن سینہ مین یہان قلزم اشواق رہا
کب تو پابستۂ زنجیر ہمیشاق رہا
لکہہ اے طبیب میری دوا مین ہرن کی شاخ
دنبالہ دار سرمہ ہے گویا ہرن کی شاخ
دیکھی ہے کسنے پہوٹتے پہلتے ہرن کی شاخ
پیدا ہوا باغ حسن مین سیب ذقن کی شاخ
پہوٹی ہے جوش اشک سے چرخ کہن کی شاخ
سرخی رنگ کف پا ہے عیان بالاے سر
اب سفیدی سے ہے خاکستر عیان بالاے سر
آفتین کیا کیا نہین لاتی زبان بالاے سر
اونکے بالون مین جو اوبجہی چوڑیان بالاے سر
کہ جا پڑتا ہے اب دست جنون حجرہ نکلی دیکہ
بجھائے شمع ہو وے مار مہرہ اپنی مدفن پر
یہ افعی چاٹتے ہین اوسکو گلبرگ سوسن پر
حجاب عشق گھونگٹ ہے کسیکے روے روشن پر
شبیہ لیلی و شیرین منقش ہے ہر اک سل پر
زبان ہے لال کیونکر مدح خوان اپنے عادل پر
حب فلفل ہے عیان چشمہ کا فور کے پاس
زندگی مین کوئی ممکن ہے کہ گذرے حور کے پاس
زخم ہین زخم پہ ناسور ہین ناسور کے پاس
ٹٹی مہندی کی ہو قبر تن مہجور کے پاس

تیرے کاکل کی ہوا باغ میں آئی ترک بند
فرط صفا سے جسکا ہر اک تل ہے آئینہ
درکار کب تجھے مہ کامل سے ہے آئینہ
اے جان تمہارے رخ کے مقابل ہے آئینہ
اوجھل جو ایک پل نہیں ہوتا ہے چشم
تسخیر عکس چہرۂ رشک پری جو کی
اے جان جان فقیر کی صورت سوال ہے
اوس رخ صفائی کی جبہہ دیکھ پایا ہی چالاک
کیون ہو آئینہ زانو سے آئینہ کو ذوق
چین آتا ہے نہیں بے تکیۂ زانو سے یار
دست مشاطہ میں دے آئینہ اپنے ہاتھ سے
سنبھالے ہیں سہرے بالون کے سنبھالے
مارا پڑا ہون خنجر غفلت شعار سے
ہے خوص گردون میں ہر خاور کہ پائی گلگون کا نیاز
نہین ہے مال جہان کا مال منزل اوس تن کا ایدل
رواں ہے آنکھوں سے لخت خون کہ پانی پانی ہو حسب تجو
دکھا کر ورثۂ اسباب دل کیا ہو بطلان وہ باطل
منہ سے گل اونچی جو کی شمع مزار عاشق
غرق سوتے میں رہا سونے میں مستغرق رہے
چشم قاتل جو ہر خنجر پہ رہتی ہے مدام
رکھتے نہیں وہ رشک تو ہنگام تکلم
مشتاق سمجھکر مجھے پردے میں ستم کے
گلچین کیطرح یا کسی دیوانہ کی صورت

عوض غنچہ کلاہ تیری کلی پیدا ہو
تنہ دیکھو اوسکے رخ کے مقابل ہے آئینہ
ہر سمت عکس رخ سے مقابل ہے آئینہ
آئینہ اب دکھانے کے قابل ہے آئینہ
شاید تمہارے چہرے پہ مائل ہے آئینہ
جوہر کھلے یہ آج کہ عاقل ہے آئینہ
یعنی صفا کا آپ سے سائل ہے آئینہ
آئینہ بن جالی ہے تصویر پشت آئینہ
کاکفشان تو اوسمین بیان تصویر پشت آئینہ
کیا نوشتہ ہے مری تحریر پشت آئینہ
خبر ہم دوسہ پہ ہو تحریر پشت آئینہ
فلک اپنی پشت خمیدہ کو تھامے
ٹانکے وہاں زخم کو سونے کے تار سے
یہ زیر کاکل ہے اونکی جھلکی کہ برق رخشان کا سائبان ہے
لب شکست ہان نہ کہیون سائل زکوۃ مال الصبا یہ
سرشک خونین بہتنا گلگون کہان یہ سرخی شہا سیاہ ہے
ہے جو کہ پیر مغان کو حاصل کہان یہ نکتہ کتاب میں ہے
خاک پروانہ سے بلبل کی صدا آتی ہے
خواب و بیداری میں غافل کا وطن [illegible] ہے
گردش دور انسی پابستہ ہرن آہن میں ہے
مصری کی ڈلی صاف چبا جاتی ہیں کیسی
باتیں سر محفل وہ سنا جاتے ہیں کیسے
تیلا کہ دہان باصبا جاتے ہیں کیسے

حیران ہین اگر آپ تو آئینہ مین دیکھیں — سبزے مین کسی زلف کے آجاتے ہین کیسے
وہ سبزۂ خط عالم وحشت مین دکھاکر — طوطے مرے ہاتھونکے اوڑ جاتے ہین کیسے

وحشی تخلص میر بخشی مرحوم دہلوی مقیم عظیم آباد

اندنون بیقرار ہے یہ دل — کیا ہوا کس سے یار ہے یہ دل
اپنے ملنے سے منع مت کر تو — اسمین بے اختیار ہے یہ دل

وحید تخلص مولوی محمد عبد الرؤف مترجم سررشتۂ لیجس لیٹو کونسل ہند ولد منشی احمد علی شاگرد شاہ الفت حسین فریاد باشندۂ کلکتہ بیشتر فارسی کہتے ہین راقم کے دوستون مین ہین

بلبل کے لبون پر ہے نہ افسانہ ہو اوسکا — بو آتی ہے گل سے بھی کہ دیوانہ ہے اوسکا
ہر شئے مین اوسی شمع تجلی کا ہے جلوہ — سورج بھی ہے نہ اک طور پہ پروانہ ہے اوسکا
خورشید پہ خورشید ہے یا ماہ پہ ہر ماہ — یا سر پہ رکھا آپ کی ہے تاج زری کا

وحید تخلص میر ہادی خلف میر مہر علی انس مرثیہ گو سے لکھنوی

دل تم سے نہ پھیریگا وحید جگر افگار — یہ عاشق جانباز کا شیوہ نہین ہوتا

وحید تخلص مولوی وحید الدین خلف مولوی امیر اللہ باشندہ کڑا ضلع الہ آباد بیشتر فارسی کہتے ہین

رنگین کشتون کے دلمین قتل ہونے کی ہوس — وہی ہاتھون مین تجھے اے تیغ زن کیا ہو گیا
آج ہر شہر کے کوچے نظر آتے ہین اوداس — کسطرف لگئی وحشت تری دیوانے کو
لڑالی جانے دو لبس دور ہی کرو خفقہ — ملو وحید سے بہر خدا سنو تو سہی
لاے گی کسطرح سے کبھو بوے پیرہن — اوسکی گلی مین جا کے صبا اور ہو گئی

وحید تخلص منشی سرفراز علی خان ولد سربلند خان باشندہ سالار تیبو سے چہار ا تو ابع نرسنگھ پور وکہن شاگرد میر وزیر صبا مقیم قصبۂ موہان متعلق لکھنؤ اسنے ۱۸۵۸ع اٹھارہ سو اٹھاون عیسوی مین لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی صاحب دیوان ہین

سودا زدہ زلف کا کیا خوب لقب ہے — فرماتے ہین دیوانۂ شوریدہ سر زلف

صبا سے دل مین اگر سوزش جگر رگ سنگ	تڑپ تڑپ کے نہ ظاہر کرے شرر رگ سنگ
لہو کے نام سے فصاد خاک چھیڑ سکے	بتون کے عشق مین رگ رگ سے ہے بسر رگ سنگ
جنیو اوس بت کافر کا یاد آتا ہے	وحید سنگ جو ابھرین دیکھکر رگ سنگ
ناحق اتنا کرو ظلم و ستم بندے پر	ارے بتو چاہیے کچھ خوف خدا کا دل مین
ایسی چلے وہ چال کہ کین نیچ ہو گیا	گردن پہ میرے چل گئی تلوار ان کے پاؤن
سر اونچا آج ٹھوکرین کھاتا ہے راہ مین	رکھتی نہی کل زمین پہ جو لوگ تنکے پاؤن

وحید تخلص حکیم وحید اللہ خان باشندہ بداؤن ولد حکیم سعید اللہ خان ملازم راجہ بھرت پور صاحب دیوان ہین

ارشاد اسے چاہئے والون کو وہ	دیکھی ہم نے کچھ عجب تاثیر زلف
گو تیری طرف سے کوئی باتین ہی سناوے	جنبش نہ کرے پر ترے نخچیر کی گردن
شکایت دل نالان کچھ اور کیا کیجے	ہوا ہے دشمن جان دوستدار پہلو مین

وزیر تخلص نواب وزیر علیخان متبنای نواب آصف الدولہ بہادر کلکتہ مین ۱۲۳۲ بارہ سو بتیس ہجری مین انتقال کیا حال انکا نہایت مشہور ہے حاجت بیان نہین

بعد رنجش کے مزا ملنے سے کچھ حاصل نہین	اگر تمھین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وزیر تخلص وزیر علی رامپوری خلف حسن علیخان

دام الفت مین تری پھنسکے رہا دیکھین تو	طایر دل کے تڑپنے کا مزا دیکھین تو
دل مین کاسے کی کھانے کا جو بل کھینچین	ہاتھ کافر تری چوٹی کو لگا دیکھین تو
نہ سہی شرط وفا خیر لڑائی ہے سہی	آج وہ آنکھ کو غیرون سے لڑا دیکھین تو
دل کی تسکین کو صورت یہ وزیر اچھی ہے	اوسکی تصویر کو چھاتی سے لگا دیکھین تو

وزیر تخلص سید وزیر علی باشندہ الہ آباد

قیدی حلقۂ گیسو سے پریشان ہو نہین	پاسے وحشت کو مری حاجت زنجیر نہین

وزیر تخلص خواجہ محمد وزیر لکھنوی خلف خواجہ محمد فقیر شاگرد امام بخش ناسخ

سلسلہ اسکے نسب کا خواجہ بہاء الدین نقشبند علیہ الرحمۃ سے ملتا ہے اپنے طرز پر شعر اچھا کہتے تھے بائیسوین ماہ ذی قعدہ سنہ ۱۲۷۰ بارہ سو ستر ہجری مین فوت کی دیوان انکا نظر سے گذرا

مہر مہر اکاٹ سے بچتا ہے گا
وائے محرومی نہ دیکھا خواب مین بھی یار کو
جسم کیسا یہان لباس جسم آزاد ہوگیا
اپنے گناہ آہ نہین سکتے حساب مین
زاہد حرام سے کوئی کہنا وگرنہ مین
ہوا زبسکہ ہجوم نگاہ مشتاقان
ہنسکے بولا وہ گل تر این گل دیگر شگفت
خواب مین تجھ سے ہمکنار ہوا
حسن عارض عارضی تھا کھل گیا
خط پہ خط لائے جو مرغ نامہبر
خط سیہ سے کانٹون کا اک ڈھیر ہوگیا
صدمہ شب فرقت کا اوٹھانا نہین اچھا
چھپ گیا دوستی کے پردے مین
آج مجھسے بات اگر کرتی نہین
زبان کو وصل کے شب گفتگو کی کب تھی فرصت
ہوا کیا دل مین خون آرزو آج
فرقت دیدار مین جو رات بھر آئی نہ تھی
جو کہتا ہون ترا بیمار ہون مین
جلا ہے اور حسرت طلب کیا شادمان ہوکر
اپنی خاطر تو قتل عاشقان سے منع کرتی تھی

اسکی پھر جھوٹی قسم کھائیے گا
میری اور اسکے درمیان غفلت کا پردا ہوگیا
جامۂ تن گھٹ گیا ایسا کہ نیا ہوگیا
زاہد کو خوف چاہیے روز حساب کا
جنت مین جیسین لون گا پیالہ شراب کا
ہر ایک روزن دیوار یار بند ہوا
دانۂ گوہر کف رنگین مین جب گلگون ہوا
عین غفلت مین ہوشیار رہا
خط کے آتے ہی لفافا کھل گیا
بوسۂ ان مرغون کا ڈربا کھل گیا
غمزہ نے کیلئے سیب ذقن بیر ہوگیا
اے بیخبری آپ مین آنا نہین اچھا
دشمن جان نے کیا حجاب کیا
دینگے یہ بت کل خدا کو کیا جواب
ہجوم بوسۂ لب نے نہ دی اک بات کی فرصت
کہ خون آلودہ ہے اے اشک فوراج
وصل مین آئے ہوئے آنکھون مین شرماتی ہے نیند
تو کیا کہتا ہے کچھ اپنی دوا کر
زمین کو سی جانان نہیں دیکھی آسمان ہوکر
اکیلے پھر رہی ہو یوسف بیکاروان ہوکر

کیا غیر دن کو قتل وسنے موے ہم رشک کے مارے
بناوٹ سے لگا ٹالا باتین سنو امین خموشی نے
وہ پیاسا ہون لگا کر تیغ پر آب اوسنی جیب سے کھینچی
لڑکے ہاتھ اوسکا چہرا اتا شمع گل کر نا مرا
گزر افلاک کے پار گیا لامکان تلک
وہ پری رو حور سے بہتر کہین ہے اے وزیر
اوٹھا اوٹھا کے جو پردہ نگاہ کرتی ہین
ذرا سے جرم پہ جہاتے کنوین فرشتون نے
زیر آغوش یہان فرقت مین بہی خالی نہین
آنکھین ہین خونخوار تیری اے مسیح
گوہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن
وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو ہے
نہ خط مصحف عارض کا معتقد ہو وزیر
الفت چاہ زنخدان مین یہ لاغر ہون وزیر
جا کے ٹھہرے استخوان پر جب لگائی تو ذرا
گرا و لٹ کر دیکھیے تصویر پشت آئینہ
کیجئے داخل دل بیتاب یاری کے عوض
عکس روے آتشین نے صاف کشتہ کر دیا
ہیچ ہے تلاش دولت دنیا ہر اے وزیر
چاہیے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر
ہے آرزو سے قتل ابھی دم نہ دو مجھے
جو کہ طایر تری صدقے مین رہا ہوتا ہے
ایک ذرہ [illegible] جنبش قلم

اجل بہی دوستو آئی نصیب دشمنان ہو کر
نہ پوچھو ہنسے کیا ہی منہ کی کہائی بے زبان ہو کر
نکل آئی دہان زخم سے سوکہی زبان ہو کر
وصل کی وہ رات یاد آتی ہے اور وہ چھیڑ [illegible]
او تیر آہ بے ادبی اب کہان تلک
نازنین انداز مین رفتار مین گفتار مین
ہمارے دل مین وہ در پردہ راہ کرتی ہین
یہ آدمی ہین کہ کیا کیا گناہ کرتے ہین
نہین ہے یار اگر تو درد ہے مدت سے پہلو مین
کیا ہی بے پیرہن یہ بیمار ہین
آج گل دامن دولت ہے ہمارا دامن
پہٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن
حروف جسمین ہون اللہ کا کلام نہین
روزن مور مری نظرون مین اندہیرا ہین
کیون نہ اے قاتل ہما کہیے تری شمشیر کو
سیدہی ہو جائے ابہی تقدیر پشت آئینہ
روز سنیے نالہ شبگیر پشت آئینہ
کیجئے اب سیماب کو اکسیر پشت آئینہ
غیر از کفن نجائے گا شاہ و گدا کے ساتھ
موسی کو دیا ید بیضا خدا کے ہاتھ
چہوٹا ہے نیمچہ تو لگاؤ بڑا کے ہاتھ
اے شعر حسن وہ اوڑتی ہے ہما [illegible]
[illegible]

آنکھ وزیر دیدۂ دیدۂ شوخی یون کرتی ہین وہ آنکھین
نہان جسطرح بدپرہیزیان بیمار کرتا ہے

بھر دے عوض شراب کے ساغر کو شتاب سے
کاٹے ہی چھنتی ہے ساقی اب اک سبز رنگ سے

آنکھین کھلی ہوئی ہین عجب خواب ناز سے
فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز سے

کیا کیا نہ ہمکو اپنی عبادت پہ ناز تھا
بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے

ایک عالم نے جبہہ سائی کی
اسکے بتو تم نے بھی خدائی کی

نہ گئی زاہدون کے پاس کبھی
دختر رز نے پارسائی کی

ہوئی گر صلح بھی تو بھی رہی جنگ
ملا جب دل تو آنکھ اوس سے لڑائی کی

پڑا ہے تفرقہ بیٹھا ہون سے
وزیر اب مین کہین ہون دل کہین ہے

یوسف جو کہا اونہین تو بولے
کیا آپ نے مول لے لیا ہے

مے دے کہ نہ دے بادۂ اطہر تو نہین ہے
کچھ پیر مغان ساقی کوثر تو نہین ہے

کچھ معجزۂ ختم آپ کے لب پر تو نہین ہے
جیسے ہے تو ہوا اپنا پیمبر تو نہین ہے

کہتے ہین مجھے خواب مین معراج ہوئی ہے
جبریل کا تکیہ مین کوئی پر تو نہین ہے

کرتے ہو ذکر میرے دل بیقرار کا
منہ سے کہین زبان نہ باہر نکل پڑے

باتین جو چکنی چکنی سنی میرے یار کی
زاہد تو کیا ہے ادنا فرشتہ پھسل پڑے

قتل بے شمشیر اد ظالم کیا
آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے

آزردہ جو تم ہو تو خفا کون نہین ہے
آئینہ بھی پر تو سے مرے چین بجبین ہے

وزیر تخلص میر وارث علی ابن میر خیر اللہ باشندۂ فرخ آباد

بیگنہ عاشقون کو قتل کیا ہے ظالم
حیف ہے خوف خدا تجھکو نہ زنہار آیا

وزیر تخلص وزیر خان خلف عبد الرحمن خان متوطن شیخگڈھ

کچھ بھی تو بتا دیجئے تقصیر ہماری
کس بات پہ پھری ہے نظر یار ہماری

وزیر تخلص وزیر علی خان عظیم آبادی شاگرد نواب جعفر حسن خان فیض
اس شخص کو موسیقی مین اچھا دخل ہے یہ اشعار اس تذکرہ کے لیے دیے تھے

سو سو ادا و ناز سے ایک ایک گام پر
ہم خاک مین ملے تیری طرز خرام پر

عاشق ہوئے ہین ہم ترے ایمان ہو چکے — صدمے دکھانے دشمن ایمان بنے بنے
آنسو کبھی گرنے سے کبھی چشم سے لہو — لائے ہین رنگ دیدۂ گریان نئے نئے
ایسی جفا سرشت کی عاشق ہوئے وزیر — جیتے گئے ہین قتل کے سامان نئے نئے

وزیر تخلص شیخ وزیر علی ولد معین الدین احمد خطیب باشندۂ بلگرام شاگرد و خواہرزادہ احمد علیخان احمد فارسی گو صاحب دیوان فارسی و ریختہ ہین

اپنے کوچے سے بھی آخر کو اوٹھا یا آخر — آہ نے ہمکو اثر آہ دکھایا اولٹا
ہوا ہے جب سے تم پہ مبتلا دل — ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا دل
کیونکر سمائے اوسمین کسی اور کا خیال — گھر کر گیا ہے وہ بت بے پیر آنکھ مین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان باشندۂ رامپور شاگرد قدرت اللہ شوق

وائے قسمت ایک گالی کی ہوس مین وہ جیا — وقت گفتن جب زبان پر اوسکی کانٹ الگی

وصال تخلص حکیم نصر اللہ خان دہلوی شاگرد و خلف حکیم ثناء اللہ خان فراق علوم متداولہ اور طب مین بہت خوب دخل رکھتے تھے

آئینہ گہور نے کو سب سے نرالا نکلا — منہ تو دیکھو ترا جا ستے وہ الا نکلا
پھیر نیگے منہ نہ ہرگز اوس شوخ کی جفا سے — ہوگا یہی نہ آخر مر جا ئینگے بلا سے

وصف تخلص سید شاہ منور علی

نگہ زلف پر کی ختن یاد آیا — جو دیکھین وہ آنکھین ہرن یاد آیا

وصف تخلص سید محمد علی ولد سید محمد حسین شوق فیض آبادی مقیم کانپور شاگرد میر وزیر صبا

کارمانی کیا تصور سے — کھینچی تصویر یار آنکھون مین

وصف تخلص منشی مادہو لال عرف ہوا پرشاد بلگرامی شاگرد مقصود عالم مقصود

ایک شب بھی تو مرے گھر مین نہ آکر رہگیا — داغ یہ دل مین بڑا اسے ماہ پیکر رہگیا

وصل تخلص مولوی محمد مظہر خلف قاضی غلام سبحان خان بہادر سابق قاضی القضات صدر عدالت دیوانی کلکتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم انکا وطن ہنڈوا مولد و مسکن کلکتہ پہلے اور باشش تخلص کرتے تھے ہر دو زبان مین

یوسف کا جو نقشا در و دیوار پہ کھینچا | کیون ہو نہ زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولا تخلص محمد مراد خان ابن منور خان باشندۂ الہ آباد

ابتو خاموش ہے دل ورنہ قیامت ہوتی | آسمان تک جو پہونچتا کبھی نالہ اپنا

ولایت تخلص مرزا ولایت علی طبیب خاص نواب امیر الدولہ بہادر رئیس [illegible]

زندگی بھاری ہے بے تیرے صنم | پتھرون سے سر کو ٹکراتے ہین ہم
بے لباسی ہو گئی اپنا لباس | جامے سے باہر ہوئے جاتے ہین ہم

ولایت تخلص ولایت شاہ مقیم کوئل

نہ تنہا یہ دل بلکہ جان بیچتا ہون | کہ ہستی کی ساری دوکان بیچتا ہون

ولایت تخلص نواب ولایت علیخان لکھنوی ولد نواب احمد علیخان نبیرۂ شجاع الدولہ شاگرد مرزا باقر ذکی

رہا کر اب ہمین صیاد فصل گل آئی | قفس مین ابتو ہوا تنگ حوصلہ دل کا

ولی تخلص مرزا محمد ولی دہلوی مقیم مرشد آباد برادر زادہ شاہ اسرار اللہ معاصر سودا صاحب دیوان گزرے

نیم نگہ نے تیرے قتل کیا اک جہان | یار مرے مت کہین پھر کے ادھر دیکھنا
بیکسی پہ مری کبھی [illegible] | تجھ بن اے نالہ نوحہ گر نہ ہوا
تھی آشنا تیغ سے اوسکی کمر ہنوز | ہم تب سے ہاتھ پر لیے پھرتے ہین سر برہنہ
کبھی جو زلف اوٹھاوے تو منہ نظر آوے | اسی امید پہ گزری ہے صبح و شام ہمین
بند قبا چمن مین جو وہ یار وا کرے | لے برگ گل کو ہاتھ مین پنکھا صبا کرے

ولی تخلص شاہ ولی اللہ اولاد مین شاہ وجیہ الدین گجراتی علیہ الرحمۃ کے سے تھے عالمگیر بادشاہ کے عہد مین دلی مین آئے تھے بعضے تذکرہ والون نے انکا نام ولی محمد لکھا ہے اور انکو موجد ریختہ جانتے ہین لیکن مقتضاے تحقیق یہ ہے کہ انکے زمانے کی آگے بھی دکھن مین شعراے ریختہ گو موجود تھے غرض یہ اپنے وقت کر استاد تھے دیوان انکا نظر سے گزرا

پھر میری خبر لینے کو صیاد نہ آیا — شاید کہ مرا حال اوسے یاد نہ آیا
مشغل بہتر ہے عشقبازی کا — کیا حقیقی و کیا مجازی کا
جنون عشق ہوا اسقدر زمین کو محیط — کہ پارسا کو ہوئی موج بوریا زنجیر
ہون گرچہ خاکسار دے ازرہ ادب — دامن کو تیرے ہاتھ لگایا نہین ہنوز
خط کے آنے سے خبردار کیا گلرو کو — نشۂ ہوش ہے اس بادۂ ریحانی مین
اے جان ولے وعدۂ دیدار کو اپنے — ڈرتا ہون مبادا کہ فراموش کرے تو
مفلسی سب بہار کھوتی ہے — عشق کا اعتبار کھوتی ہے
ترا ئینہ مشرقی حسن انوری جلوہ جمالی ہے — نین جامی جبین فردوسی وابرو ہلالی ہے
اے ولی رہنے کو دنیا مین مقام عاشق — کوچۂ یار ہے یا گوشۂ تنہائی ہے
ترک کرا ے رقیب فرعونی — آہ میری عصائے موسی ہے
مرا دل مجھسے کرکے بیوفائی — پسند خاطر خوبان ہوا ہے
اک دل نہین آرزو سے خالی — برجا ہے محال اگر خلا ہے

ولی تخلص شیخ ولی محمد رفیق و مصاحب نواب بہادر جنگ والی بہادر گڑھ خلف شیخ منگلو کرنیل پلٹن نواب نجابت علی خان بہادر والی جھجر باشندہ سیالکوٹ شاگرد نصیر دہلوی

کیونکہ بتلاؤن نشان تجھکو ستمگر اپنا — عالم خانہ بدوشی مین کہان گھر اپنا
رتبہ تھا کیا قمر کا کہ کرتا وہ ہمسری — جب آفتاب رخ کے برابر نہو سکا

ولی تخلص مولوی امو جان باشندہ دہلی شاگرد مرزا نوشہ غالب انکو دہلی کے مشاعرے مین دیکھا تھا

پردہ ابھی تلک ہے کہ پردے مین ہو وہ شوخ — چہرہ کھلا تو راز چھپایا نہ جائیگا
محشر مین وہ برابر مرے آکر کھڑا ہوا — جانا کہ اس سے شور مچایا نہ جائیگا
کچھ بیستون نہین ہے کہ آگے سے ٹال دون — سینے کا سنگ ہے یہ ہٹایا نہ جائیگا

ولی تخلص علی محمد خان ولد قائم علی خان باشندہ لکھنؤ شاگرد نواب ظفریاب خان

راسخ صاحب دیوان ہین

تابع عریان ہین جو چاہیے وہ سمجھیے	نازیبا آپ کی اسے مہربان بالائی سر
اندوہ و یاس و درد و غم و دوری صنم	کیا کیا میسر آسے ہین آشنائی دل
شکوہ نہین ہے کچھ فلک پیر سے ہمین	دشمن نہین ہے کوئی ہمارا سوائے دل
دلا یہ حال ہے اب کی خدا پرستون کا	جو دل ہے دیر کی جانب تو قبلہ رو آنکھین
چہار یار پیمبر کو ربع مسکون مین	ہمیشہ ڈھونڈھتی ہین اپنی چار سو آنکھین
محفل مین ہنسکے بولا جو مجھسے وہ شعلہ رو	کیا کیا ہوئے رقیب سیہ رو چراغ پاؤن
ثابت ہوا یہ ہمکو رہ عشق سے ولے	پا تینگے حشر تک نہ ہمارے فراغ پاؤن

وہم تخلص میر محمد علی خلف میر محمد تقی خیال صاحب بوستان خیال مقیم لکھنؤ ملازم سرکار آصف الدولہ بہادر

کیونکر تیرے دل سے تئین سو لگی رہی	پر وہم ہے یہ شرط وہی لو لگی رہی
جاکے اوس سے آشنا اب کوئی	ہے ترے غم مین جان بلب کوئی

حرف ہای ہوز

ہاتف تخلص مرزا محمد دہلوی معاصر سودا آزادانہ زیست کرتے تھے

خط آنے پہ چمن نہ یہ ارمان رہیگا	ایسے جو ملجائے احسان رہے گا
مت پوچھ ہمنشین کہ جہان مین کہان رہے	دل جس جگہ کہ لگ گیا اپنا وہان رہے

ہاتفی تخلص مولوی محمد حسن علی خلف شیخ عبد الغفار باشندہ شاہجہان پور
مقیم فرخ آباد صاحب نفائس اللغی و رموز القرآن

دیوانہ بہار چمن مین رہا اسیر	موج نسیم ہے اوسی زنجیر پا ہوئے

ہادی تخلص میر جواد علی خان دہلوی عماد الملک مرحوم کے رفیقون مین سے تھے
سنہ ۱۲۱۲ بارہ سو بارہ ہجری مین رحلت کی صاحب دیوان گزرے

[illegible] فریاد و آہ کا	فریادرس ہے کون تری دادخواہ کا
[illegible] از لطف سے بہار	کہ پیچ و تاب مین ہے تار تار بستر کا
[illegible] ہادی تانکہ فراق حبیب [illegible]	لیا جنون نے رگ گل سے کام نشتر کا

کچھ آج شکستہ ہے بہت رنگ رخ گل
صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

تونے سمجھا نہ یار اوسکو تغیر حال سے
ورنہ کوچے مین ترے ہادی مکرر ہوگیا

خندان خندان جدہر پھرا وہ
گریان گریان اودہر گئے ہم

یہان تو نالے نے جگر آب کیا ہے ہادی
پر خدا جانے کہ اوس دل مین اثر ہے کہ نہین

جی مین حسرت رہی زخم کی تیری قربان
قتل کے بعد بھی پھر کیجیو تو وار کبھی

ہادی تخلص سید محمد مہدی قرابت دار شاہ نور علی مرحوم باشندۂ الہ آباد

ملتی نہین تشبیہ ترے زلف کی جانان
ہے عین خطا کہیے جو مشک ختنی ہے

ہادی تخلص مرزا غلام فخر الدین بہادر نبیرۂ شاہ عالم بادشاہ شاگرد آغا جان عیش

آیا نظر وہ ماہ لقا تین دن کے بعد
روشن ہے قصر چشم ہوا تین دن کے بعد

ہادی تخلص مولوی محمد ہادی باشندۂ سنبھل

داغ ہین پیری مین بھی ہادی کے تن پر بیشمار
اگرچہ کم آتا ہے پھول نخل کہن کی شاخ مین

ہاشمی تخلص محمد نادر حسین خان خلف شیخ فرخ حسین حیران تخلص نائب واوستاد نواب محمد حسین خان رئیس کالپی

اوس سنگدل سے آج ملاتا ہون اپنا دل
شیشہ مرا مقابلہ کرتا ہے سنگ کا

یہ راز عشق چھپے کسطرح کہ ان روزون
ہمارے بس مین دل خانمان خراب نہین

لوٹی جو مین نے زلف و رخ یار کی بہار
بگڑی ہے شانہ آپ کو آئینہ آپ کو

واشد مرے دل کی کوئی ممکن ہے صبا سے
کھلتا ہے کہین غنچۂ تصویر ہوا سے

اسقدر کنج قفس مجکو خوش آیا ہے کہ اب
دل مرا نام رہائی سے خفا ہوتا ہے

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم لکھنوی شاگرد سودا

مرا سو بار اوس تک نامۂ بر آرزو پہونچا
ادہر سے پر جواب صاف پہونچا جب کبھو پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہے صبا نکہت سے سنبل کے
مشام آرزو مین تو کسی کاکل کی بو پہونچا

کچھ کفر و دین مین شاید رشتہ ہوا ہے باہم
تسبیح شیخ کی جو زنار درمیان ہے

غیرت یہ چاہتی ہے ہم آئینہ کو توڑین
پر کیا کرین کہ وہ ہے دلدار درمیان

ہاشمی تخلص سید اکبر علی الہ آباد مین مختاری کرتے تھے

جام دے ساقی مجھے صہبائے تند و تیز کا
مست ہون دیکھون تماشا سبزۂ نوخیز کا

ہاشمی تخلص ایک شخص دہلوی کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا

نشہ نے میکشون کو کیا فلک سر پر اوٹھا لایا ہے
کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہے

ہجر تخلص سید جمیل الدین خلف میر ابرار علی شاگرد ذوق باشندہ ڈاسنہ مقیم دہلی

جو ہم نظم سخن مین اپنے لفظ آہ لکھتے ہین
سر لوح محبت مد بسم اللہ لکھتے ہین

ہے جو سودا اسے سر کا کل پیچان ہم کو
خواب کیا کیا نظر آتے ہین پریشان ہمکو

ہجر تخلص مرزا اصغر حسین لکھنوی ولد حکیم مرزا علی نواسہ آغا مرزا چکلہ دار شاگرد خواجہ وزیر

بیقرار ایسا ہون رکھون پا جانان پر جو ہاتھ
ماہی بے آب ہو بجلی کا چھلا ہاتھ مین

دست پر نور اسیے اوس عیسی کے ہین معجز نما
ہو ید بیضا اگر لے سنگ موسی ہاتھ مین

پھرا کرتی ہے اوس مہ رو کی جو تصویر آنکھون مین
زیادہ دیدۂ اختر سے ہے تنویر آنکھون مین

ہدایت تخلص ہدایت اللہ خان دہلوی کسب باطن وکسب سخن حضرت خواجہ میر درد قدس سرہ سے کرتے تھے شعر صاف و شیرین کہتے تھے ۱۲۱۵ بارہ سو پندرہ ہجری مین انتقال کیا صاحب دیوان گزرے

جبکہ ہم زبان پہ یار ترا نام ہو گیا
کچھ دل کو چین جان کو آرام ہو گیا

ناتوانی کا بھی احسان ہے مری گردن پہ
کہ ترے پاؤن سے سر مجھکو اوٹھانے نہ دیا

جاتا رہا ہون آپ ہی مین اپنی یاد سے
کیا جانیے کہ کسنے فراموش کر دیا

دیکھ اوسکی چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میری جان دو ہی پیالون مین چھک گیا

اک دن بھی مہربان نہ وہ بیوفا ہوا
اے آہ و نالۂ سحری تمکو کیا ہوا

غلط ہے سبزۂ خطا کو جو کہیے باغ لگا
میان یہ چاند سے مکھڑے کو تیرے داغ لگا

کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب
یارب کیا آج سو گئی صبح

سینے کی تیرے کھلتی ہے اسے میری جان بند
آئینہ ساز کر گئے اپنی دکان بند

وہ کیا کرے کہ محبت کا مقتضا ہے یہی
وگرنہ فائدہ اوسکو مرے ستانے سے

طاقت ہے کسی شرح محبت کے رقم کی
سن حال مرا پھٹ گئی چھاتی بھی قلم کی

صبا کوچے سے اوسکی مت اوٹھانا خاک کو میری
مبادا گرد اوسکے چہرۂ گلفام پر بیٹھے

شب ہجران میں تری صبح کی ہوتی ہوتی
استخوان شمع صفت بہ گئی زرد ہوتے

ہدایت تخلص ہدایت علی معاصر فرحت اللہ فرحت تخلص

ڈالی ہے پڑتے ہیں باہر ہمارے طفل اشک
رکھوں میں کب تلک انکو سنبھال آنکھوں بیچ

ہدایت تخلص ہدایت اللہ ابن شیخ عبد اللہ باشندۂ شاہجہان پور مقیم [illegible]

دہکاتے ہیں کس بات پہ اے ماہ لقا آپ
کیا جرم ہوا مجھسے جو ہیں آج خفا آپ

ہدہد تخلص عبد الرحمن مقیم دہلی شعر انکا قطعۂ زعفران کا خواص رکھتا ہے

رباعی

ہدہد کا مذاق سب سے نرالا سب سے
انداز ہے اک نیا نکالا سب سے
سر دفتر لشکر سلیمان ہے یہ
اوڑتا بھی ہے یہ تو دیکھو بالا سب سے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرۂ راجہ جگل کشور باد فروش

پردۂ ظلمات دل سے ہیں سبب دکھ گئی
شمع رونے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہرچند تخلص ایک شخص صاحب دیوان کا ہے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا غالبا نام بھی ہرچند ہو دیوان انکا نظر سے گذرا

ہر رنگ بار جور سے زمین پر سر ٹپکتا ہے
ہوا سنبل کو کیا سودا تری اس زلف پیچان کا

رخ پر نور رشک ماہ کا گر عکس پڑ جائے
ہر رنگ مہر ہو روشن ہر اک ذرہ بیابان کا

بوٹے یون ہو رہی دیکھ کے حسن سرو
کیا زمین پر کوئی گردون سے فرشتا اوترا

مری طرح سے جو تو بیٹھ جاتی ہے اے گرد
ترے قدم میں کیا طاقت خرام نہیں

ہلال تخلص امیر علیخان ولد تراب خان باشندۂ لکھنو شاگرد رشک صاحب دیوان و مثنوی مقفا و مردف و سراپا ہیں

مجھسے الگ جو دفن یہ ہوتا تو خوب تھا
پہلو مین میری قبر کے بنتا مزار دل

دیکھیں تجھکو تو بنین چشمۂ خورشید آنکھین
صورت خط شعاعی ہون منور پلکین

سے چلتے ہین خوب وصل مین مجھپر جوا ہی ری
کیا آگئی ہے پاؤن کی رفتار ہاتھہ مین

یہ ہاتھا پائی بھی کہین دیکھی سنی نہین
لاتون کے ساتھہ آپ کی چلتی ہین کہنیان

بڑھ بڑھ کے کیا ہی دار لگائے ہین جی مین ہے
ہاتھونکے بدلے چوم لون اوس تیغزن کے پاؤن

ہما تخلص سید احمد حسین عظیم آبادی شاگرد خواجہ وزیر شعر اچھا کہتے ہین سنہ بارہ سو اسی ہجری مین کلکتہ مین آئے تھے راقم کے احباب مین ہین

اب مرے اون لب کو لوگون جن پہ خط آئے ہون
اے ہما اس لعل کا کا لا نگہبان ہو گیا

لاکھون ہوئے ہین غنچہ دہن خاک کے تلے
پیدا ہوئے تو کیا عجب ہے چمن خاک کے تلے

عاشق کو چھوڑتی ہے نہ معشوق کو زمین
گل خاک کے تلے ہے سمن خاک کے تلے

دامن کو جنکے گرد کبھی چھو نہین گئے
کیسے پڑے ہین سیکڑون من خاک کے تلے

ہمت تخلص اخوند ہمت رامپوری

عجب گردش مین اپنی اندنون اوقات کٹتی ہے
غنیمت ہے کوئی ساعت جو تیری سات کٹتی ہے

ہمت تخلص سید ہمت علی خلف سید رفعت علی مرحوم باشندۂ بنارس مقیم کلکتہ شاگرد مولوی عصمت اللہ شیخ

پڑی ہے جا بجا لاشیں شہید ان
ترا کوچہ زمین کربلا ہے

بلائین لیتی ہے زلف دوتا کی
ذرا اللہ رے تو دیکھو صبا کی

اوٹھاؤنگا نہ سر قدمون سے تیرے
قسم ہے مجھکو تیرے کفش پا کی

خبر لیتی نہین ہے ہجر مین بھی
قضا نے بھی مگر ہمت قضا کی

ہمت تخلص لالہ اندرمن ابن لالہ سیتارام باشندہ سپاہی شاگرد منصور عالم مقصود

مین مرون صدمۂ فرقت سے یہی منظور ہے
پوچھتی غیر کو ہو میری خبر کچھ بھی نہیان

ہمدم تخلص نواب سید اسد خان ساکن رامپور ولد نواب فتح علیخان رئیس ٹانڈہ

نو گرفتار ہون کچھ رسم مجھے یاد نہین
اسلئے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہین

ہوئے عازم ملک عدم جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی تھی کہ غم سے چھٹے
فراغ الم سے وہان بھی نہ تھا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے
کبھی دیر مین تھے کسی بت پہ فدا کبھی کعبے مین کرتے تھی جا کے دعا
ترے در پہ جو بیٹھے تو خوب ہوا کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے
یہی کہتی تھی لیلی پردہ نشین کہ فراق کی اب اوسے تاب نہین
ملون اوس سے کہ نامراد قیس حزین تمام عمر کے درد و الم سے چھٹے

ہوش تخلص غلام مرتضے دہلوی

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن — جان منظور نہین تیری جدائی مجھکو
باغ ہستی کی وہین سو جہہ گئی کیفیت — مے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجھکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑیے — سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے

ہوش تخلص منور علی دہلوی شاگرد خدا بخش جان تنویر

ذبح ہوتے ہین جا بکر عاشق — اپنے قاتل کا دل بڑھانے کو

ہوش تخلص شیخ عزیز الدین فرخ آبادی خلف شیخ فیض الدین محو تخلص

رہے اسے ہوش ہر عضو مین جلوہ اوسکا — وہ رگ رگ مین اپنے سمائے ہوئے ہین

ہوش تخلص سوتی بہاری لال باشندہ میرٹھ شاگرد امداد حسین ظہور

ہے کونسا وہ دن کہ نہین لب پہ آہ سرد — اور کونسی وہ شب ہے کہ شور و فغان نہین

ہوشیار تخلص منشی کیول رام قوم کایتھ باشندہ دہلی صاحب دیوان فارسی گزرے

ملایا خاک مین دکھلاکے تو نے قد بالا کو — سہی کو سرو کو شمشاد کو عرعر کو طوبا کو
خراب چشم میگون ہو گیا اب ہمسلام اپنا — صراحی کو پیالے کو سبو کو خم کو مینا کو

ہویدا تخلص میر محمد اعظم مرثیہ گو برادر محمد معصوم باشندہ دہلی معاصر سودا وغیرہ

اوسکے ہاتھون سے ہم اب ربط جفا سنتے ہین — اسنے میرے خون جگر بار ہی کیا سنتے ہین

ہینگا تخلص میر ہینگا دہلوی کسی محبوب پر عاشق تھے اسی سبب رقیبوں سے

ہاتھ سے مارے گئے سودا کے معاصر تھے

ایذا اسے کبھی نہ منہ کو موڑا دل نے	شیشہ مری زندگی کا توڑا دل نے
کام اوس بتِ سنگدل سے ڈالا مجھکو	مارا آخر غرض نہ چھوڑا دل نے

حرف یای تحتانی

یاد تخلص میر غلام حسین دہلوی شاگرد ثناء اللہ خان فراق مولانا شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی قرابت دارون مین تھے کسب باطن مولانا فخر الدین طاب ثراہ سے کرتے تھے

ہے کون جو ہوا بروے خدا رکے آگے	رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاد تخلص لالہ کاشی رام عملہ عدالت شاہجہان پور باشندۂ بہائی شاگرد مقصود عالم مقصود

جب سے گئے میرے حال سے اخبار	تجھکو اسے بے خبر خبر نہ ہوئی

یاد تخلص امام خان خلف چاند خان فرخ آبادی

وہ کیون اپنے وعدے پہ آئینگے شب کو	سنا ہے کہ مہندی لگائے ہوئے ہین

یار تخلص میر احمد یار دہلوی خلف شاہ اللہ یار شاگرد میر تقی میر

آفرین اے دست گستاخ محبت آفرین	یہ گریبان ایک مدت سے گلے کا ہار تھا

یاس تخلص حافظ حفیظ الدین باشندۂ دہلی

جب تو نہ ملا تو یاس خستہ	پھر کونسی آرزو کرے گا
بادہ خواری نہ چھوڑ تو اے یاس	یہ بھی اک مشغلہ ہے یارون کا
ہمنشینون سے یہ راہ و رسم اور پھر	یاس کہتے ہو پارسا ہین ہم
یاد آتا ہے ہمین اپنا دلِ خون گشتہ	جب کہین بزم مین ہم جام و سبو دیکھتے ہین
سیاستش بیداد دہر کا شکوہ ہے نہ کرتا اوس سے	بیحجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے
یہ تکاپو پڑتے ہین عدم سے خفتگانِ خاک بھی	ہمرہ شورِ قیامت کیا تری رفتار ہے
جب جنون تھا تو تھے گریبان چاک	عشق ہی اب تو سینہ چاک ہوئے

چاک کیونکر نہ ہووے سوسو بار · پہر یہ آخر مرا گریبان ہے
اسکے ہر تار مین ہے سو شورش · رشک محشر مرا گریبان ہے

یاس تخلص حسن علی خان قرابت دار نواب عقیدت خان شاگرد جعفر علی حسرت مقیم لکہنو

جی تلک وے کے خفا وہ تو نہ ہوتا ہرگز · تو نے کیا جانئے کیون یاس کو دلگیر کیا
مجہکو یقین ہوچکا تیرا وہ دل رہا نہین · اتنا نہ ناز کر صنم بندے کا کیا خدا نہین

یاس تخلص حکیم خیر الدین دہلوی شاگرد مومن خان و محمد ابراہیم ذوق

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم · جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا اٹہتا
زانوے یاس کہان اور سر دلدار کہان · ہمنشین بات وہ کر جسکا ہو کچہ بہی مہراؤن
شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کہانے دو · کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرجانے دو
ربط غیرون سے بڑہا مجہسے وفا چاہتے ہو · دل مین سمجہو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو
عشوہ و ناز و ادا ٹہنے سے کہتے ہین مجہے · ایک دل رکہتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو
وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہے · کم ہے ٹہنڈا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہے
دم تو سے تیغ تلے اے طپش دل تہم جا · دیکہہ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہے
گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکہا · وان تجہے کہیل ہے یہان کام ہوا جاتا ہے

یاس تخلص تن سکہہ راے ابن راے لچہمی پرشاد قرابت دار راجہ الفت راے شاگرد مقصود عالم مقصود

یار کے آئینۂ رخ کی تجلی دیکہو · صاف شیشے کا گمان ہوتا ہے دیوار و نہیں

یاس تخلص مولوی انور علی باشندۂ قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد منصفی عدالت ضلع مذکور ولد شیخ محمد حیات مرحوم شاگرد غلام علی راسخ اٹہارہ اونیس برس ہوئے کہ انتقال کیا دیوان فارسی وارد و انکا نظر سے گزرا

کیونکر کہین مرے تئین رسوانہ کرینگے · گر دیدہ و دل ہین تو کیا کیا نہ کرینگے
مرغان چمن سب ہی ثناخوان ہین گل کے · پر یہ نہین معلوم کدہر کان ہین گل کے

یاور تخلص میر امام الدین دہلوی شاگرد نظام الدین ممنون مصوری مین کمال رکہتے تہے

مدعا کہیے تو کیا کہیے کہ ہم کو ہمنفس ۔۔۔ بات بہی کرنے کا اوسکے سامنے یارا نہین

یاور تخلص میر مہدی حسن ابن میر امداد حسین باشندہ نوشہرہ ضلع مین پوری

کس طرح سے بنیگی کہیے تو ۔۔۔ آپ ہر بات مین بگڑتے ہین

یاور تخلص شیخ امداد علی ولد شیخ ولایت علی باشندہ بریلی شاگرد محمد بخش شہید
وطن انکا دہلی مولد و مسکن لکہنو اونسے ایک دیوان یادگار ہے

اس آہ نارسا نے کلیجا پکا دیا ۔۔۔ اوس گل کے کان تک نہ گئی نالہ دل
ہوا ہے دفن دل بیقرار پہلو مین ۔۔۔ بنا ہے کشتۂ غم کا مزار پہلو مین
کون ہوتا ہے بُری وقت مین اپنا یاور ۔۔۔ مرد جو ہین وہ مصیبت مین خبر لیتے ہین

یحییٰ تخلص منشی یحییٰ خان موسوم یل جاٹ کے قلعہ مین رہتے تہے

ریختیون کی رکہتے ہو ہم جیا دل سے ۔۔۔ بہلایا ہمین واہ جی واہ دل سے

یسین تخلص مولوی عبد الستار ولد شاہ عبد القادر باشندہ سلہٹ شاگرد مولوی رشید النبی مرحوم وحشت عرصہ ہوا کلکتہ سے وطن کو چلے گئے راقم کے احباب مین ہین

بیقراری دل بیتاب کا لکہون جو حال ۔۔۔ کیون نہ عالم ہو نہین شہر پہ ہو شکال کا
سیل اب اشک تر سے سمندر کا جوش ہے ۔۔۔ گر ہو نہان نظر سے رخ خوش فشان دوست

یعقوب تخلص میر یعقوب علی مقیم دہلی مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے یارون مین تہے

ہم تو آتے ہین ترے کوچے مین ای یار کہو ۔۔۔ پر یہ خطرہ ہے کہ چل جاے نہ تلوار کہو

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدین خان شاگرد مرزا مظہر جانجانان قدس سرہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادون مین تہے وطن انکا سرہند مولد دہلی احمد شاہ بادشاہ کے عہد مین پچیس برس کی عمر مین تہمت زنا سے اپنے والد ماجد کے ہاتھ سے بیگناہ شہید ہوئے اشعار انکے نہایت پر درد

پانی ہو آب خضر جو آجاے نام لب — شرمندہ ہو مسیح سنے گر کلام لب
خط سیہ نہین لب شیرین پہ ہمنشین — طوطی سبز پر ہے گرفتار دام لب

یقین تخلص میرن صاحب شاگرد اسیر

وصل کی شب رخ جانان پہ نہ کی مین نے نگاہ — تھا یہی ڈر نظر آئی نہ سحر کی صورت

یکتا تخلص خواجہ معین الدین خان دہلوی شاگرد عبدالرحمن خان احسان

برسات مین کہہ ہے کہ یکتا نہ پی شراب — واعظ تجھے کچہ ابر وہوا پر نظر نہین
وہ کون ہے جو اس دل مضطر مین گھر کرے — کسکی مجال ہے کہ ترے گھر مین گھر کرے

یکتا تخلص نوروز علی ولد امان علیخان غالب تخلص باشندۂ عظیم آباد انہین ایک بڑا عیب ہے کہ دوسرے شاعرونکے شعر کو اپنے نام سے پڑہتے ہین

ستارے ہین ثابت تری جوتی کے ستارے — روشن ہے مہ و مہر سے گرد ونکی پڑی آنکھ

یکدل تخلص دلاور خان برادر کہین وشاگرد مصطفے خان یکرنگ باشندۂ دہلی

نہین مطلب مجھے کچہ باغبان سے — ہین دیوانہ ہون گل کی رنگ و بو کا

یکرنگ تخلص مصطفے خان دہلوی معاصر شاہ آبرو نبیرۂ خان جہان خان لودی شاگرد حضرت مظہر جانجانان منصب دار شاہی تھے بعضے تذکرہ والون نے انکو خان آرزو کا شاگرد لکھا ہے

تجھکو سوالو ہو ا گل سے — پھول جاتے ہین زر سے دولتمند
کیون ہوئے ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر — دوست کا ہوتا ہے دشمن کوئی پیارے سفلہ
کیا جانیئے وصال ترا ہو کسے نصیب — ہم تو ترے فراق مین اے یار مر چلے

یل تخلص عبدالقادر دہلوی سارا کلام انکا اسی انداز کا ہے

کہدو رقیب سے کہ وہ باز آئے جنگ سے — ہرگز نہین ہین یار بھی کم اوس دبنگ سے

یمین تخلص حکیم احمد علیخان دہلوی شاگرد قدرت اللہ خان قاسم

تب کہا مین نے بتا اپنے تجھے گھر کا پتا — کان کا بالا بتا کر بس دیا بالا بتا

یوسف تخلص یوسف خان ولد رحمت خان غوری باشندۂ لکھنو

شاگرد آتش

رخ قمر سے زیادہ ہیں آب و تاب میں پاؤن	ند دیکھے چشم فلک نے کبھی ایسے خواب میں پاؤن
کاٹا پہاڑ دل میں نہ شیرین کے گھر گیا	پتھر پڑے نصیب یہ اسے کوہکن ترے

یوسف تخلص مرزا یوسف بیگ ولد مرزا قاسم بیگ لکھنوی شاگرد محمد بخش شہید

تا روز حشر یہ نہیں ممکن کہ صبح ہو	اس درجہ ہے دراز یہ شبہای تار زلف
نہیں ہے جب سے ہمراہی یوسف وہ رشک حور پہلو مین	برنگ مرغ بسمل ہے دل رنجور پہلو مین
بتان سنگدل کی سخت باتین روز سنتے ہین	نہو کسطرح اپنا شیشۂ دل چور پہلو مین

یوسف تخلص سید امجد علیخان ولد میر فیض علیخان شاگرد احمد علی کامل

اے یار تیرے دست حنائی کو دیکھکر	خوبان مصر کاٹتے ہیں بے اختیار ہاتھ

یوسف تخلص میر یوسف علی باشندہ دہلی شاگرد عزت اللہ عشق

نہیں ہے غیر کے قصے سے کچھ مجھکو خبر یوسف	زبان پر رات دن اوس حور کا افسانہ رہتا

یوسف تخلص میر یوسف علی شاہ خلف حاجی احمد علی شاہ فرخ آبادی شاگرد امداد حسین صفیر

شراب پینے نے کردیا ہے بہانتک اوس بت کو بے تکلف
نقاب اوٹھا کر یہ کہہ رہا ہے حجاب ہم سے کیا کرینگے

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ
رکھتا ہے سو بہار کی یہ یک بہار پیٹ

بیگم تخلص رشک محل متوطن پنجاب ممتوعہ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر بہت روز تک کلکتہ مین تھین اب لکھنؤ کو چلی گئین گانے مین اچھا دخل رکھتی تھین بیشتر ریختی کہتی تھین یہ شعر اس تذکرے کے لیے بھیجے تھے

ہے منظور باجی ستانا تمھارا
گلہ کرتی ہے جو دوگانا تمھارا

نہ بھونگی سسرال مین تم کو خانم
نہین مجکو دو بھر ہے کھانا تمھارا

مری کنگھی چوٹی کی لیتی خبر ہو
یہ احسان ہے سر پر دوگانا تمھارا

ہوا بال بیکا جو مرزا ہمارا
تو پھر سنگ ہے اور شانا تمھارا

گھر سے گانا سکے دوگانا مری مہمان گئی
مین یہ انگارون پہ لوٹی کہ مری جان گئی

جان تخلص صاحب جان طوائف ساکنہ فرخ آباد

جان جانی ہے دل ترستا ہے
جلد آجاؤ مینہ برستا ہے

جان و دل بیچتے ہین ہم اپنی
ایک بوسے کو لے سستا ہے

جانی تخلص بیگم جان عرف بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان زوجہ نواب آصف الدولہ بہادر نقل ہے کہ بیگم صاحبہ بیمار تھین اور ہمدم نام ایک خواجہ سرا اونکے احوال پرسی کو آیا انھون نے فی البدیہہ جواب مین یہ مطلع پڑھکر سنایا

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کے
رگ رگ مین نیش غم ہے کہیے کہان کہان کے

دل خین سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی
کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہ آیا

جینا بیگم بنت مرزا ابابر مغفور محل خاص مرزا جہاندار شاہ بہادر ولیعہد شاہ عالم بادشاہ

رونے کا اعبث بہانا تھا
مدعا مجکو بیان نہ آنا تھا

یہ کسکی آتش غم نے جگر جلایا ہے
کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اوٹھایا ہے

چندا تخلص مہ لقا طوائف ساکنہ حیدر آباد شاگرد شیر محمد خان ایمان اسپ تازی و نیزہ بازی و تیر اندازی مین مردون کی طرح دخل رکھتی تھی چار پانچ سو سپاہی و شاگرد اسکے نوکر تھے شاعرون کی بہت عزت کرتی تھی

یک لخت پارہ پارہ کرڈالون آئینہ کو
پر کیا کرون کہ تیرا اسمین درمیان رہیگا

حجاب تخلص نبی جان ساکنہ بانیہ بنارس مین سکونت اختیار کی تھی

نکلے نہ کیونکر بھلا منہ سے سدا واہ واہ
نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حور تخلص منا جان طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد محمد رضا طور

جو پہنا پاؤن مین سو پھیکا توڑا اوسی پہ تھم
بدی کی جینے سہے ہمنے اوسکے ساتھ نیکی کی
مسلسل پاے دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
ہماری خو یہ ہے ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

دلبر تخلص چھوٹی بیگم ساکنہ حیدرآباد

قسمت مین ہمارے جو نہ ہوا ہاے صد افسوس
ہے جو کھٹ آپ کی اور سر ہمارا
یک روز لیٹ کر شب مہتاب مین سونا
قیامت تک یہین ٹکرا سینگے ہم

دلہن بیگم مشہور نواب جو بھتیجی نواب انتظام الدولہ خان خانان بہادر زوجۂ آصف الدولہ بہادر

بہا ہے پھوٹ کے آنکھوں سے آبلہ دل کا
تری کی راہ سے جاتا ہے قافلہ دل کا
جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین
مثال لالہ دل داغدار رکھتے ہین

زہرہ تخلص مسی طوائف وطن اسکا کشمیر مولد و مسکن دار الامارت کلکتہ گلرو و گلبدن و گلاندام ہے + خوش نحو و خوش گلو و خوشخرام ہے + سخن سنجی و سخن فہمی و سخن طرازی مین آفت ہے + سخن چینی و سخن سازی و سخن پردازی مین قیامت ہے کبھی کبھی موزونی طبع کے سبب فکر سخن کرتی ہے اور کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہے

دیکھکر جو رنگ دل ہے عاشق دلگیر کا
سبزۂ رخسار سبزہ ہے مگر شمشیر کا
دل ہمارا اور دکا پتلا بنا اے برہمن
ہے تصور و مسجد جو اوس بت بے پیر کا
ہے جو غنا و رقص کا چرچا بسنت مین
ہنڈ دل کی بہار ہے ہر جا بسنت مین
اب نغمۂ بہار جو ہوتا ہے گوش خورد
جوش جنون ہوا ہے زیادہ بسنت مین
کیا کسی مہوش کا زہرہ اوسکو بھی ہے انتظار
دیدۂ عاشق کی صورت ہے جو پیدا اختر
درد و غم فراق سے شکوہ اوسی جو بجلی
دلکی کشش کشان کشان اوسکی گلی مین لیچلی

روتے ہین سر پٹکتے ہین زندگی یک عذاب ہے
جب تم ملے وہ جا نہجان کیون نہو دل کو بیکلی

ہجر مین تیرے گلبدن وقف الم ہو جان تن
بستر خار سے فزون مجھکو ہے فرش مخملی

زہرہ تخلص امراو جان عرف چھٹن طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس چھوٹے سے سن مین بڑی طبیعت دار ہے یہ شعر راقم الحروف نے اوسکی زبانی سنے تھے

امتحان ہے اگر مرا منظور
آپ ہے آزمایئے دل کو

نہوئی شہر و دشت مین تسکین
اب کہان لیکے جایئے دل کو

زینت تخلص اور نام دہلی کی ایک شاہد بازاری کا تھا جو اپنے عاشق مرزا ابراہیم بیگ مقتول کے ساتھ از راہ وفاداری کے لکھنؤ کو چلی گئی بعض صاحب تذکرہ نے اسکا تخلص نازک لکھا ہے

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہرو سے اور ہم ہین

ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک پر
یہ وہ صحبت مشہور کوئی کان دہرے ہے

سلطان تخلص شاید دختر نواب معتمد الدولہ بہادر کا ہو لیکن حال اونکا تحقیق معلوم ہوا صاحب دیوان ہین

قاتل سے کب کہا تھا کہ آنکھین لڑا دو دل
آخر نہ میری جان پہ آسکے بلا سے دل

شرم تخلص شمس النسا بیگم بنت حکیم قمر الدین خان بنارسی ساکنہ لکھنؤ شاگرد وزیر دیوان اونکا نظر سے گزرا

جیتے جی نہ آیا اوسے کچہ دہیان ہمارا
مرجانے پہ کیا نکلیگا ارمان ہمارا

گر پڑون یار کے قدمون پہ اگرچہ ہو شرک
اتہ آیا ہے بہانہ مجھے بیہوشی کا

کوئی نا آشنا نہین ایسا
ملے ہین آپ آشنا کیا خوب

وصل مین شرم وحیا شرم کو مشکل ہے بہت
کثرت شوق سے ہو جاتا ہے شوخ حجاب

دشمن ہوا وہ جان کا کی جس سے دوستی
سچ ہے مثل کسیکا کوئی آشنا نہین

سو طرح کی جفا تری اے نازنین سہی
اے شرم بھی تجھکو قدر نہین تو نہین سہی

فرمایئے تو آپ کے پہلو مین بیٹھہ جائین
پیار سے بجا ہے تکیۂ پہلو نہین سہی

شرم تخلص چھوٹی صاحب طوائف باشندۂ لکھنؤ کلکتہ میں بھی آئی تھی راقم الحروف نے اوسکو دیکھا ہے

مر گئے زندہ ہو گئے پازیب کی جھنکار سے
ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے

یہ کس رشک مہ کا نظارہ ہوا ہے
کہ خورشید آنکھوں کا تارا ہوا ہے

ملے غیر سے یار آنکھوں کے آگے
مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے

شیرین تخلص بیگا طوائف ساکنۂ لکھنؤ شاگرد میر محمدی سپہر و امداد علی بحر راقم نے اسکو کلکتہ میں دیکھا ہے صاحب دیوان ہے

باتیں وہ دلفریب ادائیں وہ دلربا
ایسے بری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل

شیرین کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی
جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل

عاشق کو دیکھتے ہیں عداوت کی آنکھ سے
آگاہ وہ نہیں ابھی الفت کی آنکھ سے

شیرین ترے کلام کو جیسا نہ پائیگا
دیکھے گا جو غزل کو عنایت کی آنکھ سے

صاحب تخلص امۃ الفاطمہ بیگم عرف صاحبجی ساکنۂ لکھنؤ دہلی کی سیر بھی کی تھی مومن خان دہلوی کی مثنوی قول غمین اسیکی تعریف میں کہی ہے

رقیبوں کا جانا کہاں دیکھتا تو
سماں یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا

گنہ کیا صنم کے نظارے میں زاہد
یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا

کھولے ہیں اوسنے پیرہن یوسفی کے بند
تہ کر رکھے نسیم سے کہدو قبائے گل

نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو
پھری ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو

صنم تخلص درگا شاہد بازاری اکبرآباد قوم ہنود سے ہے

چھپا اگر رخ پر نور اپنا
ہے جیے گا طالب دیدار کیونکر

آفت تخلص دہلی کے ایک زن پردہ نشین کا ہے اور کچھ حال معلوم نہوا

اوسکے لب ہیں شراب سے بہتر
حسن ہے آفتاب سے بہتر

عالم تخلص خاص محل زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ متخلص بہ اختر اندنوں مٹیابرج متعلق کلکتہ میں رہتی ہیں شعر اچھا کہتی ہیں ستار اچھا بجاتی ہیں مثنوی اور

دیوان انکا نظر سے گزرے

گیسوے خمدار اوسکے رخ پہ بل کھانے لگا
سینۂ عشاق پر بس سانپ لہرانے لگا

بیقراری کیا بیان ہو اس دل بیتاب کی
شور و افغان سے ہمارے عرش تھرانے لگا

اوجاڑے دیکھئے کس کسکے آشیانے کو
یہی چمن مین ہے اب چار سو فغان صیاد

اے باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے
لو بلبلو چلو کہ دن آگئے بہار کے

وحشی وہ ہون کہ قیس نے بھی بس تبرکا
ٹکڑے بنا کے سینے گریبان کے تار کے

عالم وہ طلبگار ترے ہو گئے اوسدن
جب تازہ ستم کوئی بھی ایجاد کرینگے

عزیز تخلص عزیز طوائف ساکنۂ دہلی شاگرد سعادت یار خان رنگین

جبکہ باغ و بہار دیکھین گے
ایک گل کیا ہزار دیکھین گے

تم نہ دیکھو گے گو ہمین یکبار
ہم تمہین لاکھ بار دیکھین گے

عفت تخلص نجم النسا بیگم ساکنۂ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود تخلص

ہم جو اے جانجہان تمسے بچھڑ جاتے ہین
صدمے ہوتے ہین فلک ہو تو ہان [illegible] جاتے ہین

فرخ تخلص فرخ بخش ساکنۂ کانپور شاہد بازاری سرگرم دلداری تھی

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے
نگاہ پاک کی شاہد یہی تاثیر ہوتی ہے

قمر تخلص حیدری بیگم عرف ماہ طلعت بیگم بنت مرزا ہمایون بخت ہمشیرہ مرزا محبوب علی قیصر تخلص زوجۂ واجد علی شاہ بادشاہ لکھنؤ تھی ذہینہ و طبیعت دار و خوش مزاج و ظریفہ تھین موسیقی مین بھی دخل رکھتی تھین ہر دو زبان فارسی و اردو مین شعر اچھا کہتی تھین سنہ ۱۲۸۱ بارہ سو اکاسی ہجری مین کلکتہ مین انتقال کیا یہ شعر اس تذکرے کے لیے دیے تھے

دل ناشاد کو تمنے نہ کبھی شاد کیا
بھول کر بیٹھے ہین پھر نہ کبھی یاد کیا

مر کے بھی خو نہ گئی بادہ کشی کی زاہد
حشر مین ساقی کوثر کا نہ دامان چھوٹا

روز و شب کرتی ہے بلبل یہ قفس مین فریاد
ہاے کیا فصل بہاری مین گلستان چھوٹا

لیگیا قیس یہ بھی ذوق تمہارا وحشی
مر کے بھی دست جنون سے نہ گریبان چھوٹا

خزان مین بھی نہ کسی سال کم ہوئی وحشت ‏ ‏ ‏ رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مشتری تخلص قمر نجان عرف مجبو طوائف ساکنہ لکھنؤ شاگرد آغا علی شمس خوش طبع و خوشنویس و خوشگو ہے راقم الحروف سے اِس شوخی مجسم سے لکھنؤ مین ملاقات ہوئی تھی

ناحق ہے ناز حسن سے یہ بے نیاز یان ‏ ‏ ‏ بندہ نواز آپ کسیکے خدا نہین
اوسوقت آپ میری عیادت کو آئے ہین ‏ ‏ ‏ جب بسن چنکے نکلے سے اوترتی دوا نہین
ناکسون سے ربط بد و خونسے محبت واہ واہ ‏ ‏ ‏ دیکھی حضرت سلامت میرزائی آپ کی
سیکھی کی لیا کرین فرشتے ‏ ‏ ‏ جانے کی وہان مجال بھی ہے
غفلت مین ہم اونکو دیکھتے ہین ‏ ‏ ‏ ہے خواب بھی کچھ خیال بھی ہے
باتین تو وہ کرتے ہین خوشی کی ‏ ‏ ‏ چہرے سے عیان ملال بھی ہے
ہین آپس مین وہم و گمان کیسے کیسے ‏ ‏ ‏ یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے
سہے ہم نے جور بتان کیسے کیسے ‏ ‏ ‏ اوٹھائے ہین کوہ گران کیسے کیسے
ملے خاک مین جور گردون دون سے ‏ ‏ ‏ مکین کیسے کیسے مکان کیسے کیسے
دلمین سمجھا چشم کا بیمار ہے ‏ ‏ ‏ جسنے میری ناتوانی دیکھ لی
تیری نظرون مین ہی یکسان نیک و بد ‏ ‏ ‏ اسے مشتری قدردانی دیکھ لی
جیرقت کر دیا اوس ماہ کو ‏ ‏ ‏ آسمان کی مہربانی دیکھ لی
جیتے رہتے بھی تو مشکل تھی رہائی مجھکو ‏ ‏ ‏ سینے چھوٹے جو تیرے ہاتھ سے مرکے چھوٹے
اِس سے تو وصل کے ارمان مین مرنا بہتر ‏ ‏ ‏ یا الٰہی نہ کسی سے کوئی ملکر چھوٹے
مار ڈالا مجھے اے مشتری اِس نیت نے ‏ ‏ ‏ زلفین چھوٹین کمر کے واسطے اژدر چھوٹے

ملکہ تخلص اپنی دختر بلاکیر صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس شہر کلکتہ ماہرو مشکین موی سیمین تن کمان ابرو خوش نگاہ خوش خرام سیمتن نازک بدن قوم انگریز سے ہین موسیقی مین اچھا دخل رکھتی ہین ستار خوب بجاتی ہین کلکتہ مین رہتی ہین کبھی کبھی شعر کہتی ہین کلام اپنا راقم الحروف کو دکھلاتی ہین تھوڑے روز ہوئے کہ مشرف بہ اسلام ہوگئین

گلزار ہے صبا ہے دلدار ہے اور ہیں ہم | سال ایام جدائی کی تکرار ہے اور ہیں مجنون

قطعہ تاریخ ترتیب این تذکرہ سخن شعرا چکیدہ قلم جواہر رقم حاجی حافظ عبد اللہ متخلص بہ آشفتہ شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

طبع مواج حضرت نساخ — ہست دریائے علم و کان سخن
نوک کلکش بجوشش فکر رسا — رگ ابر گہر فشان سخن
مے تراود ز رشحۂ قلمش — شیرۂ جان بکام جان سخن
داد املاچہ تازہ تذکرہ — بہر ارباب نکتہ دان سخن
بیک حرف نکتہ سنجان را — راست سنجیدہ در بیان سخن
ن جگر گوشگان پاک نژاد — ہر یکے مخزن خاندان سخن
اند گوہر مضمون — نامہ اش گنج شائگان سخن
از پئے قوت روح اہل مذاق — داد ترتیب طرفہ خوان سخن
دل بذکر جمیلش از سر شوق — ہست ناخواندہ میہمان سخن
سال تاریخش از سر فضل — گفت آشفتہ گلستان سخن

۱۲ ہجری

ولہ

باملای نساخ معجز رقم — چہ روشن سواد آمد این تذکرہ
ز آشفتہ ای دل بتاریخ آن — بگو در نگہ سرمۂ تبصرہ

۱۲ ہجری

قطعہ تاریخ نگاشتہ حکیم منور حسین متخلص بہ فیض و حکیم صاحب مثنوی سلسبیل و عمدۃ الاعجاز و صاعقہ و جواہر الحکمت و کنایات منوری و صحیفۃ الاسرار وکیل عدالت دیوانی ضلع مونگیر باشندہ امروہہ شاگرد مہدی علی ذکی

صد شکر کہ این کتاب نساخ — معمور ز نظم دلستان شد
بنوشت حکیم مصرعہ سال — این بار کلام شاعران شد

۱۲ ہجری

از حاجی سعید بخت مجموعہ دار متخلص بہ سعید باشندہ سلہٹ
شاگرد حافظ اکرام احمد ضیغم

جناب حضرت نساخ ہیں جو جان سخن — جہاں میں کہتے ہیں سب جنکو رازدان سخن
کیا ہے جمع اونھوں نے یہ تذکرہ کیا خوب — عجیب ڈھب سی مدون ہوا دستا
سعید مجھکو تھی تاریخ کی جو اوسکے فکر — کہا سروش نے آرائش جہ

خاتمۃ الطبع

المنۃ للہ کہ این طلسم جادو نگار گلدستہ گلہای ہمیشہ بہار تذکرۂ سخن شعرا
تالیف منیف استاد نازک خیال شاعر عدیم المثال جناب معلی القاب مولوی
بہادر نساخ کہ گلبن سخن بنام نامیش از ثمرہای تازہ و نو شاخ شاخ در مطبع
گرامی منشی نولکشور لکھنؤ در شہر مبارک رمضان شریف ۱۲۹۱ ہجری
مطابق ماہ اکتوبر ۱۸۷۴ عیسوی بہزار زیب
و تزئین منطبع گردید +
++++